ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ

حصہ اول

تزک سلطانی

(یعنے دفتر چہارم)

تاج الاقبال

تاریخ بھوپال

مؤلفہ

علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ جی سی ایس آئی - جی سی آئی ای

فرمان روائے بھوپال ادامہا اللہ بالعز والاقبال

در مطبع سلطانی ۱۳۲۸ باہتمام محمد حبیب اللہ نائب رونق طبع یافت

کتبہ نصیر الدین احمد انصاری

فہرست مضامین

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

حصّہ اوّل

تزک سلطانی

(یعنے دفتر چہارم)

تاج الاقبال

تاریخ بھوپال

مؤلفہ

علیاحضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ جی سی ایس آئی - جی سی آئی ای -

فرمان روائے بھوپال ادامہا اللہ بالعز والاقبال

در مطبع سلطانی ۱۳۲۸ باہتمام محمد عبداللہ بار اول طبع یافت

کتبہ نصیر الدین احمد انصاری

ہر ذی ہوش انسان کا فرض ہے کہ ہر کام کو اوس خالق بے نیاز خدا ے عزوجل کی حمد سے شروع کرے، جسنے کمزور، اور ضعیف البنیان انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر عقل وشعور، اور تمیز وادراک سے آراستہ وپیراستہ کیا تاکہ جو واقعات اس نگارخانۂ دنیا مین پیش آئین، اونسے مفید سبق حاصل کرسکے خصوصاً ہم مسلمانونکو بھی اوس ذات پاک کا شکریہ واجب ہے کہ اوسنے ہمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بنا کر کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ کے لقب سے ملقب فرمایا اور ہماری دینی، ودنیوی رہبری، اور تمدنی ومعاشرتی زندگی، کے تحفظ کیلیے ہین بہت عمدہ طریقے بتائے، اور اونکے قیام کے واسطے سلاطین کرام، وامرا عظام کے ہاتھون مین عنان حکمرانی مرحمت فرمائی، اور اونکی عظمت وشوکت کو بحکم اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الاَمرِ مِنکُم استحکام بخشا۔

غرضکہ اوس باری تعالی کے بیشمار احسانات کا شکریہ ادا کرنا انسان کے

امکان سے باہر ہے، کیونکہ اوسکی نعمتون کی کوئی حد اور انتہا نہین ۔ وَاِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۔

قطعہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہرچہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر — ما ہمچنان در اول وصفِ تو ماندہ ایم

(سعدی)
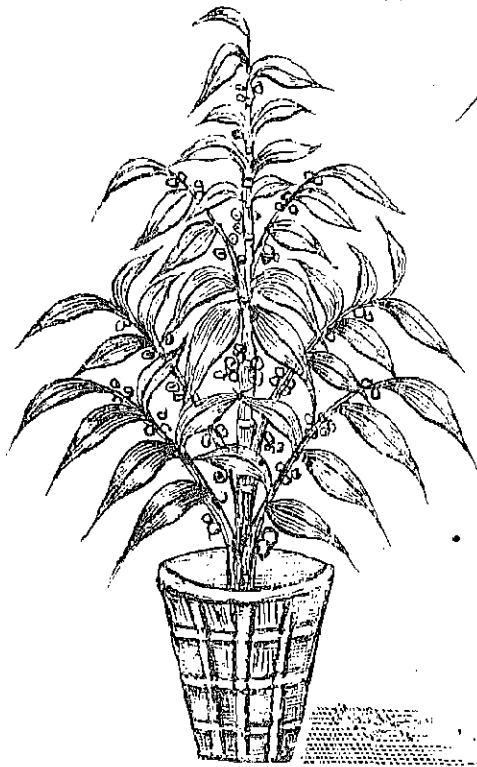
جس اہم کام کا آغاز اس حمد و نعت کے بعد کرنا ہے، وہ تاریخ بھوپال کی تکمیل ہے اگرچہ اس تاریخ مین صرف بھوپال کے روزمرہ کے واقعات، اور ریاست کے مفصل حالات ہی درج ہون گے، لیکن ان ہی روزمرہ کے واقعات اور حالات سے نہایت اہم تاریخی نتائج اخذ کئے جائین گے، اور اہل بھوپال کے لیے قومی وملکی تاریخ ہوگی اور بالخصوص میرے آیندہ جانشینون کے لیے جبکہ وہ تمام کاغذات و امسلہ جن مین یہ واقعات درج ہین، دفتر پارینہ ہوکر برباد ہوجائین گے، اور وہ لوگ اوٹھ جائین گے جنھون نے ان حالات کا مشاہدہ کیا ہے، تو یہ اوراق اون کے متقدمین کی عزت و مساعی کی ایک دستاویز ہون گے وہ اس تاریخ سے خاندانی سلوک اور ملکی ترقی کے معاملات مین ہدایتین حاصل کرینگے کیونکہ گزشتہ واقعات، حال و مستقبل مین ایک عمدہ سبق دیتے ہین، وہ دیکھین گے کہ اون کے متقدمین نے تاج برطانیہ کے ساتھہ کیسی وفاداری کی، اور کیا بیش بہا صلہ حاصل کیا اور اون کو کیسی شہرت دوام نصیب ہوئی اون کے دلون مین بیش از بیش خیالات وفاداری پیدا ہون گے، اور وہ اپنا اعلیٰ ترین فرض تاج وتخت برطانیہ کے ساتھہ مستحکم دوستی اور پرجوش جان نثاری کو سمجھین گے۔

میرے خاندانی ممبر، میرے ملک کے باشندے، اور میرے جانشین سلطنت برطانیہ کے اون افسرون کے نام بھی ہمیشہ عزت و محبت کے ساتھ لین گے، اور ہمیشہ دلی احسان مندی کے ساتھ یاد کرین گے، جنہون نے وقتاً فوقتاً فرمان روایان بھوپال کیساتھ عمدہ برتاو، اور مہربانی کی ہے، اور اونکے اقتدار و اعزاز کی ترقی مین ہر قسم کی مدد دی ہے، اور وہ شاہی درباردن اور جلسون کے حالات پڑھکر کوشش کرین گے کہ قدیمی عزت قائم رہے، اور اوسمین ترقی ہو -

اسکے علاوہ پولٹیکل تعلقات مین جو بعض اوقات نہایت پیچیدگیان پیدا ہوجاتی ہین اون کے سلجھانے کے لیے عمدہ مثالین ہاتھ آئین گی، وہ اون لوگون سے بچین گے جو اپنی خود غرضیون، اور اپنے ذاتی مفاد کے لیے رئیسون کے مزاج مین دخیل ہوکر ملک، قوم، اور خاندان پر مصیبتین نازل کراتے ہین، اور سیکڑون، ہزارونکو برباد کرکے اپنا ایک گھر آباد کرتے ہین -

میری یہ تاریخ، اور اوسکے اول کے حصص نہ صرف میری ملک اور خاندان کیلیے مفید ہونگے بلکہ میرے ہمعصر والیان ملک بھی غالباً اس سے نتائج استنباط کر سکینگے اور پولٹیکل افسرون کو بھی بسا اوقات نظائر ہاتھ آسکین گے -

مین واقف ہون کہ اس تاریخ مین جسقدر واقعات درج ہین، اونکا تمامتر تعلق ریاست ہی کے اندرونی، اور خارجی، معاملات سے ہے، اور اس لیے وہ عام طور پر مفید نہین ہوسکتے، مگر چونکہ ہر ملک اور قوم کے لیے تاریخ کا ہونا ضرور ہے، اور جس قوم، اور ملک کی تاریخ نہین ہوتی، اوسمین نہ اسلاف وا متقدمین کی خوبیان پیدا ہوتی ہین، اور نہ ہمیشہ روایات مین زندگی باقی رہتی ہے، اسلیے مجھے اس تفصیل

کیساتھ واقعات کا قلم بند کرنا زیادہ ضروری معلوم ہوا، اور میں امید کرتی ہوں کہ یہ تاریخ باعتبار واقعات، اور حالات کے مفید اور دلچسپ ثابت ہوگی۔

واقعات کے لحاظ سے **تاریخ بھوپال** دو حصوں پر منقسم ہو سکتی ہے۔

(۱) ابتدائی حصہ، جسکا سلسلہ خاندان بھوپال کے مورث اعلیٰ **نواب دوست محمد خان** بہادر کی زندگی، اور فتوح کے حالات سے شروع، اور گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ پہلا عہد نامہ کرنے پر ختم ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا حصہ، جسکا آغاز گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ عہد نامہ ہونے کے بعد شروع ہوا اور جو جاری ہے۔

سلطنت مغلیہ کے زوال کے ساتھ تمام ہندوستان میں بدامنی کا دور شروع ہوا، اور قانون و آزادی کا دروازہ بند ہو کر ملک میں اوس جنگ و قتال اور ظلم و ستم کی گرم بازاری ہوئی جو تاریخ کے صفحون میں یادگار ہے؛ جنوب و مشرق کی جانب سے اہل برطانیہ فتحمندی کا علم لیکر بتدریج بڑھے، اور دیگر حصص ملک میں طوائف الملوکی کا آغاز ہوا، اگرچہ اس زمانہ کو ابھی پوری دو صدیاں بھی نہیں گزریں، لیکن اوس زمانہ کے حالات پر تاریکی چھائی ہوئی ہے، کیونکہ متواتر جنگ و قتال، اور خانہ جنگیوں کے باعث جنگ وجدل کی تاریخ کے سوا دوسرا مواد تاریخ ملنا محال ہے۔

امراء کے گرد و پیش، اور رئیس بھوپال کے دربار میں، بجائے مورخوں، اور مصنفوں کے، جو ایک زمانہ کی کڑی دوسرے زمانہ کی کڑی سے ملاتے، اور ترقی تہذیب و ترویج علوم میں مدد دیتے ہیں، سپاہی پیشہ اور جنگجو اشخاص کا مجمع رہتا تھا، اور اوس وقت کے لحاظ سے اہل قلم کی نسبت اہل سیف کی زیادہ قدر کیجاتی تھی۔

خاندان بھوپال کی استقامت کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ مرہٹہ گردی کا دور دورہ شروع ہوا، اور چند بہادر پٹھانوں کو مرہٹوں کے سیلاب کا جو تمام ہندوستان پر بڑھتا چلا آتا تھا مقابلہ کرنا پڑا، اوسوقت وسط ہند کی وہی کیفیت تھی جو "مڈل ایجز" (زمانۂ متوسط) میں یورپ کی بعض چھوٹی چھوٹی حکومتوں کی تھی مگر رفتہ رفتہ اہل برطانیہ نے اپنی حکمت عملی سے اس آگ کو جو ہندوستان میں ہر چہار طرف بھڑک رہی تھی فرو کرنا شروع کیا، اور امن و اطمینان کی صورت جو عرصہ دراز سے خونریزیوں کی تاریکی میں پوشیدہ تھی، پھر نظر آئی، اور فرمان روائے بھوپال نے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ معاہدہ کر کے بیرونی مداخلت، اور آئے دن کے خطرات سے بھوپال کو نجات دلائی، اس جگہ تاریخ بھوپال کے پہلے حصہ کا خاتمہ ہوتا ہے۔

اگرچہ تاریخ بھوپال کا اول حصہ، ایک لحاظ سے بہت دلچسپ ہے، لیکن اسکے دلچسپ بنانے کے لیے اصلی واقعات کا پتہ لگانا آسان کام نہ تھا، فی الحقیقت میری نانی نواب سکندر بیگم صاحب خلد نشین نے نہایت تفتیش اور تحقیق سے کام لیکر تاریخ کیلیے مواد جمع کیا، اور میری والدہ نواب شاہجہان بیگم صاحب خلد مکان نے واقعات کو تاریخ کا جامہ پہنچایا، چونکہ موجودہ اُردو کی ابتدا تھی، اسلیے سرکار خلد نشین کا جمع کیا ہوا مواد تاریخ بھی اوسی طرز میں تھا، لیکن سرکار خلد مکان نے تالیف تاریخ کے وقت زبان کی اصلاح کا بہت خیال رکھا۔

دوسرے حصہ کا آغاز سرکار برطانیہ کے عہد نامہ کے ساتھ ہوا، جبکہ برسوں کی جنگ و جدل کے بعد ملک میں امن قائم ہوا، ترقی و آبادی ملک کے ذرائع پر غور کیا گیا، اور اصول سیاست کی امداد سے ملک کی اندرونی نظم و نسق کی، جو

گذشتہ واقعات کے اثر سے درہم وبرہم ہوگئے تھے اصلاح کی جانب توجہ کی گئی، اس زمانہ مین اگرچہ توپ وتفنگ کی ضرورت نہ تھی، لیکن فرمانروایان بھوپال کیلیے عزم، ہمت، دوراندیشی اور معاملہ فہمی کی ضرورت بہ نسبت سابق کے زیادہ تھی، بزور شمشیر حکومت کرنا اسقدر زیادہ مشکل نہین جیساکہ قانون والصاف کیساتھ ہوتی ہے، خصوصاً اوسوقت مین، جبکہ عوام الناس قانون کی پابندی کو ذاتی آزادی کا مخالف سمجھتے ہون، اور ایسی حالت مین ایک حکمران کے لیے حکومت کی ذمہ داریان اور مشکلات، اور بھی بڑھ جاتی ہین۔

تاریخ کے اس حصہ مین نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین سب سے زیادہ ممتاز نظر آتی ہین، بھوپال کے لیے خدا کا بڑا فضل سمجھنا چاہیے کہ اوسنے حکومت ریاست کیلیے ایک خاتون کو ممتاز کیا، اور متواتر تین پشتون تک عنان حکومت بیگمات ہی کے ہاتھو ن مین رکھی تاکہ امن پسندی، اور رحمدلی کی برکتون سے جو فطرتی طور پر عورتون مین زیادہ ہوتی ہے، رعایا فائدہ اوٹھائے۔

حصہ اول جسمین جنگ وجدل کے علاوہ اصلاح ملکی کے حالات پر بہت کم روشنی پڑتی ہے اوسکو سرکار خلد مکان نے اپنی تاریخ بھوپال مین کافی شرح وبسط کیساتھ تحریر کیا ہے، اسلیے یہان اوسکے اعادہ کی ضرورت نہین، لیکن حصہ دوم جسکا آغاز اسم بامسمی خاتون نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین کے عہد سے ہوتا ہے اور جسکے حالات سرکار خلد مکان نے اپنی تاریخ مین درج کیے ہین، بھوپال کی تاریخ کا نہایت اہم اور ضروری حصہ ہے۔

چونکہ نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین بیگمات بھوپال مین ایک

ایسی فرمان روا ہوئی ہین جنکے زمانہ مین کثیر التعداد اصلاحات ہوئین اور جنگ وجدل اور امن وامان کے دونون دور گذرے لہذا اونکی زندگی کے حالات، اور اون کے عہد کی اصلاحات ملکی کا مختصر الفاظ مین اعادہ نہ صرف دلچسپ بلکہ ہر پہلو سے مفید ہوگا، اس لیے مین اپنی تاریخ کو اونہین کے حالات زندگی سے شروع کرنا مناسب سمجھتی ہون، اور اسی سلسلہ مین اپنے **والد مرحوم** اور اپنے طفولیت کے حالات کا بھی تذکرہ مینے مناسب سمجھا ہو کیونکہ **سرکار خلد نشین** کے واقعات زندگی کے ساتھہ یہ واقعات بھی ایک خاص لزوم رکھتے ہین، اگرچہ ترتیب واقعات کے لحاظ سے تاریخ کا آغاز میری شادی کتخدائی سے ہونا چاہیے۔

ایک فرمان روا والی ریاست کی ذمہ داریون، اور ہجوم کار سے جو لوگ واقف ہین وہ بخوبی اندازہ کرسکتے ہین کہ تاریخ نویسی جیسے اہم، اور فرصت طلب کام کے لیے میرا تیار ہونا کچھ آسان کام نہین ہے، لیکن چونکہ ابتدا سے میری یہ خواہش رہی ہے کہ مین اپنے بزرگون کے قدم بقدم چلون، اور اون کی مثال سے فائدہ اوٹھاؤن، پس مینے یہ ارادہ بھی کیا کہ تاریخ بھوپال جسکی ابتدا **سرکار خلد نشین** نے کی تھی، اور **سرکار خلد مکان** نے بڑی محنت وجانفشانی کے ساتھہ ۱۸۷۲ء سے ۱۲۹۹ھ تک کے حالات قلمبند فرمائے ہین اوسکو زمانۂ حال تک پورا کرون، اگرچہ بار بار کے سفر، اور کاروبار ریاست سد راہ ہوے لیکن ہر ایک واقعہ اس کتاب مین کامل تحقیق کے بعد درج ہوا ہے، میرے سفر بیت اللہ شریف کے حالات پڑھنے کے بعد ناظرین کو اطمینان ہو جائیگا کہ مین نے حد درجہ کی تحقیق و تنقید سے کام لیا ہے۔

اپنے زمانۂ حیات مین **سرکار خلد مکان** نے دفتر چہارم کا مواد جمع کر لیا تھا لیکن افسوس ہے کہ محافظین کی غفلت سے یہ قیمتی ذخیرہ ضایع ہوگیا، اور مجھے از سر نو چھان بین کرنا پڑی؛

نواب سکندر بیگم صاحبہ کے اجمالی حالات
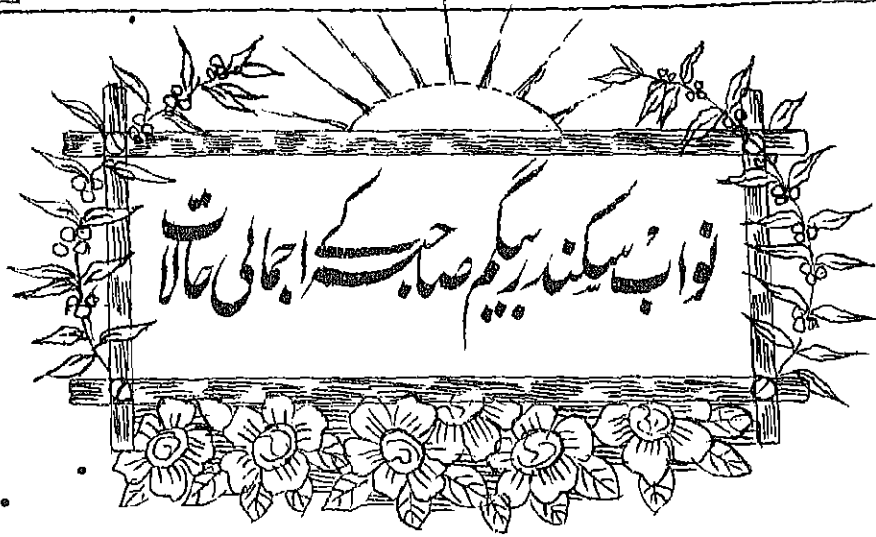
تاریخ بھوپال مین نواب سکندر بیگم صاحبہ کا وہی مرتبہ ہے جو تاریخ ہند مین شہنشاہ اکبر اعظم کو حاصل ہے، جب اکبر سریر آراے سلطنت ہوا تھا تو ملک کی حالت نہایت نازک تھی، لیکن اوس نے اپنی دور اندیشی، اور حکمت عملی کی بدولت ملک کو اوس نازک حالت سے نکالا، اور نظم و نسق کو ایسے اعلی پیمانہ پر پہنچایا کہ آجتک با وجودیکہ صدیان گزر چکی ہین، تمام ممالک متمدنہ مین اوس کے اصول حکمرانی کی عمدگی کا اعتراف کیا جاتا ہے، اور اوسکے انتظام کی تعریف ہوتی ہے۔

اسی طرح نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین، اگرچہ ایسے زمانہ مین پیدا ہوئی تھین اور اونھون نے ایسے دور مین نشوونما پایا تھا جو تاریخ مین سب سے زیادہ تاریک اور ہولناک ہے، اونھون نے آنکھین کھول کر اپنے ملک مین غیر متمدن گردلا ور اشخاص کا ہجوم پایا، بچپن سے سن شعور تک خونریزیون، اور معرکہ آرائیون ہی کی کہانیان سُنین، اور جنگ و جدل ہی کا سما پیش نظر رہا، اسلئے بمقتضاے عام فطرۃ انسانی اون کو بھی وہی باتین خوش آیند معلوم ہونی چاہیے تھین جو ۳۰ سال کی عمر تک چشم و گوش کے ذریعہ سے قلب پر مرتسم ہوتی رہین، لیکن چونکہ

وہ فطرۃً امن دوست اور صلح پسند تھیں اونھوں نے بچپن ہی سے ان باتوں کو نفرت سے دیکھا اور حقارت سے سنا، اور پھر عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد جو اصلاحات اور امور و مہمات اونکے مبارک، اور طاقتور ہاتھوں سے انجام پذیر ہوئے اونھوں نے ظاہر کر دیا کہ فطرۃ نے اونکو ایک ملک کی اصلاح کے لیے پیدا کیا تھا، اور اون میں ایک خاص انتظامی قوت و دیعت کی تھی، وہ اپنے ملک کی حالت سنوارنے میں اکبر اعظم سے کم نہ تھیں، جبتک تاریخ کا سلسلہ قائم ہے اصلاح و سیاست مدن کے حصہ میں نواب سکندر بیگم صاحبہ کا نام سنہرے حرفوں میں لکھا جائیگا اور بھوپال ہمیشہ اپنے ایسے حکمران کے دور حکومت پر فخر و مباہات کریگا، اونکے دور حکومت کے واقعات، اون کی بیدار مغزی، بلند خیالی، اور اون کی قوت اصلاح کی شہادت دیں گے ۔

حکومت بھوپال کی بنیاد نہایت بے امنی کے زمانہ میں قائم ہوئی ہے، اور اس دور کا اقتضا تھا کہ بقاے حکومت کے لیے جنگجو گروہ کی خدمات سے کام لیا جائے، اور اونکے دلوں کو رام کیا جائے، اسی لیے متقدم رئیسوں نے ایک بڑا گروہ جنگجو سرداروں، اور امرا کا اپنے گرد و پیش جمع کر رکھا تھا، ہر ایک سردار کے ماتحت جسقدر سپاہ ہوتی تھی وہ اوسکی ذاتی ملازم سمجھی جاتی تھی، اور لڑائی کے موقعوں پر اونہیں سرداروں کے زیر حکم رہتی تھی، ریاست کے ہر ایک صیغہ میں انہیں سرداروں کا اثر پایا جاتا تھا

سرکار خلد نشین نے بھی عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی اسی قسم کے لوگوں کو ریاست میں حاوی پایا، اور دربار میں ایک ایسے فوجی گروہ، اور سرداروں کی

جماعت کو دیکھا جو قابو یافتہ تھا، اور وہ باعتبار اپنی سنت کے امن، اور قانونی حکومت کو حقارت، اور نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا، اور مثل اپنے بزرگونکے زندگی بسر کرنا چاہتا تھا، ایسی نازک حالت کے ہوتے ملک مین اصلاحات کرنا، اور اوس گروہ کو جو کئی نسلون سے آزاد چلا آتا تھا، قانون و قواعد کا پابند بنانا نہایت مشکل کام تھا، لیکن چونکہ وہ بھوپال کی اصلاح کو اپنی زندگی کا اعلیٰ ترین مقصد قرار دے چکی تھین اسلیے اونھون نے ان مشکلون کی پروا نہین کی، اور خدا کی مدد، اور اپنی ہمت پر بھروسہ کر کے اس اہم کام کا آغاز کیا، امراکی ضد، اور بیجا آزادی پر غلبہ پایا، اور اون تمام رکاوٹون، اور مشکلون پر فتح حاصل کی جو اون کی راہ مین حائل تھین. اونکی اس نمایان کامیابی نے نہ صرف اونکو بھوپال کا نجات دہندہ اور محسن ہی بنایا بلکہ معاصر حکمرانون سے، جو اونسے باعتبار اپنی قوت اور قدامت حکومت کے بدرجہا زیادہ تھے ممتاز بنا دیا، اور دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ جنس جو بنی نوع انسان مین کمزور تسلیم کی گئی ہے، اوس مسلمہ طاقتور جنس سے جو مرد کے نام سے موسوم ہے، اپنی بیدار مغزی، روشن دماغی، اور انتظام حکومت کی اعلیٰ قابلیت اور نیز سپاہیانہ اوصاف مین گوے سبقت لیگئی۔

فی الواقع اونہین کی حکومت کی یہ برکت ہے، کہ وہ بھوپال جسکے نام کو مٹے ہوے صدیان گذر چکی تھین، اور جسکا وجود ہندوستان کی تاریخ وجغرافیہ مین ایک بے نمود ستارہ گیا تھا اب تاریخ کا ایک ضروری باب، اور جغرافیہ کا ایک نمایان مقام ہے، اور جو ایک خاص خصوصیت کے ساتھ مشہور دیار و امصار ہے۔

سرکار خلد نشین کے سلسلہ اصلاحات مین سب سے مقدم فوجی اصلاح ہے، یورپ مین

فیوڈل سسٹم کا جو طریقہ تھا، تیموری سلطنت کا بھی تقریباً وہی طرز عمل تھا، یعنی فوجی افسرون کو تنخواہ کے بدلے جاگیرین ملتی تھین، اور اونکو حکم تھا کہ مقررہ تعداد کی فوج اپنے زیر انتظام رکھین، اور اونکی تنخواہین بھی اسی جاگیر سے دیجائین، اسی طرح فوج کا تعلق براہ راست بادشاہ سے نہین بلکہ فوجی افسرون سے ہوتا تھا، اور اس بناپر اون افسرون کی طاقت پر منحصر ہوتی تھی، اور اون کی بے اعتدالیون کا ہروقت اندیشہ رہتا تھا۔

(۱) سرکار خلدنشین نے اس طریقہ کو توڑا، افسرون کی تنخواہین نقد کین، اور فوج کا مشاہرہ براہ راست، ریاست سے مقرر کیا۔

(۲) انگریزی اصول پر فوج کے لیے قواعد جنگ کی تعلیم کا انتظام کیا اور اسکے لیے تربیت یافتہ دیسی افسر مقرر کیے۔

(۳) توپخانہ جو بالکل بیقاعدہ تھا، اوسکو درست ومنظم کیا۔

ان اصلاحات کا نتیجہ ہوا کہ ایک پراگندہ، منتفرق، اور پریشان گروہ، قواعددان اور تربیت یافتہ لشکر کی صورت مین نمایان ہونے لگا، اسکا عملی اثر جو بہت جلد نمایان ہوا یہ تھا کہ ۱۸۵۷ء[1] مین جب بغاوت کی آگ میرٹھ سے مشتعل ہوکر تمام ہندوستان مین

[1] سنٹرل انڈیا مین سب سے پہلے افواج چھاونی اندور نے بغاوت کی اور کئی انگریز مارے گئے اسیلیے آنریبل کرنل ڈیورنڈ صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل، وشکسپیر صاحب، واسٹاکلی صاحب وکرنل ٹریور صاحب، مع میم صاحبات کے ہمراہ آشٹہ سیہور پہنچے، اور پناہ گزین ہوے لیکن فوج کنٹنجنٹ بھوپال مین جو زیادہ تر یورپ سے تھے، حسب ترغیب افواج چھاونی سیہور فساد پر امادہ ہوے مجبور ہوکر کل افسر بھوپال کو چلے آئے، نواب سکندر بیگم صاحبہ نے کل صاحبان یورپین کی بہت خاطر

پھیل گئی، اور ملک کا چپا چپا فتنہ وفساد کا جولانگاہ بنگیا، تب بھی بھوپال اس اثر سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ومدارات کی، اور بحفاظت تمام اونکو ہوشنگ آباد پہنچوا دیا، صرف کرنل ٹریور صاحب فوج کنٹنجنٹ سیہور ہین رہ گئے۔

اونھین ایام مین ڈاکٹر صاحب افواج کنٹنجنٹ گوالیار، وکپتان کارٹر صاحب کمانیسر رجمنٹ پنجم اگر وکپتان میک ڈوگل صاحب کمانڈر دوم ومیجر میکفرسن صاحب، وڈاکٹر سیلفنٹ صاحب وکپتان لیمارشنڈ صاحب توپخانہ وانگلیڈ صاحب، ومیم برلٹن صاحبہ، ومیم ہرلسین صاحبہ، ومیم ہین صاحبہ مع بچون کے اور روائسٹ صاحب وغیرہ، کل ۲۷ آدمی اندور سے موضع" اونچود" پرگنہ جاورحد ودبھوپال مین داخل ہوے، یہان پہونچکر سب صاحبون نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اب ہم مقام امن وآسائش مین آگئے، کیونکہ نواب سکندر بیگم صاحبہ خیرخواہ ووفادار ہین، اس مقام پر تحصیلدار نے ہر ایک قسم کی رسد بہم پہنچائی، اوس سے تمام مہمانون کی کلفت جو نہایت خستہ حال تھے دور ہوئی، تحصیلدار نے یہ بھی کہا کہ اگر وہ چٹھی صاحب پولٹیکل ایجنٹ کو دینگے، تو مین پہونچا دونگا، چنانچہ جسوقت چٹھی صاحب مم. وح کو دیگئی میجر ریچرڈ صاحب نے بمشورہ نواب سکندر بیگم صاحبہ اطلاع دی کہ سیہور ہرگز نہ آؤ، اور سیدھے ہوشنگ آباد کو روانہ ہوجاؤ، سواری وباربرداری وخورش وپوشش کا بندوبست ریاست سے کیا گیا، اکل وشرب ہر قسم کا سامان اور ملبوسات سرد وگرم چھوٹے بڑے بافراط بھیجے گئے، جس وقت سرپوش خوانون کے اوٹھائے گئے، اور اشیا نفیسہ دیکھی گئین کل صاحبان کو بہت خوشی ہوئی، سواری کے لیے دس بارہ ہاتھی تھے، مگر ممانعت روانگی سیہور سے تعجب تھا، اسلیے چپراسی مرسلہ سے جو مسلمان تھا مفصل حال دریافت کیا، اوسنے کہا کہ" سب صاحبان حسب صلاح نواب سکندر بیگم صاحبہ ہوشنگ آباد چلے گئے ہین، اور میجر ریچرڈ صاحب پولٹیکل ایجنٹ بھی بروقت روانگی چٹھی روانہ ہونیکو تیار تھے

بالکل محفوظ رہا جسکی وجہ صرف یہ تھی کہ فوج باقاعدہ، اور فرمان پذیر بن چکی تھی،

بیگم صاحبہ نے یہ بھی یقین دلایا ہے کہ وہ حفاظت ملک و نیک چلنی سپاہ کنٹنجنٹ کی ذمہ دار ہین" پھر صاحبان موصوف وہانسے روانہ ہوکر شب کو ۱۱ بجے "اچھاور" پہنچے، دروازہ حصار گڑھی قصبہ کا بند تھا، مگر صاحبان بہادر کے لیے اوسیوقت کھولا گیا، دوسرے روز لاڑکوئی آئے، یہان ایک شخص کندن سنگہ نامی آیا، اور بچشم خشم آگین، باواز مہیب بولا "مین جاسوس ملازم مہاراجہ سیندھیا، و ہلکر ہون، مجکو حکم ہے کہ کوئی فرنگی اس ضلع سے زندہ نہ جانے پائے" یہ کہکر خوب دہمکایا، اور کہنے لگا کہ "وہ پہاڑ جو سامنے نمودار ہے، وہان پانسو سوار زیر حکم میرے ہین، تین روز ہوے کہ ڈیورنڈ صاحب رزیڈنٹ اندور ادھر سے گئے، اور بعوض خدمتگذاری اونہون نے پانصد روپیہ اور کئی بندوقین اور تلوارین دین" یہہ باتین سنکر صاحبون کو تعجب ہوا کہ ہمارے پاس نہ روپیہ ہے، نہ ہتیار، کہ دین، بلکہ یہ افسوس ہوا کہ جسطرح وہ بیہودہ گوئی کر رہا تھا بہتر ہوتا کہ مار ڈالا جاتا، مابعد ظاہر ہوا کہ دلیپ سنگہ و نرپت سنگہ جاگیردار "لاڑکوئی" کا بھائی ہے، اوسکی صلاح آپس مین یہ قرار پائی تھی کہ جو کچھ ہے وہ چھین لے، مگر بخوف ضبطی جاگیر، و دارو گیر ریاست کچھ نہ کر سکا، یہانسے براہ "پان گوڑاڑیا" و "گواڑیہ بڈھنی" پر پہنچے "نربدا پار" سب صاحبان، میجر رکاڈس صاحب پولٹیکل ایجنٹ سیہور، و کپتان ڈوڈ صاحب کمشنر، و کرنل ہالن صاحب بہ طیب خاطر و خوشدلی ملے، زیادہ تر سب صاحبون کو مسرت اس بات کی ہوئی کہ ایک میم صاحبہ جو ہمراہ تھین، بارہ دن کا بچہ اونکی گود مین تھا، اور اونکا شوہر کپتان ہریسن صاحب گم تھا، بلکہ یقین تھا کہ وہ قتل ہوگیا ہوگا، وہ یہان زندہ ملا۔

مابعد افواج کنٹنجنٹ بہ ترسیب تحریک افواج اندور بغاوت پر آمادہ ہوئین،

اگرچہ شورش کے طوفان مین اسکو بھی خودسری کا خیال آیا تھا لیکن جب نواب نظیر الدولہ باقی محمد خان صاحب لے جو فوج کے سپہ سالار وقت اور سرکار خلد نشین کے تربیت یافتہ اور اونکے دست و بازو تھے، فوج کو جاکر اطاعت کی ترغیب دی تو فوراً اوس نے گردن تسلیم خم کردی، اور ہمہ تن فرمان پذیر بن گئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نواب سکندر بیگم صاحبہ نے ایک دستہ فوج اونکی تادیب کیلیے فی الفور سیہور روانہ کیا، اور خزانہ گورنمنٹ کو اپنے قبضہ مین کیا، اسپر سپاہ کنٹنجنٹ بگڑا یا کی لیکن فساد نہونے پایا، نہایت دانشمندی سے چھاونی سیہور کو باغیون کے ہاتھون سے بچالیا، بعدہٗ یورپین فوج آئی، اوسنے کنٹنجنٹ سپاہیون کو مقید کرلیا، اور جو اونمین باغی ثابت ہوے اون کو پھانسی دی گئی۔

بمقام بیرسیہ بابو شب راو سپرنٹنڈنٹ باغواے سرفراز خان سکنہ راحت گڈھ ونامدار خان پنڈارہ ساکن کلارا کے مارے گئے، افواج بھوپال نے پنڈارہ مذکور کو متصل موضع پائین علاقہ راحت گڈہ کے مع فاضل محمد خان باغی جاگیردار آنبا پانی راحت گڈھ سے گرفتار کیا، اور جنرل صاحب افواج انگریزی کے روبرو پیش کیے گئے، دونون کو قلعہ کے دروازہ پر پھانسی دی گئی، اور جاگیر ضبط ہوئی۔

نواب سکندر بیگم صاحبہ نے اپنی ریاست مین امن قائم رکھنے کے لیے سخت کوششین کین، اور نہ صرف اپنی ریاست مین امن قائم رکھا، بلکہ بیرون حدود ریاست، اونہون نے سامان غلہ گھاس جانب شمال کالپی تک پہنچایا، اور بغرض قائمی امن ساگر، چندیری، جھانسی، وغیرہ بندیل کھنڈ تک فوج روانہ کی، سپاہیان وسواران وعہدہ داران نے

لہ اس واقعہ کی تفصیل آگے آئیگی۔

فوج بھوپال نے نہ صرف ریاست کو محفوظ رکھا بلکہ بیرونی بغاوتونکے فرو کرنے مین جان بازیان دکھائین چھاونی سیہور کی کنٹنجنٹ کو جو باغی ہوگئی تھی مغلوب کیا، اور اوسکی سرکوبی کی۔ اپنے ملک سے باہر حدود کالپی تک انگریزی حکام اور فوج کو رسد پہنچائی، اور سرحد ساگر، و علاقہ بندیل کھنڈ تک امن قائم رکھا۔ انگریزون کو جو اس خونخوار زمانہ مین کہین امن کی جگہ نہین ملتی تھی اور نہ اونکو اپنی حمایت کی کسی سے امید رہی تھی، اپنی امن و حمایت مین لیکر تاج برطانیہ کی وفاداری کا کامل ثبوت دیا۔

ان خدمات کا اعتراف اور قدردانی بھی سلطنت برطانیہ کی طرف سے کماحقہٗ کی گئی، جو ریاست بھوپال کے لیے مایۂ ناز ہے، چونکہ یہ تذکرہ بجاے خود ایک تاریخ ہے، اور ہندوستان کی مختلف تاریخون مین بالتفصیل درج ہے اسلیے اوسکا اعادہ ضرور نہین

مین اس موقع پر اپنے ملک کے اون بہادرون*، کو جنہون نے ایام غدر مین ایسی بیبہا خدمات کین فراموش نہین کرسکتی، اور نہایت فخر کے ساتھ اوس عزت مین شریک کرتی ہون جو سرکار خلد نشین کو حاصل ہوئی، اور مجھے اس امر پر افتخار ہے کہ جسطرح مین گورنمنٹ برطانیہ کی وفادار اور خیرخواہ رئیسہ کی جانشین ہون اوسیطرح میرے ملک کے باشندے اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اثناء راہ مین کئی معرکون پر وہ بہادری دکھائی کہ ۲۴ نومبر ۵۸ء کو آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے بتوسط صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر اپنی بہت بڑی خوشنودی ظاہر کی۔ اور متواتر تحریرات گورنمنٹ مین اعتراف ہوا کہ تمام زمانہ غدر مین سارے خطہ ہندوستان مین کوئی رئیس نواب سکندر بیگم صاحبہ سے زیادہ ثابت قدم ثابت نہین ہوا، لہٰذا اس موقع پر ریاست بھوپال بڑی وفادار دوست برٹش گورنمنٹ ثابت ہوئی۔

* بخشی متو خان رسالدار افواج و بخشی مروت محمد خان سپہ سالار۔

میری عزیز رعایا اون سورماؤن کی نسل ہے جو نہایت جوش کیساتھ گورنمنٹ کے جان نثار تھے
بعد انتقال نواب جہانگیر محمد خان کے سرکار خلد مکان جب صدر نشین ہوئی تھین تو بوجہ
اونکی کمسنی کے میان فوجدار محمد خان نائب الریاست مقرر ہوے تھے، وہ دو سال تک
خود مختاری کے ساتھہ کام کرتے رہے، جسوقت سرکار خلد نشین مختار ریاست ہوئین تو
اونھون نے علاوہ اور ابتریون کے نظام مالی مین بھی سخت ابتری پائی، خزانہ ریاست پر
۲۲۳۷۶۷۱۹ روپیہ ۹ آنہ ۳ پائی زمانہ نواب جہانگیر محمد خان کا، اور ۱۱۵۸۳۵ روپیہ ۸ آنہ
عہد نیابت میان فوجدار محمد خان کا، جملہ ۲۲۳۶۱۸۴۱ روپیہ ۱ آنہ ۳ پائی بار قرضہ سودی تھا
سرسبز، اور زرخیز محالات بصورت رہن سودخوار مہاجنون کے قبضے مین تھے اور ریاست کی
آمدنی کل گیارہ لاکھہ کی رہگئی تھی۔

اونھون نے نہایت مستعدی کے ساتھہ ملکی اصلاحات پر توجہ کی، باوجود عورت
ہونے کے تمام ملک کا دورہ کیا، اور ہر کلی و جزوی حالت سے واقفیت حاصل کرکے
مفصلہ ذیل انتظامات کیے۔

(۱) تمام ریاست کی پیمائش کرائی، یہ وہ کام تھا جو اکبر اعظم کے عہد کے بعد
ہندوستان مین پھر کبھی وجود مین نہین آیا تھا، پیمائش سے تمام مواضع، اور
اور قصبات، و دیہات کی سرحدین مقرر ہوگئین، اور تشخیص مالگذاری مین آسانی
واقع ہوئی، کل دیہات تین ضلعون، اور ۲۱ پرگنون مین تقسیم کیے گئے۔

(۲) جمع بندی، اور مالگذاری کی وصول و تحصیل کے قاعدے مرتب کیے،
اور یہ کام اس خوبی سے انجام دیا کہ سر آر ہملٹن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے
اپنے خریطہ متعلقہ انتظام ریاست مورخہ ۷ نومبر ۱۸۵۵ء مین، سرکار خلد نشین کے انتظامات کی

تعریف کرتے ہوے لکھا تھا کہ "آپکی خوبی بند و بست سے جو ضرب المثل ہے آیندہ کو بھی زمام ریاست آپکے ہاتھہ مین رہنا چاہیے ۔

اونکے اس طریقہ بند و بست سے رعایا کی حالت جو زمانہ دراز کی بدنظمی اور بداطمینانی کی وجہ سے خراب ہوگئی تھی سنورنے لگی، ریاست کی مالی حالت درست ہوگئی اور ریاست جو لاکھون روپیہ کی مقروض تھی بار قرض سے سبکدوش ہوگئی ۔

(۳) سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ کاشتکار و مزارعین ہمیشہ بنیون اور مہاجنونکے قرض سے زیر بار رہتے تھے ، اور جو کچھہ زراعت سے پیدا ہوتا تھا اوس کا بڑا حصہ سود در سود کے مطالبون مین نکلکر اون کو سدّ رمق کے برابر بھی مشکل سے بچتا تھا ۔

سرکار خلد نشین نے اس خرابی کے رفع کرنے کا یہ انتظام کیا کہ تحصیلدارون کی ضمانت پر مہاجن قرض دین ، اور زراعت کی پیداوار ہونے کے وقت تحصیلدار خود اپنے اہتمام کے ساتھہ اس قرض کو کاشتکارون سے ادا کرا دین ، سود کی شرح اسقدر مناسب ، اور معتدل مقرر کی گئی تھی کہ جو کاشتکارون کو زیر بار نہونے دیتی تھی ۔

تقاوی اور کاشتکاری بینک کا طریقہ جو اب گورنمنٹ انگریزی مین جاری ہو رہا ہے گویا ابتدائی حالت مین اسکی بنیاد سرکار خلد نشین نے بہت پہلے سے ڈال دی تھی ۔

اسوقت تک ریاست مین دادخواہی کے لیے باقاعدہ عدالتین نتھین ، سرکار خلد نشین نے عدالت کے مختلف محکمے قائم کیے ، اور دیوانی و فوجداری کے جداجدا اور مفصل دستور العمل قانون کی صورت مین تیار کرائے ، جنمین دستور العمل ناظمی ، مثل دستور العمل کلکٹری بہت ضخیم ہے ، اور اسمین مثل آئین اکبری قواعد بند و بست ، و مالگزاری ، قواعد کاشتکاری ، قواعد پٹواریان ، قواعد قانون گویان ، قواعد جاگیرات

قواعد سائرات، قواعد جنگلات، قواعد حسابات، قواعد ملازمت، قواعد مدارس، قواعد تعمیرات
قواعد عدالت، قواعد پولیس، قواعد فوج، قواعد تہذیب دفتر، قواعد دورہ حکام،
قواعد بیگار، اور قواعد رسد رسانی شامل ہین۔

چونکہ اوس زمانہ مین مطبع کا رواج بہت کم تھا اسلیے یہ قواعد و قوانین ہر ایک دفتر کے لیے قلمی لکھوائے گئے۔ پھر سنہ ۱۸۶۰ء مین ضروریات ریاست کے لیے مطبع سکندری قایم کیا۔

عام تعلیم کے لیے پرگنات مین اردو، ہندی کے مکاتب، اور مدارس قایم کیے اور رعایا کو تعلیم و تربیت کے مختلف ذریعون سے ترغیب دلائی۔

سنہ ۱۸۶۰ء مین مدرسہ "سلیمانیہ" عربی فارسی، انگریزی تعلیم کے لیے قایم کیا دستکاری، اور صنعت کی تعلیم کے لیے ملکہ معظمہ کے نام پر مدرسہ "وکٹوریا" جاری کیا۔

ان حالات کو دیکھتے ہوے بے شک یہ ماننا پڑتا ہے کہ سرکار خلد نشین نے ریاست کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو مثل ایک ہوشیار، اور تجربہ کار ملاح کے طوفان تباہی سے نکالا، اور اپنے شیر دل جد نامور وزیر محمد خان صاحب کی طرح آیندہ بربادیون سے دوبارہ بچایا، البتہ فرق یہ رہا کہ وزیر محمد خان صاحب مرد تھے، اور سرکار خلد نشین عورت، اونھون نے بزور شمشیر ریاست کی حفاظت کی، اور انھون نے بحسن تدبیر۔

جب سرکار خلد نشین کی اصلاحات مکمل ہو گئین، اور ریاست کا نظم و نسق ایک عمدہ اور معین اصول پر ہونے لگا، تو اونکی زیادہ تر توجہ کاشتکارون، اور تاجرون پر منعطف رہنے لگی، وہ ونکے ساتھ ہر طرح کی ہمدردی، اور محبت کرتین، اور ہمیشہ اونکی دلجوئی، اور خوشحالی کے ذرایع پیدا کرنے مین مصروف رہتین حتی کہ

جب کسی موقع پر پٹیل اور مستاجر بھوپال آتے تو اونکو اپنے محلات اور باغات دکھاتین اون کی تفریح کے لیے قسم قسم کے سامان مہیا فرماتین اونکے بچون پر اظہار شفقت کرتین اور اونکو کھلونے دیتین۔

مجھے خوب یاد ہے کہ میرے بچپن کے زمانہ مین جب کبھی وہ نصیحت فرماتین تو اونمین سب سے پہلی نصیحت جو نہایت موثر طریقہ پر ہوتی یہ کیجاتی کہ "کاشتکار اصل ہماری پونجی ہین یہ سب ہین غریب لوگون کی مشقت، اور محنت وعرق ریزی کی بدولت ہے کہ ہم حکومت کرتے ہین اور شان وشوکت کے ساتھہ رہتے ہین، جب تم مسند ریاست پر بیٹھنا تب اوس ناتوان مگر سب سے زیادہ قیمتی، اور مفید گروہ کی فلاح کو اپنا بہترین اور مقدم فرض سمجھنا"۔

مینے اوس نصیحت کو ہمیشہ عزت کے ساتھہ پیش نظر رکھا ہے اور مینے اوسکی تعظیم عملاً یون کی ہے کہ اپنی کاشتکار پیشہ رعایا کی نگہداشت حقوق کو انتظام ملک مین سب سے زیادہ ضروری فرض جانا ہے، اور میری سب سے بڑی کوشش زراعت پیشہ آبادی کی بہبودی کے متعلق ہے۔

سرکار خلد نشین نے جو خدمات سلطنت برطانیہ کی کین اونکا صلہ سپاہ غدر اور کمپنی کی حکومت کے خاتمہ کے بعد ہی ملنا شروع ہوگیا، اور نہ صرف اونکو بلکہ اونکے آیندہ جانشینون کو بھی اونکی مبارک کوششون کا ثمرہ خوشگوار ملا جنوری سنہ ۱۸۶۱ع مین بمقام جبلپور ایک شاہی دربار منعقد ہوا جسمین ملکہ معظمہ قیصر ہند کے نائب السلطنت لارڈ کیننگ نے سرکار خلد نشین کو مخاطب کرکے اسپیچ دی، اور اوسمین اونکی اون خیر خواہیون کا جو ایام غدر مین کی تھین، اعتراف کرکے

پرگنہ بیرسیہ[1] کی سند مع اوسکے ملحقات کے اپنے دست مبارک سے سپرد فرمائی،
یکم مئی ۱۸۶۱ء کو باضابطہ دخل وقبضہ ہوا سرکار خلد نشین مع سرکار خلد مکان، نواب
امراؤ دولہ صاحب بہادر، نواب قدسیہ بیگم صاحبہ اور بیرے ونواب سلیمان جہان بیگم صاحبہ
مرحومہ، ودیگر اراکین دولت کے قصبہ بیرسیہ کو تشریف لے گئین، دخل وقبضہ کے
دن قلعہ فتحگڈھ سے ے فیر سلامی کے سر ہوئے۔

پھر اکتوبر مین بمقام الہ آباد اسٹار آف انڈیا[2] کا تمغہ اور خطاب مرحمت ہوا،
اسی دربار مین مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیا بہادر، نواب صاحب بہادر رام پور،
اور مہاراجہ بہادر پٹیالہ وغیرہ کو بھی تمغہ اور خطاب ملا تھا، ان سب والیان ملک کو
مخاطب کرکے ہز اکسیلنسی ویسرائے نے تقریر کی، اور مبارکباد دی، اس دربار سے
فارغ ہوکر سرکار خلد نشین بنارس، فیض آباد، لکھنؤ اور دھلی وغیرہ کی سیر[3] کو تشریف لے گئین،
واپسی پر خطاب ملنے کی خوشی مین عظیم الشان پیمانہ پر یکم نومبر ۱۸۶۱ء کو یوروپین دوستون
اور برٹش افسرون کی دعوت کی، دعوت کا اہتمام وانتظام زیر نگرانی ڈاکٹر احسن صاحب

---

[1] یہ حصہ ملک ریاست دھار کا تھا، جو ضبط کیا گیا تھا۔

[2] تمغہ اسٹار آف انڈیا بعد وفات شخص خطاب یافتہ حسب آئین وقانون سلطنت واپس ہوجاتا ہے
چنانچہ سرکار خلد نشین کا تمغہ بھی بعد رحلت، گورنمنٹ مین واپس ہوگیا، لیکن تین ہی سال بعد اونکی جانشین
سرکار خلد مکان کو عطا ہوا۔

[3] اس سفر کے بیان مین سرکار خلد مکان نے اپنی کتاب تاریخ تاج الاقبال مین جامع مسجد دہلی کے
متعلق صرف یہ تحریر فرمایا ہے کہ "اور زینت المساجد کی طرف سے جامع مسجد شاہجہانی کے دیکھنے کو" روانہ ہوئے
مسجد کا دروازہ بند تھا، ہمارے لیے حکام انگلشیہ نے کھلوادیا، مسجد دیکھکر "اپنی فرودگاہ کو روانہ ہوئے"

ایجنسی سرجن سیہور کیا گیا تھا، اگرچہ اوس زمانہ مین ریل نہ تھی لیکن اکثر ہان اور بانکھ صاحب آنریبل میجر میڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ اندور تشریف لائے تھے، ان ہی دلون مین میری تقریب بسم اللہ کی خوشی مین بھی دعوت کی گئی تھی، اور تمام یوروپین جنٹلمین اور لیڈیز اسمین شریک ہوے تھے۔

سرکار خلد نشین دربار الہ آباد کے بعد پھر بمقام اکبرآباد جو سلاطین مغلیہ کا مشہور دار الخلافت تھا، ایک بڑے دربار کی تقریب مین جس مین سنٹرل انڈیا کے چوراسی رؤسا، و والیان ملک موجود تھے شریک ہوئین، اس موقع پر اول ملاقات کے وقت لارڈ لارنس بہادر نے سرکار خلد نشین کو یہ مسرت آمیز اطلاع دی کہ "لارڈ کیننگ جسوقت لنڈن گئے تھے تو آپکی تعریف جناب ملکہ معظمہ سے کی وہ نہایت خوش ہوئین، اور آپ کے ملنے کی مشتاق ہوگئین۔

دربار مین سرکار خلد نشین کو بجلدوی حسن انتظام و وفاداری سلطنت برطانیہ خلعت گران بہا عطا کیا گیا، لارڈ لارنس نے اس دربار مین بزبان اردو تقریر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لیکن ای۔ آر۔ ہچنس صاحب بہادر سابق پولٹیکل ایجنٹ بھوپال اپنی چٹھی مورخہ ۷ راپریل ۱۹۰۱ء بمقام لنڈن موسومہ منشی قدرت اللہ سابق مہتمم کوٹھیات مین تحریر کرتے ہین کہ "۱۸۶۲ء کے دورہ مین جبکہ مین سیہور سے الہ آباد، بنارس، فیض آباد، لکھنؤ، کانپور، دہلی، جیپور ہو کر پھر واپس بھوپال ہوا تھا، اوس زمانہ مین دہلی کی جامع مسجد اس قصور پر مسلمانون کے لیے بند کردی گئی تھی کہ غدر ۱۸۵۷ء مین اونہون نے کچھ حصہ لیا تھا، مگر ہر ہائینس نواب سکندر بیگم صاحبہ کی استدعا پر گورنمنٹ آف انڈیا نے مسجد مین نماز پڑھنے کے لیے عام طور سے مسلمانون کو اجازت دیدی تھی، اور ہر ہائینس کو اوس مبارک جگہ پر عبادت کرنے کا موقع ملا تھا۔

فرمائی تھی، جو ہر لحاظ سے نہایت اعلیٰ، اور مفید تھی، اس تقریر میں رؤساء کو اچھے انتظامات کرنے کی نصیحتیں کی تھیں اور سرکار خلد نشین و مہاراجہ سیندھیا کی تعریف ان الفاظ میں تھی۔

"اوس رئیس کی گورنمنٹ بڑی عزت کرتی ہے جو اپنی رعایا کے لیے اچھا انتظام کرتا ہے، اور اپنے ملک کی ترقی میں بڑی جد و جہد کرتا ہے، دربار میں ایسے رئیس موجود ہیں جنہوں نے اون کاموں کے کرنے کے سبب سے بڑی نیکنامی حاصل کی ہے میں اونکا نام لیتا ہوں کہ وہ مہاراجہ سیندھیا، اور بھوپال کی بیگم ہیں"۔

ان تمام درباروں کے حالات سرکار خلد مکان نے اپنی کتاب تاج الاقبال میں تفصیل کے ساتھ تحریر کیے ہیں، اسلیے مجملاً تذکرہ مینے مناسب سمجھا اور تفصیلاً تحریر نہیں کیا

سرکار خلد نشین جسقدر فرائض دنیوی کا خیال رکھتی تھیں، اس سے زیادہ اونکو مذہبی احکام کی بجا آوری کا خیال ہمیشہ پیش نظر رہتا تھا، فرائض مذہبی میں سب سے مشکل کام جو ایک خاتون کے لیے ہو سکتا ہے حج کا بجالانا ہے، چنانچہ سلطنت تیموریہ کی تاریخ میں گلبدن بیگم کے سوا جو اکبر اعظم کی پھوپھی تھیں، کسیکو اس فرض کی بجا لانیکی ہمت نہیں ہوئی، لیکن سرکار خلد نشین کی مذہبی سرگرمی نے اس عمدہ ارادہ کی تکمیل میں نہایت زبردست حصہ لیا چنانچہ وہ ۱۲۸۰ھ؁ میں باوجود راستہ کی سخت مشکلات کے پندرہ سو آدمیوں کو ہمراہ لیکر مکہ معظمہ کو گئیں، حج ادا کیا، اور خدا کی نعمتوں کا شکریہ بجالائیں، جس طرح کہ وہ ہندوستان میں بلحاظ اپنی حکومت، و باعتبار وفاداری خیرخواہی تاج برطانیہ، سب سے ممتاز تھیں اسیطرح تمام مسلمان والیان ملک میں حرم محترم میں بھی حاضر ہونیکا شرف اولیت اونہیں کو حاصل ہوا۔

اعیان و اکابر مکہ معظمہ نے نہایت عزت و محبت کی اور منجانب سلطنت عثمانیہ اونکے مرتبہ کے مطابق اعزاز کیا۔ ”ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ“

بعد سفر حج پانچ سال اور زندہ رہکر ۱۳ رجب ۱۲۸۵ھ کو بروز جمعہ وقت ۲ بجے شب اونھون نے داعی اجل کو لبیک کہا، اور اپنی جان عزیز جان و جہان آفرین کے سپرد کی، اور ۲۳ سال تک بحیثیت ریجنٹ ”ورولر“ کے حکومت کی ذمہ داری کا بار گران اوٹھاکر جوار رحمت الٰہی مین آرام کیا، اور باغ فرحت افزا مین جو انھین کا بنایا ہوا باغ ہے بروز شنبہ دفن ہوئین كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

سرکار خلد نشین باوجود اس خداداد جاہ و حشمت کے نہایت سادگی پسند تھین وہ نمود و نمائش سے دور رہتی تھین، حتی کہ قبر پر گنبد بنائے جانے کی بھی ممانعت فرمادی تھی، ہر غریب و امیر سے یکسان طور پر حسن اخلاق کے ساتھہ پیش آتی تھین، وہ اگرچہ عورت تھین، لیکن اونمین اوصاف سپاہیانہ مثل اپنے بہادر پیش روون کے موجود تھے، اونکی محبت کے ساتھہ اونکا رعب بھی لازم و ملزوم تھا، غرض وہ ایک ایسی فرمان روا تھین جو بلحاظ حالات زمانہ، اور حکومت شخصی اپنی بیدار مغزی و قابلیت کی مثال نہ رکھتی تھین، اونکی یاد اور اونکی عزت و محبت رعایا سے بھوپال کے دلونمین جاگزین ہے، بوڑھے، اور بوڑھیان، جنھون نے اوس دور حکومت کو دیکھا ہے اونکی رعایا پروری، سطوت، شفقت، فیاضی اور رعب و داب کے واقعات قصہ کہانیون کے پیرایہ مین بڑے جوش و خروش کے ساتھہ سناتی ہین، اونھون نے اپنے ۲۳ سالہ عہد حکومت مین ایک حیرت انگیز ترقی خیز انقلاب پیدا کر دیا تھا، اونھون نے اپنی زندگی ہی مین اوس درخت کو پھلتے ہوئے دیکھا، اور اوسکا پھل کھایا،

جسکا بیج اونھون نے بویا تھا، اوس بارآور درخت کو اپنی نسل کے لیے چھوڑا جسکی
سرسبزی وحفاظت خود اوسی کے ہاتھون مین ہے۔[15]

اونکے زمانۂ ہمایون کے انتظامات کی تفصیل نہایت طولانی ہے لیکن مختصر یہ ہے
کہ اونھون نے ایک عمدہ حالت پر فوجی تربیت ودرستی کا انتظام کیا، بندوبست پابندہ
سالہ سے مالیہ ریاست کو گیارہ لاکھ سے چوبیس لاکھ پر پہنچایا، ۱۸۴۱۶۲۳۱۲ روپیہ
اا آنہ ۳ پائی قرضۂ سودی عہد نواب جہانگیر محمد خان صاحب، وزرا نیابت میان
فوجدار محمد خان صاحب کا ادا کر کے، محالات کو مہاجنون سے واگذاشت کیا۔

نظامتون کی تقسیم وترتیب کی، راستون مین پل بنوائے، اور شہر سے
نظامتون تک کی سڑکون کے پختہ بنوانیکے لیے انتظام فرمایا، شہر کی صفائی اور درستی
کی، پختہ اور وسیع سڑکین بنوائین جہان اسقدر تنگ راستے تھے کہ بجز ڈولی، اور
اسپ سواری کے کوئی سواری نہین نکل سکتی تھی، وہان ہر قسم کی سواریون کے لیے
کشادہ راستے ہوگئے، ہر کوچہ اور سڑک پر روشنی کا انتظام کیا، تعلیم عامہ کے لیے

---

[15] مسٹر چارلس میکفرسن صاحب پولٹیکل ایجنٹ اپنی ایک تحریر ۱۸۵۵ء مین حال لکھتے ہوے بیان
کرتے ہین کہ "نواب شاہجہان بیگم صاحبہ جنکی عمر اوس وقت ۱۶ برس کی تھی وہ، اور نواب قدسیہ بیگم صاحبہ
ونواب سکندر بیگم صاحبہ پردہ نشین نہین تھین، ہر سہ بیگمات سواری گھوڑے کی بخوبی جانتی تھین نشانہ بازی
اور بندوق چلانے مین مشاق تھین، مختار ریاست انتظام کرنے مین ایک عجیب عورت ہین گفتگو مین
اگر آپ کو کبھی اتفاق ہوا ہو تو وہ مثل ایک یوروپین لیڈی کے ہین، اور انتظام ریاست کو اپنی ذات
کے ساتھ مخلوط کرنے مین عدیم المثال ہین۔
ایک دن اتفاق سے مین نے کسی قدر زور سے کہا کہ ہر چیز اپنے طرز انتظام پر مبنی ہے اور گویا چیز

مدرسہ سلیمانیہ، اور دستکاری وصنعت وحرفت کے لیے ملکہ معظمہ کے نام نامی پر مدرسۂ وکٹوریا جاری کیا، قوانین مال و جوڈیشل وضع کیے، انسداد جرائم کیواسطے پولیس کو ترقی دی، جاگیرات کا نہایت خوش اسلوبی سے انتظام کیا، الغرض وہ ہر ایک انتظام مین ایسی کامیاب ہوئین، اور اپنے معاصرین سے ایسی فضیلت حاصل کی کہ اونکی تقلید کی توقع روٴسا دسے دربار آگرہ مین لارڈ لارنس نے کی تھی، اور جو رئیس اور والیان ملک کے روبرو اونکا نام بطور مثال پیش کیا گیا تھا۔

وہ ہر لحاظ سے خوش نصیب تھین، اور اونکی زندگی قابل تقلید تھی، در اصل اونھون نے اپنی شاہی زندگی کی زحمت کے معاوضہ مین دنیاوی مسرتون کے علاوہ روحانی اور سرمدی راحت بھی حاصل کی، وہ زندگی مین نیک نام رہین، اور مرنے کے بعد بھی نیکنام ہین، وہ مردہ نہین ہین بلکہ زندہ ہین، کیونکہ اونکو اپنی نیکیون کے باعث حیات جاودانی حاصل ہوئی ہے، وہ نہایت خلوص، اور سچے دل سے سلطنت برطانیہ کے قیام واستحکام کی خواہشمند تھین، اور ہر موقع پر وفاداری کا عملی ثبوت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

حقیقت مین ایک عمل ہے۔

کاش کہ آپ اوس وقت دیکھتے کہ وہ کیسے اپنے دونون وزرا جمال الدین خان اور لالہ کشن رام کیطرف جو تھوڑی دور خاموش بیٹھے ہوے تھے متوجہ ہو کر فرمانے لگین۔

صاحبان! آپ سنتے ہین؟ یہ عمل کرنا آپ کا کام ہے۔

افسران ریاست کے انتخاب کرنے مین اون کی قابلیت مثل ملکہ ''ایلزبیتھ'' کے تھی۔

دیتی تھین۔

اونکے انتقال کے بعد سرہنری ڈیلی صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیانے اونکے نسبت اپنی رپورٹ مین جو گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیجی تھی حسب ذیل خیالات ظاہر کیے تھے

اقتباس

" غالباً کسی ہندوستانی ریاست مین گورنمنٹ ہند کی دوستی کا اعتراف اسقدر گرم جوشی، اور استحکام کے ساتھہ نہین کیا گیا، جیسا کہ غدر کے تاریک زمانہ مین بھوپال مین ظہور پذیر ہوا، باوجود اسکے کہ ہر چہار طرف فساد کی آگ بھڑک رہی تھی سکندر بیگم کو کوئی چیز اونکی وفاداری، اور امداد سے نہ ہٹا سکی "

سکندر بیگم بڑی جوشیلی تھین، فرمان روائی کی حیرت انگیز قابلیت رکھتی تھین، اور باوجود اس جوش و قابلیت کے سلطنت برطانیہ کی سچی وفادار تھین، وہ ناز کیا کرتی تھین کہ ملکہ انگلستان کی وفادار دوست ہون، اونکے آخری الفاظ بھی دعا سے خالی نہ تھے، کہ " ہر مجسٹی ملکہ معظمہ، شاہی خاندان، اور گورنمنٹ ہمیشہ شاد رہین "

اونکے انتقال کی اطلاع ہوتے ہی ایجنسی سیہور مین بھی سرکاری طور پر ماتم منایا گیا، دفاتر مین تعطیل، اور بازار مین ہڑتال رہی۔

علیاحضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نے، بواسطہ ڈیوک آف ارگائل وزیر ہند؛

ا بخدمت۔ ہر ہائینس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ، آف بھوپال

میری مکرم دوست

مجھے ملکہ معظمہ نے حکم دیا ہے کہ مین آپ کو اطلاع دون کہ آپ کی مادر مہربان ہر ہائینس نواب سکندر بیگم مرحومہ کے انتقال کی خبر سے سخت ملال ہوا، اور ملکہ معظمہ اس دردناک واقعہ پر نہ دل سے

سرکار خلد نشین کے انتقال پر اظہار صدمہ و افسوس کیا، خاندان سے ہمدردی فرمائی، اور سرکار خلد نشین کے صفات عالی کو، سرکار خلد مکان کے روبرو بطور نظیر کے پیش کیا اور اونکی پیروی کی خواہش کی۔

کیپٹن ہچنسن صاحب پولٹیکل ایجنٹ و مسٹر ہملٹن صاحب بہادر و کرنل ڈیورنڈ صاحب بہادر و کیپٹن اڈمن صاحب بہادر و کرنل آر جے میڈ صاحب بہادر و مسٹر لیپل گریفن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا و دیگر اعلیٰ حکام نے بھی سرکار خلد نشین کے اوصاف حسنہ کا بارہا اعتراف کیا ہے، اور ابھی تک بھوپال کے متعلق سرکاری تقریروں میں اونکی وفاداری، اور عہد حکومت کا تذکرہ بطور تمہید کیا جاتا ہے۔

غرض ہر ہائینس نواب سکندر بیگم صاحبہ بھوپال کے لیے ایک فرشتۂ رحمت بنکر آئی تھیں، جو فضا سے روحانی ہوں گئیں اور اپنے اخلاف کیلیے اپنی برکتیں چھوڑ گئیں اور جبتک خطۂ بھوپال قائم ہے وہ برکتیں بھی قائم رہینگی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تعزیت کرتی ہیں۔ اسکے ساتھ ہی مجھے یہ بھی گزارش کرنا ہے کہ ملکہ معظمہ از روے مہربانی یقین دلاتی ہیں کہ اونکو پورا اعتماد ہے کہ آپ بھی اپنے ممالک محروسہ کا انتظام اُسی عقل مندی اور رحمدلی سے کرینگی جو آپ کی سابق نامور شہزادی کے طرز حکومت کا مابہ الامتیاز تھیں۔

ہماری تہ دل سے دعا ہے کہ یور ہائینس مدت دراز تک دولت و اقبال کے ساتھ حکمران اور کارفرما رہیں۔

یور ہائینس کا سچا دوست اور خیرخواہ

(دستخط) ارگائیل

انڈیا آفس

لندن

۱۳؍ جولائی ۱۸۶۹ء

ارا کین دولت

سرکار خلد نشین کی کامیاب حکومت کا تذکرہ ناتمام رہیگا، اگر ارا کین دولت اور مشیران ریاست کا ذکر نہ کیا جائے۔

فی الواقع رئیس و رعیت کی خوش نصیبی ہوتی ہے جبکہ مشیر اور ارا کین دولت دیانتدار، جفاکش، وفا شعار، اور قابل و بیدار مغز ہون، اور اس مین بھی سرکار خلد نشین کچھہ کم خوش نصیب نہ تھین، کہ اونکو مدار المہام معتمد المہام سپہ سالار، سیکرٹیری، صفات متذکرہ سے متّصف ملے تھے۔

مدار المہام ریاست | سرکار خلد نشین کے مدار المہام یعنی نائب الریاست محمد جمال الدین خان صاحب تھے، جن کی دینداری، اور اتقا کی تمام ہندوستان مین شہرت ہے، لیکن اس دینداری اور اتقا کے ساتھہ اون کی بے نظیر قابلیت مدار المہامی بھی خاص طور پر معروف ہے،

مولوی جمال الدین خان صاحب مرحوم باوجود متقی ہونے کے ایک بڑے مدبر تھے اور ان صفات کے ساتھہ ہی اونمین سپاہیانہ وصف بھی بدرجہ کمال تھا۔

"تاریخ مین کم مثالین ملین گی کہ ایک شخص مین ایسی متضاد صفتین جمع ہون بھوپال مین جسقدر مسلمان تھے وہ سب سپاہی منش تھے، اون کو تعلیم مذہبی، اور پابندی مذہب کی طرف راغب کرنا اون کا ایک مذہبی کام تھا، جو اون کی سرگرم دینداری کی شہادت ہے۔

امور، و مہمات ریاست مین سرکار خلد نشین کی امداد، اور عدالت گستری، و انصاف پروری اونکا فرض منصب مدار المہامی تھا، جسکو اونکی بیدار مغزی، اور

قابلیت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے، اونھون نے اوس موقع پر جبکہ سرکار خلدمکان فرمانروا، اور سرکار خلدنشین بطور ریجینٹ تھین اور اونکی بلحاظ استحقاق سلسلہ یہ کوشش تھی کہ مین رئیسہ تسلیم کی جاؤن، اپنی تدبیر، اور بیدار مغزی کا نہایت عمدہ ثبوت دیا۔ اس مسئلہ کے متعلق پولیٹکل افسرون سے جو خط و کتابت، اور اندور و سیہور جا کر جو بالمشافہ مباحثے کیے، وہ اونکی اعلیٰ فراست اور پولیٹکل قابلیت کو تسلیم کرنے کے لیے ایک نمایان دلیل ہے۔

اون کی سپاہیانہ حالت کے اندازہ کے لیے یہ کافی ہے کہ جب نہ ریل تھی، نہ بائسکل، اور نہ موٹر کار، حتیٰ کہ ٹیلیگراف بھی نہ تھا، وہ صرف سانڈنی پر ۹ بجے رات کو سوار ہوکر اندور جاتے تھے، اور آٹھ گھنٹہ مین وہان پہونچکر صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سے ملتے تھے، اور ۳ بجے واپس ہوکر ۹ بجے شب کو بھوپال مین داخل ہو جاتے تھے اور یہ سفر ایک مدت تک روزانہ یا چوتھے روز یا ہفتہ مین ایک بار ضرور ہوتا تھا، وہ سرکار خلدنشین کے بڑے معتمد تھے، اور پولیٹکل حکام بھی اونپر اعتبار کرتے تھے، اون مین ریاست کی خیرخواہی کا جوش اس درجہ موجود تھا جیسا کہ سرکار خلدنشین مین سلطنت برطانیہ کی وفاداری کا۔

مدارالمہام صاحب کی عزت و محبت رئیسہ و رعیت دونون کے دلون مین متمکن تھی، وہ سرکار خلدنشین کے انتقال کے بعد ۱۴ برس تک زندہ رہے اور اونھون نے اوس انقلابی حالت کے بھی کچھ سال و ماہ دیکھے، جو سرکار خلدنشین کے انتقال کے بعد پیدا ہوگئی تھی، اوس حالت سے وہ بھی کچھ کم متاثر نہین ہوئے تھے نواب صدیق حسن خان صاحب نے اس پیرانہ سالی مین صدمات پہنچائے، حالانکہ نواب صدیق حسن خان صاحب مدارالمہام صاحب کے داماد تھے، مگر غیرون سے بھی وہ سلوک روا نہین رکھا جاتا جو نواب صدیق حسن خان صاحب نے

ایسے واجب التعظیم بزرگ کے ساتھ کیا، اور وہ تکلیفین ایک دشمن کو بھی دینا بعید از انسانیت ہے۔ جو ایسے مہربان اور محسن کو دین۔

نواب صدیق حسن خانصاحب کی کوشش تھی کہ مدار المہام صاحب اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوکر گوشہ نشین کر دیے جائین، اور اون کا اقتدار و اثر کم ہوجاے، تاکہ اون کو خود ایسا موقع اور عہدہ ملے جس سے پورے طور پر ریاست قبضہ مین آجاے، مدار المہام صاحب کو اون تکلیفات کے علاوہ روحانی تکلیفین بھی پہنچائین، جن کا ذکر اونھون نے بار ہا افسوس و حسرت کیساتھ مجھ سے بھی کیا، وہ میرے اوستاد بھی تھے، اور مین نے عربی، فارسی کا درس اونھین سے آغاز کیا تھا، اون کا طریقہ تعلیم نہایت عمدہ تھا، مین بحیثیت طالب علم اور اونکی شاگرد ہونیکے اس امر خاص کی تخصیص کے ساتھ تعریف کرتی ہون۔

اون کا انتقال ۱۲۹۹ھ مین ہوا، اون کی نسل مین اگرچہ کوئی اولاد ذکور نہین، لیکن اولاد اناث موجود ہے، جسکی شاخین پھیلی ہوئی ہین، گو اون کے تعمیر کردہ مکانات اور مساجد اونکی یادگار مین موجود ہین لیکن سب سے مستحکم اور وقیع وہ یادگار بن ہین جو اونھون نے اپنے ولی نعمت کی بے مثل رفاقت مین قائم کی تھین، اور جن کا وجود کاغذ کے صفحون اور لوگونکے دلون پر ہمیشہ قائم رہیگا۔

معتمد المہام	سرکار خلد نشین کے معتمد المہام راجہ کشن رام کایستھ ایک بڑے قابل

منشی، اور مال کے کام مین نہایت ہوشیار اور ماہر تھے، ریاست کے صیغہ مالی کا انتظام اون کی معتمد المہامی کے زمانہ مین اعلیٰ پیمانہ پر رہا اون کی جاگیر ۲۴۰۰۰ سالانہ کی تھی درحقیقت اون کو اکبر کے ایک رتن راجہ بیربل سے نسبت دینا موزون ہوگا۔

سپہ سالار ریاست	سپہ سالار افواج ریاست حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ تھے

جنھون نے ایک عرصہ تک بخشی مروت محمد خان صاحب بہادر سپہ سالار ریاست کی ماتحتی
مین فوجی تجربہ حاصل کرکے سپہ سالاری پر ترقی پائی تھی، اور ایام غدر مین جبکہ حفاظت
شہر کا کام اون کے افسر کے ہاتھون مین تھا، وہ شہر سے باہر مفصلات مین اوس
حصہ فوج کے کمانڈر تھے، جو بیرونی امن قائم رکھنے، اور انگریزون کی امداد و حمایت
کے لیے معین تھا، اون کے متعلق صرف اسقدر لکھدینا کافی ہوگا کہ انھون نے ایام
غدر مین جو نمایان خدمات گورنمنٹ کی کین، اور جسطرح اپنے آقا کے اعتبار کو قائم رکھا،
اور اوسکے دلی خیالات کے مطابق کام کیا، اوسیطرح اونکو گورنمنٹ اور سرکار
خلد نشین نے نہایت عزت کے ساتھہ دیکھا، گورنمنٹ سے تمغہ ملا، اور پھر خطاب
سی، آئی، ای، سے ممتاز کیے گئے، سرکار خلد نشین کے ممتاز ارکین مین سے صرف
بخشی محمد حسن خان صاحب ہی تھے جو میرے زمانہ حکومت کے ابتدائی دو سالون تک زندہ
رہے، اون کا انتقال سنہ ۱۳۲۱ھ مین ہوا، وہ نہایت جری، اور بہادر تھے، اور اسکے
ساتھہ ہی کریم النفس اور ذی مروت بھی تھے۔

سکریٹری | منشی حسین خان سرکار خلد نشین کے پرائیوٹ سکریٹری اور میرے
اتالیق تھے، وہ سرکار خلد مکان کے زمانہ مین بھی اسی عہدہ پر ممتاز رہے، اور اونکو
گورنمنٹ سے بصلہ خیر خواہی ایک گھڑی عنایت ہوئی تھی۔

پولیٹکل حکام | اسی سلسلہ مین میرا فرض ہے، کہ مین اون پولیٹکل حکام کا بھی ذکر کرون
جو سرکار خلد نشین کے ساتھہ نہایت اعلیٰ خیالات، و جذبات ہمدردی رکھتے تھے
جن کی وجہ سے نہ صرف سرکار خلد نشین اون کی ممنون رہین بلکہ اون کی جانشین
حکمرانون نے بھی اپنے دلون مین اون کی محبت و احسانمندی کا کچھہ کم جوش نہین رکھا۔

اور جب تک یہ سلسلہ حکومت قائم ہے اون حکام کی محبت اور عزت بطور ورثہ دلون کو پہونچتی رہیگی ۔

نواب جہانگیر محمد خان صاحب کے انتقال کے بعد میان فوجدار محمد خان صاحب کا تسلط بسبب عہدہ نیابت ترقی پذیر تھا، اور ریاست کے حق مین نہایت مضر ہو رہا تھا، اوس وقت ایڈن صاحب بہادر و کیپٹن جے، ڈی کنہگم صاحب بہادر نے سرکار خلد نشین کی امداد کی، اور میان فوجدار محمد خان صاحب بہادر کو نیابت سے ہٹا کر سرکار خلد نشین کو "ریجنٹ" مقرر کرایا

سر رچمنڈ شکسپیر بہادر ایجنٹ گورنر جنرل، و کپتان ہچنسن صاحب بہادر نے نہایت عمدگی کے ساتھہ معاملہ خود مختاری سرکار خلد نشین کو طے کیا، جو بالکل حق بجانب تھا اور خود صاحبان ممدوح الشان نے بتاریخ ۹ شوال ۱۲۷۵ ہجری سرکار خلد نشین کو مسند آرائے ریاست، اور سرکار خلد مکان کو ولیعہد قرار دیا ۔

کرنل میڈ صاحب بہادر و میجر ڈیورنڈ صاحب بہادر نے ہر ایک مشورہ مین کامل اصابت رائے اور ہمدردی کے ساتھہ شرکت کی، اور اپنی مفید آراء سے مدد دی، اور جاگیرات و صیغہ بندوبست کے انتظام مین قابل یادگار اعانت فرمائی ۔

اس مین شک نہین کہ یہ حکام انگریزی قوم کے وہ افراد تھے، جنپر اس نامور اور کامیاب قوم کو ہمیشہ فخر رہیگا، یہ یورپین جنٹلمین نہایت نیکدل، اور اون صفات گرامی سے متصف تھے، جن صفات پر برطانیہ کو ناز ہے، اور جو اقوام عالم پر برتری کا باعث ہے، تاریخ بھوپال مین یہ نام ہمیشہ ادب، احسانمندی، دلی خلوص اور محبت کے ساتھہ نظر آئین گے ۔

میری زندگی کے ابتدائی ایام

سنہ ۱۲۷۴ھ (تا) سنہ ۱۲۹۱ھ
۱۸۵۸ء — ۱۸۷۵ء

میرے جو حالات تاریخ تاج الاقبال مین درج ہین، اونسے کوئی روشنی میری زندگی پر نہین پڑتی، اسلیے مین مناسب خیال کرتی ہون کہ اپنی تعلیم وتربیت، اور اوائل عمر کے مشاغل وحالات بالاختصار خود ہی لکھون۔

میرا سال ولادت سنہ ۱۸۵۸ء = سنہ ۱۲۷۴ھ ہے، جو واقعات وحالات کے لحاظ سے ایک ایسا سال ہے جسپر مجھے فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔

ناظرین جانتے ہین کہ سنہ ۱۸۵۸ء سے پہلے ہندوستان پر، اگرچہ انگلش قوم حکمران تھی، لیکن وہ ایک کمپنی کی صورت مین تھی، اور جابجا ملک مین بدامنی اور مفسدہ پردازی کا زور تھا۔

نہ کچھہ مفید طور پر ریل تھی، نہ تار تھا، نہ ترقی ملک کے کچھہ ذرایع تھے، نہ عام طور پر سڑکین، اور نہ شاہراہین تھین اور نہ یہ مدارس کی کثرت تھی، اور نہ ایسا تعلیم کا چرچا تھا، تجارت ملک کی کساد بازاری ہو چکی تھی، ہر چہار طرف جہالت چھائی ہوئی تھی، اور اگر کچھہ کچھہ کہین ترقی تھی تو اوسکی رفتار ایسی سست تھی کہ اوس مین مطلق حرکت محسوس نہ ہوتی تھی۔

چونکہ خدا کو منظور تھا کہ ہندوستان اس حالت سے نکلے، سنہ ۱۸۵۷ء کا واقعہ ظہور پذیر ہوا، اور اوس مین جو جو تکالیف ہندوستان کے باشندون کو اوٹھانا پڑین

وہ ایسی ہین کہ اون کا بھلا دینا ہی بہتر ہے۔

۱۸۵۸ء کے بعد ۱۸۵۸ء کا قابل یادگار سال شروع ہوا، جو نہ صرف ہندوستان مین گورنمنٹ برطانیہ کے استحکام واستقلال کی تمہید ہے، بلکہ ہندوستان کی ترقی و آبادی، اور امن و آزادی کا دیباچہ بھی ہے، اور یہی سال میری ولادت کا سال ہے گویا خدای عزوجل نے مجھے ایسے زمانہ کے آغاز مین پیدا کیا کہ جنگ وجدل کا خاتمہ ہوچکا تھا، اور امن وامان کا دور دورہ تھا، مینے اس دنیا مین آنکھین کھولتے ہی روزافزون ترقی کی روشنی دیکھی۔

یہ وہ سال ہے کہ اُسمین علیاحضرت ملکہ وکٹوریہ نے ہندوستان کی عنان حکومت اپنے دست مبارک مین لی، اور وہ فرمان عظیم صادر ہوا، جس نے ہندوستانیون کے پژمردہ دلون کے لیے نسیم جان فزا کا کام کیا، اور ہندوستان کے مطلع سے، غارتگری، بے اطمینانی، بدامنی، اور جہالت کی تاریکی کو ہٹا کر تہذیب وتمدن، تعلیم وترقی، امن وآزادی کی روشنی پھیلانی شروع کی، گویا مغرب کے مطلع سے ایک ایسا آفتاب طلوع ہوا جسکے لمعات نور مشرق پر پرتوفگن ہوے، یا یون کہنا چاہیے کہ میری پیدائش کا سال علم تہذیب وتمدن لیے ہوے ترقیون کے لشکر کے ساتھہ تاج وتخت برطانیہ کے آفتاب اقبال کے جلوس مین آگے آگے تھا: جو افق مغرب سے اپنی سنہری شعاعین پھیلاتا ہوا ایشیا کے ایک بڑے حصہ پر نمودار ہوا، اور تیرہ خاک ہند کو اپنے نور سے منور کرنا شروع کیا۔

غرض یہ سال ہرطرح تاریخی طور پر میرے فخر کرنے کے لیے موزون ہے، اسکے علاوہ میری پیدائش کے قبل خاص میرے ملک مین بھی مفسدین نے مشکلات پیدا کر رکھی تھین، اور "گرڈھی آنبا پانی" پر سخت شورش ہورہی تھی، فاضل محمد خان نے فتنہ برپا کر رکھا تھا، سرکار خلد نشین اس مہم کی طوالت سے نہایت پریشان تھین،

کیونکہ اون کو فوج کی تکالیف کا بھی خیال تھا، خدمات غدر ادا کرنے کے بعد فوج کو فرصت
پائے ہوئے کچھ دن بھی نہ گزرے تھے، اور پوری طرح دم لینے کی مہلت بھی نہ ملی تھی کہ دوسرا
فساد شروع ہوگیا، اور رئیس وارا کین کو ایک تشویش کی حالت مین ڈالدیا، سرکار خلد نشین
فرمایا کرتی تھین کہ جب میرے پیدا ہونے مین چھہ ماہ باقی تھے، ایک دن بیٹھے بیٹھے یہ خیال
آیا کہ جو مولود پیدا ہونے والا ہے اگر اوس کے پیدا ہونے سے پہلے یہ فساد رفع ہوگیا، تو یہ
علاقہ اوس مولود کی جاگیر مین دیدیا جائے گا، اور بایں نیت خدا ے تعالے سے فتحمندی کی
التجا کی اوس نے دُعا مستجاب فرمائی، چنانچہ قبل میری پیدائش کے اون کو خدا نے فتح عطا کی،
اور جب مین ۲۷ ذی قعدہ سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۹ جولائی سنہ ۱۸۵۸ء کو پیدا ہوئی تو وہ علاقہ میری
جاگیر کے لیے نامزد کردیا گیا، اور میرے اخراجات اس علاقہ کی آمدنی سے مقرر کیے گئے
سرکار قدسیہ مرحومہ، اور سرکار خلد نشین کو میرے پیدا ہونے سے پہلے یہ آرزو و تمنا
تھی کہ لڑکا پیدا ہو، اور یہ تمنا اون کی بیجا نہ تھی، کیونکہ ۸۵ سال سے میرے خاندان مین
اولاد نرینہ نہ ہوئی تھی مگر جب مین خلاف اوس آرزو کے پیدا ہوئی، تو سرکار خلد نشین کو مطلق افسوس نہوا
اونھون نے جسوقت میری صورت دیکھی تو اونکے دل مین نہین معلوم کیسے خیالات و جذبات
پیدا ہوے کہ بے اختیار مجھے پیار کرکے فرمایا کہ "خدا کا شکر ہے کہ مین اون مین سے
نہین ہون کہ جنکی نسبت خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ:- وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ
بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ كَظِيْمٌ[1]۔ یہ بچی تو مجھے سات بیٹون سے بھی
عزیز تر ہے" اونھون نے وہی خوشی کی جو لڑکون کے پیدا ہونے مین ہوتی ہے اظہار خوشی

---

[1] جس وقت اون مین سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اوس کا
چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے، اور غم کھاتا ہے۔

سکے لیے توپین سر کی گئین نہایت دھوم دھام کے ساتھ صدر، اور مفصلات کی رعایا، اور ملازمین، دخوانین، اور اراکین کی دعوتین کین، غربا و مستحقین کو جوڑے اور خلعت دیے انعام عطا فرمائے، چھ مہینہ تک یہ جشن رہا، اور مستاجرون کو خاص طور پر دعوت دی گئی، رعایا و اراکین نے بھی اس خوشی مین کافی حصہ لیا، اور طرح طرح سے مسرت کا اظہار کیا، میری ولادت کی خوشی کو زمانہ کی تغیر پذیر حالت نے دوبالا کر دیا تھا، ہر جانب امن و امان تھا اور ہر مت مسرت کی صدائین بلند ہو رہی تھین۔

میری ولادت کے بعد سرکار خلد نشین مستقل رئیسہ تسلیم کی گئین اور صدر نشینی کا قاعدہ منضبط ہو گیا۔ ۱۲۷۷ ہجری = ۱۸۶۱ء کو بمقام جبلپور پرگنہ بیرسیہ کی سند تملیک علیا حضرت ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ سے عطا ہوئی، اور ریاست کے رقبہ اور آبادی مین اضافہ ہوا، پھر تھوڑے دنون کے بعد تمغہ اسٹار آف انڈیا عطا ہوا، اور اوس کے بعد خلعت مرحمت کیا گیا۔

غرض ان حالات کے لحاظ سے سرکار خلد نشین مجکو مبارک جانتی تھین، اور روز بروز اون کی شفقت بڑھتی تھی، اگر اون کی شفقت کا ماں باپ، اور تمام خاندان کی شفقت سے موازنہ کیا جائے تب بھی پلہ بھاری رہتا ہے۔

وہ مجھے اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتی تھین، اور اونھون نے اپنی تمام امیدون اور تمناؤن کو میرے ساتھ وابستہ کر دیا تھا، وہ کبھی اگر مفصلات کے دورہ کو جاتین تو مجکو میری کم عمری کے سبب، اور کوہستانی ملک، اور دشوار گزار راستون کی تکلیف کی وجہ سے سرکار خلد مکان کے سپرد کرتین، لیکن ایسا انتظام فرماتی تھین کہ روزانہ میری خیریت کی اطلاع پہنچتی رہتی، اور باوجودیکہ مین بالکل ہی کم سن تھی مگر وہ محبت بھرے ہوے خطوط میرے ہی نام

ارسال کرتیں جنکو بعد تقریب شادی سرکار خلد مکان نے میرے نزدیک بطور یادگار بھیجدیے تھے اگرچہ مجھے اون خطوط کا آنا اور سنایا جانا یاد نہیں لیکن اب میں اونکو دیکھکر اور اوسوقت کا تصور کرکے لطف حاصل کرتی ہون۔

پانچ برس تک ایسے ہی ناز و نعمت کے ساتھ پرورش ہوتی رہی۔ اور بجز کھیل کود کے اور کوئی کام نہ تھا، پانچویں سال بڑی شان و شوکت کے ساتھ بسم اللہ کی تقریب ہوئی، میری تعلیم کا خود ضابطہ معین فرمایا، میرا "ٹائم ٹیبل" بالعموم حسب ذیل تھا۔

نقل ٹائم ٹیبل

(قبل ظہر)

۵ سے ۶ تک - ہوا خوری -

۶ سے ۷ تک - ناشتہ -

۸ سے ۱۰ تک - کلام مجید -

۱۰ سے ۱۱ تک - سرکار خلد نشین کے ساتھ کھانا کھانا -

۱۱ سے ۱۲ تک - چھٹی -

(بعد ظہر)

۱۲ سے ۱ تک - خوش نویسی کی مشق -

۱ سے ۳ تک - انگریزی -

۳ سے ۴ تک - فارسی -

۴ سے ۵ تک - حساب -

۵[له] سے ۵½ تک - بانک یا پشتو -

۵½ سے ۶ تک - سواری اسپ -

له اکثر ایک دن پشتو اور ایک دن بانک کی مشق ہوتی تھی۔

۶ سے ۷ تک۔ کھانا کھانا۔

۸ بجے سونے کو خواب گاہ مین چلے جانا۔

میری تعلیم کے لیے جو اوستاد مقرر ہوے تھے اونکے نام مع کام کے حسب ذیل ہین:-

حافظ سید محمد سورتی۔	کلام مجید۔
مولوی جمال الدین خان صاحب مدار المہام	ترجمہ کلام مجید، و تفسیر۔
مولوی رضا علی، المخاطب بہ شیرین رقم۔	خوش نویسی۔
منشی حسین خان ماسٹر۔	انگریزی۔
مولوی حسین شاہ بخاری۔	فارسی۔
مولوی محمد ایوب صاحب۔	فارسی۔
پنڈت گنپت راے (گروجی)	حساب۔
سید امیر علی پھکیت۔	بانک۔
حقداد خان اوستاد۔	شہ سواری۔
آخوند صاحب۔	پشتو۔

اس انتظام کے ساتھہ ہی میری نگرانی تعلیم و تربیت بھی اپنے ذمہ رکھی، اور مین دن رات اون کے پاس رہنے لگی ہفتہ مین صرف تین شب اپنی والدہ کے نزدیک رہتی تھی۔ سنہ ۱۲۸۰ ہجری مین وہ حج کو گئین، اور چونکہ میری جدائی گوارا نہ کرسکتی تھین اونھون نے سرکار خلد مکان، اور والد ماجد نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر سے بھی چاہا کہ سفر بیت اللہ مین دونون ہمراہ ہون، نواب صاحب تو آمادہ ہوگئے لیکن سرکار خلد مکان چونکہ سمندر کے سفر سے بہت خائف تھین، اس لیے راضی نہ ہوئین، اور کچھہ ایسی شرائط پیش کین جنسے اونکے لیجانے کا ارادہ فسخ کرنا پڑا، اور اون کی وجہ سے نواب صاحب کو بھی نہ لیجا سکین۔

سرکار خلد نشین ۲۴ جمادی الاول ۱۲۸۰ھ ہجری - ۵ نومبر ۱۸۶۳ء کو بھوپال سے روانہ ہوئین، روانگی کے وقت جس طرح اونھون نے مجھے پیار کیا تھا، وہ وقت ابتک میری آنکھون کے سامنے ہے، بیشک کبھی وہ میری مفارقت گوارا نہ کرتین لیکن وہ ایک شکر گزار دل رکھتی تھین، اور مذہبی فرض کا ادا کرنا ضروری جانتی تھین اس لیے یہ فرقت گوارا کی۔

ہر ڈاک مین اون کے خطوط آتے تھے جس مین مجھے پڑھنے لکھنے کی تاکید ہوتی تھی، اور سرکار خلد مکان کو طرح طرح کی ہدایتین کیجاتی تھین جن سے اون کی شفقت و دلچسپی کا اظہار ہوتا تھا، مین نہایت شوق و خوشی سے اون کو پڑھتی تھی۔

اون مین سے کچھ خطوط کی نقلین بطور نمونہ ذیل مین درج کرتی ہون، جن سے ناظرین کو اون کی شفقت، اور اونکے طریقۂ تربیت کا اندازہ ہو سکے گا۔

نقل خطوط

(۱)

الحمد للہ، کہ آج کہ تاریخ ہفتم ماہ شعبان ۱۲۸۰ھ ہجری روز یکشنبہ ہے دس منٹ کم تین بجے جہاز دخانی اندوہ مع تمام قافلہ حجاج کے بخیر و عافیت تمام مقام عدن مین پہنچا، جو تمہین میری یاد آیا کرے تو تم وضو کر کے اور جانماز سرخ رنگ کی جو زعفران نے سیکر تم کو دی ہے بچھا کر نماز پڑھا کرو، اور دعا مانگا کرو کہ اللہ میری امان جان کا حج کرا کے جلد ہی لے آوے فقط مورخہ ہفتم شعبان ۱۲۸۰ھ

(عدن)

(۲)

ایک الماری تمہارے لکھنے کے واسطے جس مین دوات کا گھر بنا ہوا ہے، اور دوسری الماری خط لکھے ہوے رکھنے کے واسطے، اور ایک ڈبیا منجن کی

واسطے، اور ایک کیتلی چا کے واسطے، اور ایک پیالہ، اور پٹاری شیرینی رکھنے کے واسطے جسے جہازین سے خرید کیا ہے، اور ایک گلدستہ سفید سمندر کا کہ از خود سمندر سے بنا ہوا نکلتا ہے واسطے تمہارے، اور اسی قدر سلیمان جہان بیگم صاحبہ کے واسطے اس خط کے ساتھ تمہارے نزدیک پہنچتی ہون، تمہاری چیزون کو تم لے لینا، اور سلیمان جہان بیگم صاحبہ کی چیزین سلیمان جہان بیگم صاحبہ کو دیدینا، اور ایک رُول رنگین فقط واسطے تمہارے بھیجی ہے۔ سلیمان جہان بیگم صاحبہ کی نہین ہے۔ فقط مورخہ ہشتم ماہ شعبان سنہ ۱۲۸۰ھ

(عدن)

(۳)

بتاریخ ہفتدہم ماہ شعبان سنہ ۱۲۸۰ھ روز چہارشنبہ بنواخت ہفت نیم گھنٹہ شام کے کہ اول وقت نماز عشا کا تھا مشرف مکہ معظمہ کے ہوئے، راستہ مین مسجد "حدیبیہ" پر ایک کنکر مجکو خوش رنگ کا ملا، اوس کو مینے اوٹھا رکھا تھا، اب اوسکو اس خط کے ساتھ تمہارے نزدیک بھیجا ہے، اوسکو تم گلاب چند موڑ سے طلا مین منڈھا کر کنارے لگا کر اپنے گلے مین ڈالنا، اور اپنی خیر وعافیت کی خبر مجکو لکھتی رہتی رہنا کہ تردد میرا جاوے، اور مکہ معظمہ مین تمہارے لیے مینے بہت دعائین مانگی ہین، اللہ تعالی اون سب دعاؤن کو قبول کرے، مورخہ ۱۸ شعبان سنہ ۱۲۸۰ھ

(مقام مکہ شریف)

(۴)

انشا اللہ جب تمہاری سالگرہ ہوجاوے تو تم راجہ صاحب بہادر سے پوچھکر امراو دولہ صاحب بہادر کو اپنے ساتھ لیکر، اگر ہیچ آسٹون صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال حکم دیوین تو تم سیہور کو جانا، اور وہان جاکر ہیچ آسٹون صاحب

بہادر سے کہنا کہ ہماری امان جان کے بلانے کے لیے اب جہاز بھیجو تو وہ حج کر کے
یہان آوین فقط مورخہ ستّرہ دہم رمضان ۱۳۰۲ ہجری۔ (مکہ معظمہ)

(۵)

جس وقت تم رقم ہندسہ ایک لکھ تک بخشی عتیق اللہ ڈیوڑھی سلیمان خان بیگم صاحبہ سے لکھہ چکو تو تم مشق اسماے مرکبات بمفصل ذیل کی بخشی موصوف سے کرنا اور تفصیل اوس کی یہ ہے :۔

(۱) نام سراپا عضو انسان کے،

(۲) نام آدمیون کے،

(۳) نام کپڑے کے،

(۴) نام ظروف کے،

(۵) نام ادویات کے،

(۶) نام جانورون کے،

(۷) نام زیور کے،

اور جس وقت انشا اللہ تعالیٰ ہم داخل بھوپال ہون گے ہمارا نام تمسے لکھوائین گے، ہمارے نام کا بھی لکھنا سیکھہ رکھنا فقط مورخہ ہشتم شوال ۱۳۰۲ ہجری (مکہ معظمہ)

(۶)

جس وقت سبق تم پڑھ لیا کرو، اور تم کو چھٹی ملا کرے تو تم اپنی ماں کے پاس جا کر اون کا کام سیکھا کرو، انشا اللہ تعالیٰ ہم بھوپال مین آکر تمہارے اون کے کام کی حاضری لیوین گے، مورخہ یازدہم شوال ۱۳۰۲ ہجری (مکہ معظمہ)

(۷)

دو عرضیاں تمہاری لکھی ہوئی دوسیم ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۸۲ھ ہمارے پاس
آئین، حال معلوم ہوا، تمہاری خیریت کی خبر سنکر شکر اللہ کا بجا لائے، لیکن عرضیوں کے
اوپر تمہارے دستخط نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے خط کا جواب نواب
شاہجہان بیگم صاحبہ نے کنول حسین سے لکھوا دیا ہے اور اوس مین بے ہوشی
یہ ہے کہ قلم پکڑ کر تمہارے ہاتھ سے دستخط بھی نہیں کرائے، آیندہ کو جو تمہارے
نام کا خط مین لکھوں، تم راجہ صاحب بہادر کے پاس بیٹھکر، اور اپنی زبان سے مضمون
اوس کا بتا کر میرے نام کا خط لکھا کرو اور اپنے ہاتھ سے اوسپر دستخط کیا کرو، اور
مُہر تمہاری تمہارے انجیر بابا* کے نزدیک رکھی تھی وہ اب معرفت حاجی حسین گماشتہ
حاجی اسمٰعیل بن سیٹھ حاجی حبیب کے بھیجی ہے، وہ انشاء اللہ تعالیٰ نزدیک تمہارے
پہنچے گی، اور منشی حسین خان مہتمم ڈاک، و باغات کی عرضی سے معلوم ہوا کہ تم قرآن
شریف کے پڑھنے مین روتی ہو، اور مار بھی کھاتی ہو، اس لیے تمہین لکھا جاتا ہے، کہ
ماشاء اللہ اب تم بڑی ہو گئی ہو، اب پڑھنے مین رونا، اور مار کھانا اوستاد کی
بڑی شرم کی بات ہے اس عادت کو تم چھوڑ دو، اور جس وقت تمہارا جی پڑھنے سے
گھبراوے، اور تمہارے دل مین کچھ بات آوے تو حافظ جی سے کہدیا کرو کہ اس وقت
ہمارا دل اس کام کو چاہتا ہے، اور رو یا مت کرو، اور جس وقت تمہین چھٹی
ملا کرے تو تم عتیق اللہ کو بلا کر تختی لکھا کرو، اور تمہارے خط مین سلطان جہان بیگم صاحبہ
کی تقریر اور گفتگو، اور اوس کی خیر و عافیت لکھتی رہا کرو فقط مورخہ ہفتم شوال سنہ ۱۲۸۲ ہجری

(ملکہ معظمہ)

(۸)

* زمانہ طفلی مین مولوی محمد جمال الدین خان صاحب بہادر چونکہ بچے اکثر انجیر کہلانے تھے اسلیے مین نے اونکا نام انجیر بابا رکھلیا تھا

جس روز سے ہم مکہ معظمہ مین آئے ہین، اور عمرہ لانا موقوف ہوا ہے ہم طواف کو جاتے ہین، طواف کے وقت حجر اسود کے نزدیک کھڑے ہوکر یہ نیت پڑھتے ہین، اور پھر طواف کرتے ہین، اس نیت کو تم حفظ کرو انشاء اللہ جب ہین آؤن گی اس نیت کو حفظ تم سے سنون گی۔

نیت طواف

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

مورخہ ہفتدہم شوال سنہ ۱۲۸۰ ہجری (مکہ معظمہ)

(۹)

ثمر شجرہ فواد نجم سعادت ورشاد سلطان جہان بیگم صاحبہ زاد اللہ عمرہا وقت رہا۔

منشی حسین خان کے لکھنے سے معلوم ہوا کہ تم میری یاد بہت کرتی ہو، اس لیے تمہین لکھا جاتا ہے کہ اگر بچے بوجہ خاص اپنے مان باپ سے جدا ہوجاتے ہین، اور جب مان، باپ یاد آتے ہین تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہین، اللہ تعالے اون کی دعا قبول کرکے اون کے مان، باپ سے ملا دیتا ہے۔ اور مینے تم سے بھوپال کے مقام پر کہا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین برس وز مین آؤن گی، اور برس کے بارہ مہینے ہوتے ہین، اور ایک مہینہ کے تیس ۳۰ دن ہوتے ہین حساب اس کا تم راجہ صاحب بہادر کے پاس بیٹھکر یاد کرلو، اور تم کو دن کا نام آتا ہے اور مہینہ کا نام آتا ہے فقط حساب سال بھر کے دنون کا نہین آتا ہے تو وہ تمکو راجہ صاحب بہادر سکھا دین گے، اور جو مجھے تم خط لکھا کرو تو اپنے لکھنے کے حرف، جن حرفون کی تم مشق

خط لکھنے کے دن کیا کرو وہ حرف اپنے خط مین لکھکر بہیجا کرو، تو مجھے معلوم ہو کہ فلانی تاریخ تمنے یہ حرف لکھے، اور جو تمہارے دہین بات آیا کرے برابر اپنی زبان کے محاورہ مین اپنے خط مین لکھوا کر ہمارے پاس بہیجا کرو، اور تم گھبراؤ مت انشاء اللہ تعالیٰ مین حج سے فارغ ہو کر آؤن گی۔

تمہارے انجیر نانا سب سے زیادہ طواف کرتے ہین، اور دعا اللہ سے مانگتے ہین کہ اللہ تو اپنی چھوٹی سی لونڈی کو تندرست، اور زندہ، اور خوش رکھیو، اور تمسے یہ کہتے ہین کہ جب تک ہم حج کرکے آوین تم قرآن شریف پڑھ رکھنا، اور قرآن شریف پڑھنے مین رویا نہ کیا کرو، قرآن مجید اپنے ایمان کی چیز ہے اسکو خوشی سے پڑھتے ہین۔ مورخہ بست و ہشتم شوال ۱۳۰۱ھ (مقام مکہ معظمہ)

(۱۰)

ہم تمہارے ملنے کے واسطے بہت جلدی جہاز لیکر شروع موسم طوفان مین آگئے، اور تمنے ہمارے لیے چوبدار، چپراسی، سوار، پیادے، ہاتھی، بہنیں، یہ بھی نہ بھیجے، اب مینہ برستا ہے جب اللہ کریگا، اور برسات پوری ہوجاوے گی انشاء اللہ اوس وقت ہم آوین گے، اور برسات کے سبب سے تمہین بھی نہین بلا سکتے، کس لیے کہ راستہ مین ندی "تپتی" اور "نربدا" ان دونون کے پل نہین بنے ہین، اور کشتیان تھوڑی، اور پرانی ہین، انشاء اللہ بعد بارش کے ہم آکر تمسے ملین گے، تم اپنے دل کو خوش رکھنا، جو مصیبت کے دن تھے اللہ کے فضل سے وہ سب پورے ہوگئے اب تھوڑے روز مین انشاء اللہ تعالیٰ خوشی کے دن آتے ہین، اور مینہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نون کو بہجا دیتے ہین، بہوپال مین

اگر پانی نہین برسے گا تو وہ پہنچین گے، اور نہین تو برہان پور مین رہین گے
بعد بارش کے بھوپال مین آوین گے۔ مورخہ ہیجدہم محرم ۱۲۸۱ھ (از مقام مبئی)

ایک سال کے بعد سفر حجاز سے اون کی معاودت ہوئی، تاریخ ورود کو سرکار خلد مکان
نواب امراو دولہ صاحب بہادر، تمام ارکین و خوانین، اور خاص خاص لوگ "سکندر آباد" تک
جو بھوپال سے تین میل کے فاصلہ پر ہے استقبال کو گئے، مین بھی خوش خوش ہمراہ تھی
جسوقت اون کی سواری قریب آئی، اور اونھون نے مجھے دیکھا، کیونکہ وہ بھی ہاتھی پر
رونق افروز تھین، اور مین بھی ہاتھی پر سوار تھی، وہین سے اپنے دونون ہاتھہ پھیلا دیے،
ادھر مین بھی مضطرب ہوگئی کہ کس طرح پر پرواز پیدا کرون، اور اون کی آغوش شفقت مین
جا بیٹھون، اتنے مین ہاتھی برابر آیا، اور اونھون نے مجھے اپنی گود مین لے لیا، مین نے
سلام کیا، اونھون نے دعائین دین، اور پیار کیا، و فور خوشی سے آنسوون کی جھڑی لگ گئی
اسی حالت سے مجھے گود مین لیے ہوے مقام قیام تک آئین۔

کیا مبارک زمانہ، اور کیسا خوشی کا وقت تھا، اصلی حکمرانی، اور حقیقی فرمان روائی کا مزا
اوسی وقت تھا، نہ ملک داری کی فکر تھی، نہ کوئی رنج تھا، اور نہ کوئی غم تھا، سب سے پہلے سرکار
خلد نشین نے جو کام کیا وہ میرے اتنے دنون کی تعلیم کا امتحان تھا، مین چونکہ اون کے مقررہ
اصول پر کاربند رہی تھی، امتحان مین کامیاب ہوئی، اور اس سے اون کی مسرت اور بھی
المضاعف ہوگئی۔

میری تعلیم برابر جاری تھی، اور یہ بھی التزام رکھا تھا کہ جب کوئی معزز یوروپین آتا،
یا صاحب پولٹیکل ایجنٹ تشریف لاتے تو میرا انگریزی کا امتحان دلواتین ہمیشہ ایسا امتحان
ہوتا، اور مجھے سارٹیفکٹ ملتا، یہ التزام اس لیے تھا کہ میرا شوق زیادہ ہو، اور اون کو

معلوم ہو کہ کہان تک تعلیم مین ترقی ہوئی ہے، چونکہ وہ انگریزی نہین جانتی تھین اسلیے اندازہ رکھنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا تھا، جو سارٹیفکٹ اس وقت تک میرے پاس باحتیاط موجود ہین انہین مین اس موقع پر بعینہ نقل کرتی ہون۔

بخدمت ہر ہائینس سلطان جہان بیگم آف بھوپال۔

حضور عالیہ۔

آپ کا خط فارسی، اور انگریزی مین لکھا ہوا آیا، آپ جو اپنی تعلیم مین ترقی کر رہی ہین، اوس کو معلوم کرکے خوشی ہوئی۔

میری یہ خواہش ہے کہ آپ ہمیشہ خوش، اور تندرست رہین۔

اور لیڈی فرد کی بھی یہی خواہش ہے۔

مین ہون آپ کا سچا دوست

۸ رمئی ۱۸۶۶ء ایچ - ڈبلیو - سی فرد

ترجمہ سارٹیفکٹ میجر چپمن صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ گوالیار

مین صاحبزادی سلطان جہان بیگم صاحبہ کے سبق سُننے کا موقع حاصل ہونے سے بہت خوش ہوا، وہ عالی مراتب انگریزی مین اول نمبر کا ریڈر فصاحت، اور صحت کے ساتھہ پڑہتی ہین، اور اون کو کمال توجہ، اور خوبی کے ساتھہ صرف ونحو کے قواعد، واصول کی تعلیم دی گئی ہے، اور اوس زبان مین بہت اچھا علم رکھتی ہین۔

جب اون کی کم عمری کا خیال کیا جاتا ہے تو آیندہ کے واسطے بہت

امید ہوتی ہے اور یہ اون کے بعد معلم کی تعریف ہے -

مین امید کرتا ہون کہ بعد چند روز کے صاحبزادی صاحبہ کو اس سے بہتر سارٹیفکٹ دینے کا موقع ملے گا، جنھون نے زینہ علم پر ایسی کم عمری مین اتنی بڑی ترقی حاصل کی ہے، اب چاہیے کہ بہت سعی، اور غور کے ساتھ ہر ایک درجہ کو طی کرین، اور اپنے آپ کو اس بلند مرتبہ کے واسطے قابل کرین، جسپر کہ وہ کامیاب ہونگی "

اے ڈبلیو۔ سی ہچنسن میجر پولٹیکل ایجنٹ، گوالیار

سال نو کا پہلا دن ۱۸۶۷ء

میری تعلیم کے لیے عمدہ اصول پر محل مین ایک چھوٹا سا اسکول بھی تھا، جس مین نواب سلطان دولہ صاحب بہادر مرحوم، اور نیز میان[1] عالمگیر محمد خان، و میان صدر محمد خان تعلیم پاتے تھے -

۱۲ صفر ۱۲۸۴ھ کو میرے عزیز اور نامور باپ نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر مرحوم کا انتقال ہوا، میرے صدمہ کو تو بچپن کے زمانہ، اور سرکار خلدنشین کی دلجوئی نے بھلا دیا، لیکن سرکار خلدنشین کو ایسا سخت صدمہ ہوا کہ دمِ آخرین تک اون کے دل سے دور نہوا اور اس غم نے اون کو گھلا دیا، وہ جب تک زندہ رہین یہی کہتی رہین کہ "افسوس کیسے مددگار مطیع، فرمان بردار، داماد کا جو بیٹی سے بھی زیادہ عزیز تھا انتقال ہو گیا" لیکن کیا معلوم تھا کہ

---

[1] میان عالمگیر محمد خان، و میان صدر محمد خان سرکار خلدنشین کے سوتیلے لڑکے میان دستگیر محمد خان صاحب کے فرزند تھے، میان دستگیر محمد خان صاحب اور اون کی بیوی کو گذارہ دیا جاتا تھا، جب اون کا انتقال ہو گیا تو سرکار خلدنشین نے ان دونون لڑکون کا وظیفہ مقرر کر کے اپنے پاس رکھ لیا تھا -

۱۲ مہینہ بعد ہی اون کا ظل عاطفت بھی اوٹھہ جاے گا۔

۱۳ ر رجب سنہ ۱۲۸۵ھ کو اونھون نے انتقال کیا، میری عمر اوس وقت ۱۰ سال ۷ ماہ پندرہ یوم کی تھی، اون کی موت کا صدمہ ابتک تازہ ہے، اون کی شفقتون کی یاد اس وقت تک دل مین موجود ہے، اون کی ناصحانہ باتین کسی نہ کسی وقت میرے کام آتی ہین، اور مین ہمیشہ اون کی مغفرت کی دعا کرتی ہون۔

اب مین پھر سرکار خلد مکان کے پاس رہنے لگی، مگر ہر وقت طبیعت پر اداسی چھائی رہتی تھی، وہ ہر طرح کی غمخواری فرماتی ہین، اور دل بہلانے کی فکر کرتی ہین، کیونکہ مین اون کی ایک ہی اولاد رہ گئی تھی، چھوٹی بہن صاحبزادی سلیمان[1] جہان بیگم صاحبہ کا سنہ ۱۲۸۲ھ مین بعارضہ چیچک چار سال آٹھہ ماہ کی عمر مین انتقال ہو چکا تھا۔

تعلیم کا جو نظام معین تھا، اوس مین درہمی برہمی ہوگئی، خوشخطی کی مشق بالکل جاتی رہی، اگرچہ قرآن مجید ۱۱ سال ہی کی عمر مین ختم ہو چکا تھا، مگر دور کرتی تھی، اور مولوی جمال الدین خان صاحب بہادر ایک گھنٹہ ترجمہ، اور تفسیر پڑہاتے تھے مولوی محمد ایوب صاحب بھی ایک گھنٹہ تعلیم فارسی دیتے تھے، دو گھنٹہ تعلیم انگریزی ہوتی تھی، اسی کے ساتھہ میری روبکاری مین صدور احکام کے لیے وہ کاغذات بھی پیش ہوتے جن کی نسبت سرکار خلد مکان کا خاص حکم ہوتا تھا۔

---

[1] صاحبزادی سلیمان جہان بیگم صاحبہ ۱۲ر جمادی الاول سنہ ۱۲۷۷ھ مین پیدا ہوئی تھین، عمر مین مجھسے قریباً ۳ سال چھوٹی تھین، باوجودیکہ وہ "وکسی نیٹ" ہو چکی تھین، اون کے چیچک نکلی یونانی حکیم جان صاحب نے تشخیص مرض مین غلطی کی، اور چیچک کو فساد خون سمجھا، ایسی حالت مین مسہل دیا گیا، اوس نے نقصان کیا اور ۱۳ر محرم سنہ ۱۲۸۲ھ کو انتقال ہوگیا۔

ذیل میں چند پروانجات سرکار خلد مکان کے درج کیے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ بعد سرکار خلد نشین کے بیسر(؟) طرز تعلیم کیا رکھا گیا تھا۔

نقل پروانجات سرکار خلد مکان

(۱)

بظاہر فی الحال تمہارے لکھنے پڑھنے، اور تحصیل علم و ہنر میں بیقاعدگی معلوم ہوتی ہے، اور ثابت نہیں ہوتا کہ صبح سے شام تک تم کس کس کام میں مشغول رہتی ہو، چونکہ زمانہ تحصیل کمالات ہر قسم کا ہے، اس لیئے تمکو چاہیے کہ صبح سے تا شام اپنے اوقات کو اکتساب علم و ہنر پر تقسیم کرو، اور اطلاع دو کہ وقت بیداری صبح سے تا وقت خواب شب تم کیا کیا کام کرتی ہو، اور اوقات عزیز کس مشغلہ میں صرف ہوتی ہے، جب تم مفصل اس حال سے اطلاع دوگی اوس وقت بندوبست لیل و نہار تمہارے کا اپنی روبکاری سے ہم مقرر کر دیں گے۔

(۲)

لازم کہ سات آٹھ بجے صبح سے ۹ بجے تک ترجمہ قرآن شریف کا مدارالمہام صاحب بہادر سے پڑھا کرو، اور ۹ بجے سے گیارہ بجے تک سبق انگریزی فنشی حسین خان صاحب ماسٹر سے لیا کرو، اور بعد گیارہ بجے کے کھانا کھاؤ، آرام کرو، مگر گیارہ بجے سے ۴ بجے تک کاغذات احکام سررشتہ ریاست کے جن کا ہم حکم دیں تم منشی محمد مجید نائب میر منشی سے سنکر احکام سررشتہ لکھا یا کرو، اور اپنے صاد و نشان سے جاری کرو۔ اور بعد چار بجے کے تم کو

اختیار ہے چاہو ہوا خوری کو جاؤ، چاہو کام دوخست وغیرہ امور خانگی مین مصروف ہو۔

(۳)

دو قطعہ سارٹیفکٹ امتحان زبان انگریزی، ایک جانبی مسٹر ہیچنسن صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ گوالیار، اور دوسرا جانبی ہیچروڈ صاحب بہادر ممتحن مدارس ضلاع سنٹرل انڈیا موسومہ تمہارے، تمہارے نزدیک بھیجے جاتے ہین، تم ہر دو قطعہ کو اپنے نزدیک بطور سند رکھو، اور تحصیل علم و تعلیم زبان انگریزی مین ایسی کوشش وسعی تہ دل سے کرو، کہ آیندہ پھر ایسے ہی اور سارٹیفکٹ امتحان تم کو بڑے بڑے صاحبان عالیشان کی طرف سے حاصل ہون۔

(۴)

خط تمہارا اس خلاصہ مضمون سے ہمارے ملاحظہ مین گزرا کہ "مین بعد سماعت روبکارات علاقہ پر اپنے مسودات احکام لکھوا کر حضور کی خدمت مین بھیجا کرون تاکہ حضور کو بھی حال تحریر احکام کا دریافت رہے" یہ تحریر عبارت بہت مناسب و بہتر ہے، مطابق اپنی تحریر کے روبکارات علاقہ ڈیوڑھی اپنے پر مسودات احکام بعد سماعت اپنی روبکاری سے لکھوا کر اور مسودات اون مین منسلک کرا کر تم ہماری روبکاری مین بھیجا کرو اور تم بھی آجایا کرو تاکہ تمہارے لکھوائے ہوئے مسودون پر جو ہم اصلاح دین اون کو تم دیکھو، اور مراتب اصلاح، اور مدارج سرشتہ تمہارے ذہن نشین ہو جائین؛

(۵)

بعد ملاحظہ عرضی لالہ بٹھولال محافظ دفتر انشاء لکھا جاتا ہے کہ منجملہ عرائض وغیرہ کاغذات احکام سرشتہ، جسقدر کاغذات ضروری ہوا کرین اونپر صاد دہر روز

کردیا کرو، اور جو کاغذات ضروری ہون اون کی طلبقون کو اپنی روبکاری مین طلب
کرکے ہفتہ وار دو مرتبہ صاد کیا کرو، اور اسیطرح کارروائی ہماری روبکاری سے
ہوا کرتی ہے، اس مین تساہل نہو کہ اہل مقدمات شاکی دیررسی احکام کے ہووین۔

غرۂ شعبان سنہ ۱۲۸۵ھ = ۱۴ر نومبر سنہ ۱۸۶۸ء کو سرکار خلد مکان صدر نشین ہوئین، اور مجکو خلعت
ولیعہدی ملا، دربار صدر نشینی کے موقع پر جب کہ میڈ صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا
وکرنل ولیم ولبی آسبرن صاحب بہادر سی۔ بی۔ پولیٹکل ایجنٹ موجود تھے، مینے حسب ذیل
ایک مختصر تقریر کی، یہ پہلا موقع تھا کہ مین ایسے عظیم الشان مجمع کے روبرو اسپیچ دینے کھڑی
ہوئی تھی:۔

نقل اسپیچ

"مین خدا کا شکر کرتی ہون کہ اوس نے اپنی عنایت سے مجھے اس مرتبہ پر
پہنچایا اور پھر شکر کرتی ہون صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا
وصاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کا، جنہون نے بحکم صدر رفیع القدر مجکو ولیعہد
اور میری والدہ کو والی ریاست بھوپال کیا"

میری اس تقریر سے سب حاضرین دربار، وصاحبان یوروپین کو مسرت
ہوئی، کیونکہ بلحاظ عمر، میرا اس طرح صاف اور بے جھجک اسپیچ دینا نہایت تعجب خیز تھا
مسلمانون مین، بچے جب ختم کلام مجید کرتے ہین تو خاص خوشی کی جاتی ہے، اور
اس خوشی کے ظاہر کرنے کے لیے نشرح کیا جاتا ہے، چنانچہ سرکار خلد نشین، اور
سرکار خلد مکان کا بھی نشرح ہوا تھا، اور دونون کی یہ تقریب بڑی دھوم دھام سے کیگئی تھی،
سرکار خلد مکان نے بھی سنہ ۱۲۸۸ھ مین میرا نشرح کیا، اور چونکہ اون کے ہاتھون سے

میری یہ پہلی تقریب تھی، اس لیے اونھون نے نہایت فیاضی اور سیر چشمی سے تقریب مذکور کو ادا کیا، رزیڈنسی، و ایجنسی کے صاحبان یوروپین مدعو کیے گئے، اور امراء گروہ و نواح مہمان بلائے گئے، اراکین و اخوان ریاست، اور رعایا کی پرتکلف دعوتین ہوئین، ہر روز روشنی و آتشبازی کا سلسلہ بھی جاری رہا، غرض ایک ماہ تک روز و شب یہی جشن تھا، جس مین دو لک [illegible] روپیہ صرف ہوے۔

اسی سال سرکار خلد مکان نے نواب صدیق حسن خان صاحب سے نکاح ثانی کیا اور میری تکلیفات کا زمانہ شروع ہوگیا، اندرونی طور پر ریشہ دوانیان ہونے لگین، مہر مادری کو سرد کرنے کی تدبیرین کی گئین، جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ روز بروز سرکار خلد مکان کی محبت زوال پذیر ہونے لگی۔

دراصل میری زندگی کا سب سے بڑا منحوس سال ۱۲۸۸ھ ہجری تھا۔

اب بلحاظ تسلسل واقعات عہد سرکار خلد مکان یہ حصہ میری شادی کے تذکرہ سے شروع ہوتا ہے، اس حصہ کتاب مین ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۵ء سے ایک ۱۳۱۸ھ = ۱۹۰۱ء تک کے حالات ہین۔

نواب امراؤ دولہ نظیر الدولہ بخشی باقی محمد خان صاحب بہادر نصرت جنگ

کے مجملاً

حالات خاندانی اور خصوصیات ذاتی کا تذکرہ

مین اس موقع پر ضروری جانتی ہون کہ اپنے بہادر باپ اور خاندان پدری کے حالات مجملاً بیان کرون، تاکہ ناظرین تاریخ کو واقفیت ہوجائے کہ میرے والد اور میرے خاندان پدری کی کیا خصوصیات تھین، جن کی وجہ سے نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین نے اپنی دختر نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کے عقد کے واسطے ایک غیر شخص کو خاندان دشتی خیل سے منتخب کیا تھا۔

یہ خاندان مثل میرازی خیل کے جو میرا مادری خاندان ہے، تراہ کے ممتاز خاندانون مین سے ہے، آفریدی اور کرزی، دشتی خیل اکثر ایک ہی جگہ بود و باش رکھتے ہین، اور یہ بھی دوسری مشہور جنگجو اور شجاع قومون کی طرح معروف ہے۔

ہندوستان مین اس خاندان کے مورث اعلیٰ بایزید خان جو میرے پردادا کے والد تھے، افغانستان سے تشریف لائے، اونھون نے بوجہ اس کے کہ خاندان میرازی خیل سے ہم وطنی کا تعلق تھا، بھوپال مین قیام کیا، اس خاندان کے آنے سے سب کو اور بالخصوص میان وزیر محمد خان صاحب بہادر کو بہت خوشی ہوئی، اس لیے کہ ایسے پر آشوب زمانہ مین جو میان صاحب ممدوح کا تھا، بایزید خان کا آنا تائید غیبی سے کم نہ تھا۔

اونھون نے فوجی ملازمت عطا کی اور بایزید خان کے بیٹے محمد خان، اور اون کے

دونون بیٹون بہادر محمد خان و باز محمد خان کو بھی جو اگرچہ کم سن تھے مگر دلیری اور بہادری کے آثار اون کے چہرون سے نمایان تھے، فوج مین ملازم رکھا، بایزید خان نے ایسی عمدگی کے ساتھ فوجی خدمات انجام دین جن کی توقع ایسے دلیر، اور خاندانی شخص سے کیجا سکتی تھی۔

نواب صاحب موصوف کی توجہ و محبت یوماً فیوماً اون پر زیادہ مبذول ہوتی گئی، یہان تک کہ بایزید خان نے انتقال کیا، اور محمد خان نے بھی وفات پائی، بہادر محمد خان نے جو اون کے خلف اکبر تھے مثل باپ کے کارہاے نمایان کیے اور قابل قدر وفاداری، و دلیری کے متواتر ثبوت دیے، جن سے میان دزیر محمد خان صاحب کو اون پر اس قدر اعتبار ہوگیا کہ اون کو اپنے فرزند نواب نظر محمد خان کی رفاقت و مصاحبت کے لیے منتخب فرمایا، چنانچہ جب جگوابا پونے بھوپال پر یورش کی تب محافظت و مدافعت کے لیے نواب نظر محمد خان اور بہادر محمد خان کو قلعہ کہنہ کے دروازہ پر متعین کیا، اور خود دوسرے دروازون کے انتظام کی جانب مصروف ہوے، اوس وقت جمعیت بہت قلیل تھی اور شہر و قلعہ کے ہر سمت انتظام کرنا ضرور تھا، اس لیے پچاس پچاس اور ساٹھہ ساٹھہ آدمیون کی جمعیت بسر کردگی دو دو سرداروں کے ہر دروازہ کے مورچہ پر قائم کی، دروازہ قلعہ کہنہ پر جو بسبب لب تالاب واقع ہونے کے اور مقامات سے کسی قدر زیادہ محفوظ سمجھا جاتا تھا جمعیت کم رکھی۔ لیکن چیدہ اشخاص کو مقرر کیا، محاصرین کو اس کا علم ہوگیا، اور اونھون نے موقع پاکر ایک جماعت کثیر سے حملہ کیا اور اوس جانب سے شہر مین داخل ہوگئے۔

نواب نظر محمد خان، اور بہادر محمد خان نے اپنی ذاتی، و خاندانی جوہر شجاعت کیہائے بہادر محمد خان زخمی ہوے، اور کئی زخم اون کے جسم پر آئے، لیکن نہایت مردانگی سے مقابلہ مین ثابت قدم رہے، اور چند نفوس کو ایک کثیر جمعیت سے لڑا یا کیے، یہان تک کہ

حملہ آورون مین بے چینی پھیل گئی ، عین وقت پر میان وزیر محمد خان بھی خبر سنکر موقع پر کمک لیکر آگئے ، اور دشمنون کو ہزیمت نصیب ہوئی ۔

جب اس جنگ سے امن ہوگیا ، اور جگوا باپو نے شکست فاش کھائی جس کی مفصل کیفیت "تاج الاقبال" مین درج ہے ، تو میان وزیر محمد خان نے بہادر محمد خان کو اونکی شجاعت کا یہ صلہ دیا کہ نواب غوث محمد خان صاحب سے کہکر سپہ سالار فوج مقرر کرایا ۔ بہادر محمد خان جب تک زندہ رہے اپنے عہدہ کی عزت کو روز بروز زیادہ کرتے گئے ۔ آخر دم تک وہ ایک معزز شجاع ، اور نیک نام "سپہ سالار" رہے ، اور ریاست سے اون کی جاگیر مقرر ہوئی ۔

اون کی احسان شناسی ، اور وفاداری کا یہ واقعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ جب عنان حکومت نواب جہانگیر محمد خان صاحب کے ہاتھون مین آئی اور سرکار خلد نشین سے شکر رنجی ہوئی اور یہان تک نوبت پہنچی کہ نواب صاحب نے اونکو زخمی کیا ، تو واسطے رفع فساد باہمی کے یہ تجویز کی گئی کہ سرکار قدسیہ کی جاگیر ۴ لاکھ سالانہ کی مقرر ہو اور وہ مع سرکار خلد نشین کے "اسلام نگر" مین رہین ۔ چنانچہ جب وہ اسلام نگر جانے لگین تو اونھون نے بہادر محمد خان سے دریافت کیا کہ "تم سپہ سالار ریاست ہو ، آیا تم اس عہدہ اور مرتبہ کو پسند کرتے ہو ، یا ہمارے ساتھ رہنا اور منصب کو چھوڑنا پسند کرتے ہو" ؟ بہادر محمد خان نے نہایت جوش اور خلوص کے ساتھ جواب دیا کہ "جو عزت و مرتبہ ہم کو حاصل ہے وہ میان وزیر محمد خان اور نواب غوث محمد خان کی عنایات اور احسانات کی وجہ سے ہے مین اور میری اولاد ہرگز گوارا نہین کر سکتی کہ اپنے مربیون اور محسنون کی اولاد کو چھوڑکر احسان ناشناس بنین ، آپ دونون کے ہمراہ اسلام نگر مین نان جوین کھانا بہ نسبت یہان کی ہزار نعمتون کے بہتر ، اور آپ کی ادنیٰ ملازمت ریاست کی سپہ سالاری سے

بدرجہا اعلیٰ و افضل ہے"

یہ روح شرافت جس طرح کہ بہادر محمد خان مین تھی اوسی طرح اون کے بیٹون یعنے صدر محمد خان، اور باقی محمد خان (نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر) مین بھی موجود تھی، اونھون نے باپ کی تائید کی، اور سرکار قدسیہ و سرکار خلد نشین کی رفاقت کو ہر ایک عزت پر ترجیح دی، چنانچہ سات سال تک یہ دونون بیگمات اسلام نگر مین رہین۔ اور ان احسان شناس جان نثارون نے وہین اپنا گذارا کیا۔

جب سرکار خلد نشین صدر نشین ریاست ہوئین تب بہادر محمد خان بھی اپنے عہدہ پر کام کرنے لگے، اون کے انتقال کے بعد عہدۂ سپہ سالاری اونکے فرزند اکبر صدر محمد خان کو تفویض ہوا، اور اون کی وفات کے بعد بوجہ اس کے کہ وہ کوئی فرزند نہ رکھتے تھے، اون کے چھوٹے بھائی یعنی میرے والد ماجد اس منصب جلیلہ پر مامور ہوے۔

وہ بچپن ہی سے کیا بلحاظ حسن صورت، اور کیا باعتبار حسن سیرت سب مین ممتاز تھے، اون کی دلیری و خوبصورتی بطور مثال پیش کی جاتی تھی، اوتھون نے ایام طفولیت ہی مین ہر شخص کو اپنا گرویدہ اور اپنے اخلاق حسنہ کا معترف بنا لیا تھا، اور اون مین وہ تمام خوبیان موجود تھین جو ایک سپہ سالار کے لیے ضروری ہین۔
سرکار خلد نشین کو ابتدا سے ہی اون کے حال پر شفقت تھی اور وہ اصل وہ اسکے قابل بھی تھے، کیونکہ اون کی ذاتی، و خاندانی خدمات ایسی ہی تھین۔
سرکار خلد نشین نے جن کو قیافہ شناسی کا بھی ملکہ تھا اون کے چہرہ مین سرکار خلد مکان کے

شوہر ہونے کی قابلیت دیکھی، اور نیز جو جو وفاداریان اون کے خاندان سے عمل مین آئی تھین
اون کا صلہ بھی اس طریق پر دینا مناسب سمجھا کہ سرکار خلد مکان کا عقد اون سے کر کے اپنے
خاندان مین اون کو شامل فرمالین، چنانچہ باطلاع، و منظوری گورنمنٹ ہند ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ
مطابق ۲۶ جولائی ۱۸۵۵ء کو یہ عقد ہو گیا ۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے خلعت بھیجا، اور سرکار خلد نشین کی کوشش سے ۱۷[۱] فیر
توپون کی سلامی مقرر کی، نیز استقبال منجانب سرکار انگریزی منظور فرمایا گیا، اور ریاست
سے بمنظوری گورنمنٹ خطاب "امراؤ دولہ نظیر الدولہ" مرحمت ہوا ۔

نواب صاحب نے سرکار خلد نشین کی وہ اطاعت کی جو ایک مطیع و فرمان بردار بیٹا
کر سکتا ہے، یہ اطاعت نہ صرف ادائے فرض کی وجہ سے تھی، بلکہ اوس دلی جوش کی
وجہ سے جو اون مین خاندانی اثر کے سبب سے تھا ۔

سرکار خلد نشین نے بھی مادرانہ شفقت فرمائی، اور ایسی کہ جو صرف حقیقی مان سے ہی ہو سکتی ہے ۔
غدر کے زمانہ مین اگرچہ نواب امراؤ دولہ بہادر عہدہ سپہ سالاری کو بوجہ شوہر رئیسہ
ہونے کے چھوڑ چکے تھے اور اس عہدہ پر اون کی بہن کے داماد بخشی مروت محمد خان صاحب کو
سرکار خلد نشین نے ممتاز کر دیا تھا، لیکن چونکہ سرکار خلد نشین اون کی فوجی معلومات، اور
اون کے اوس اقتدار سے جو اون کو فوج کے دلون پر حاصل تھا، واقف تھین، اسلیے
اون کو ہر ایک مشورہ فوجی، اور انتظام امن و امان مین شریک فرماتی تھین، اور وہ
بطور مشیر فوجی سرکار خلد نشین کے حضور مین کام کرتے تھے ۔

نواب صاحب بہادر اس حالت بدامنی کے پیدا ہونے سے سخت متردد تھے

---

(۱) اسی نظیر کے باعث نواب صدیق حسن خان صاحب کو بھی خطاب و سلامی عطا ہوئی تھی ۔

اور سرکار خلد نشین کی پریشانیون نے اون کو اور بھی بےچین کر دیا تھا، وہ کوشش کرتے تھے کہ ریاست ان آفات سے محفوظ رہے، اور سرکار خلد نشین کے منشاء کے مطابق انگریزون کو عمدہ طور پر امداد دیجائے اور آمد و رفت کے راستے مسدود نہون اسی اثنا مین ایک طرف فاضل محمد خان اور عادل محمد خان جاگیرداران گڑھی آنبا پانی کی شورش اور بغاوت کی اطلاع پہونچی، دوسری طرف فوج متعینہ شہر و قلعہ مین کچھہ بےچینی کے آثار نمودار ہوے۔

سرکار خلد نشین کے زیر ہدایت نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر نہایت کوشش کیساتھ ضروری انتظام کے لیے احکام جاری کرتے، اور دن رات اسی انتظام مین اپنا اوقات عزیز صرف فرماتے تھے روزانہ بیرونجات کی رپورٹون کو سنکر حکم لکھواتے اور اون عہدہ دارون کو جن کے ذمہ مفصلات کی حفاظت امن تھی، ہدایتین بھیجتے، اور تاکید کرتے۔

اون کی اس جفاکشی، اور محنت و انتظام کے حالات اوس زمانہ کے کاغذات سے عمدہ طور پر معلوم ہو سکتے تھے، لیکن افسوس کہ اون کی بیدار مغزی، اور فوجی قابلیت کا وہ تمام مجموعہ جو دفاتر ریاست مین محفوظ تھا، حساد کے ہاتھون تباہ ہو گیا؛ البتہ اون احکام کی چند نقول جو اون عہدہ دارون کے خاندان مین جن کے نام وہ لکھے گئے تھے بطور نشان عزت اور دستاویز خدمات و وفاداری موجود ہین اون سے کچھہ کچھہ پتا اوس حالت کا معلوم ہو سکتا ہے۔

مین ذیل مین دو تین نقلین درج کرتی ہون تاکہ ناظرین اون سے اندازہ کر سکین کہ نواب صاحب بہادر کس عمدہ طریقے اور کس مستعدی و بیدار مغزی کے ساتھہ کام کرتے تھے:-

نقول پروانجات

نقل پروانہ نواب نظیر الدولہ امراؤ دولہ باقی محمد خان صاحب بہادر مرحوم موسومہ منشی محمد شمس الدین انصاری، بن قاضی شیخ محمد ریاض الدین جاگیردار و کامدار ڈیوڑھی سرکار قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ

(۱)

باقی محمد خان بہادر
نظیر الدولہ نواب

شرافت و نجابت پناہ شجاعت و شہامت دستگاہ منشی شمس الدین بعافیت باشند

از ملاحظہ عرضی حافظ محمد حسن خان نائب بخشی معروضہ بست و یکم ماہ ذیحجہ ۱۲۷۵ھ واضح شد کہ همراه محمد حسن خان نائب بخشی بر عادل محمد خان و همراهیانش دوش جنگ نموده داد شجاعت و مردانگی دادید، و خیال کثرت آن گروه روبہ شعار نہ کرده، همه بروارد ما را از روزگار شان بر آوردید، و اکثرے را کشتہ، و بسیارے را خستہ نموده، هزیمت فاش دادید، و مال و منال، و سلاح، و جانوران گروه خذلان مآل غنیمت آوردید، و چهاونی آنها را بسوختید، و شرط نمکخواری و مردانگی کہ شیوه ستوده شعار روزگار، و طریقہ برگزین دلیران جلادت شعار است از دست ندادید، آفرین، صد آفرین، بر همت و دلاوری و جرأت و مردانگی ایشان است کہ نزدیک و دور نام خود را مشهور کرده خاطر ما را خوشنود نمودید گنجائش ایشان در دل ما دو چند گردید لازم کہ آینده بر همین عنوان داد شجاعت، و نمک حلالی داده باشید، و همواره مورد تحسین و آفرین اشرافیش باشید، و پروانہ ها را بطور تذکره ای و خوشنودی خاطر خود دارید فقط غره محرم ۱۲۷۶ھ ہجری۔

حکم (۲)

نقل عرضی ہذا ذریعہ عرضی ما، مورخہ ہشتم محرم ۱۲۸۲ھ ہجری اطلاعاً
بخدمت جناب نواب سکندر بیگم صاحبہ دام اقبالہا فرستادہ شود، و
اصل عرضی نزد لالہ نوبت رائے رسانیدہ شود، کہ شامل مثل دارند،
و نقل این حکم نزد منشی شمس الدین فرستادہ نوشتہ شود کہ ایشان با دوپہرہ
جوانان در غیرت گنج رفتہ از جوانان سرکاری و محال، و تھانہ باتفاق
رائے تھانہ دار و عامل آنجا حفاظت و بندوبست قصبہ و دہات، و سرکوبی
و تدارک مفسدان سازند، و حال بدمعاشان و عادل محمد خان ہرچہ معلوم شود
بذریعہ عرضی خود مفصل در سرکار نوشتہ رسانیدہ باشند، و نقل ثانی این حکم
نزد بخشی گردہاری لعل فرستادہ شود کہ جوانان دو پہرہ از بیڑہ رضا حسین جمعدار
ہمراہ منشی شمس الدین روانہ غیرت گنج سازید، و نقل حکم ثالث این حکم نزد لالہ درگا پرشاد
تھانہ دار رسانیدہ نگاشتہ شود کہ منشی شمس الدین را با دو پہرہ جوانان نزد
ایشان رسانیدہ ایم از جوانان مذکور و جوانان تھانہ و محال بموجب ہدایت احکام سابق و حال
حفاظت ملک و مال سرکاری، و رعایا و ناکہ بندی قصبہ خاص و انتظام
بندوبست شوارع و طرق و گھاٹ ہا، و اطمینان و استمالت رعایائے
قصبہ و دہات بخوبی نمایند، کہ بدمعاشان را جرأت گذر کردن در آن
علاقہ نشود، و ایشان شب و روز مردانہ وار مستعد و ہوشیار مانند،
ہراس و خوف در دل نیارند، و بر عنایات و افضال معادن حقیقی استقلال
دارند فقط۔

(۱۳)

نقل حکم سرکاری جناب نواب نظیر الدولہ امراؤ دولہ باقی محمد خاں صاحب بہادر مرحوم ناصیہ عرضی منشی شمس الدین انصاری

مُہر | حکم شد ضروری

نقل عرضی ہذا ذریعہ عرضی بخدمت جناب نواب سکندر بیگم صاحبہ عالیہ دام اقبالہا رسانیدہ شود و نقل حکم ہذا نزد منشی شمس الدین رسانیدہ نوشتہ شود کہ عرضی ایشان معروضہ نوزدہم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۴ھ متقام رائسین بمقدمہ خبر بدمعاشان امروز بوقت باقی ماندن سہ چہار گھڑی روز بملاحظہ ما رسید کاشف مندرجہ شد، لازم کہ درین عرصہ ہر انچہ خبر بدمعاشان نزد ایشان رسیدہ باشد، آن را مفصل و مشرح ذریعہ عرضی خود بہ سرکار معروض دارند، و ایشان حتی المقدور بہ نہجیکہ توانند در پرگنہ غیرت گنج رسیدہ خاطر و تشفی رعایا و حفاظت و ہوشیاری ملک و مال رعایا، و سرکار و تنظیم و تنسیق آنجا بخوبی تمام دارند، و دقیقہ از دقائق حزم و ہوشیاری فرو نگذارید، و بصورت مسدودی راہ و نرسیدن بکدام صورت بدرجۂ مجبوری در قصبہ رائسین قیام کنید و بکدام نوعے کہ ابنیت در راستہ بینید، یا از کدام جانب راہ غیرت گنج را از بدمعاشان خالی یابید، و در آن راہ کہ زور و شور بدمعاشان یافتہ نشود، تا بہر نوع کہ بودن توانند، خود را در غیرت گنج رسانید، زیرا کہ از رسیدن ایشان موجب تسلی و تشفی رعایا ے غیرت گنج متصور است، و در آن جا بند و بست و انتظام و حفاظت و ہوشیاری ملک و مال رعایا و سرکار آن چنان نمایند کہ بوجہے من الوجوہ دخل و گذر بدمعاشان در آنجا نشود فقط مورخہ نوزدہم ربیع الاول ۱۲۷۴ھ

اونھون نے شہر مین نہایت حیرت انگیز طریقہ پر فوج کی بے چینی کو دور کیا، وہ سرکار خلد نشین کو نہایت دلاوری سے بغیر کسی خوف و ہراس کے کیمپ مین لے گئے، سرکار خلد نشین سے درخواست کی کہ آپ فوج کو اس وقت نصیحت کرین، چنانچہ سرکار خلد نشین نے فوج کے سامنے ایک مختصر تقریر کی، اور پھر نواب صاحب بہادر نے سپاہیانہ لب و لہجہ مین موثر طور پر تقریر فرمائی، اون تقریرون نے مثل بجلی کے اثر کیا، اور وہ تمام خیالات بدامنی کافور ہو گئے، ایک ہی گھڑی مین جو فوج کہ نہایت خوفناک، اور آمادۂ فساد نظر آتی تھی، بے انتہا مطیع و فرمان بردار بن گئی، مگر نواب صاحب بہادر نے اسی پر اطمینان نہین کیا، بلکہ فوراً فوج کو ایک رقم کثیر عنایت کی، اور وہ اثر جو تقریرون سے پیدا کیا گیا تھا، نقرئی زنجیر سے مضبوط کر دیا گیا، اس طرح پر گویا فوج کے جان نثارانہ جوش اور احسان مندانہ جذبات کو خرید لیا، غرض وہ سرکار خلد نشین کے ہر اعتبار اور مشورے کے قابل تھے۔

اونھون نے اوس غم کو جو بالعموم عورتون کو فرزند کے نہ ہونے سے ہوتا ہے کھو دیا تھا، سرکار خلد نشین ہر دربار مین اون کو ہمراہ لے جاتی تھین، اور اس فکر مین رہتی تھین کہ اون کا اعزاز روز بروز ترقی کرتا جاے۔

نواب صاحب کو "مرض ضعف معدہ" ہو گیا تھا مگر باوجود تکلیف مرض کے ۱۲۸۳ھ مین فرض حج ادا کرنے کو گئے، وہان ایک سال قیام کیا، حکیم ملا نواب کا علاج ہوتا رہا پھر آب و ہوا تبدیل کرنے کے واسطے "مصر" کو تشریف لے گئے، لیکن بوجہ باقاعدہ علاج نہ ہونے کے کچھ افاقہ نہوا، اور مرض روز بروز بڑھتا رہا، اسی حالت مرض مین واپس آئے بعد ۶ ماہ کے ۲۱ صفر ۱۲۸۴ھ کو انتقال کیا! اور اپنے باغ مین دفن ہوے۔

قبل شادی سرکار خلد مکان کے نواب صاحب موصوف کی دو شادیان اور بھی ہو چکی تھین، پہلی شادی "ملکہ بی بی" کی دختر سے ہوئی تھی جو نواب غوث محمد خان صاحب کے بھائی کی بیٹی تھین، اون سے ایک سال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی، اور اون کا انتقال ہوگیا، بعد رحلت اون کے "سردار بی بی" قوم "فیروز خیل" سے دوسری شادی کی، اون سے چار بچے ہوئے، وہ "بی بی" اب تک زندہ ہین

چونکہ سرکار خلد نشین نے سرکار خلد مکان کی شادی نواب صاحب بہادر سے موخر الذکر بی بی کی موجودگی مین کی تھی اس لیے اون کے خورونوش کا اس طریق پر انتظام کیا گیا کہ چھ ہزار کی جاگیر اون کو عنایت فرمائی، جو علیٰ حالہ قائم ہے۔

شادی کے حالات

نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین کو میرے ساتھہ غیر معمولی طور پر اُنس و شفقت تھی وہ میری زندگی کے حال و مستقبل پر ہمیشہ نظر رکھتی تھین، میرے متعلق اون کی تمنائین عام خاتونون کی تمناؤن کے مطابق نہ تھین، بلکہ وہ جسطرح عام خاتونون سے ممتاز تھین، اوسی طرح وہ تمنائین بھی اعلیٰ اور امتیازی تھین۔

اونھون نے باوجود اپنے شاہی اشتغال کے میری تربیت کا کام بھی اپنے ہی ذمہ رکھا تھا، اور میری تعلیم بھی اپنی ہی نگرانی مین رکھی تھی، وہ اپنی پیاری اور شفقت بھری باتون مین مجھے ایسے سبق دیا کرتی تھین جو اس وقت میرے لیے چراغ ہدایت ہین اور میری حکمرانی کیلیے ایک اعلیٰ اور مفید دستور العمل کا کام دیتے ہین، لیکن میری تعلیم و تربیت کے ساتھہ اون کو بڑا خیال میرے شوہر کے انتخاب کے متعلق بھی تھا، کیونکہ عورتون کی زندگی کی خوشگواری کا انحصار بہت زیادہ شوہر کی ذات پر ہوتا ہے، اور پھر مجھہ مین اور عام عورتون مین جو تفاوت تھا، اور نیز گذشتہ معاملات و خانگی تعلقات سے جو نتائج اخذ کیے تھے، اور جو تجربات اون کو حاصل ہوے تھے، اون کے لحاظ سے یہ فکر اور بھی خصوصیت رکھتی ہے۔

گو میری عمر شادی کے قابل نہ تھی، اور میرا سن صرف ساتھہ ہی سال کا تھا، مگر وہ اپنے زمانہ حیات مین میرے شوہر کا انتخاب کیا چاہتی تھین، انتخاب مین عجلت کیوجہ یہ تھی کہ اون کو یہ بھی مرکوز خاطر تھا کہ شادی کے بعد اجنبیت نہو بچپن سے اپنی

نگرانی مین تعلیم کیجاے تاکہ ملکی لوگون کے ساتھہ ہمدردی پیدا ہو، ملک کے رسم و رواج کی عادت ہوجاے، اور ہر وقت اخلاق و عادات کی نگرانی اور امتحان کا موقع ملے، اور جب یہ مقدس رسم ادا ہوجاے، تو مین جس وقت انتظامی دنیا مین قدم رکھون اوسوقت شوہر مین میرے مشیر و مددگار رہونے کی قابلیت موجود ہو۔

اونھون نے ایسے انتخاب کے وقت بھوپال سے باہر نظر ڈالی، کیونکہ بھوپال کے میرازی خیل خاندانون مین وہ میری شادی پسند نہین کرتی تھین، خود اونکی شادی میرازی خیل خاندان مین ہوئی تھی، اور اون کو اس خاندان کی بیٹی اور بہو ہونے کی حیثیت سے تجربہ حاصل تھا، اور وہ ہر ممبر کے حوصلون اور طبیعت کی حالتون سے اچھی طرح واقف تھین۔

ان تجربون نے سرکار خلد نشین کو بہت بے چین کر رکھا تھا، اور اس مرحلہ کے طے ہوجانے کے لیے نہایت مضطرب تھین، وہ اسکو نہایت مستحکم طور پر طے کرنا چاہتی تھین تاکہ بعد مین کسی قسم کی رخنہ اندازی نہو، اونھون نے اس امر کی نسبت قبل از وقت صاحب

سلہ سرکار خلد مکان کی شادی کے متعلق بھی سرکار خلد نشین کے یہی خیالات تھے جنکی وجہ سے اون کو ایسی سخت مشکلات پیش آئین جنھون نے پولٹیکل صورت اختیار کر لی تھی، لیکن سرکار خلد نشین کو ان مشکلات پر کامیابی حاصل ہوئی، اور اونھون نے گورنمنٹ ہند سے بذریعہ خریطہ مورخہ ۷ رنومبر ۱۸۵۴ء یہ مسئلہ اس طرح پر طے کر لیا کہ رئیسہ بھوپال کا شوہر براے نام نواب رہیگا، نظم ونسق ریاست مین کچھہ دخل نہ دیگا۔

اس مسئلہ کے طے ہونے کے بعد اون کے لیے شوہر کی تلاش کی گئی، اور ہندوستان کے معزز و شریف خاندانون کے لڑکون کو بلا کر دیکھا گیا، اون مین سے قدرت اللہ خان نامی کو پسند کیا، جو نواب احتشام الملک سلطان دولہ کے چچیرے بھائی تھے، جلال آباد کے رہنے والے اور اوس خاندان سے تھے جو ہمارے خاندان کی ایک شاخ ہے، شاہی خاندان بھوپال کے اور اون کے مورث اعلیٰ ایک ہی ہین، اور دونون خاندانون کا

پولیٹکل ایجنٹ بہادر، وصاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سے خط وکتابت شروع کردی اسی سلسلہ مین یہ بھی تحریر کیا کہ سلطان جہان بیگم کی شادی معز محمد خان، فوجدار محمد خان جمال محمد خان، اور فاضل محمد خان کے گھرانون مین نہو، کیونکہ بوجہ مصلحت ملکی وکمی ذاتی وصفاتی وغیرہ مین اپنے خاندان کا ان گھرانون مین رشتہ کرنا پسند نہین کرتی، خصوصاً موخر الذکر وہ شخص ہے جو غدر کے زمانہ مین فوج انگریزی سے لڑا، اور فوج بھوپال نے اوسکو گرفتار کرکے انگریزی حکام کے سپرد کیا، اور اگر اس نسبت سے پہلے میرا انتقال ہوجاے، تو افسران گورنمنٹ میری اس وصیت کو پیش نظر رکھین ۔

سرکار خلد نشین کو ایسے انتخاب مین سب سے غالب خیال نجابت و شرافت وکفو کا تھا جس کے باعث اون کو یہ تمام پیش بند یان کرنے کی ضرورت ہوئی، اس عرصہ مین وہ آداے حج کو گئین، اور وہان سے واپسی کے بعد اپنے ارادہ کی تکمیل مین مصروف ہوئین ۔

اس سلسلہ مین شاید نامناسب نہوگا اگر اوس چھان بین اور احتیاط، اور نیز اوسکے وجوہ کا ذکر کیا جاے جو ہندوستان مین شادی بیاہ کے معاملہ مین ہوتے ہین، کیونکہ اس ترقی وتہذیب کے ساتھہ جو ملک مین ہورہی ہے، ملک کی قدیم رسمون، اور رواجون مین تبدیلی ہوتی جاتی ہے اور کچھہ عرصہ کے بعد اون مراسم کی تلاش کے لیے اوراق تاریخ کی ہی ورق

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سلسلہ نسب کچھہ دور جاکر مل جاتا ہے، لیکن اون کے ساتھہ بوجوہ چند شادی نہ ہوئی، اور نواب امراؤ دولہ نظیر الدولہ بخشی باقی محمد خان صاحب بہادر کے ساتھہ کی گئی، جو پہلے سے ریاست بھوپال کے عہدہ کمانڈر انچیف پر بہ استحقاق موروثی وقابلیت وجاہت ذاتی ممتاز تھے ۔

لہ ان تحریرات کا تذکرہ منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام نے اپنے مراسلہ مورخہ ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری متعلق ملاقات صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا مین مفصل تحریر کیا ہے ۔

گردانی کیجائیگی -

ہندوستان کا طریقہ معاشرت اس بات کا مقتضی ہے کہ والدین اپنی لڑکیون کیلیے شوہر تلاش کرین، کیونکہ انسانی زندگی کے بڑے حصہ کی خوشحالی، اور کامیابی کا دارومدار زوجین کی موافقت مزاج، دلی محبت، اور موانست پر ہوتا ہے، اور اوسکا اندازہ والدین اور اعزۂ قریبہ ہی کرسکتے ہین، اون کو جو خیال اپنے خاندانی ننگ و ناموس کا اور اپنی لخت جگر کی زندگی کو پر لطف بنانے کا ہوسکتا ہے وہ کسی اور کو نہین ہوسکتا -

شریف گھرانون مین علم و دولت کے ساتھ حسب و نسب بھی دیکھا جاتا ہے، اور اس آخری حصہ کی تحقیقات نہایت باریکی کے ساتھ ہوتی ہے اور "اباً عن جدٍ" کئی کئی پشتون کے حالات دریافت کیے جاتے ہین، کیونکہ معیار شرافت محض علم و دولت ہی نہین ہے، بلکہ اسکے ساتھ حسب و نسب بھی ہے، علاوہ برین خاندانی شرافت کی روائتین غریب اور بے علم لوگون کو بھی بداخلاقیون سے روکتی ہین، اور اونکے خاندان کے فخر کو ضائع نہین ہونے دیتین، اسلیے اسکی اور بھی زیادہ ضرورت ہے -

یہ تحقیقات اگرچہ ایک معاشرتی مسئلہ ہے مگر مسلمانون مین شرع اسلام نے اسکو اور بھی مضبوط کردیا ہے "کفایت" نکاح کا ایک بڑا ضروری جزو سمجھا جاتا ہے، اور زوجہ کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر کسی غیر کفو کے ساتھ وہ کدخدا کردی جاے تو اپنا نکاح فسخ کرسکتی ہے، اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ اکثر غیر کفو مین تزوج سے عورتون کو ایک قلبی خلش ہوجاتی ہے، اور اوسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زن و شوہر مین بے لطفی کے اسباب پیدا ہوجاتے ہین جس سے خاندان پر مصیبتین نازل ہوجاتی ہین، خانہ داری کا انتظام درہم و برہم ہوجاتا ہے، اور اسی طرح وہ تمام فوائد جو نکاح و تزویج سے مقصود ہوتے ہین مفقود ہوجاتے ہین، دوسری والیان ملک

اور امرا کے خاندانون مین اس احتیاط کی بے حد ضرورت ہے، کیونکہ بہت سے امور ریاست و سلطنت پر نظر رکھنا پڑتی ہے۔

شادی بیاہ کے معاملہ مین لڑکی والون کو نہایت کد ہوتی ہے، وہ علم و دولت تہذیب شائستگی، خاندانی حالت، اور گھر والون کی عادت و اطوار کو دیکھتے ہین، اور چونکہ لڑکی ہر وقت اونکے پیش نظر رہتی ہے، اوسکی عادات و خصائل سے واقف ہوتے ہین، اونکو ہر ایک طرح کا تجربہ ہوتا ہے اسلیے شوہر کا انتخاب وہ ہی عمدہ طور پر کر سکتے ہین، میرے شوہر کے انتخاب مین بھی انہین باتون کو دیکھنا تھا۔

مگر سرکار خلد نشین زیادہ تر اسکی جویا تھین کہ لڑکا ماسوا نجیب الطرفین ہونیکے جیسی بھی ہو تعلیم و تربیت وہ خود کرنا چاہتی تھین، دولت و ثروت کی اون کو ضرورت نہ تھی، وہ شرافت نسب، اور صورت و سیرت ہی کی خواہان تھین، اونھون نے "جلال آباد" کا خیال کیا جہانکا کسیقدر کم و بیش پہلے حال معلوم ہو چکا تھا، اور اپنے ایک معتمد خاص، حاجی عبدالکریم انصاری سے جو پہلے نواح جلال آباد کے رہنے والے، اور مولوی جمال الدین خان صاحب مدار المہام کے داماد تھے، اپنے اس خیال کا اظہار کیا، معتمد موصوف نے عطا محمد خان کا نام جو جلال آباد کے شریف، اور باوقعت باشندے تھے اس کام کے سر انجام دینے کیلیے پیش کیا۔

سرکار خلد نشین نے ۱۳ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۲ھ کو عطا محمد خان کے نام اس مضمون کا پروانہ لکھا کہ "تم اسلام نگر" اور "جلال آباد" کے "میرازی خیل" پٹھانون مین سے "فاطمہ خیل" کی نجیب الطرفین لوگون کا مفصل حال تحریر کرو۔

عطا محمد خان نے چند اعلیٰ خاندانون، اور معزز گھرانون کا پتہ اور حال لکھا، بالآخر یہ راے قرار پائی کہ عنقریب جو دربار آگرہ مین منعقد ہونے والا ہے اور جسمین سرکار (خلد نشین)

بھی شریک ہونگی وہان چند منتخب لڑکے اون کی خدمت مین پیش کیے جائین، اونمین جو لڑکا ظاہری فہم و فراست، ادب و اخلاق کے لحاظ سے پسند ہوگا بھوپال مین لایا جاے گا، اور یہان اوسکی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام ہوگا، اوسکے عادات و خصائل کا اندازہ کیا جائیگا اور پھر ایک قطعی اور مستقل راے قائم کیجاسکیگی۔

چنانچہ اس قرارداد کے مطابق ماہ جمادی الثانی ۱۲۸۳ھ مین، عطا محمد خان مع چند لڑکون کے آگرہ آئے، اور اون لڑکون کو سرکار خلد نشین کے حضور مین پیش کیا، سرکار خلد نشین نے اون مین سے احمد علی خان ولد باقی محمد خان[۱] صاحب کو جو عالی نسبی اور ذاتی وجاہت و لیاقت مین سب سے فائق تھے، پسند فرمایا۔

سرکار خلد نشین اپنے ہمراہ احمد علی خان کو بھوپال لائین، اور اپنے زیر نگرانی اون کی تعلیم و تربیت شروع کردی، اور اون کی والدہ محمدی بیگم صاحبہ کی صیغۂ مناصب[۲] سے معقول تنخواہ مقرر فرمائی مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ سرکار خلد نشین اوس وقت تک زندہ رہین کہ اپنے انتخاب کے نتیجہ کو دیکھین اور جو تمنائین کہ بیٹی کی پیدائش کے ساتھ اون کے دل مین پیدا ہوئی تھین اونکی حیات مین پوری ہون، سفر آگرہ کے ایک سال بعد وہ علیل ہوگئین، محمدی بیگم صاحبہ نے علالت کو خطرناک دیکھکر ایک دن عرض کیا کہ "آپکی طبیعت علیل ہو رہی ہے اگر آپ پسند فرمائین تو مین احمد علی خان کو براے چندے وطن لیجاؤن حکیم برحق جب آپ کو صحت عطا فرمائیگا اوسوقت مین بھیجدونگی"، اسپر سرکار خلد نشین نے حکم دیا کہ تم اون کو شاہجہان بیگم کے پاس چھوڑ دو ینے

---

[۱] باقی محمد خان صاحب، ابن امام علی خان صاحب، ابن دلاور علی خان، ابن محمد یار خان، ابن سالار میر جلال آباد کے معزز ترین خاندان سے تھے۔

[۲] ریاست مین یہ وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ سے اعزہ ریاست اور معززین کی تنخواہین ادا کیجاتی ہین۔

سب انتظام کر دیا ہے، اونھون نے حکم کی تعمیل کی اور بعد انتقال سرکار خلد نشین خود وطن کو چلی گئین تاکہ اپنی جاگیر کا انتظام جو گورنمنٹ کی جانب سے جلال آباد مین ہے، اور نیز اپنی دختر کی شادی کی تجویز کرین۔

غرض سرکار خلد نشین کا سایۂ عاطفت میرے سر سے اوٹھہ گیا، اس چار سال مین اونھون نے جو کچھہ دستور العمل میان احمد علی خان صاحب کی بود و باش اور تعلیم و تربیت کا قرار دیا تھا وہ شادی کے ایک سال قبل تک ویسا ہی برقرار رہا، طرز بود و باش مین بھی کوئی فرق نہین آیا تھا، صرف میان احمد علی خان بعد فراغت تعلیم ایک دو ساعت کے لیے اپنی والدہ صاحبہ کے نزدیک چلے جاتے تھے، لیکن جب وہ وطن کو بغرض انتظام جاگیر چلی جاتین تو پھر ایک دو ساعت کے لیے بھی کہین جانا نہوتا۔

چونکہ کوئی رسم وغیرہ نہین کی گئی تھی اسیلیے سرکار خلد نشین کے انتقال کے بعد میری نسبت کے پیام اور جگھون سے بھی آئے، میری والدہ سرکار خلد مکان نے اپنے ارکان، و معتمدان قدیم مثل میر بخشی حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر، میان حاتم محمد خان صاحب برادر سرکار قدسیہ مرحومہ، منتو خان صاحب نائب بخشی، اور اہلیہ حکیم شہزادمسیح صاحب، منشی حسین خان، بخشی قدرت اللہ خان معتمد المہام، اور مدار المہام صاحب بہادر وغیرہ کو جمع کر کے مشورہ کیا اور کثرت رائے سے بعد غور و بحث یہ قرار پایا کہ سلطان جہان بیگم صاحبہ کی نسبت کے لیے میان احمد علی خان صاحب سے زیادہ اور کوئی شخص موزون نہین ہے۔

یہ کثرت رائے کسی پاسداری، مروت یا دباو پر مبنی نہ تھی بلکہ اونکے (نواب احتشام الملک بہادر) عمدہ اخلاق و عادات اور سیرت کی خوبی نے تمام معتمدین و ارکین کو اون کا گرویدہ بنا دیا تھا ورنہ اخوان ریاست مین سے بہت لوگون نے اپنے بزرگونکی جمع کی ہوئی دولت و خزانہ کو اس

اوسمیں خالی کر دیا تھا، اور بہت سے ارا کین ریاست کے جو پسند کو نہ رکھتے اپنا طرفدار بنا لیا تھا،
سرکار خلد مکان کو نواب احتشام الملک بہادر سے مادرانہ محبت تھی اور دہ دل سے اس نسبت کو
پسند بھی کرتی تھیں، نواب صدیق حسن خان صاحب کا اتفاق بھی محض بتائید ایزدی تھا (۶) عدشو بسبب خیر گرخدا خواہد
غرض اس قرارداد کے بموجب حسب رسم ورواج نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کی خدمت میں سرکار
خلد مکان نے عریضہ ارسال کیا جس میں اس فیصلہ کی اطلاع دی تھی کہ "نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
کی شادی کے واسطے میان احمد علی خان صاحب پسند کیے گئے ہیں" اور اس امر میں جملہ
اخوان وارکان وجاگیرداران ریاست کی بھی راے حاصل کر لی گئی ہے۔

اس عریضہ کے جواب میں شقہ مورخہ ۸ رجب سنہ ۱۲۸۵ھ موصول ہوا جس میں اس تجویز پر
مبارکباد تھی۔

اگرچہ بجنسہ اوس خط وکتابت کو جو شادی کے متعلق ہے تاریخ میں درج کرنا ضروری نہ تھا،
لیکن جس طور پر کہ اوس زمانہ میں خط وکتابت ہوتی تھی اوسکے اندراج سے اوس کی کیفیت
بخوبی معلوم ہوگی۔

زمانہ حال میں اس قسم کا طرز تحریر تقریباً مفقود ہوگیا ہے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد
اس طرح کی تحریروں کا ملنا محال ہو جائیگا، اور پھر قدیم طرز انشا پردازی معلوم کرنے کے لیے
اوراق تاریخ کی جستجو کیجائیگی، اس لیے اور بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ تحریریں بعینہ درج کیجائیں

شقہ نواب قدسیہ بیگم صاحبہ موسومہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ

تہنیت آئین سعادت وکامگاری، فروغ جبہ شوکت ونامداری عزیزہ نور چشم شاہجہان بی بی
زاد اللہ عمرہا وقدرہا، بعد ادعیہ وافیہ ترقی عمر وتزاید درجات قرین خاطر عزیز باد کہ مکاتبہ

آن عزیزہ مورخہ ششم رجب سنہ ۱۲۸۹ھ دربارہ تجویز شادی سلطان جہان بی بی
با احمد علی خان جلال آبادی بہ رائے ارا کین و اخوان و جاگیرداران ریاست حسب پسند
آن عزیزہ موصول و مطالع ہوا، آن عزیزہ نے جو مکاتبہ مرقومہ مین صرف اطلاع
لکھی ہے اوس سے ہم کو اطلاع ہوئی، ہمتو داعی الخیر ہین، جو تجویز عند اللہ تمہارے
اور سلطان جہان بی بی کے حق مین بہتر ہو وہ خدا مبارک کرے۔

بتاریخ ۱۷ر شعبان سنہ ۱۲۸۹ھ مطابق ۲۱ر اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء، کرنل جان ولیم ولبی آسبورن صاحب
بہادر سی-بی-پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کو مفصلۂ ذیل خریطہ لکھا گیا۔

نقل خریطہ موسومہ پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر

واسطے ازدواج برخوردار بلند اقبال نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ طال عمرہا کے
مخلصہ نے باتفاق رائے صاحبہ موصوفہ و اہالی خاندان و اکابر و ارکان و علماء
و اعیان ریاست، و نیز حسب تجویز سابقہ جناب نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین
احمد علی خان پسر باقی محمد خان مرحوم قوم میرازی خیل افغان جلال آبادی کو تجویز
کیا ہے اور براہ منظوری و اتفاق رائے جہان آرائے جناب مستطاب معلی القاب
نواب گورنر جنرل بہادر ویسرائے کشور ہند جو نیاز نامہ مورخہ بست ویکم اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء
مطابق ہفتم شعبان سنہ ۱۲۸۹ھ بنام نامی جناب ممدوح تحریر کیا ہے اوسکی نقل،
اور نقل اوس کاغذ تجویز مخلصہ کی، جو باتفاق رائے صاحبہ موصوفہ و ارکان و اخوان
ریاست، بامہر و دستخط، مرتب ہوا ہے، اور اصل اوسکی وقت ملاقات مخلصہ نے
آپ کو ملاحظہ کرا دی تھی، اور نقل خط نواب گوہر بیگم صاحبہ قدسیہ کی جو میری

تحریر کے جواب میں اونھوں نے تحریر فرمایا ہے، بذریعہ رقیمۂ الوداد خدمت میں آنشفیق کے بھیجا جاتا ہے، امید کہ براہ مہربانی نیاز نامہ مخلصہ خدمت میں جناب مستطاب موصوف الصدر کے حسب سررشتہ ارسال فرماوین۔

نقل خریطۂ نامی جناب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر وایسرائے کشور ہند

الحال عمر عزیزۂ برخوردار بلند اقبال نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ بہ پانزدہ سال رسید و فکر تزویجش از ہمہ مقدم و منظور گردید، لہذا اول از برادران ہم قوم درپے تلاش طفل شدم کہ سزاوار این کار خیر و بزرگ باشد و باز بر اطفال افغانان بھوپال نظر انداختم ہیچ یکے را از ان میان بہمہ جہت خوب و مرغوب نیافتم، بعد تحقیق و ترتیب امثلۂ ہمگین اطفال کدام طفل از اطفال نجبۂ زہ خودم، و نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین بہتر از طفلے نیافتم کہ آنرا جناب ممدوحہ زمانیکہ در دربار جناب گورنر جنرل وایسرائے بہادر کشور ہند تشریف بردہ بودند از اکبرآباد برائے تجویز تزویج صاحبۂ موصوفہ باستر ضاے بزرگانش کہ از وطن بہ اکبرآباد آمدہ با جناب ممدوحہ ملاقی شدہ بودند آوردہ و محل خاص بہ تربیت خویش پروردہ بودند، و الحال عمرش شانزدہ سال است و نامش احمد علی خان ولد باقی محمد خان مرحوم قوم افغان میرازی خیل ساکن جلال آباد ضلع مظفرنگر، نیکو منظر، از حسب و نسب نجیب الطرفین، مادرش زندہ گاہی در بھوپال وگاہے در وطن نزد دختر خود میرود، از اولاد پدری بجز خواہر مذکورہ دیگرے نمی دارد، و از تربیت اینجا قرآن شریف خواندہ و بہ تحصیل علم فارسی و انگریزی مشغول، بزرگانش در جلال آباد از قدیم معزز و ممتاز بودہ اند، بناءً علیہ بنظر اتحاد آراء ہمگنان

وحصول مشاورت صاحبان حال از ہمہ اطفال مجوزہ نوشتہ رودبروستہ بزرگان خواتین
وارکان ہر شش نزد نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کہ ہمہ اطفال را دیدہ بودند وحال
شان شنیدہ، فرستادہ مشورہ خواستم کہ اگر ازین اطفال برائے تزویج نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
بہمہ وجوہ خوش نمایند نامش برائے استشہاد بنگارند، ہمگنان وہم صاحبہ موصوفہ
بعد ملاحظہ کیفیت وحسب علم واحوال ہمہ اطفال برائے تخصیص این کار مُہر ودستخط
خود بنام احمد علیخان کروند، اکنون اتفاق رائے نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
کہ قابل قبول واقدام امور ہمان است، ورائے اہالی خاندان واکابر ارکان وعلماء
واعیان ریاست با رائے عاجزہ متفق شدہ بمراد منظوری واتفاق رائے جہان آرائے
آن جناب کہ مربی وسرپرست وفرمان روائے خاص این ریاست اند بارسال
نیاز نامہ گزارش است امید کہ از جواب باصواب عریضہ سرفراز فرمایند، تا
از ہین فکر جان خراش اطمینان تمام گردد وابتدائے این کار باوقات ہائے نیک
سرانجام گیرد فقط۔

جب ان خرائط کے جواب آنے مین دیر ہوئی تو پھر ایک یادداشت ذیل سرکار
خلد مکان نے کرنل ولیم ولبی آسبورن صاحب بہادر کو بھیجی۔

نقل یادداشت سرکار خلد مکان موسومہ پولٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر
مورخہ ۲۳ ذیحجہ ۱۲۸۹ھ = ۲ فروری ۱۸۷۳ء

مخلصہ کو خرائط دربارہ شادی نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کا جواب حاصل کرنا
منظور ہے، لہذا آپ کی خدمت مین مکرر تکلیف دیجاتی ہے کہ آپنے خریطہ نیاز نامہ

مخلصہ اگر خدمت مین جناب عالی شان ویسرائے گورنر جنرل صاحب بہادر کشور ہند روانہ فرمایا ہو تو اوسکی تاریخ روانگی سے آگاہی بخشی جاوے ، اور اگر روانہ نہ ہوا ہو تو اب روانہ فرما کر تاریخ روانگی سے مطلع فرماوین - فقط

اس یادداشت کا جواب سیہور سے صاحب ممدوح نے لکھا جو درج ذیل کیا جاتا ہو -

نقل یادداشت پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر، موسومہ سرکار خلد مکان

مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۷۳ء = ۱۲ ذیحجہ ۱۲۸۹ھ

یادداشت آن مشفقہ مورخہ ۲ فروری سنہ ۱۸۷۳ء بدریافت حال روانگی خریطہ اسمی جناب مستطاب معلی القاب گورنر جنرل بہادر ہندوستان بمقدمہ شادی نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ موصول سررشتہ ہو کر حوالہ قلم اتحاد رقم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ مین کاغذات کا ترجمہ انگریزی مین کرنا تھا ، اس سبب سے توقف ہوا ، اب بعد تمام ہونے ترجمہ کے تاریخ ہفتم فروری سنہ حال کو خریطہ مشفقہ بذریعہ چٹھی انگریزی خدمت مین صاحب والاجاہ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا کے مرسل ہوا ہے ، بر وقت آنے جواب کے آپکی خدمت مین اطلاع دیجاویگی -

پھر چٹھی کرنل واٹسن صاحب بہادر قائم مقام ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا مورخہ ۷ رمئی ۱۸۷۳ء مطابق ۹ ربیع الاول ۱۲۹۰ہجری موسومہ سرکار خلد مکان موصول ہوئی جس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے -

خلاصہ ترجمہ چٹھی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر

آپنے اپنی صاحبزادی پرنسس سلطان جہان بیگم صاحبہ کی شادی کی اشد ضرورت کے متعلق

جو تحریک فرمائی ہے اوس کے متعلق ہز ایکسلنسی ویسرائے و گورنر جنرل نے مجھے
اپنی منشائے مطلع فرمایا ہے کہ ہز ایکسلنسی کے نزدیک یہ پسندیدہ ہوگا کہ مین خود بھوپال
اگر آپ سے گفتگو کرون چنانچہ حسب الحکم حضور ممدوح مین ہفتہ آیندہ مین آنے والا ہون

۱۱ ربیع الاول ۱۲۸۹ھ مطابق ۹ مئی ۱۸۷۲ء کو مندرجہ ذیل جواب بذریعہ صاحب
پولیٹکل ایجنٹ بہادر ارسال کیا گیا۔

خریطہ سرکار خلد مکان موسومہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا

آپکی چٹھی ۹ مئی ۱۸۷۲ء کو ملی، آپ کے تشریف لانے سے مجھے کمال خوشی ہوگی
کیونکہ بالفعل کوئی تقریب ایسی نہ تھی جو آپ کی ملاقات کا باعث ہوتی جسکی میرے
دل مین بہت آرزو تھی، الحمد للہ کہ بعد وغیبی تقریب گفتگوے شادی نواب سلطان جہان بیگم
صاحبہ آپکا تشریف لانا بھوپال مین فی الحال ہوگا، اور یہ گفتگو مین آپ سے بنایت خود
کرونگی، ملاقات مین نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر، اور نائب کریا
مدار المہام محمد جمال الدین خان صاحب بہادر ہونگے جو حسب دستور قدیم ریاست
ملاقات تخلیہ مین ہوتے ہین، اور سواے ان صاحبون کے کوئی دوسرا نہوگا۔

غرض کہ جملہ مراتب طے ہونے کے بعد صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا
بھوپال مین حسب وعدہ تشریف لائے، استقبال وغیرہ دستور ریاست کے مطابق کیا گیا۔
۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۹ھ بوقت آٹھ بجے شام سرکار خلد مکان سے صاحب ممدوح نے بملاقات کی
دوران گفتگو مین بیان کیا کہ حضور ویسراے بہادر کو بہت افسوس ہے کہ آپ کا خریطہ
متعلق بہ شادی نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ زیر جواب ہے، اور بوجہ کثرت ہجوم کار جلد

جواب تحریر نہو سکا، اس قدر تمہید کے بعد شادی کے متعلق فرمایا کہ چونکہ اون کے پاس اس تحریر کو کئی ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا اس لیے حضور ویسرا سے استفسار فرماتے ہین کہ "شادی کے مسئلہ مین آپ کی ابتک وہی راے قائم ہے ؟ یا مرور زمانہ کی وجہ سے اوسمین کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوئی ہے ؟" سرکار خلد مکان نے جواب دیا کہ "جو تحریک مینے اپنی یادداشت مین بحضور ویسرا سے بہادر پیش کی ہے، وہ بعد کامل غور و خوض و صلاح و مشورہ قائم کی ہو اوسمین کسی قسم کی تبدیلی نہین ہوئی، بھوپال کے خاندانون مین اسوقت تک کوئی لڑکا ایسا نظر نہین آیا جسکو احمد علی خان پر ترجیح دیجا سکے، صاحب موصوف نے فرمایا کہ کیا آپ اس امر کی ذمہ دار ہوتی ہین کہ احمد علی خان ریاست مین کسی قسم کا فساد نہ کرین گے" سرکار خلد مکان نے جواب دیا کہ احمد علی خان کی عادات و خصائل اور اطوار کا جہانتک اندازہ کیا گیا ہے، اونکے لحاظ سے ایسا اندیشہ کرنیکی بظاہر کوئی وجہ نہین، نواب سکندر بیگم صاحبہ سات برس کی عمر مین اون کو اپنے ساتھ بھوپال لے آئی تھین اور ابتدا سے اون کی غور و پرداخت کو مینے اپنا فرض جانا ہے اور بچپن سے میری ہی نگرانی مین تعلیم و تربیت پائی خاندان احمد علی خان نے ہمیشہ گورنمنٹ مین اعزاز پایا ہے اور مین خوش ہون کہ اون کا چال چلن نہایت پسندیدہ اور عمر کے لحاظ سے اون کو انگریزی اور فارسی کی اچھی استعداد ہے اونکی عمر اٹھارہ سال کی اور سلطان جہان بیگم صاحبہ کو سولھوان سال ہے، یہ تقریر سنکر صاحب ممدوح نے فرمایا کہ "چونکہ یہ معاملہ نہایت اہم ہے اور سلطان جہان بیگم کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اسلیے ہماری خواہش ہے کہ اون سے بھی رضامندی حاصل کیجاے اور نیز حضور ویسرا سے بہادر کا ایما ہے کہ بذات خاص سلطان جہان بیگم صاحبہ سے اس کی تصدیق کیجاے" سرکار خلد مکان نے فرمایا کہ "میری عین خواہش ہے کہ آپ براہ راست

سلطان جہان بیگم سے اسکی تصدیق فرمائین اگرچہ بذریعہ تحریر و مُہر وہ قبل ازین اپنی خوشنودی کا اظہار کرچکی ہین، مین یہان سے علحدہ ہوئی جاتی ہون اور سلطان جہان بیگم صاحبہ آپ سے پس پردہ گفتگو کرینگی" یہ کہکر سرکار خلد مکان مسز ہمفری اور دیگر لیڈی صاحبان کے پاس چلی گئین، اور مجھے صاحب موصوف کے پاس بھیجا، اونھون نے تمہید کے بعد مجھے دریافت کیا کہ "آپکی شادی کے متعلق جو یادداشت بھیجی گئی ہے اوسمین احمد علی خان سے آپکی شادی تجویز کی گئی ہے، کیا آپنے اوس یادداشت پر اپنی خوشی سے دستخط اور مہر ثبت کی ہے"

اگرچہ اس سوال کا زبانی جواب دینا مجھپر بوجہ اوس رسم رواج کے جو ہندوستان مین ہے، نہایت گران تھا، مگر سرکار خلد مکان نے مجکو فہمائش کر دی تھی کہ یوروپین معاشرت اور سلمانونکے مذہبی قواعد کی رو سے کوئی شرم کی بات نہین ہے کہ آدمی صاف الفاظ مین اپنی خوشی کا اظہار کرے اسلیے مینے جواب دیا کہ" واقعی مینے اپنی خوشی سے یادداشت زیر بحث پر اپنی مہر و دستخط ثبت کیے ہین" صاحب ممدوح نے مجھسے انگریزی مین کہا کہ" اگر آپ کی مرضی ہو تو اوس یادداشت کو حضور ویسراے کی خدمت مین بھیجدون؟ اسکا جواب مین صرف بہ لفظ "یس" دیکر خاموش ہوگئی۔

صاحب موصوف نے فرمایا کہ کچھ اور کہنا ہے؟ مینے سلسلۂ گفتگو دوسری جانب پھیرا کہ بجز اسکے اور کچھ کہنا نہین کہ آپ میرا سلام لارڈ صاحب، اور اونکی دختر صاحبہ کی خدمت مین تحریر کر دیجئے گا" اس گفتگو کے بعد صاحب ممدوح نے اجازت رخصت چاہی اور مین دوسرے کمرہ مین جہان مسز ہمفری وغیرہ بیٹھی تھین چلی آئی مسز ہمفری میری قدیم دوستونمین تھین، اونھون نے مجھسے پوچھا کہ "آپنے اپنی شادی کے لیے کسیکو تجویز کیا ہے یا نہین"؟

مینے صرف اسقدر جواب دیا کہ "کیا آپنے وہ یادداشت دیکھی ہے جو میری شادی کے متعلق یہانسے بھیجی گئی ہے ؟" اونھون نے نہایت مہربانی سے کہا کہ "شادی کرنا خدا کی خوشنودی کا باعث ہوتا ہے ، اور شادی ہونے کے بعد آدمی بہت خوش رہتا ہے"

تھوڑی دیر تک سب بیٹھی ہوئی ادھر اودھر کی باتین کرتی رہین اور پھر اپنے اپنے مقام کو چلی گئین ، چونکہ بعض افترا پرداز ، اور مفسد لوگون نے میری شادی کے متعلق غلط خبرین پولٹیکل افسرون کو پہنچائی تھین اسلیے اس شاہ محمد کے ساتھہ یہ دریافت کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی کہ آیا یہ شادی حسب رضامندی میرے ہے یا نہین ، صاحب ممدوح نے منشی جمال الدین خان صاحب مدارالمہام سے جو ایک پرانے خیرخواہ تھے اس مسئلہ پر گفتگو کی جسکا حال مدارالمہام صاحب نے حسب دستور قدیم اپنے عریضہ مورخہ ۲۴ ربیع الاول مین مفصل تحریر کیا ہے ، اور یہان اوس کا اندراج طوالت ہے کیونکہ اوسکا لب لباب یہی تھا کہ آیا شادی برضامندی ہردو بیگمات کے ہے یا اوسمین کوئی چال ہے -

۲ رجمادی الاول ۱۲۹۱ ہجری کو پولٹیکل ایجنٹ صاحب کی لیڈی صاحبہ نے میری شادی کے متعلق سرکار خلد مکان کی خدمت مین اپنی جانب سے مبارکباد تحریر کرکے گورنمنٹ سے جملہ مراتب عمدگی کے ساتھہ طے ہوجانے پر اظہار مسرت کیا -

۷ رجمادی الاول کو صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر خود بھوپال تشریف لاے ، اور اپنے ہاتھہ سے عالی جناب نواب گورنر جنرل بہادر کا خریطہ جو سرکار خلد مکان کی نام تھا اون کو دیا جسکی نقل ذیل مین درج ہے :-

نقل خریطہ نواب گورنر جنرل صاحب بہادر ولیسراے کشور ہند

نواب بیگم صاحبہ مشفقہ مکرمہ سلمہا اللہ تعالی، مہربانی نامہ مرقومہ بست و یکم
ماہ اکتوبر ۱۸۷۴ء کہ در بارۂ استدعائے منظوری ازدواج نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
دختر آن مشفقہ با احمد علی خان پسر باقی محمد خان مرحوم بودہ، جوابش کہ پیش ازین
ارقام نشدہ امورے چند مانع و سبب توقف آمد، باعث تاسف نیست، دوستدار است
مشفقہ من! بسبب چند امور در خیال دوستدار چنان می آید کہ اگر کدخدائی
نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ با شخصے از خاندان بھوپال کہ عالی نسب و لایق باشد
قرار می یافت ہر آئینہ برائے ریاست مذکور مفید مے بود، لیکن چون آن مشفقہ
بہ یقین بیان می فرمایند کہ از احمد علی خان دیگرے برای شوہری دختر آن مشفقہ قابل و
النسب باشد نیافتہ اند، و نیز بیان دارند کہ بزرگان خاندان و اعیان ریاست
ہر ہمہ او را برگزیدہ است، برگزیدنش حسب خواہش و رای خود سلطان جہان بیگم صاحبہ
می باشد، و ازان جا کہ آن مشفقہ و دختر آن مشفقہ با صاحب ایجنٹ این جانب
ہنگام رفتنش بملاقات حسب ایماء دوستدار ہمین سخنان بیان کردہ اند، نظر بر آن در خصوص
کدخدائی اظہار رضامندی خود دریغ ندارم، و توقع دارم کہ عقل و کیاست و
کردار و عادت احمد علی خان چنان خواہد بود کہ سزاوار مراتب عالیۂ شوہری
ولیعہد ریاست بھوپال باشد، و نیز از وصلاحیتی چنان ظہور خواہد آمد کہ وضع
التفات دختر آن مشفقہ فی الجملہ باشد، و آنچہ کہ آن مکرمہ درین امر اہم تمام تر
تسلی و اطمینان خود ظاہر کردہ اند تکیہ بر آن کردہ این کدخدائی را پذیرا میدارم و تمنی آن می نمایم
کہ ظہور این امر برائے عروس بہتر و نیکو باشد، و بکام دل آن مہربان بنائے
راحت و خورسندی سلطان جہان بیگم صاحبہ و باعث فلاح ریاست آن مشفقہ

گردد، منصرصد کہ دوستدار از خواہان صحت مزاج خود دانستہ باطلاع آن مسرور
می ساختہ باشند فقط دستخط لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر۔

اس خریطہ کے موصول ہونے پر حسب دستور ایک عرضی جناب نواب قدسیہ بیگم صاحبہ
کی خدمت میں بطور اطلاع ارسال کی گئی۔

نقل عرضی سرکار خلد مکان بخدمت نواب بیگم صاحبہ قدسیہ مرحومہ مغفورہ

خریطہ جناب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر وایسرای کشور ہند
مورخہ بست و دوم جون ۱۸۷۳ء باین خلاصہ مضمون مشرف ورود لایا کہ "
حسب تجویز آن شفقہ ہمکو شادی عقد نکاح نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ ہمراہ
احمد علی خان ولد باقی محمد خان مرحوم منظور ہے، اللہ تعالیٰ انجام بخیر و خوبی کرے"
جو کہ اطلاع اس امر کی حضور کو کرنا مناسب معلوم ہوا اسواسطے ذریعہ تحریر ہذا
اطلاع دی گئی۔

سرکار خلد مکان نے چند مستورات کو واسطے اطلاع محمدی بیگم صاحبہ کے بھیجا،
وہاں سے اون کو خلعت فاخرہ دیا گیا، اور سرکار خلد مکان کو مبارکباد تحریر کر کر درخواست
کی کہ اونکی جانب سے دولہن کے لیے رسماً ایک جوڑا قبول کیا جاوے، جسکو سرکار خلد مکان نے
بخوشی منظور فرمایا۔

۱۰ جمادی الاول ۱۲۹۰ھ کو ایک ہزار روپیہ ماہانہ تا تقریب رخصت میاں احمد علیخان
کی جیب خرچ کے لیے مقرر کیا گیا، اور نائب بخشی فوج کو حکم دیا گیا کہ اردلی کیلیے حسب معمول
سوار و پیادے مقرر کیے جائیں۔

۲۵ رشعبان سنہ ۱۲۹۰ھ کو رسم منگنی ادا کی گئی، ۱۳ ررمضان المبارک کو بعد نماز مغرب رسم نمک چشی ہوئی۔

اسکے بعد سرکار خلد مکان نے حکم دیا کہ مطابق قاعدہ ہند ہر تہوار پر ایک تقریب کیجائے تاکہ اس ایک سال مین اور بھی میان احمد علی خان کے طریقے جانچنے کا موقع حاصل ہو، اگرچہ یہ راے سرکار خلد مکان کی نہایت انسب تھی لیکن ایکسال کی تاخیر سے نواب صدیق حسن خانصاحب کو اچھا موقع حاصل ہوا کہ وہ میان احمد علی خان صاحب کو خوب ستائین، اونکی زندگی مثل شاہی قیدیون کے بنادی گئی، اونکے گرد پہرہ قائم ہوا، لوگون کے آنے جانے کی راہ مسدود، اور بغیر اجازت سیر وتفریح ممنوع کی گئی سیر وشکار، بلکہ آزادی کی ہر رفتار مین روک ٹوک ہونے لگی، غرض ہر طرح وہ پابندی کے احاطے مین نظربند کیے گئے، مگر میان احمد علی خان صاحب نے نہایت صبر ومتانت کے ساتھہ ان تمام باتون کو برداشت کیا، کوئی موقع کسی قسم کی نکتہ چینی کا نہین دیا، اور اس امتحان مین بڑے استقلال کے ساتھہ کامیابی حاصل کی، اس کے علاوہ بہت سی تدابیر رنجش پیدا کرنیکی کی گئین لیکن ہر طرح اونھون نے اپنے آپ کو ثابت قدم رکھا، اور باوجود کم عمری کے مسن تجربہ کارون کی طرح دانشمندی سے کام لیا، چونکہ مقدر مین اون کو سرکار خلد مکان کا داماد ہونا تھا، ایک سال چار ماہ اسی طریق سے بسر ہوگئے اور نواب صدیق حسن خانصاحب کی کوئی چال کارگر نہوئی وقت آپہنچا اور تیاری عقد شروع ہوگئی، ۲۳ ر ذیحجہ سنہ ۱۲۹۱ھ تاریخ عقد قرار پائی۔

معزز یورپین اور ہندوستانی اصحاب کو دعوت کے خطوط بھیجے گئے تمام عزیز و قریب ومتوسلین مدعو کیے گئے، لیکن سرکار قدسیہ مرحومہ کو جو بزرگ خاندان تھین اور جن کو اس شادی کے دیکھنے کی بڑی آرزو تھی اور خاص اسی تقریب کے لیے لاکھون روپیہ کا

زیور وجہیز تیار کرایا تھا، دعوت نہ دی گئی۔

صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے بوجہ مصروفیت دورہ شرکت سے عذر کیا، پولٹیکل ایجنٹ بہادر مع اپنی لیڈی صاحبہ کے چند روز قبل سے بھوپال مین تشریف لائے تاکہ صاحبان یوروپین کی دعوت کے انتظامات مین مدد دین۔

یوروپین مہمانون کے لیے اٹارسی سے بھوپال تک ہر قسم کی آسایش کا منزل بہ منزل انتظام کیا گیا تھا، اور خاص بھوپال مین جہانگیر آباد کے وسیع میدان مین ایک خوشنما کیمپ بنایا گیا تھا جسمین علاوہ سامان دعوت کے تفریح کا اہتمام بھی کیا گیا تھا، موسم گرما کے آغاز کے باعث اکثر یوروپین احباب چونکہ پہاڑ پر چلے گئے تھے اسلیے شریک جلسہ نہو سکے۔

۲۲ ذیحجہ کو صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر اور اونکی میم صاحبہ نے علیحدہ علیحدہ سرکار قدسیہ مرحومہ سے ملاقات کی، ان ملاقاتون مین اس تقریب کا بھی ذکر آیا، لیڈی صاحبہ نے جب سرکار مرحومہ سے تقریب مین چلنے کے لیے کہا تو اونھون نے نہایت حسرت کے ساتھ جواب دیا کہ "آپ محفل شادی مین تشریف لے چلین اور جو اون دینگے اور بلائین گے تو ہم بھی شریک ہونگے، وہ ہماری عزیز اور قرۃ العین ہین، اگر اون کی محفل مین نہ جاؤن گی تو کیا کسی غیر کی محفل مین جاؤنگی"

اسی طرح کرنل بارسٹو صاحب بہادر سے اثناے تذکرہ شادی مین فرمایا کہ "ہان صاحب ہم کو بھی زیادہ خوشی شادی کی ہوئی، جو اونکی نانی (سرکار خلد نشین) جیتی ہوتین تو بہت خوشی کرتین، میری کمر تو اونکی نانی کی وفات نے توڑ والی"

نہین معلوم اس بیان کا اثر صاحب پولٹیکل ایجنٹ پر کیا ہوا مگر وکیل دربار جو دونون ملاقاتون کے وقت ہمراہ تھا سخت متاثر ہوا، اور اوسیدن سرکار خلد مکان کو

بذریعہ عرضی ان باتون کی اطلاع کی، اور اخیر مین گزارش کی کہ اس تقریب مین اون کو ضرور اذن دینا چاہیے، کیونکہ وہ سرکار خلد نشین کے زمانہ مین بھی ہمیشہ ہر تقریب مین شریک ہوتی رہی ہین، لیکن نہ اون کو کوئی لینے گیا اور نہ اذن دیا، ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہین کہ شوکت محل مین جب شادی کے چہچون کی آوازین بلند ہو رہی ہونگی اور نوبت نقارے بج رہے ہونگے، اوسوقت سرکار قدسیہ مرحومہ کے دل پر اپنے نہ شریک کیے جانے کا کیسا سخت صدمہ گزر رہا ہوگا، اور کیا کیا ارمان اونکے فیاض دل مین پیدا ہو کر مٹ جاتی ہونگے کیونکہ وہ بالکل صالح کل اور محبت والی بی بی تھین، اور اون کو پولیٹکل امور سے کچھ بحث ہی نہ تھی، اپنی دختر کے رنج مین فقیرانہ طرز سے رہتی تھین، ۷۶ سال کی عمر مین اس کس مپرسانہ حالت نے اون پر کیا گزاری ہوگی، وہ کسی کی دست نگر نہ تھین خود صاحب دولت تھین وہ غیرونکے لیے ہزارون لاکھون روپیہ سے دریغ نہ کرتین، اور نہایت فیاضی سے سلوک فرماتین، اس موقع پر اونکے دل کے حوصلہ کو پامال کر دینا کیسا افسوس ناک کام تھا۔

جو گفتگو اونھون نے صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر سے کی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی حالت حسرت کیا تھی، اور کس درجہ سرکار خلد نشین کی یاد اون کو ستا رہی تھی، ناظرین کو خود بخود اس سرد مہری کا باعث انھین اوراق مین معلوم ہو جائیگا۔

۲۴ رفیحجہ کو سہ پہر کے وقت عقد کی تیاری ہوئی، محل اعلی درجہ کے سلیقہ اور نفاست کے ساتھ سجایا گیا، ریاست کی فوج محل کے چپ و راست زرق و برق وردی پہنے ہوئے ایستادہ ہوئی، پلٹن ۲۲ کا انگریزی بینڈ مبارک بادی گتین بجانے لگا، تمام اخوان و ارکین ریاست، اور مہمان پر تکلف لباس پہنے ہوئے محل پر موجود تھے، چار بجے عصر سے پہلے صاحبان یورپین فل ڈریس مین، اور لیڈی صاحبات نہایت نفیس لباس

زیب تن کیے ہوے سب کے سب جلوس کے ساتھ محل پر آئے، فوج نے سلامی ادا کی،
نواب صدیق حسن خان صاحب نے استقبال کیا اور بینڈ نے "مرحباً و اہلاً وسہلاً"، اور جلسہ شادی میں
شریک ہونے کی سریلی گت بجائی، یہ مہمان گاڑیوں سے اوترکر پردۂ چق کے سامنے
جہاں سرکار خلد مکان تشریف رکھتی تھیں، داہنے جانب بیٹھے، اور یوروپین خاتونیں
سرکار خلد مکان کے کمرہ میں گئیں جب سب مہمان جمع ہو گئے تو دولہا جنکی آمد کا انتظار تھا،
اپنے متعلقین و احباب و اعزہ کے ساتھ محفل میں داخل ہوے، گارڈ آف آنر نے سلامی
ادا کی، بینڈ نے مبارک باد کا راگ بجایا، چوبدار زریں وردیاں پہنے ہوے، اور عصاے
طلائی ہاتھ میں لیے ہوے آگے آگے پکارتے جاتے تھے، اہل محفل نے کھڑے ہو کر
تعظیم ادا کی، اور دولہا نے ادب و متانت کے ساتھ سلام کیا، لباس برنگ آبی بنارسی
کامدانی کا زیب بدن تھا، بیش بہا مندیل مطلا سر پر تھی، اور مالاے مروارید و الماس
گردن میں حمائل تھی، کمر میں مرصع پرتلا تھا جسمیں ایک بیش قیمت شمشیر اصفہانی آویزاں تھی
یہ خلعت حسب رواج ریاست ہز آنر نے کو عطا ہوا تھا، حاضرین محفل دولہا کی وجاہت ادب و اخلاق
کو دیکھکر مرحبا کہتے تھے، ہر ایک دل میں قدرتی طور پر کشش محبت پیدا ہوتی تھی، اور
بیساختہ منہ سے دعائیں نکلتی تھیں، چہارطرف سے بارک اللہ کا غلغلہ ہو رہا تھا، نواب صدیق حسن خان صاحب
نے دولہا سے مصافحہ کرکے اپنے پاس بٹھایا، مولوی جمال الدین خان صاحب مع نواب صدیق حسن خان صاحب
اور میاں لطیف محمد خان صاحب میرے سوتیلے بھائی کے میرے کمرہ میں آئے ان ہرسہ
اصحاب سے میرا پردہ نہ تھا حسب آئین و شرع محمدی مجھسے رضامندی نکاح کا استفسار
کیا میں نے جواب میں میاں احمد علی خان صاحب کے ساتھ نکاح کی رضامندی ظاہر کی،
بعد میرے ایجاب کے اونھوں نے دولہا سے دریافت کیا دولہا نے بلفظ "قبول" جواب دیا

اس وقت دولہا ایک تخت زرین پر جسکے اوپر ایک کارچوبی شامیانہ نصب تھا، بیٹھے تھے، جب وکیل اور دونون گواہ ایجاب وقبول کے منشاء کو دریافت کر چکے تب قاضی زین العابدین صاحب نے دولہا کے قریب آکر خطبہ نکاح پڑھا، جملہ ارکان حسب آئین دین متین ادا کیے گئے، دو کرور روپیہ کا مہر قرار پایا، اور ایجاب وقبول کے ساتھ اس مقدس رسم کا خاتمہ ہوا، جملہ حاضرین نے بسم اللہ کہکر دعا کے لیے ہاتھ اوٹھائے اور خداوند کریم کی بارگاہ مین دولہا، دولہن کی زندگی کے کامیاب اور خوش وخرم ہونے کی دعا مانگی، مبارک سلامت کی آوازین بلند ہوئین، دولہا تخت زرین سے اُترکر نواب صدیق حسن خان صاحب کے پاس جا بیٹھے، بائیسوین پلٹن کے بینڈ نے مبارک باد کا غلغلہ بلند کیا، دولہا نے قاضی صاحب کو ایک کیسہ اشرفی نذر کیا اور نیز دیگر اکابر وعلماے ملت کو اشرفیان پیش کین -

دولہا کے عزیزون اور ہم وطنون کو جو جلال آباد سے اس تقریب مین شریک ہونے کے لیے آئے تھے خلعت دیے گئے، عطر وپان اور مقیش کے ہار تقسیم ہوے -

دولہا سے ایک اقرارنامہ حسب رواج ریاست لیا گیا جسپر عمائد ریاست اور

منکہ احمد علی خان ولد باقی محمد خان ساکن جلال آباد ضلع مظفرنگرام

چونکہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسۂ عالیہ بھوپال نے باتفاق راے ارکان واخوان وعلماء وجاگیرداران کلان ریاست تجویز شادی نکاح نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ ولیعہد ریاست بھوپال کی میرے ساتھ کی ہے اسواسطے مین نے یہ اقلام مفصلہ ذیل حسب ایماء رئیسۂ معظمہ موصوفہ وارکان ریاست اپنی رضامندی سے لکھدیے کہ بعد وقوع اس عقد خیر کے مین پابند مضمون اقلام مذکورہ تاحیات اپنے رہونگا اور یہ اقرارنامہ بخوشی ورضامندی تمام علی رؤس الاشہاد روبرو گواہان حاشیہ لکھا ہے اور یہ اقرار واثق اور عہد صادق شرعًا وعرفًا مطابق دستور ریاست بھوپال واجب الوفا اور لازم العمل ہے ہرگز خلاف اسکے مجھسے نہوگا -

صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر کے دستخط بطور گواہون کے ثبت ہوے لیکن اوسکی بعض
شرائط ایسی ہین کہ شرعاً و قانوناً کوئی شخص اون کا پابند نہین کیا جاسکتا، یہ محض ایک
حکمت عملی نواب صدیق حسن خان صاحب کی تھی کہ فضول شرائط سے دباؤ کا ذریعہ رہے، صاحبان
یوروپین کو سامان جہیز جو ایک وسیع کمرہ مین باقاعدہ طور پر چنا ہوا تھا دکھایا گیا جسکو اونھون نے
نہایت دلچسپی سے دیکھا، شام کو روشنی ہوئی اور انواع و اقسام کی آتشبازی سر کی گئی،
فوجی کرتب، اور مختلف کھیل تماشے بھی ہوے، ہمارا قیام اوسی محل مین قرار پایا جس مین کہ
مین ہمیشہ رہتی تھی، اور جو سرکار خلد مکان کے مسکونہ محل سے بالکل ملحق تھا، درمیان مین
صرف ایک دروازہ تھا جس سے بلا تکلف اور بغیر سواری کے آمد و رفت ہوسکتی تھی،

۲۴ ذیحجہ کو دولھا کی جانب سے ایک پر تکلف دعوت ولیمہ تمام مہمانان ہندوستانی
صاحبان یوروپین وغیرہ کو دی گئی

دولھا کو سرکار خلد مکان نے خطاب "نظیر الدولہ سلطان دولھا" کا عطا کیا،
خطاب "نواب" اسوجہ سے نہین دیا گیا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کو مل چکا تھا، جاگیر مین مواضع پرگنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور بصورت نقض عہد کے رئیسہ عالیہ اور ارکان ریاست اور صاحبان عالیشان بہادر کو مجھسے بازپرس اسکی پہنچتی ہے، وہ اقلام معہودہ حسب ذیل ہین:۔

قلم اول۔ مذہب میرا اہل سنت و جماعت ہے مین تا دم واپسین اسی مذہب حق پر قائم و دائم رہونگا۔
کسی کے بہکانے سے یا از خود کسی غرض نفسانی سے دوسرا مذہب اختیار نہ کرونگا اور بصورت تبدیل
مذہب کے عقد میرا شرعاً باطل ہوجائے گا اور مجکو اختیار اپنی بی بی پر نہ رہے گا۔

قلم دوم۔ جو مہر صاحبہ موصوفہ کا بہ تقریب عقد کے روبرو قاضی ریاست کے بمواجہ حضار محفل عقد و شہود و وکیل
کے بہ تعداد مبلغ دو کرور روپیہ کے مقرر ہوا ہے اوسکو مینے بطور مہر معجل قبول کیا ہے وقت مطالبہ نواب سلطانجہان بیگم صاحبہ

مچلپور جنکی مالگذاری للعہ ۱۴ر ۶ پائی تھی دیے گئے، یہ مواضع میری جاگیر کے مواضع سے متصل تھے،
اس تقریب مین سے لاکھ ۱۲ر ۳ پائی (۲۱۲۶۷۵۶-روپیہ ۱۲ر آنہ ۳ پائی) حسب تشریح
ذیل صرف ہوے -

(۱) سامان جہیز جو دولہا کے توشک خانہ مین بھیجا گیا، یک لاکھ ۸ر ۹ پائی
(۱۶۸۷۸۶-روپیہ ۸ر آنہ ۹ پائی)

(۲) سامان جہیز جو میرے توشک خانہ مین جمع ہوا، للعہ لاکھ ۸ر ۳ پائی
(۴۳۸۰۲۸-روپیہ ۸ر آنہ ۳ پائی)

صرفہ شادی منگنی، محرم، وشب برات وغیرہ ۱۲ر ۳ پائی (۵۰۷۹۶-روپیہ
۱۲ر ۳ پائی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے یا نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کے بصورت استطاعت فی الحال بقدر مقدرت کل یا بعض مہر
ادا کرون گا، اور ادا کرنے مین بموجب ایجاب شرعی یک مشت یا بتدریج کسی طرح کا عذر
نہ لاؤن گا، بہ صورت عذر اون کو میری جائداد کی ضبطی پر اختیار حاصل ہے جب چاہین بابت مہر
مستغرق کرلین -

تسلیم سوم- جو حقوق شرعی وعرفی زوجہ کے میرے ذمہ واجب الادا ہین مثل نان نفقہ وغیرہ کے وہ سب بکمال
طیب خاطر وقتاً فوقتاً تا آخر حیات اپنے ادا کرتا رہونگا اور جاگیر وجائداد وسامان جہیز، مثل زیور،
وظروف وغیرہ اموال ذاتی اون کے ہین اپنے اختیار سے کسی طرح کا دخل وتصرف نہین کرون گا اور
حتے الامکان حسن معاشرت اور لطف کلام وخلق ومحبت شرعی وعرفی مین کوتاہی نہ کرون گا کیونکہ
شرع شریف مین بصورت نہ دینے نان نفقہ وجہی کے بقدر مقدور بہ شرط استدعاء زوجہ تفریق ہوسکتی ہے -

تسلیم چہارم- بعد اس شادی کے عقد دوسرا اپنا بدون رضا واجازت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کے

میری جاگیر مین ایک سو پندرہ مواضع پرگنات گڑھی آنبا پانی، ومہوری جو قبل از شادی میرے اخراجات کے لیے مقرر تھے اور جنکی آمدنی لعہ (۳۸۲'۸۰ روپیہ) تھی علیٰ حالہٖ قائم رہے، شادی کے بعد کچھ اضافہ نہوا، کیونکہ وہ میرے اخراجات کو کافی تھے۔

۲۵ ذیحجہ کو سرکار خلد مکان نے باغ نشاط افزا مین چوتھی کی رسم ادا کی، دن کے آٹھ بجے سے ہی ریاست کی تمام فوج سوار و پیادہ اور تمام جلوس مع ماہی مراتب و توپ خانہ شوکت محل سے لیکر پیر دروازہ تک نہایت شان اور قاعدے کے ساتھ جمایا گیا تھا، ۸ بجے مین پالکی مین، اور نواب صاحب ہودج زرین کے ہاتھی پر جو زربفت کی جھول سے آراستہ تھا، سوار ہوکر مع اپنے "پروسیشن" کے باغ نشاط افزا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نہ کرونگا اور جو اولاد صاحبہ موصوفہ کے بطن سے پیدا ہوگی اوسکے نکاح کا اختیار اون کو اور رئیسہ معظمہ والدہ اونکی کو ہے جس جگہہ اپنی قوم وغیرہ مین مناسب اور مصلحت سمجھین اوسکی شادی عقد کرین میرے قرابتی اور والدین کو اور مجھکو دربارہ اولاد ذکور و دختر ہو یا پسر کچھہ اختیار و مداخلت بمقدمہ اوسکی شادی نکاح کے نہین ہے۔

قسم پنجم۔ اپنی جاگیر مین مطابق دستور العمل ریاست کے عمل درآمد رکھونگا خلاف قانون ریاست کوئی کارروائی نہوگی بصورت خلاف شرطی اختیار اوسکے ضبط کا اور دینے معاش نقد کا رئیسہ معظمہ کو حاصل ہے۔

قسم ششم۔ ارکان ریاست اور نائبان اور اخوان اور جاگیرداران اور رعایا اور ملازمان سرکار بھوپال سے موافقت اور منشاورت رکھونگا اور اون کو خیرخواہ اپنا سمجھہ کر کوئی امر خلاف رائے اون کے نہ کرونگا جو موجب بدنظمی ریاست و ظلم و زیادتی ملازمان و رعایا و ناخوشی اخوان ریاست کا ہو۔

قسم ہفتم۔ اپنی صحبت مین مردم اوباش اور بدخواہ اور باغیان ریاست اور باغیان سرکار انگلشیہ اور اپنے ہم وطنون کو

روانہ ہوے، جملہ اراکین واخوان ریاست ہمراہ تھے، اس جلوس کے دیکھنے کے لیے تمام بھوپال اُمنڈ آیا تھا، اور باغ نشاط افزا تک پرجوش و خندان وشادان تماشائیونکا ہجوم تھا، جسوقت یہ جلوس باغ نشاط افزا کے دروازہ پر پہنچا، اور نواب صاحب نے ہاتھی پر سے اوترنا چاہا تو مولوی جمال الدین خان صاحب مدارالمہام نے کہا کہ :-

"سلطان دولہ صاحب بہادر! ذرا ٹھیریے، اور جو کچھہ مین کہتا ہون اوسکو بغور سُن لیے

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند

جوانان سعادت مند پند پیر دانارا

یہ فوج، یہ جلوس، یہ حشم و خدم، جسکو تم دیکھہ رہے ہو، اور جو تمہارے جلوس مین ہے، اور یہ عزت و مرتبت جو خدا نے تم کو عطا کی ہے، اس پر تم کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نہ رکھون گا جنکے رہنے سے رئیسہ معظمہ ورصاحبہ موصوفہ اور ارکان واخوان ریاست ناخوش ہون۔

فقرہ ہشتم۔ مصارف اپنے مطابق اپنی جائداد اور آمدنی کے یا اوس سے کم رکھونگا زیادہ دخل سے صرف اور فضول خرچی اور قرض کسیکا نہ کرون گا بصورت قرض فیصلہ اوسکا میری جائداد سے ہوگا ریاست سے وہ قرض ادا نہین کیا جاے گا۔

فقرہ نہم۔ جو رتبہ جس رکن اور برادر ریاست اور جاگیردار اور عہدہ دار ملکی و مالی و فوجی کا ریاست بھوپال سے یا طرف سے سرکار انگریزی کے مقرر ہے مطابق اوس کے اونسے برتاو کرونگا کسی کے رتبہ مین نشست و برخاست گفتگو، تحریر، مقدمہ، معاملہ، وغیرہ امور جزوی و کلی مین کوئی امر تقریراً و عملاً خلاف شان و رتبہ اون کے عمل مین نہ لاؤنگا۔

فقرہ دہم۔ اپنے اقربا و عزیزون خاص اور اہل وطن و قرب وجوار کے لوگون کو بدون حکم و رضاے سرور

اور وہ شکر زبان سے نہین بلکہ دل سے ہو، اور اپنی اعلیٰ صفات اور عمدہ اخلاق سے عملاً ظاہر کیا جاوے تم اس عزت و شان پر مغرور مست ہونا ہمیشہ انکسار و حسن اخلاق کو پیش نظر رکھنا

گر بدولت برسی مست نہ گردی مردی

گر بہ نکبت برسی کفر نہ گردی مردی

تمکو بڑے بڑے معاملات مین تحمل، بردباری کرنا ہوگی، تمکو رعایا و ملک کے واسطے ایک نیک مشیر کا کام کرنا پڑیگا، تم کو وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (اور) وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا کو ہر دم پیش نظر رکھنا چاہیے، بیٹے چونکہ تمکو ترجمہ قرآن پڑھایا ہے، اس لیے مین تمہارا اوستاد ہون اور اسوقت بحیثیت ایک اوستاد، اور ایک قدیم نمک خوار ریاست کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صاحبہ موصوفہ دخیل امور ریاست وغیرہ نہ کرونگا۔

فقرہ یازدہم۔ اطاعت رئیسہ معظمہ اور صاحبہ موصوفہ اور تعظیم و تکریم اون کی جو شرعاً و عرفاً مجھ پر لازم و واجب ہے حاضر و غائب اون کی خلوت و جلوت و دربار و مجالس مین بدستور برادران ریاست بجالاؤن گا اوسمین کوتاہی نہ کرونگا۔

فقرہ دوازدہم۔ حسب ایما جملہ ارکان اعلیٰ و رئیسہ معظمہ و صاحبہ موصوفہ بصورت عدم اتفاق مزاج یکدیگر و عدم امکان صورت اصلاح کے اختیار دینے طلاق کا رئیسہ معظمہ کو وکالتاً مینے دیا جب خدانخواستہ ایسی شکل ہو کہ وہ ہمراہ میرے بسر نہ کر سکین اور مجھسے جدا ہونا چاہین تو رئیسہ معظمہ صاحبہ موصوفہ کو طلاق دیدین، میرے طلاق دینے کی کچھ ضرورت نہین، طلاق مذکور رئیسہ معظمہ کے دینے سے صاحبہ موصوفہ کو ہوجاویگی۔

فقرہ سیزدہم۔ مین ان جملہ عہود و مواثیق اپنے کو ایفا کرونگا اگر خدانخواستہ کوئی اقرار و عہد مجھسے منجملہ اوسکے

تم کو نصیحت کر رہا ہون۔

فی الواقع یہ ایک عجیب منظر تھا وہ بزرگ مدبر' با خدا' وزیر نظام فوج و ارکین کے سامنے نوشاہ کو کیسی دل پذیر اور بیش بہا نصیحت کر رہا تھا، جسکا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل تھا، اس سادہ نصیحت مین کیسا اعلیٰ درجہ کا تدبر بھرا ہوا تھا، اور کس طریقہ سے یہ فرض ادا کیا گیا تھا۔

نوشاہ نے شکریہ ادا کیا، اور نصیحت کو تسلیم کرنے کے لیے سر جھکا دیا۔

اسی کے ساتھہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جیسے پرجوش، اور نیک دل سے یہ نصیحت نکلی تھی ویسی ہی اثر پذیر دل مین جاگزین ہوئی، اور نقش کالحجر ہنگئی، مرور زمانہ ہمیشہ اوس کو دل پر ابھارتا رہا، اور ہمیشہ اوس نصیحت پر عمل پذیر ہونے کی تازہ مثال ملتی رہی۔

دولہا کی سواری ہاتھی پر سے اوترکر باغ مین داخل ہوئی، اور چوتھی کی مراسم ادا کیے گئے، چوتھی کے ختم ہونے کے بعد بھوپال مین ایک قدیم رسم "جمعہ" کے نام سے ہوتی ہے جسمین دولہا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ادا نہو اور بلا عذر اپنا عہد توڑون تو رئیسہ معظمہ اور صاحبہ موصوفہ اور صاحبان عالیشان بہادر اور ارکان و اخوان و نامیان ریاست کو اس عہد شکنی کا مجھسے مواخذہ کرنے کا اختیار حاصل ہے اور جو اون کے مشورہ و راے مین آوے میرے حق مین کرین مجکو کچھ عذر نہین،

فقط مورخہ پانزدہم رجب المرجب ۱۲۸۹ھ ہجری۔

بحسب اقرار نفر یعنی محمد علیخان العبد احمد علیخان تاریخ بستم رجب ۱۲۸۹ھ — باقرار احمد علیخان مُہر نمودہ شد

زین العابدین گواہ شد

مہر احمد علیخان ولد باقی محمد خان

گواہ شد بخشی محمد حسن خان عفی عنہ مدار المہام صاحب بہادر — گواہ شد منو خان نائب بخشی — گواہ شد لطیف محمد خان — گواہ شد مجید محمد خان مہتمم دفتر حضور — گواہ شد احقر العباد ٹھاکر پرشاد — گواہ شد احقر منشی مہر منشی و بکار

دستخط انگریزی صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھوپال وغیرہ

دولہن کے اعزہ واقربا دونون کو مہمان بلاتے ہین، دعوت کرتے ہین اور حسب حیثیت جوڑے اور
تحفے دیتے ہین :-

سرکار قدسیہ مرحومہ نے بھی باوجود اسکے کہ وہ شادی مین شریک نہین کی گئی تھین جمعہ
کرنے کے لیے ہم لوگون کو بلایا، مگر اجازت نہ دیگئی، جب بہت اصرار کیا اور یہ لکھا کہ "جو میں نے
جو جہیز وغیرہ تیار کرایا ہے جی چاہتا ہے کہ دولھا دولہن کو بلاکر دون" تو سرکار خلد مکان کی
طرف سے یہ جواب لکھا گیا کہ "کئی بار گزارش کیا گیا ہے کہ اب ضرورت ایسی رسوم کے
ادا کرنے کی حضور کو نہین ہے حضور کی دعا کافی ہے، خداے تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے
نواب سلطان جہان بیگم کو سب کچھہ دیا ہے، وہ کسی چیز کی محتاج اور حاجتمند نہین"۔

اس جواب کے ملنے سے اونکو جو صدمہ ہوا ہوگا اوسکا اندازہ تعلقات خاندانی اور اون کی
فیاض طبیعت سے کیا جاسکتا ہے، یہ سب کیون ہوا؟ اسلیے کہ نواب صدیق حسن خان صاحب جانتے تھے
کہ وہ آفتاب لب بام ہین یہ دولت اونکے یہان سے کیون نکلے جسپر وہ خود قبضہ کرنیوالے تھے
اور ایسا ہی ہوا، کاشس وہ اتنی ہی دولت جسکے نکلنے سے اون کو خلش ہوتی تھی مجھے لے لینے
لیکن اون قدسی نفس اور بزرگ خاتون کا زندگی کے آخری دنون اور اس پیرانہ سالی مین
دل نہ دکھاتے۔

سرکار خلد مکان نے اس تقریب مین اپنی غریب رعایا کو بھی فراموش نہین کیا اون کو
نقد انعام دیا گیا، اور یتیم و غریب لڑکیون کے لیے جو شادی کے قابل تھین صرف نکاح
وشادی مرحمت فرمایا گیا۔

اس فصل کے آخر مین مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نواب نظیر الدولہ سلطان دولھا صاحب بہادر
کے ذاتی خصوصیات اور خصائل حمیدہ کا بھی ذکر کیا جائے۔

نواب احتشام الملک عالیجاہ نظیر الدولہ سلطان دولہا میر احمد علی خان صاحب بہادر

نواب صاحب خاندان جلال آباد کے محترم بانی سالار میر محمد جلال خان کی چھٹی پشت مین تھے، آپ کے خاندانی حالات، اور اعزازات جو حکومت سلاطین خاندان مغلیہ و گورنمنٹ برطانیہ مین ہوتے رہے "تاریخ جلالی" مین بتفصیل لکھے ہوے ہین، چونکہ راقمہ کو اختصار منظور رہے، اسلیے نواب صاحب کی ذاتی کیفیت لکھنے پر اکتفا کیا گیا۔

نواب صاحب موصوف بمقام جلال آباد بماہ ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ پیدا ہوے، آٹھہ سال کی عمر تک وہین نشو و نما اور تربیت پائی۔

۱۲۶۳ ہجری مین سرکار خلد نشین کے ہمراہ آگرہ سے بھوپال آئے، یہان انکی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا، نیز فنون سپہ گری کے ماہرین انکی اوستادی کیلیے مقرر ہوے، تھوڑے عرصہ مین اعلی استعداد حاصل کر لی۔

نواب صاحب خلیق، مُدبّر، دلیر، اور خوش اطوار تھے، وہ بہت خوشرو بھی تھے، جیسا کہ تصویر سے ظاہر ہوتا ہے، حلم بھی اون کی طبیعت کا ویسا ہی جوہر تھا جیسی کہ دلیری و خودداری۔

وہ وضع کے پابند تھے، ع "تواضع زگردن فرازان نکوست" پر ہمیشہ اون کا عمل تھا، ملازمون کی خطاؤن سے کچھہ اس انداز کے ساتھہ درگذر کرتے تھے

کہ اون کے ملازمون کے دل مین اپنی خطا کی ندامت کے ساتھہ ایک گرویدگی، اور جوش احسانمندی پیدا ہوجاتا تھا، اپنے مخالفون سے بھی درگذر کرنے مین کبھی دریغ نہین کیا، اور نہ کبھی کسی اور وقت اون کو اپنی تکلیفات کے انتقام کا خیال آیا۔

وہ اپنے بچّون اور خاندان مین ہمیشہ گل خندان اور شگفتہ نظر آتے تھے، جو اجنبی شخص اون سے ملتا تھا، اون کے اخلاق کا ثنا خوان ہوتا تھا۔

وہ اپنے خاص خادم کے ساتھہ بے انتہا لطف و مدارات کا برتاو کرتے تھے لیکن اوس مین بھی ایک خاص رعب شامل ہوتا تھا، اون کو شکار، اور نشانہ بازی کا خاص شوق تھا، گھوڑے کی سواری، بہت پسند کرتے تھے، چورنگ کے نہایت شائق تھے اون کا دل جوش تہور، وشجاعت، سے بھرا ہوا تھا، چونکہ وہ ایک ایسے زمانہ مین پیدا ہوے تھے جو امن و امان کا مرکز ہے اس لیے بجز شکار کے کوئی اور موقع اپنی شجاعت دکھلانے کا نہ ملا۔

وہ خود ہی اپنی وسیع معلومات، دانشمندی، اور عقل خداداد سے فائدہ حاصل نہین کرتے تھے بلکہ مجھے بھی اوس مین برابر کا شریک کرتے تھے، لباس و غذا مین فضول اور نمائشی تکلفات کو قطعاً ناپسند کرتے تھے، ضوابط اوقات کے نہایت مستعدی کیساتھہ پابند تھے، اونکو تعمیر مکانات سے خاص طور پر دلچسپی تھی چنانچہ عمارات "باغ حیات افزا" اور "صدر منزل" جو اسم با مسمّیٰ ہے (کیونکہ میری صدر نشینی کا جلسہ اوسی مین ہوا تھا) اونکی خوش سلیقگی اور عمارتی دلچسپی کے نمونے مین یہ باغ اور محل میرے زمانہ ولیعہدی مین میری اور اونکی جاگیر سے تیار ہوے ہین۔

قدرتی مناظر کے نظارے اون کو بہت پر لطف معلوم ہوتے تھے اور اکثر اپنی جاگیر کے موضع "سمردہ" مین جہان اونھون نے ایک مکان شکار کی ضرورت سے

تیار کرایا تھا ہفتون قیام کرتے تھے، ضیاء الدین کی ٹیکری جہان مین نے "قصر سلطانی" بنایا ہے
اون کو نہایت پسندیدہ تھی اسی واسطے وہان کی مجموعی آبادی کا نام مینے "احمد آباد" رکھا ہے
جو حقیقتاً ایک دلچسپ منظر اور فضا کی جگہہ ہے۔

وہ اپنے اوس درجہ اور مرتبہ کو جو میرے شوہر ہونے کی حیثیت سے انکو حاصل تھا
اچھی طرح سمجھتے تھے اور اوس کا لحاظ کرتے تھے، کبھی ظاہر و باطن مین اپنے درجہ اور مرتبہ
کے خلاف کوئی امر نہین کیا، وہ میرے سچے مددگار تھے اور مجھے ہمیشہ اونکی اصابت راے
اور بیدار مغزی کا تجربہ حاصل ہوتا رہا، سچ تو یہ ہے کہ اون کے تجربون سے مجھے بہت سے
قیمتی فوائد حاصل ہوے۔

اکثر پولیٹکل افسرون کو اون کی قابلیتون کی آزمائش کا موقع ملتا اور ہمیشہ اون کی
نسبت عمدہ راے قائم کی گئی۔

کرنیل "بار صاحب" بہادر و "میجر مید صاحب" بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا انکے
متعلق خاص راے رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ

"اگر وہ انگلستان مین ہوتے تو سلطنت کے اہم امور کے
انتظام کے قابل ہوتے اور پولیٹکل مدبرون کے زمرہ مین اونکا نام لیا جاتا"

اون مین بردباری اور تحمل کی نہایت نمایان صفت تھی لیکن وہ اپنے اعزاز اور
شان کے منافی کوئی بات برداشت نہین کر سکتے تھے۔

مین اس موقع پر بلا خوف تردید یہ بھی لکھتی ہون کہ میرے خاندانی جھگڑون مین جو پولیٹکل
قالب مین ڈہل گئے تھے اونھون نے نہایت دانشمندی سے کام لیا اور کبھی کوئی امر
ایسا نہین کیا، نہ مجھے ایسی ترغیب دی جس سے کوئی جھگڑا پیدا ہو یا کسی معاملہ مین طوالت کھینچے

اسی وجہ سے مخالفون کو باوجود کوشش کے کوئی موقع نہ ملا وہ ہمیشہ ان ناگوار تنازعات پر متاسف رہتے تھے۔

سرکار خلد مکان کی محبت اور ادب ایک سعادت مند بیٹے کی طرح اونکے دل مین جاگزین تھا اور جب تک یہ جھگڑے نواب صدیق حسن خانصاحب نے برپا نہین کیے تھے سرکار خلد مکان بھی مادرانہ طور پر خیال و شفقت فرماتی تھین۔

نواب صاحب کو ہمیشہ اس بات پر فخر تھا اور خدا کا شکر کرتے تھے کہ فطرت نے اون کو حاسد نہین کیا بلکہ محسود بنایا ہے' اونھون نے اپنے مکارم اخلاق اور عمدہ عادات، و صفات اور اعلیٰ قابلیتون سے ثابت کر دیا کہ سرکار خلد نشین و خلد مکان کا انتخاب بدرجہ کمال اعلیٰ اور افضل تھا، چنانچہ اونہین کی بیش بہا تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے جو اون کے صاحبزادون مین عمدگی کے ساتھہ دیکھا جاتا ہے۔ تہذیب نسواں صفحہ ۹۶ و ۹۹

سفر کلکتہ

اور
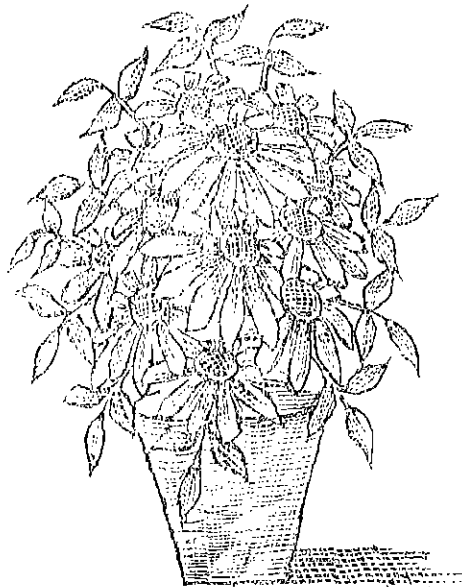
شرکت دربار اسٹار آف انڈیا

۱۸۷۵ء مین تمام ہندوستان مین یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھہ سنی گئی کہ حضور شاہزادہ ویلز (جو اسوقت سلطنت انگلستان پر بایں عظمت و اقبال حکومت فرما ہین) ہندوستان کی سیاحت کو تشریف لاتے ہین، اس خبر پر جو اظہار خوشی ہندوستان مین کیا گیا اوسکو حیطہ تحریر مین لانا مشکل ہے۔

ہندوستان مین انگریزی سلطنت کو قائم ہوے پوری ایک صدی گزر چکی تھی لیکن اسوقت تک فرمان رواے سلطنت، یا ولیعہد سلطنت نے سرزمین ہند کو اپنی تشریف آوری سے رونق نہین بخشی تھی، ہندوستانی ملکہ وکٹوریہ کا نام عرصہ سے سنتے تھے، اور اورانکے ساتھہ ہندوستانیون کو ایک خاص محبت پیدا ہوگئی تھی، اسلیے اون کے فرزند ارجمند کا ہندوستان مین تشریف لانا اہل ہند کے لیے بیحد خوشی اور مسرت کا موقع تھا، اہل مشرق جو قرنہا قرن سے بادشاہی اور شخصی حکومت کے عادی ہین، بادشاہ کی ذات کو خاص وقعت، اور عزت سے دیکھتے ہین۔

"پارلیمنٹری" حکومت، یا جمہوری سلطنت، یا پارٹی سسٹم، ایسے الفاظ ہین جو اہل مشرق خصوصاً ہندوستانیون کے لیے ایک حد تک اجنبی، اور غیر مانوس ہین، اگرچہ انگریزی حکومت کی بدولت مغربی خیالات ہندوستان مین پیدا

ہو چلے ہین مگر ہندوستانیون کی بادشاہ پرستی پر ان خیالات کا کوئی اثر نہین، اور عام طور پر ہندوستانیون کو گہری، اور دلی محبت اور عقیدت قیصر ہند ہی کے ساتھ ہے، اور قیصر ہند کو ہی اپنا اصلی بادشاہ، اور فرمان روا سمجھتے ہین، اور جمہوری سلطنت کے جسقدر اجزا حکومت ہند مین شامل ہین وہ سب ملک معظم کی ذات خاص کے تابع خیال کیے جاتے ہین، پس ایسے ملک مین سلطنت برطانیہ کے وارث کی تشریف آوری کی خبرون نے ایک دہقان سے لیکر والی ملک کے دلون تک مین عجیب جوش مسرت پیدا کر دیا تھا، بالخصوص ریاست بھوپال مین جسکو ابتدائے عملداری سے سلطنت برطانیہ کے ساتھ ایک خوشگوار قابل یادگار تاریخی تعلق ہے اس خبر نے بے انتہا مسرت پیدا کی۔

صاحب پولٹیکل ایجنٹ بھوپال کے ذریعہ سے جب اس خبر کی باضابطہ تصدیق ہوئی تو سرکار خلد مکان نے ہز اکسلنسی ویسرائے ہند کی خدمت مین بذریعہ ایجنسی بھوپال خرائط ارسال کیے۔

"اسی دوران مین میجر سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے بھی بذریعہ مراسلہ مورخہ ۲ / اگست ۱۸۷۵ء سرکار خلد مکان کو یہ اطلاع دی کہ شاہزادہ ولیعہد سلطنت ہند عطائے خطابات کے لیے جلسہ منعقد فرمائین گے"

اس مراسلہ کے جواب مین ۵ / اگست ۱۸۷۵ء کو سرکار خلد مکان نے سر ہنری ڈیلی کو تحریر کیا کہ "آپ کی عنایت آمیز چٹھی کے آنے سے پیشتر مین دو خریطے اسمی جناب گورنر جنرل بہادر کشور ہند حسب قاعدہ ایجنسی سیہور کی معرفت ارسال کر چکی ہون: ایک خریطہ مین شہزادہ ویلز کی تشریف آوری پر تہنیت عرض کی گئی ہے، اور دوسرے

خریطہ مین تحریر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی دوسرا امر مانع نہوا تو نہایت مسرت کے ساتھہ مین دربار مین شریک ہونگی" اس خریطہ کا جواب موصول ہونے کے بعد جو امر قرار پائیگا اوس کے موافق تعمیل کی جائیگی"۔

۱۶ راگست ۱۸۷۵ء کو مسٹر ہنری ڈیلی نے خریطہ مذکورہ بالا کا حوالہ دیکر حسب ذیل چٹھی بھیجی :-

آپ کے خریطہ مورخہ ۲۵ رجولائی ۱۸۷۵ء موسومہ حضور وایسرائے تحریر فرمانے کے بعد میری چٹھی آپکو پہنچی ہوگی جسمین مینے اطلاع دی ہے کہ پرنس آف ویلز عطای خطابات کا جلسہ کلکتہ مین منعقد فرمائین گے، خیال رہے کہ ایسے جلسون مین خاص کر وہی لوگ شریک ہوتے ہین جنھون نے خطاب اسٹار آف انڈیا کا پایا ہے، یہ جلسہ کوئی دربار نہین ہے، اور نہ یہ جلسہ کسی خاص غرض سے ہے اگر اس جلسہ "الوسن پیچر" مین جو بمقام کلکتہ ہوگا، یور ہائنس شریک نہو سکین گی تو مجھے یقین ہے کہ سب کو افسوس ہوگا، پروگرام منعقد ہو چکا ہے لیکن حضور وایسرائے صاحب کا ارادہ ہے کہ ایسے جلسے چند مقامات مین کیے جائین جنمین روساء و والیان ملک شریک ہوکر وارث تخت ملکہ کی تعظیم ادا کرین، مگر میرے خیال مین جو جلسہ کلکتہ مین ہونے والا ہے اوسمین شرکت کل ممبران "اسٹار آف انڈیا" کی ہوگی، ایسی صورت مین آپ غالباً اس خریطہ کو ارسال کرنا پسند نہین فرماوینگی "اور نہین تاجواب آپ کے اس خریطہ کو ارسال نہین کرونگا۔

سرکار خلد مکان نے اس چٹھی کے جواب مین تحریر فرمایا کہ :-

"مینے خریطہ زیر بحث مین اپنی حاضری دربار کلکتہ سے انکار نہین کیا ہے، مجھے خود ملاقات حضور شہزادہ ویلز، اور شرکت دربار کلکتہ کی کمال آرزو ہے، اور انشاء اللہ تعالی حتی الامکان ضرور حاضر ہونگی، صرف یہ عذر تحریر کیا ہے کہ اگر بوجہ پیدائش اولاد نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ میرا کلکتہ جانا نہ ہو تو میری جانب سے میرے شوہر حاضر دربار ہونگے، پس اگر آن شفیق کے نزدیک مصلحت یہی ہے کہ مین خود شریک دربار ہون تو مناسب ہے کہ خریطہ مذکورہ واپس عنایت ہو تا کہ اوسکی عبارت درست کردیجاے۔

اس خریطہ مین چند امور متعلق تشریف آوری شہزادہ ممدوح کا استفسار کیا گیا ہے اون کو بدستور قائم رکھا جاے گا تاکہ اوسکے موافق پیشتر سے مناسب بندوبست ہو سکے۔

حضور شہزادہ ویلز کا تشریف لانا ایسا نہین ہے کہ اونکی تعظیم و محبت کا خیال کسی کو نہو، خصوصاً اس مخلصہ کو جو خاص وابستہ دامن دولت سرکار انگلشیہ ہے"۔

چند روز کے بعد لارڈ نارتھ بروک ویسراے کشور ہند کا خریطہ مورخہ ۱۶ اگست ۱۸۷۵ء ۱۲۹۲ھ موصول ہوا جسکی نقل ذیل مین درج کیجاتی ہے:-

---

خریطہ ہز ایکسیلنسی لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل ویسراے کشور ہند
مرقومہ ۱۶ اگست ۱۸۷۵ء

مہربانی نامہ مودت طراز مرقومہ دوازدہم جولائی ۱۸۷۵ء مشعر اظہار حصول

مسرت وسرور موصول شدہ مژدۂ عنقریب رونق افروزی عالیجناب ولی العہد بہار
شاہزادہ ویلز بہادر بہ دربار ہند واستدعائے تبلیغ مراسم مبارکباد ی خیر مقدم
از طرف آن مشفقہ خدمت شاہزادہ ممدوح بروقت ورود مسعود و محتشم الیہ بوساطت
ایجنٹ دوستدار از شنیدنہ ممالک وسط ہند موصول گشت، ہمانا این گونہ تازہ
آثار عقیدت وخیرسگالی آن مکرمہ نسبت مراتب افزائی دیہیم سلطنت انگلستان
موجب مسرت وشادمانی دوستی پرست گردید، دوستدار بہ کمال طیب خاطر
در موقع اول مبارکبادہائے آن مشفقہ را بہ شاہزادہ مصدر الصدر خواہد رسانید
تر صد کہ دوستی آثار را ہمواره خواہان مژدۂ خیر و عافیت خود دانستہ بارقام
واطلاع آن مسرور و مبتہج ساختہ باشند۔

اسی سلسلہ مین صاحب پولٹیکل ایجنٹ بھوپال نے سرکار خلد مکان کو اطلاع دی کہ:-
"سکریٹری گورنمنٹ ہند نے صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کو تحریر کیا ہے
کہ ویسی رؤسا بوقت ملاقات شہزادۂ ویلز اپنی ریاستون کی دستکاری کے
نمونے یا دیگر اشیاء بطور ہدیہ پیش کر سکتے ہین، لیکن اونکی قیمت زیادہ نہ ہونی
چاہیے، اگر آپ کچھ اشیاء ساخت بھوپال حضور ممدوح کی خدمت مین
پیش کرنے کی خواہش رکھتی ہون تو بموجب ہدایات مراسلہ مذکور جس کا[1]

[1] ترجمہ مراسلہ صاحب سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا موسومہ صاحب والاجاہ ایجنٹ نواب گورنر
جنرل بہادر سنٹرل انڈیا، مورخہ ۵ راگست ۱۸۷۵ء = ۳ رجب ۱۲۹۲ھ نمبر ۲۱۷۹

۱ — جناب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل ہوا یا ہوا ہے کہ بوقت تشریف آوری جناب
شاہزادہ ویلز بہادر کے جو احکام اور ہدایات بابتہ ادائے نذرانہ منجانب رؤسا، وعطائے خلعت وقت

ترجمہ ارسال خدمت ہے تعمیل کیجاے، اور جو اشیا آپ تجویز فرمائین اونکی فہرست سے مع تفصیل قیمت کے اطلاع دیجاے۔"

پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر بھوپال نے سرکار خلد مکان کو بذریعہ یادداشت مورخہ ۱۶ اگست ۱۸۷۵ء تحریر کیا کہ "جو نائٹ دربار اسٹار آف انڈیا مین شریک ہونگے اون کو اپنے طبقہ کا لباس اور نشان زیب تن کرنا ضرور ہوگا، لباس اور تمغہ اسٹار آف انڈیا کی تجدید بشرط ضرورت کی جاسکتی ہے، اور مناسب ہوگا کہ سرکار عالیہ اپنے کسی معتمد کو کلکتہ بغرض انتظام و آرائش فرودگاہ روانہ فرمائین۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ملازمت شاہزادہ صاحب بہادر صادر ہوے ہین، او نسے آپ کو اطلاع دی جاوے

۲۔ جناب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر کا منشا یہ ہے کہ رؤسا ہندوستان جو واسطے ملازمت جناب شاہزادہ صاحب کے کلکتہ، و بمبی، یا کسی اور جگہ بلائے جائین گے، حتی الامکان اون کے مصارف زیادہ نہون اسواسطے جناب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر، دربار شاہی شان و شوکت سے نہین فرمائین گے، اور ادا سے پیشکش، و عطاے خلعت کی رسوم معمولی جو دربار کے وقت ہوتی ہین ادا نہ ہونگی، لیکن نواب گورنر جنرل بہادر ملاقات آمد و بازدید رؤسا سے فرمائین گے، اور اوس مین حسب دستور تعظیم و تکریم ادا ہوگی۔

۳۔ جس طرح نواب گورنر جنرل بہادر آمد و بازدید کی ملاقات رؤسا سے فرماتے ہین اوسی طرح جناب شاہزادہ صاحب رؤسا سے ملاقات آمد و بازدید کی فرمائین گے، اور نذرانہ و پیشکش، اور عطاے خلعت وغیرہ کی رسوم معمولی جو وقت واقع ہونے دربار ادا ہوتی ہین، نہین ہونگی۔

۴۔ شاید رؤسا اور والیان ہندوستان کوئی اشیا دستکاری، و صناعی جو اون کے علاقہ مین ساخت ہوتی ہین بطور نمونہ کے جناب شاہزادہ صاحب کے حضور مین پیش کرین گے، اور بعض رؤسا آنرا تحفہ جناب شاہزادہ صاحب کی جناب مین گزارینگے۔

اسی اثنا مین ہز اکسلنسی لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل کشور ہند کا خریطہ مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۷۵ء بجواب خریطہ سرکار خلد مکان موصول ہوا ، اور دربار اسٹار آف انڈیا کا انعقاد یکم جنوری سنہ ۱۸۷۶ء کو بمقام کلکتہ قرار دیا گیا ، اس دربار کے شرکت کی باضابطہ دعوت بھی بذریعہ چٹھی سکریٹری طبقہ اسٹار آف انڈیا موصول ہوئی۔

۲۰ ستمبر کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے بحوالہ چٹھی سکریٹری گورنمنٹ ہند سرکار خلد مکان کو مطلع کیا کہ "جو مکان فرمان روا ے بھوپال کے واسطے کلکتہ مین مخصوص کیا گیا ہے اوسکا کرایہ سرکار عالیہ سے نہین لیا جاوے گا ، اوس مکان کے پرائیوٹ کمرہ کی آرائش اور لوازم ضروری کا اہتمام منجانب گورنمنٹ کیا جاوے گا ، اور اوس مکان مین جو دربار عام کا کمرہ ہے اوسکی درستی و آرائشگی مختار ریاست کے ذریعہ سے ہوگی اور توشہ خانہ گورنمنٹ سے مدد مطلوبہ دیجائیگی"

اسی کے ساتھہ دوسری یادداشت مین درج تھا کہ "جناب شہزادہ صاحب بہادر

---

۵ - جناب نواب گورنر جنرل کی جانب سے ایسے تحفہ کے پیش ہونے مین کچھ اعتراض نہین ہے جو شہزادہ صاحب کے حضور مین پیش ہوگا ، لیکن جناب معتشم الیہ کا یہ منشا ہے کہ جو تحفہ حضور ممدوح کی خدمت مین پیش کیا جاے وہ قیمت مین زیادہ نہ ہو ، او مقدار اوسط درجہ کی ہو -

۶ - یہ تحفہ توشک خانہ سرکاری مین داخل نہ ہوگا - پس اشیاء اور تحفہ مذکور ایسا ہونا چاہیے کہ جو بطور یادگار شاہزادہ صاحب کے پاس رہنے کے لائق ہو -

۷ - روساء اشیاء صناعی اور قیمت اشیاے تحفہ سے اول معرفت صاحبان پولیٹکل ایجنٹ بہادر وغیرہ افسران جنگی و سیاسی تحریرات روساء جاری ہون نواب گورنر جنرل صاحب بہادر ہندوستان کو اطلاع دین تاکہ منظوری شاہزادہ صاحب کی حاصل کیجاے علاوہ شرط مندرجہ فقرہ صدر کے اور نذرانہ جانب روساء اور والیان ہند سے منظور خاطر جناب شاہزادہ صاحب کے نہوگا -

کوئی دربار منعقد نہین فرمائین گے، بلکہ جلسہ خاص جو کلکتہ مین منعقد ہوگا وہ جلسہ "چیپٹر" (ستارۂ ہند) کے نام سے موسوم ہوگا، ازروے قواعد طبقہ مذکور جنسے آپ واقف ہین کوئی شخص بجز نائٹ طبقہ ستارہ ہند کے اوسکے فرائض بجا نہین لا سکتا، اسلیے آپکا اس جلسہ مین شریک ہونا ضروری ہے، سکریٹری گورنمنٹ ہند نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اگر نواب بیگم صاحبہ کی شرکت مین کوئی امر مانع ہو تو اونکو چاہیے کہ جبلپور، یا اکبرآباد مین شاہزادہ صاحب بہادر سے ملاقات کرین، لیکن امید ہے کہ نواب بیگم صاحبہ جیسا کہ اس سے قبل قرار پا چکا ہے، دربار اسٹار آف انڈیا مین شریک ہون، چنانچہ آپکی یادداشت مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۷۵ء سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بطیب خاطر قبل یکم جنوری ۱۸۷۶ء کلکتہ مین داخل ہونگی، میری بھی یہی راے ہے کہ سرکار عالیہ چند روز قبل کلکتہ پہنچ جائین اور دربار طبقہ اسٹار آف انڈیا مین شریک ہون، اور ایسے عظیم الشان دربار مین شریک ہونا سرکار عالیہ کے لیے باعث افتخار ہوگا۔

۲۷ شعبان ۱۲۹۲ھ = ۲۸ ستمبر ۱۸۷۵ء کو ایک یادداشت متعلق شرکت دربار کلکتہ معرفت صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بحضور نواب گورنر جنرل بہادر ویسراے کشور ہند ارسال کی گئی۔

نائب وکیل نے کلکتہ جاکر فارن سکریٹری اور سپرنٹنڈنٹ توشہ خانہ کی مدد سے مکانات دیکھے، اور مفصل کیفیت اور مکان کے نقشہ سے سرکار خلد مکان کو اطلاع دی، یہ مکان چھاونی ٹیا برج مین نہایت عمدہ موقع پر واقع تھا۔

۲۳ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو بذریعہ وکیل ریاست صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر سے دریافت کیا گیا کہ "نشست، پردہ، چلمن، اور قبول دعوت کے لیے جو خریطہ ہز اکسلنسی

ویسراے صاحب بہادر کی خدمت مین ارسال کیا گیا تھا ہنوز اوس کا جواب نہین آیا اگر ممکن ہوسکے تو منشاے حضور ویسراے بہادر سے مجھے اطلاع دیجاے" اسی اثنا مین صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھوپال آئے، اور لوازمہ اسٹار آف انڈیا کو جو سرکار خلد مکان زیب تن کرنے والی تھین ملاحظہ کیا، اور اوسی دن شام کے وقت سرکار خلد مکان سے پرائیوٹ ملاقات کی جس مین صرف نواب صدیق حسن خان صاحب اور مدار المہام صاحب بہادر شریک تھے۔

یہ ملاقات نشست پردہ چلمن کے متعلق تھی جسکی بابتہ سرکار خلد مکان نے ہزاکسلنسی ویسراے ہند کی خدمت مین خریطہ لکھا تھا، اثناء گفتگو مین سرکار خلد مکان نے بعض رانیون اور بیگمات کی مثالین اپنی تائید مین پیش کین، جنپر صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے جواب مین کہا کہ" اگر اس طرح کے پردہ سے ملاقات کی خواہش ہے تو ہزاکسلنسی ویسراے اور حضور شہزادہ صاحب سے صرف خانگی ملاقات ہوسکتی ہے، سرکاری ملاقات سے کچھہ تعلق نہوگا"

اس مسئلہ پر بہت کچھہ ردوکد رہی، اور بالآخر سرکار خلد مکان نے مصلحت وقت پر غور کرکے نہایت دانشمندی سے کام لیا، اور برقع کے ساتھہ دربار مین شریک ہونا قبول کیا۔

اگرچہ سرکار خلد مکان کا دلی ارادہ اوسی جوشش وخلوص عقیدت کے ساتھہ جسکے لیے فرمان روایان بھوپال مشہور ہین، اس جلسہ مین شریک ہونے اور ہزرائل ہائینس شہزادہ ویلز سے شرف حضوری حاصل کرنے کا تھا لیکن اون کا مکنون خاطر یہی تھا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب بجاے اون کے دربار مین شریک ہون اور اس طرح

اونکے اعزاز و اقتدار مین ترقی ہو اور اونکا درجہ عملاً مثل نوابان سابق مان لیا جاے جو بھوپال کے اصلی فرمان روا گذرے تھے، اسیلیے اس قسم کی پیچیدگیان پیدا گی گئین۔

سب سے پہلے بمقام بمبی استقبال کے لیے نواب صدیق حسن خان صاحب کے بھیجنے کی خواہش کرنا، اور پھر دربار کلکتہ مین سرکاری طور پر بجاے اپنے اونکے شریک ہونے کی تحریک کرنا، اور بالآخر پردہ کا عذر پیش کرنا محض غرض مذکورہ کے لیے تھا، حالانکہ نہ ان بحثون کی ضرورت تھی، اور نہ ایسی خواہش کا پورا ہونا ممکن ہوسکتا تھا، اور نہ برقع پہنکر مسلمان بیگمات کے لیے باہر جانا شرع شریف کی روسے ممنوع ہے، اور نہ ایک فرمان روا کے لیے دربار کی شرکت کسی طرح قابل اعتراض ہوسکتی ہے۔

سرکار خلد مکان کو یہ مشورہ دیا گیا، اور سمجھایا گیا تھا کہ اگر سرکار دربار مین شریک نہ ہونگی تو سرکار کی قدر و منزلت مین کوئی فرق نہ آئے گا، لیکن بجاے سرکار کے نواب صدیق حسن خان صاحب شریک ہوے تو اونکے مرتبہ و عزت مین بہت کچھ اضافہ ہوجائیگا، چونکہ سرکار خلد مکان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کو ہر ایسا اعزاز جو گورنمنٹ کی طرف سے عطا کیا جاسکتا ہے، حاصل ہو، اسیلیے اونھون نے اون دلی جذبات کو جو ایسے موقع پر غیر معمولی طور پر اونمین پیدا ہوجاتے تھے اوس خواہش کے نیچے دبا دیا۔

سرکار خلد مکان کی خواہش کا اظہار حسب ذیل پروانہ سے جو مدار المہام صاحب کے نام لکھا گیا تھا نہایت صاف طور پر ہوتا ہے۔

پروانہ موسومہ مدار المہام صاحب بہادر

خریطہ نواب گورنر جنرل صاحب بہادر سے تشریف آوری ہز رائل ہائینس

پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد انگلستان و ہندوستان کی براہ بندر بمبئی معلوم ہوئی،
اسمین بعض رؤسا ہند استقبال کے واسطے جائینگے، مین بھی بنظر مزید
خلوص و خیر سگالی اپنی طرف سے استقبال کرنا چاہتی ہون، بہ سبب قرب زمانۂ
ولادت اولاد نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ میرا جانا مشکل ہے، اسلیے
اپنی جانب سے نواب صاحب کو استقبال کے لیے بھیجنا چاہتی ہون لیکن
بعد اجازت صاحب والا شان ایجنٹ نواب گورنر جنرل صاحب بہادر سنٹرل انڈیا
اس صورت مین اتنا ضرور ہے کہ مراتب اعزاز نواب صاحب بہادر کے
مثل اعزاز و مراتب میرے گورنمنٹ کی طرف سے ادا ہون تاکہ مجمع
رؤسا مین بوجہ نہ ادا ہونے ان مراتب کے سبکی ریاست بھوپال کی نہ ہو،
آپ اس مقدمہ مین پہلے استمزاج صاحب بہادر معتشم الیہ کا بحوالہ میری
تحریر کے کرلین، اگر منظور فرمائین تو حسب سررشتہ بہ تحریر خریطہ اجازت
روانگی نواب صاحب بہادر حاصل کیجاوے، تاکہ بمقام بمبئی استقبال کیواسطے
جائین، اور نیز بمقام کلکتہ دربار مین حاضر ہون، اوسوقت مراتب رئیسانہ
صرف میرے ساتھ ادا ہون، اور بمقام بمبئی، و کلکتہ دونون جگہ اخلاص مندی
نسبت خاندان جناب ملکہ معظمہ بادشاہ ہند و انگلستان و شمول خاطر عاطر
جناب شاہزادہ ولیعہد صاحب بہادر و دیگر اہالی سرکار موصوف ہو۔
اس یادداشت کے علاوہ اور خط و کتابت بھی جو صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر سے جاری
رہی اوسکا اندراج اس موقع پر غیر ضروری اور لاحاصل ہے، کیونکہ یہی حالات خواہش،
اور اون خواہش کے اسباب کے اندازہ کے لیے کافی ہین لیکن اس خواہش اور

کوشش کے برعکس نتائج ظہور پذیر ہوے ۔

اگرچہ درباروں میں فرمان روائے ریاست کے ساتھ ولیعہد کا جانا لازمی اور ضروری نہیں ہے، اور چونکہ صاحبزادی[1] کی ولادت کو بہت قریب زمانہ گذرا تھا، اس لیے بوجہ ضعف ونقاہت مشکل تھا کہ میں صعوبات سفر کی متحمل ہو سکوں لیکن سرکار خلد مکان نے ولادت سے بیس روز کے بعد ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ "تم ہمارے ہمراہ کلکتہ چلو، کیونکہ ہم تم کو یہاں تنہا نہیں چھوڑ سکتے، نہ ہماری محبت یہ گوارا کر سکتی ہے کہ اس قدر عرصہ تک تم تنہا اور جدا رہو"

"تمہاری ملاقات کا حسب رواج ریاست ویسا ہی انتظام کیا جائے گا جیسا کہ سرکار خلد نشین کے زمانہ میں میری ملاقات کا انتظام ہوتا تھا[2]، اور اس صورت میں تم کو برقع سے جانے کی ضرورت نہ ہوگی ۔

چونکہ میرا شیوہ ہمیشہ بجا آوری احکام تھا میں نے سفر کو منظور کیا، صبح کو یہ گفتگو ہوئی شام کو پھر سرکار خلد مکان تشریف لائیں، اور فرمایا کہ "جب میں برقع پہنکر دربار کو نہیں جاتی ہوں تو تم کو بھی اوسیطرح برقع پہنکر چلنا ہوگا" میرا کام بجز تسلیم کے اور کچھ نہ تھا میں نے

---

[1] ۲۴ رمضان ۱۲۹۲ھ = ۲۵ اکتوبر ۱۸۷۵ء شب دوشنبہ ایک بجکر ۲۴ منٹ پر صاحبزادی بلقیس جہان بیگم صاحبہ پیدا ہوئی تھیں ۔

[2] سرکار خلد نشین کے زمانہ میں سرکار خلد مکان چلمن سے ملاقات و گفتگو فرماتی تھیں جب کہ جب دربار آگرہ میں سرکار خلد نشین کو اسٹار آف انڈیا کا تمغہ ملا تھا تب بھی ملاقات بازدید کے وقت کمرہ دربار سے ملا ہوا ایک چھوٹے کمرہ میں چلمن لگا دی گئی تھی، اور اوس کمرہ میں سرکار خلد مکان تشریف فرما تھیں، ہز ایکسلنسی ویسرائے جب تشریف لائے تو سرکار خلد مکان سے اور ان سے پس چلمن ہی ملاقات و گفتگو ہوئی ۔

اپنی ڈیوڑھی مین سفر کے متعلق حسب سررشتہ احکام جاری کیے، لیکن ان مختلف احکام کا راز یہ تھا کہ چونکہ نواب صدیق حسن خان صاحب کو سرکار خلد مکان کے قائم مقام کی حیثیت سے شریک ہونے مین ناکامی ہوئی تھی تو وہ یہ چاہتے تھے کہ سرکار خلد مکان کے بعد جو سب سے بڑا امتیازی رتبہ ہے اوسکو خود حاصل کرین، یعنے مین اس موقع پر جانے کو غیر ضروری سمجھکر برقع سے جانا پسند نہ کرون، تو وہ میری جگہ پر بیٹھین، اسلیے اونھون نے سرکار خلد مکان کو یہ مشورہ دیا کہ وہ مجھے حکم دین کہ میرا برقع پہنکر جانا ضرور ہے۔

ان بحثون کے طے ہونے کے بعد حسب ہدایت سرکار خلد مکان انتظامات روانگی کیے گئے، اور ضروری سامان جو کلکتہ مین حسب خواہش دستیاب نہ ہوسکتا تھا بھوپال سے روانہ کیا گیا۔

سرکار قدسیہ مرحومہ نے باوجودیکہ پیرانہ سالی کے سبب سے بالکل گوشہ نشین ہوچکی تھین محض شہزادۂ ولیعہد سلطنت سے ملنے کی تمنا مین خواہش کی کہ سرکار خلد مکان کے ہمراہ کلکتہ چلین، لیکن چونکہ اونکی موجودگی مین نواب صدیق حسن خان صاحب کو اپنے مقاصد مین ناکام رہنے کا اندیشہ تھا اسلیے اونکی خواہش نامنظور کی گئی۔

یکم ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ = ۳۰ر نومبر ۱۸۷۵ء کو ایک قافلہ (۷۸) اشخاص کا مع سامان ضروری مثل خیمہ وبگھی غلام محبوب خان مہتمم کارخانہ جات ریاست کے ہمراہ بطور پیش خیمہ روانہ کیا گیا، یہ قافلہ منزل بمنزل ۵ر ذیقعدہ کو اٹارسی پہنچا، اور وہان سے بذریعہ ریل روانہ ہوکر ۱۰ر ذیقعدہ کو کلکتہ داخل ہوا، اور کوٹھی نمبر ۱۲ محلہ موچی کھولا متصل کوٹھی مجوزہ گورنمنٹ عالیہ مین اوس نے قیام کیا۔

۳۰ر نومبر ۱۸۷۵ء = یکم ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ کو صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر کا

لشکر براہ اٹارسی کلکتہ روانہ ہوا، لیکن کرنل[1] جان ولیم ولبی آسبورن صاحب بہادر سی۔ بی۔ یکم دسمبر ۱۸۷۵ء کو سیہور سے بھوپال آئے، اور ہمسے چار دن پہلے اٹارسی پہنچ گئے۔

۷ ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ = ۶ دسمبر ۱۸۷۵ء کو بروز دوشنبہ سرکار خلد مکان نے بہمراہی ۴۴ معززین اور ۷۹ دیگر اشخاص کے بھوپال سے کوچ کیا، میں، اور نواب احتشام الملک عالیجاہ، اور نواب صدیق حسن خان صاحب بھی سرکار عالیہ کے ساتھ روانہ ہوسے، اول مقام بشنکھیڑہ میں ہوا، دوسرے روز ۸ تاریخ کو بشنکھیڑہ سے روانہ ہوکر "چوکا" میں قیام کیا، اور ۹ تاریخ کو "چوکا" سے روانہ ہوکر "جوشی پور" میں دو مقام کیے "جوشی پور" سے روانہ ہوکر ۱۱ ذیقعدہ = ۱۰ دسمبر کو یہ قافلہ "اٹارسی" پہنچا صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر بھی وہاں موجود تھے۔

"اٹارسی" سے بسواری ریل روانہ ہوکر ۱۲ ذی قعدہ کو سب "الہ آباد" پہنچے، چونکہ یوم یکشنبہ تھا اوس روز سلامی سر نہوئی، دوسرے دن صبح کو سلک سلامی سر کی گئی، ۱۵ دسمبر ۱۸۷۵ء = ۱۴ ذی قعدہ ۱۲۹۲ھ کو چہارشنبہ کے دن داخل کلکتہ ہوسے۔

کپتان بڈوف صاحب بہادر۔ اے۔ ڈی۔ سی، اور کیری صاحب بہادر انڈر سکریٹری گورنمنٹ ہند نے اسٹیشن پر استقبال کیا، اور سرکار خلد مکان کو اور مجھ کو زنانہ بگھی میں، اور نواب صدیق حسن خان صاحب کو اپنے ساتھ سوار کرا کے فرودگاہ میں تشریف لے گئے، چونکہ ہم حضور ویسرائے صاحب بہادر کے مہمان تھے

---

[1] صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر

اس واسطے ہمارے کھانے کا انتظام گورنمنٹ کی جانب سے کیا گیا تھا ۔ اور یہ انتظام برابر ایک ماہ زمانہ قیام کلکتہ تک نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ رہا۔

۲۴ / دسمبر ۱۸۷۵ء = ۲۴ / ذی قعدہ ۱۲۹۲ھ کو سرکار خلد مکان مع اخوان وارا کین ذیل :-

" نواب صدیق حسن خان صاحب ، نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر ، میاں نظیر محمد خان ، منشی جمال الدین خان صاحب بہادر (مرحوم) میاں عالمگیر محمد خان نصیر کے ہز ایکسلنسی وائسرائے کی ملاقات کو گئیں ، ہز ایکسلنسی کے سکریٹری ، اور اے ۔ ڈی ۔ سی ۔ نے ہمارے قیام گاہ تک

سلہ (ملاقات کا پروگرام) یوم جمعہ وقت نواخت یازدہ گھنٹہ روز تاریخ بست و ہم ماہ دسمبر ۱۸۷۵ء مطابق بست و ہم ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۲ھ کو دربار لارڈ صاحب بہادر میں نواب بیگم صاحبہ مشفقہ و مکرمہ کی ملاقات ، تھرون روم ، میں ہوگی ، گورنر جنرل صاحب بہادر مع دیگر صاحبان بہادر شریک اوسمیں ہونگے ، لارڈ صاحب بہادر کی کوٹھی سے دس بجے صبح ایک بگھی نواب بیگم صاحبہ مشفقہ مکرمہ کی کوٹھی پر واسطے لانیکے جاوے گی اوسمیں ملٹری سکریٹری صاحب بہادر اور انڈر سکریٹری صاحب بہادر اور ایک مصاحب ہونگے ، اور جسوقت نواب بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال لارڈ صاحب بہادر کی کوٹھی پر پہنچیں گی ، بڑے دروازہ پر ملٹری سکریٹری صاحب بہادر ، اور انڈر سکریٹری صاحب بہادر ، نواب بیگم صاحبہ مشفقہ مکرمہ کو اوپر تک پہنچاویں گے سیڑھی کے اوپر سکریٹری اعظم صاحب بہادر موجود ہونگے ، اور نواب بیگم صاحبہ مکرمہ کو دربار کے کمرہ میں لیجاوینگے ، اور لارڈ صاحب بہادر تخت کے کمرہ سے دروازہ کے متصل آدھے کمرہ تک نواب بیگم صاحبہ مکرمہ کے ملنے کو آوینگے اور نواب بیگم صاحبہ مکرمہ کو لیکر اپنے داہنے ہاتھ کے کمرہ میں بٹھاوینگے ، اور نواب بیگم صاحبہ مشفقہ مکرمہ کے داہنے ہاتھ پر پولٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر بیٹھیں گے اور اونکے داہنے ہاتھ پر آٹھ درباری نواب بیگم صاحبہ مشفقہ و مکرمہ کے بیٹھیں گے ، ان کی فہرست نواب بیگم صاحبہ مشفقہ و مکرمہ اینجانب کے پاس بھیجدیں لارڈ صاحب بہادر کے بائیں ہاتھ پر سکریٹری اعظم صاحب بہادر بیٹھیں گے ، بعد اوسکے جنرل صاحب بہادر ، بعد اوسکے

استقبال کیا، اور اوسی روز سہ پہر کو ہز ایکسلنسی ممدوح الشان ملاقات بازدید کیلیے ہماری کوٹھی فردوگاہ پر تشریف لاے، سرکار خلد مکان کی طرف سے نواب صدیق حسن خان صاحب نے کوٹھی نیام گاہ سرسالار جنگ بہادر تک استقبال کیا، مین بوجہ ناسازی مزاج اس ملاقات مین شریک نہ ہوسکی، باقی اور معززین جو درباری تھے شریک ہوے -

۲۳ دسمبر ۱۸۷۵ء کو ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کے کلکتہ مین ورود مسعود کا مبارک دن تھا، تمام رؤسا جو کلکتہ مین مدعو، اور موجود تھے ساحل سمندر پر برطانیہ عظمیٰ کے ولیعہد کے استقبال کے لیے حاضر تھے، لیکن سرکار خلد مکان پر ہز ایکسلنسی ویسراے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ملٹری سکرٹری اور انڈر سکریٹری صاحب بہادر اور مصاحب لارڈ صاحب بہادر بیٹھین گے، نواب بیگم صاحبہ مشفقہ و مکرمہ کو نذر یکصد و پنجاہ و یک نقدان اشرفی لارڈ صاحب بہادر کو دنیا ہوگی، لارڈ صاحب بہادر ہاتھ رکھ کے معاف کرین گے، بعد تھوڑی گفتگو کے صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر آٹھ درباری نواب بیگم صاحبہ مشفقہ کے لارڈ صاحب بہادر کے سامنے لیجاوین گے، اور نام بتلاوین گے، لارڈ صاحب بہادر کو وہ سب لوگ ایک ایک اشرفی نذر دکھلاوین گے وہ ہاتھ رکھکر معاف فرماوین گے، بعد اوس کے لارڈ صاحب بہادر نواب بیگم صاحبہ مشفقہ و مکرمہ کو عطر و پان اپنے ہاتھ سے دین گے، اور سکریٹری صاحب بہادر بڑے لوگون کو ہمراہ ان کے بعد کے لوگون کو انڈر سکریٹری صاحب بہادر عطر پان دین گے، پھر لارڈ صاحب بہادر نواب بیگم صاحبہ مشفقہ و مکرمہ کو بیچ کے کمرہ تک پہنچاوین گے، وہان سے سکریٹری اعظم صاحب بہادر سیڑھی کے اوپر تک لیجاوین گے، اور وہان سے انڈر سکریٹری صاحب بہادر، اور ایک صاحب بہادر مصاحب لارڈ صاحب بہادر کے ساتھ ہو کر نواب بیگم صاحبہ مشفقہ و مکرمہ کو کوٹھی فرودگاہ تک پہنچاوینگے، اور آنے اور جانے کے وقت سوار ہمراہ ہونگے اور لارڈ صاحب بہادر کی کوٹھی کے سامنے سلامی کمپنی کی ہوگی، اور قلعہ سے (۱۹) فیر توپ کی سلامی نواب بیگم صاحبہ مشفقہ و مکرمہ کی سر ہوگی -

ہندنے یہ خاص عنایت فرمائی کہ بجاے ساحل پر حاضری کے "ایوان گورنری" مین اپنی صاحبزادی کے پاس بٹھلایا، جب ہز رائل ہائینس شہزادۂ ویلز اپنے جہاز سے اوترکر داخل ایوان گورنری ہوے، تو سرکار خلدمکان و حضور ممدوح مین رسم سلام و مزاج پرسی عمل مین آئی، اسکے بعد سرکار خلدمکان اپنی فرودگاہ کو واپس آگیئن۔

۲۴ ردسمبر کو سرکار خلدمکان مع ہمیرے و دیگر عمائد دربار کے رسمی[۱] ملاقات کے لیے "ایوان گورنری" کو گیئن۔

---

[۱] کل کے روز بارہ بجے ملاقات سرکار کی شاہزادہ صاحب بہادر سے بطور خانگی و دوستانہ لارڈ صاحب بہادر کی کوٹھی مین ہوگی، اور شاہزادہ صاحب بہادر نے ملاقات دربار کے سوا یہ ملاقات دوستانہ رئیسون سے مقرر فرمائی ہے تاکہ اونسے شوقیہ گفتگو بھی کرین، اور نج کے طور پر اونسے ملین، استقبال کی رسم اس طرح پر ادا ہوگی کہ لارڈ صاحب بہادر کی کوٹھی سے پانچ چھ سو قدم کے فاصلہ پہ سکریٹری اعظم وغیرہ صاحبان ہمراہی خاص شہزادہ صاحب بہادر کہ اونہین گورنمنٹ کے سکریٹری وغیرہ ہونگے، آوین گے، اور رئیسون کو شاہزادہ صاحب بہادر کے پاس لیجاوین گے، اور آٹھ سات آدمی درباری وقت ملاقات شاہزادہ صاحب بہادر نواب بیگم صاحبہ مشفقہ ومکرمہ کو آوین، اور روساء کی کوٹھیون پر اس سبب سے استقبال نہین کیا جائیگا کہ مختلف مقامات پر فاصلہ دور و دراز ہے، ہر ایک کے لیے جدا جدا استقبال اور کوٹھی تک لیجانے مین بہت طوالت ہوتی ہے، اور یہ ملاقات شاہزادہ صاحب بہادر نے دوستانہ طور پر تجویز فرمائی ہے، شاہزادہ صاحب بہادر کے قریب نواب بیگم صاحبہ مشفقہ ومکرمہ، اور دو چار صاحبان بہادر ہمراہی شاہزادہ صاحب بہادر ہونگے، اور لوگ معہ معزز ہمراہی نواب بیگم صاحبہ مشفقہ ومکرمہ قریب کے کمرہ مین بٹھلائے جاوین گے جو وہان سے متصل ہوگا اور نذر رئیسون کی اسی دربار مین نہین ہوگی، جو لوگ ہمراہ ہونگے اونکی نذر صاحب ایجنٹ بہادر کے پیش کرانے سے ہوگی، جھنڈے و دستار کا اسمین لباس نواب بیگم صاحبہ مشفقہ ومکرمہ کا نہوگا، جیسے لباس سے بطور خود نواب بیگم صاحبہ تشریف لائی تھین اپنی خوشی کی وضع کا لباس ہوگا، اور رئیسون کی ملاقات بھی اسیطرح ہوگی، وہ بھی کل شریک ہونگے تحفہ شاہزادہ صاحب بہادر کا

ایوان گورنری کے دروازہ پر گارڈ آف آنر سلامی کے لیے ایستادہ تھا، فارن سکریٹری، اور انڈر سکریٹری نے ہماری گاڑی تک استقبال کر کے اوتارا، گارڈ آف آنر نے سلامی دی، اور توپخانہ سے شاہی سلامی سر ہوئی۔

ہم لوگ کمرہ دربار کی جانب جو گاڑی سے سو ڈیڑھ سو فٹ پر تھا، روانہ ہوئے، اور ایک زینہ سے گذر کر کمرہ دربار مین پہنچے۔

یہ کمرہ یوروپین مذاق کے ساتھ جس مین کسیقدر ایشیائی جھلک تھی آراستہ کیا گیا تھا، سامان آرایش نہایت قیمتی، اور خوشنما تھا، شیشہ آلات کمال سلیقہ اور نفاست سے آویزان کیے گئے تھے، چوبدار وغیرہ سبز و زرین، اور پرتکلف وردیان پہنے ادب کے ساتھ صف بستہ تھے، ہز اکسلنسی درباری لباس مین شاہی تخت پر جلوہ افروز تھے۔

جب سرکار خلد مکان اوس مقام پر پہنچین جہان سے شاہی تخت چالیس قدم رہگیا تھا تو ہز اکسلنسی تخت پر سے اوٹھے، اور تقریباً ۲۰ قدم آگے بڑھ کر استقبال کیا، اور سرکار خلد مکان سے مصافحہ کر کے مزاج پرسی کی۔

صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر مترجم تھے، سرکار خلد مکان نے بھی ہز اکسلنسی کی مزاج پرسی کی، اوسکے بعد مجھسے مصافحہ کیا، اور مزاج پرسی کر کے تکالیف سفر کا حال

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سامان اسباب نواب بیگم صاحبہ شفقفہ و کریمہ تیار رکھین، ہم اوسوقت تحریر کرینگے، اگر کل کے ہی روز اوس کے پیش کرنے کا حکم ہوا تو پیش کر دیا جاویگا —

بوقت رخصت عطر و پان ہوگا، ہم بجانب نواب بیگم صاحبہ شفقفہ و کریمہ اون کے لانے کو بوقت یازدہ بجے دن کے پہنچینگے، اور اون کو ہمراہ اپنے لیجاوینگے —

دریافت کیا۔ میں نے اوسی ادب کے ساتھہ جو ہزایکسلنسی کی شان کے مطابق تھا جناب ممدوح کو جواب دیا، چونکہ میں انگریزی میں قدرے گفتگو کرسکتی تھی اس سبب سے میری گفتگو کیلیے ترجمان کی ضرورت نہ تھی۔

مجھسے گفتگو ہوچکنے کے بعد نواب صدیق حسن خان صاحب اور نواب اختشام الملک عالیجاہ بہادر سے مزاج پرسی کی، ان مراسم کے بعد سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھہ گئے۔

ہزایکسلنسی کے داہنی جانب سرکار خلد مکان، اور اون کے بعد میں، اور پھر بہ لحاظ سلسلۂ مراتب اور لوگ بیٹھے، بائیں جانب ہزایکسلنسی کا اسٹاف اور صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر تھے ہزایکسلنسی نے سرکار خلد مکان سے تکالیف سفر کے متعلق گفتگو کی، اور تقریباً دس منٹ تک گفتگو ہوتی رہی۔

ہزایکسلنسی لارڈ نارتھہ بروک اس سمی، اور سرکاری ملاقات میں ایسے اخلاق، اور تواضع سے پیش آئے کہ ہم لوگ ذاتی طور پر بھی اون کے بیحد ممنون وشکرگزار ہوے۔

اس گفتگو کے بعد ہر دو سکرٹیری صاحبان وصاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر ہم لوگوں کو دوسرے کمرہ میں لیگئے جہاں ہزرائل ہائینس شاہزادۂ ویلز (جو آج ہزامپیریل مجسٹی ایڈورڈ ہفتم کنگ آف انگلینڈ وامپرر آف انڈیا ہیں) رونق افروز تھے۔

ہزرائل ہائینس جو ایک شاندار کرسی پر متمکن تھے حضور ممدوح نے اوٹھکر کمال شاہانہ تواضع سے سروقد تعظیم ادا کی، اور دو چار قدم بڑھ کر استقبال فرمایا، اور سرکار خلد مکان سے مصافحہ کر کے تکالیف سفر کا استفسار کیا، اور دست راست پر سرکار خلد مکان کو اور دست چپ پر بعد معمولی مزاج پرسی کے مجھکو بٹھلایا نواب صدیق حسن خان صاحب نواب اختشام الملک عالیجاہ بہادر، اور صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر وصاحبان سکرٹیری

و دیگر ہمراہیان اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے، حضور ممدوح نے نہایت حسن اخلاق کے ساتھ سرکار خلد مکان سے گفتگو کی، اور بالخصوص مجھ سے مخاطب ہو کر یہ دلچسپ جملہ فرمایا:-

"اِس[1] وقت ہم اور آپ ایک ہی درجہ پر ہیں، آپ اپنی ریاست میں کروان پرنس، اور میں سلطنت انگلشیہ میں کروان پرنس ہوں"

بعد ادائے مراسم تقسیم عطر و پان ہم لوگ شاہی اخلاق و مدارات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی فرودگاہ پر واپس آئے۔

۲۹ دسمبر کو حضور شاہزادہ ویلز ہماری کوٹھی پر ملاقات کے لیے تشریف لائے نواب صاحب بہادر محسن خان صاحب کی کوٹھی قیام گاہ مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار تک استقبال کیا۔ ہماری کوٹھی اس موقع پر غیر معمولی طور پر آراستہ کی گئی تھی، درباری کمرہ نہایت شان کے ساتھ سجایا گیا تھا، حضور شاہزادہ ویلز نے نہایت عمدہ الفاظ میں جن سے شاہانہ عنایت مترشح تھی بات چیت فرمائی، اور حسب ذیل ہدایا کا مبادلہ ہوا:-

فہرست تحائف منجانب شہزادہ صاحب بہادر	فہرست تحائف منجانب سرکار خلد مکان
تمغائے تصویر طلا، انگشتری نگین الماس، تصاویر ملکہ معظمہ طلائی، زنجیر طلائی، تصویر طلائی پرنس آف ویلز، مہر،	بندوق ساخت بھوپال، شمشیر مشہدی، سپر، کلاہ مدور کلابتون، عطر دان نقرہ کار مالیدہ، کنگن جھمکی کرن پھول، رومال زرکاری خورد، سہاٹول دستکاری خود، کتاب تاریخ بھوپال، کتاب تحفہ شاہجہانی، تاریخ ملکہ معظمہ بزبان انگریزی مولفہ سرکار خلد نشین،

[1] اس جملہ پر نظر کرتے ہوئے ایک عجیب اتفاق معلوم ہوتا ہے جس کا اندراج اس موقع پر کچھ کم دلچسپی کا باعث نہ ہوگا کہ جس سال حضرت علیا ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصرہ ہند نے انتقال کیا، اوسی سال میری والدہ ماجدہ نے

تھوڑی دیر کے بعد ہز رائل ہائینس نے ملاقات بازدید فرمائی، مین بوجہ ضعف کے جو حالت سے ہو گیا تھا اس ملاقات مین شریک نہ ہو سکی، اگرچہ مینے ہمت کی لیکن زینہ کمرہ سے آگے نہ جا سکی، اور وہان ٹھہر گئی، البتہ حضور ممدوح کے اسٹاف سے جو ہمراہ آیا تھا اوس جگہ ملاقات ہوئی -

یکم جنوری ۱۸۷۶ع = ۳ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ کو گورنمنٹ ہوس کے بالمقابل میدان مین متصل پل فقیر پور کے اسٹار آف انڈیا کا جلسہ شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ خیام شاہی مین ۸ بجے منعقد ہوا، شرکاے جلسہ وقت متعینہ پر حاضر دربار ہوے، آٹھہ معزز سردار اہل دربار ہمراہ تھے، دو چھوٹے لڑکے دامن بردار جو سرکار خلد مکان کے چغہ کے دامن اوٹھائے ہوے تھے، دو خادمہ عورتین تبدیل لباس کی خیمہ تک ہمراہ گئی تھین -

سرکار خلد مکان بہ نقاب برقع ہز رائل ہائنیس کے بائین جانب متمکن تھین اون کے بعد اور نائٹ جنکو سرکار خلد مکان کے بعد تمغا اور خطاب اسٹار آف انڈیا ملا تھا حسب آئین بیٹھے، اس موقع پر ترتیب نشست بلحاظ نمبر تمغاے اسٹار تھی، ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے اون روسا، و امرا، اور صاحبان یوروپین کو جنھین تمغا و خلعت دیا جانا قرار پایا تھا، اس دربار مین تمغے اور خلعت عطا کیے -

مین صاحبزادی بلقیس جہان بیگم کی پیدایش کے بعد سے سخت علالت مین مبتلا تھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) رحلت کی، اور اوسی سال ہز رائل ہائنیس شاہزادہ ویلز تخت برطانیہ پر بحیثیت کنگ و امپر جلوہ افروز ہوے اور مین مسند ریاست پر متمکن ہوئی، اس طور پر مین اور ہز رائل ہائنیس شہزادہ ایک ہی سال مین درجہ حکومت پر فائز ہوے، گویا خداے عز و جل نے اوس شاہی قول کی تائید کی -

اور مجھ مین کلکتہ کے سفر کی تکالیف برداشت کرنے کی مطلق طاقت نہ تھی، لیکن بوجہ اطاعت والدہ ماجدہ یعنی سرکار خلد مکان آمادہ ہوگئی، اور اس خیال نے سفر کی صعوبتین اوٹھانے کی ہمت پیدا کردی کہ وارث تاج و تخت برطانیہ کا شرف حضوری حاصل ہوگا چنانچہ مجھے باریابی کی عزت حاصل ہوئی، لیکن پھر باوجود موقعون کے اپنی علالت کی وجہ سے محروم رہی، اور اوس شاندار دربار کو بھی نہ دیکھ سکی جسکا مجھے ہمیشہ افسوس رہیگا۔

اس سفر مین[1] نواب صدیق حسن خان صاحب نے پوری کوشش کی کہ وہ بطور مختار ریاست تسلیم کیے جائین اور اختیارات حکمرانی اون کے ہاتھ مین آجائین، اور اس مدعا کے حاصل کرنے کے لیے سرکار کے پردہ نشین ہونے کو ذریعہ قرار دیا، لیکن دوراندیش اور مصلحت بین اشخاص نے یہ راے دی کہ اگر سرکار (خلد مکان) کا پردہ نشین ہونا حکمرانی کا مانع ہے، اور پردہ کے سبب سے وہ اون تمام امور کو انجام نہین دے سکتین جو والی ملک کو انجام دینا لازمی ہین تو ولیعہد ریاست موجود ہین، اون کے استمزاج و رضامندی کے بغیر مختاری ریاست حاصل نہین ہوسکتی۔

[1] یہ وہ واقعات ہین جو اثنا موجودہ دفاتر سے معلوم ہوسکے ہین، اگرچہ اس قسم کے کاغذات بکثرت تلف کر دیے گئے مگر اب بھی ایسی تحریرین موجود ہین جن سے اپنے راز بخوبی آشکارا ہوجاتے ہین۔
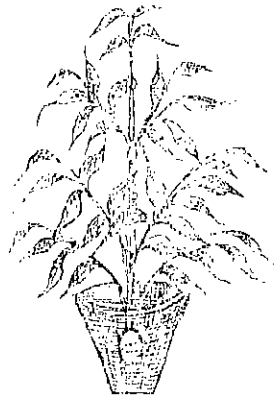
ولادت صاحبزادی ملقب بہ جہان بیگم صاحبہ

۲۴ رمضان المبارک ۱۲۹۲ھ = ۲۵ اکتوبر ۱۸۷۵ء شب دوشنبہ کو ۱ بجکر ۴۳ منٹ پر صاحبزادی ملقب بہ جہان بیگم صاحبہ کی ولادت ہوئی، اس مسرت و خوشی مین حسب دستور پانچ قیدی رہا کیے گئے، زر نقد خزانہ ریاست سے اور غلہ ڈیوڑھی کی کوٹھے سے شب کو ہی خیرات کیا گیا، صبح کو صاحبزادی صاحبہ بغرض حصول برکت مسجد حاجی صاحبہ مین بھیجی گئین، کپتنی موجودہ "شوکت محل" نے حسب قاعدہ سلامی ادا کی۔

۳۰ رمضان المبارک کو یعنی ولادت کے ساتوین دن بہ وقت نو بجے صبح تقریب "عقیقہ" عمل مین آئی، صاحبزادی صاحبہ کا تاریخی نام "مظفر بیگم" قرار پایا، حاضرین جلسہ اور اخوان و اراکین ریاست نے اوس دن محل پر روزہ افطار کیا، اور شب کو کھانا کھایا۔

جب صاحبزادی صاحبہ چالیس دن کی ہوئین تو سرکار خلد مکان نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ جسطرح سرکار خلد نشین نے اونکی رسم "چھٹی" ادا کی تھی اوسی طرح وہ میری بھی یہ رسم کرین، لیکن نواب صدیق حسن خان صاحب نے جو کہ ایک عالم تھے سرکار خلد مکان کو یہ مشورہ دیا کہ "اس قسم کی رسمیات داخل بدعت ہین، اور مسلمانون مین ان کی ضرورت نہین" سرکار خلد مکان نے اس مشورہ کو مان لیا، لیکن ولولہ مہر مادری نے گوارا نہ کیا کہ وہ اس موقع پر کچھہ بھی نہ کرین۔

اونھون نے صرف اس قدر کیا کہ شوکت محل سے جوڑون وغیرہ کے خوان بھیرے

سکونتی محل مین جواب "حمید منزل" کے نام سے مشہور ہے، بھیجے، اور خود تشریف لاکر مجھے اور نواب سلطان دولہ صاحبہا درکو اپنے ہاتھ سے خلعت پہنا کر اعزاز بخشا۔

کھچڑی اور بکریون وغیرہ کے معاوضہ مین (اس قسم کی چیزین ننھال سے دی جاتی ہین) دو ہزار روپیہ مرحمت کیے، اور قابلہ کو بھی ہزار ڈیڑھ ہزار کا زیور بطور انعام کے عطا فرمایا۔

شوال ۱۲۹۲ھ ہجری سے ۱۰۵ روپیہ ماہوار صاحبزادی صاحبہ کے مصارف ضروری کے لیے مقرر کیے گئے۔

بروز ولادت سرکار خلد مکان نے صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا وصاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر کو خرائط ارسال کیے، صاحبان موصوف نے اپنی چٹھیون کے ذریعہ سے صاحبزادی صاحبہ کے ولادت کی تہنیت ادا کی۔

شب ہفتم ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۳ھ = ۲۳ دسمبر ۱۸۷۶ء کو بوقت ۲ ساعت ۲۵ منٹ شب "نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر" پیدا ہوئے، اس ولادت سے تمام رعایا و خاندان کو جسقدر اور جیسی خوشی ہوئی اوس کا بیان الفاظ کے ذریعہ سے ممکن نہین، بالخصوص "نواب قدسیہ بیگم صاحبہ" کو جو خاندان مین سب سے بزرگ اور فرشتہ خصائل ہوئی تھین اور جن کا وجود رئیس و رعایا کے لیے باعث خیر و برکت تھا، اس ولادت کی سب سے زیادہ مسرت تھی، کیونکہ چار پشتون کے بعد خداوند کریم نے اس خاندان مین اولاد نرینہ عطا فرمائی۔

فطرۃً کا یہ عام قاعدہ سا ہو گیا ہے کہ والدین کو، اعزہ و اقربا کو، متوسلین کو، جو مسرت اولاد نرینہ کے تولد سے ہوتی ہے، وہ دختر کی ولادت سے نہین ہوتی، پس جس ریاست اور خاندان کو چار پشتون یعنی (۷۶) سال تک اس مسرت سے محرومی رہی ہو اور پھر اوسکو یہ مسرت نصیب ہو کیسی کچھ اوسکی خوشی ہوگی۔

"سرکار قدسیہ" مین باوجود اون کے ضعیف ہونے، اور گوشہ نشینی کی حالت کے اس ولادت نے ایک عجیب جوش مسرت پیدا کر دیا تھا، کئی دن تک یہ سلسلہ جاری رہا کہ حسب رواج ملک ملازمین ڈیوڑھی پر آ آ کر بندوقین سر کرتے تھے، سرکار قدسیہ کو "مبارک باد" دیتے تھے، اور وہ شادان، خندان، اونکی تہنیت قبول کرتی تھین،

اون لوگون کو شیرینی دیتی تھین اور انعام مین نہایت فیاضی کے ساتھہ روپیہ تقسیم فرماتی تھین گویا ڈیوڑھی کے در و دیوار پر دن رات خوشی کا نور پھیلا ہوا تھا۔

ہزاکسلنسی لارڈ لٹن ویسراے و گورنر جنرل ہند، اور لیڈی لٹن صاحبہ نے سرکار خلد مکان کو بذریعہ ٹیلیگرام[۱] "مبارکباد" دی، اور پھر لیڈی لٹن صاحبہ نے اپنی چٹھی[۲] مین بھی مبارکباد کا اعادہ کیا۔

کرنل کنکیڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ، اور آنریبل نواب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا، نیز دیگر معزز یورو پین، اور ہندوستانی اصحاب نے "خیر اندیشانہ تہنیت"

تصحیح --

کرنل اسبورن صاحب بہادر سابق پولیٹکل ایجنٹ نے جن کو ایک خاص اُنس خاندان ریاست سے تھا "لنڈن" سے "تہنیت نامہ" بھیجا، اور اپنی خوشی کا نہایت پر جوش تحریر مین اظہار کیا۔

سلہ "ترجمہ تار برقی مرسلہ جناب ویسراے صاحب بہادر مقام "جاکوبا" مورخہ نہم دسمبر ۱۸۷۶ء وقت صبح بنواخت ہفت گھنٹہ ۵۵ منٹ:-

مین سلطان جہان کے فرزند پیدا ہونے کی خبر سنکر سچے دل سے خوش ہوا، اور مین یور ہائینس کو اس خوشی کی "مبارکباد" دیتا ہون۔

سلہ۲ ترجمہ چٹھی لیڈی لارڈ لٹن صاحب بہادر گورنر جنرل مورخہ یازدہم ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء از جہاز موسومہ کراچی (جو دریا کے اندر روان ہے) بنام سرکار خلد مکان دام اقبالہا:-

آجکے روز آپ کی فقط ایک چٹھی مورخہ دوم ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء پہونچی، لیکن اوسیوقت خبر تار برقی بابت خوش خبری تولد آپ کے نواسہ کی موصول ہوئی، لارڈ لٹن صاحب بہادر اور مین نے فوراً "مبارکباد" بذریعہ تار برقی روانہ کی،

سرکار خلد مکان نے ماہ‌صہ روپے ماہوار نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے مصارف ذاتی کے لیے مقرر کیے، اور مبلغ سہ صد و سہ ۱۲/ اخراجات پیدائش و عقیقہ کے لیے عطا فرماے، طلبا مساجد کو نقد روپیہ خیرات میں منجانب سرکار خلد مکان و نواب صدیق حسن خان صاحب و مولوی جمال الدین خان صاحب بہادر مدار المہام ریاست تقسیم کیا گیا۔

پیدائش سے ساتوین دن "عقیقہ" ہوا، اور سرکار خلد مکان نے مولود مسعود کا نام "محمد نصر اللہ خان" رکھا" عقیقہ" کے روز حسب دستور امراے ہنود ملازمین و متوسلین کو میری ڈیوڑھی سے خلعت دیے گئے، اور انعام تقسیم ہوا۔

اس سلسلہ مین مجھے یہ بھی ظاہر کرنا ہے کہ گذشتہ دنون مین جو واقعات پیش آئے تھے اونکی وجہ سے نواب صدیق حسن خان صاحب کا رنج بہت بڑھ گیا تھا، اور وہ ہر وقت ہم کو ملال پہنچانے پر آمادہ رہتے تھے، اس کے علاوہ سرکار مرحومہ[1] اور اون مین بھی کشیدگی تھی، اور وہ سرکار مرحومہ کے ساتھ ہمیشہ ایسا برتاو رکھتے تھے جس سے خواہ مخواہ اونکا دل دُکھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اون مین پھر گذارش کرتی ہون کہ مجھ کو بہت بڑی خوشی آپ کے گھر لڑکے کے پیدا ہونے کی ہوئی اور مجھ کو امید ہے کہ آپ کی لڑکی نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کو قوت آچلی ہوگی، اور لڑکا اچھی طرح پرورش پاتا ہوگا۔

مجھ کو یقین ہے کہ اب کوئی امر جلسۂ "دہلی" مین آپ کے شریک ہونے کا مانع نہوگا کہ آپ کی ملاقات نہ ہونے سے مجھ کو اور لارڈ لٹن صاحب بہادر کو مایوسی ہو، اور آپ کو ایسے عمدہ دربار مین نہ شریک ہونے کا تاسف ہو، اور ایک ایسے دربار مین کہ جسکے متعلق بالذات ملکہ معظمہ کی توجہ ہے نہ آنے کا افسوس ہو۔

[1] نواب قدسیہ بیگم صاحبہ۔

سرکار مرحومہ کچھہ تو اس سبب سے کہ قوم افاغنہ ہند کے دستور کے خلاف سرکار خلد مکان نے دوسرا نکاح کر لیا تھا، اور بہت زیادہ اس سبب سے کہ نکاح غیر کفو سے کیا تھا، کشیدہ رہتی تھین۔

نکاح ثانی اور نکاح بیوگان کسی طرح غیر مستحسن نہین، اور یہ ایک ایسا فعل ہے جس کا کرنا مذہبی طریقہ سے جائز ہے، لیکن چونکہ گذشتہ ۲۰ - ۲۵ برس پہلے تک ہندوستان کے مسلمانون مین رسم و رواج کی پابندی نہایت مضبوطی کے ساتھہ تھی، عورتین اور مرد کچھہ اس طرح ان پابندیون مین گرفتار تھے کہ خلاف رسم و رواج کسی فعل کو خواہ وہ کیسا ہی جائز، اور مستحسن کیون نہو، گناہ عظیم سمجھتے تھے۔

عورتین، اور مرد برابر رسم و رواج کی زنجیرون مین جکڑے ہوے تھے بڑے بڑے دیندار، عالم، اور مصلحان قوم رسم و رواج کے خلاف آواز نکالنے سے ڈرتے تھے، اور خود اون کے گھرانون مین رسم و رواج کی حکومت تھی سرکار مرحومہ بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھین، مگر بین تحقیق کے ساتھہ یہ کہہ سکتی ہون کہ وہ نکاح ثانی کی اسقدر مخالف بھی نہ تھین کہ وہ اوسکو ایک خاندانی اور قومی گناہ سمجھہ کر اپنی شفقت اور تعلقات خاندانی مین فرق آنے دیتین، البتہ جو بات کہ سب سے زیادہ شاق گذری، اور جس امر نے اونکو اس پیرانہ سالی مین صدمہ پہونچایا، وہ سرکار خلد مکان کا ایک غیر معروف، اور غیر کفو شخص سے نکاح کرنا تھا، اسکے علاوہ وہ یہ بھی دیکھتی تھین کہ یہ عقد، اور اوسکے متعاقب امور، اونکی ناموری، اور مدبر عظمیٰ بیٹی (سرکار خلد نشین) کی قائم کردہ پالیسی کے متضاد ہونگے جسکی بنا نہایت دوراندیشی پر رکھی گئی تھی، پھر بھی اونھون نے کبھی اس ملال کا اظہار علانیہ نہین کیا، مگر چونکہ وہ اپنی صاف طبیعت سے مجبور تھین اسلیے وہ نواب صدیق حسن خان صاحب کو

قدر و عزت کی نگاہوں سے نہین دیکھتی تھین -

نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی اس نفرت باطنی کا احساس کر لیا تھا اور بجاے اسکے کہ وہ اپنے اخلاق، اور حکمت عملی سے اوس نفرت کو کم کرتے اونھون نے اوسکے انتقام کا خیال نہایت مضبوطی کے ساتھہ اپنے دل مین جما لیا، اور اس قسم کی تدابیر اختیار کین جن سے سرکار مرحومہ، اور سرکار خلد مکان مین روز بروز نا چاقی بڑہے، بالخصوص میرے متعلق سرکار مرحومہ کو کسی قسم کا حوصلہ، اور ارمان نکالنے کا موقع نہ ملا - تھین، اور میری اولاد سرکار مرحومہ کی شفقتون سے محروم رہی، اور اون کی محبت کا لطف حاصل نہ کر سکی، فی الواقع میرے دل پر بھی ہمیشہ یہ صدمہ رہتا تھا، اور اس صدمہ کا اندازہ وہ لوگ کر سکتے ہین جن کے دلون مین اپنے بزرگون کی شفقت کی خواہش اور تمنا رہتی ہے، اور وہ تمام دنیا کی چیزون سے قیمتی چیز محبت کو سمجھتے ہین -

زیادہ رنج اس سبب سے تھا کہ جو مجبوریان پیدا ہو گئی تھین، وہ بلا وجہ تھین، اور غیرون نے اپنے ذاتی اغراض کے لیے ہماری خاندانی خوشیون کی قربانی کرائی تھی اسکے علاوہ اور بھی رنجیدہ امور پیش آئے، چنانچہ جب اس ولادت[1] مین خوشیون کا سلسلہ جاری تھا سرکار مرحومہ کی ڈیوڑھی پر بند وقین سر ہو رہی تھین ریاست کی طرف سے تحریری ممانعت کی گئی، اور اون تحریرون کا طرز کچھہ ایسا دل شکن اختیار

[1] قرۃ العین سعادت و کامگاری، فروغ جبین شوکت و نامداری عزیزہ نورچشم شاہجہان بی بی زاد اللہ عمرہا و قدرہا بعد ادعیہ وافیہ عمر و تزائد درجات مسرہن خاطر عزیزہ باد! کہ بفضلہ تعالی شب گذشتہ مین بساعت سعید و آوان حمید قرۃ العین دولت و اقبال یعنی فرزند ارجمند عزیزہ نورچشم "نواب سلطان جہان بیگم" پیدا ہوا، اور باستماع اس نوید فرحت افزا کے شکر باری تعالی ادا کیا، اللہ تعالی اوس نونہال چمن اقبال کو بعمر طبعی پہنچاوے، اور

کیا گیا تھا کہ بالآخر سرکار خلد مکان اور سرکار مرحومہ مین سخت کشیدگی کی نوبت پہونچ گئی،
سرکار مرحومہ نے یہ چاہا کہ میری شادی کے وقت رواج کے مطابق میرے لیے جو جہیز اور
زیور تخمیناً ڈہائی لاکھ کا تیار کرایا گیا تھا، اور وہ اس سبب سے کہ نہ سرکار مرحومہ شادی مین
شریک کی گئی تھین، اور نہ باوجود اون کے اصرار کے مجھے اون کے پاس جانے کی
اجازت دی گئی تھی، بجنسہ میرے لیے رکھا ہوا تھا، میری "پیر چھٹی" * کی رسم کے وقت دیدین
مگر اس موقع پر بھی اونکی آرزو بر نہ آئی، اس کے متعلق خط وکتابت[1] بھی سرکار فاسپہ مرحومہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) موصوفہ باوصاف حمیدہ، وخصائل پسندیدہ کیسے، اور آنعزیزہ، اور ہم کو، اور
سب عزیزون کو "مبارک" ہو، اگرچہ آن عزیزہ نورچشم "نواب سلطان جہان بیگم" کو خدا نے سب کچھ دیا ہے لیکن
حسب رسم زمانہ ہماری بھیجی ہوئی چیزین انکار رہونا گویا ہلکو خفیف سمجھنا، اور محجوب کرنا ہے، بنابرآن عزیزہ بخوشی خاطر
ہم کو اجازت لکھ بھیجین کہ ہم مبالغ موسومہ عزیزہ "نواب سلطان جہان بیگم" وغیرہ کو بھیجا ہوین، اور وہ لے لیوین، انکار
نہ کرین، کہ موجب خوشنودی ہماری کا ہے فقط المرقوم ۷ ذی قعدہ ۱۲۹۳ھ -

[1] قرۃ العین سعادت وکامگاری فروغ جبین شوکت و نامداری عزیزہ نورچشم شاہجہان بی بی زاد اللہ عمرہا وقدرہا،
بعد ادعیہ وافیہ ترقی عمر ونشو ائد درجات ببرہن خاطر عزیزہ باد کہ آج اس وقت آنعزیزہ نے زبانی چوبدار کہلا بھیجا اور کتابۃ
معروضات جزومی مین لکھا کہ دو تین دن سے بند وقین بخوشی تولد پسر نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ "آپ کی ڈیوڑہی پر
روزانہ سر ہوتی ہین، اور آج سنا گیا کہ اسوقت میان یار محمد خان ولیین محمد خان آپ کی ڈیوڑہی پر بندوقین سر
کر رہے ہین، یہ دونون شخص متوسل وظیفہ خوار ریاست ہین، اونہون نے بے حکم ہمارے کیون بندوقین سر کین؟
آپ اون کو ممانعت کر دین، اور خود بھی آپ سر کردانا بندوق کا موقوف فرماوین، دو تین دن خوشی خلاف شرع آپ نے
کیون کی؟ اسیقدر کافی ہے، اب آیندہ ضرورت نہین، عزیزۂ من! برخورداران موصوف اگرچہ متوسل ریاست ہین
لیکن میرے بھی عزیز ہین، اور قدیم سے اون کی آمد ورفت ہمارے یہان ہے، اور جسوقت کہ برخورداران معزبندوقین

* پیر چھٹی ایک رسم ہے -

اورسہ کار خلد مکان مین ہوئی، لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا، غرض اس قسم کی تدابیر میری شادی کے وقت سے سرکار مرحومہ کے انتقال کے وقت تک جاری رہین، اور آخرالامر وہ نتیجہ جو نواب صدیق حسن خان صاحب نے سوچا تھا اور جس کے لیے یہ طریقے اختیار کیے تھے، اونہین کے مفہوم و مقصود کے مطابق انجام پذیر ہوا، یعنی بعد انتقال سرکار مرحومہ اون کی جائداد کا قیمتی، اور کثیر التعداد حصہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے ہاتھ پڑا، اور برائے نام بہت تھوڑا حصہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سہ کر چکے تب یہ کتاب مین لکھا ہوا آن عزیزہ کا آیا، وگرنہ کارروائی مناسب ہوتی اور آن عزیزہ کے لکھنے کے ساتھ ہمارے گھر مین خوشی کرنا موقوف نہین ہوسکتا، اگر سہ ہونا بنا دیق کا شرک وکفر ہو تو لکھو کہ اوس کا جواب مناسب لکھا جائے اور آن عزیزہ اپنے متعلقین مثل عاقل محمد خان و نظیر محمد خان کو روکین، اور ہمارے یہان تو خدا کے فضل وعنایت سے جناب صاحبکلان بہادر بھی مبارکباد کے واسطے تشریف لایئے اور جو شفیق وعزیز ہین آوین گے، ممانعت نہین ہوسکتی۔

آن عزیزہ اپنے آدمیون کو منع کرین کہ وہ ہمارے یہان نہ آوین فقط المرقوم بست وسوم ذی قعدہ ۱۲۹۳ھ۔

نقل عرضی نواب شاہجہان بیگم صاحبہ دام اقبالہا، بنام نواب بیگم صاحبہ قدسیہ مورخہ ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۹۳ ہجری

شقہ حضور ممدوحہ ۲۳ ذی قعدہ ۱۲۹۳ھ بجواب تحریر اینجانب اس مضمون سے وصول ہوا کہ:-

"اگر سہ ہونا بنا دیق کا شرک وکفر ہو تو لکھو، اور عاقل محمد خان و نظیر محمد خان کو روکو، ہمارے یہان تو صاحب کلان بہادر بھی مبارکباد کو آئے تھے، اور اپنے آدمیون کو منع کرو کہ وہ ہمارے یہان نہ آوین"

صورت اوسکی یہ ہے کہ ہمنے یہ نہین لکھا تھا کہ سہ ہونا بنا دیق کا کفر وشرک ہے مسلمانون کو ہر گناہ کبیرہ وصغیرہ سے بچنا لازم ہے، ہماری اولاد کے سبب سے دوسرا کیون گرفتار ہو، اسکی اطلاع کی تھی، نہین معلوم تھا کہ چھوڑنا بنا دیق کا آپ کے نزدیک عبادت ہے، بندوق کو علیحدہ رکھو، مخنثون کا گانا بجانا روبرو صاحبکلان بہادر

خزانہ ریاست مین داخل ہوا، دردانگیز یہ بات ہے کہ اون مرحومہ کی کوئی تمنا میرے متعلق پوری نہ ہوئی۔

اس ولادت کے موقع پر ایک یہ رنج دہ واقعہ بھی پیش آیا کہ عین اوس وقت جبکہ میری ڈیوڑھی کے ملازم و متوسل خوشی مین بھرے ہوے بندوقین سر کر رہے تھے، نواب صدیق حسن خان صاحب کے ایما سے گوبند رام جمعدار چوبداران آیا، اور اوس نے "نواب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بحیلہ تقریب مذکورہ ہوا، وہ تو ضرور نزدیک حضور کے اس عمر پیری مین داخل عبادت عظمیٰ ہوگا، اور نظیر محمد خان و عاقل محمد خان نے بنا دیا ہمارے محل پر آکر نہین چھوڑین، جس نے حضور سے ذلا سہر کیا دروغ کہا، اور ہمارے یہان کا آدمی جو آپ کے یہان گیا ہو، اوسکے نام سے جلد اطلاع دو، ہم بیشک اوسکا تدارک کرین گے، اور جس دن تولد پسر ہوا اوسی دن صاحب کلان بہادر واسطے مبارکباد" کے ہمارے محل پر تشریف لائے، اگر حضور کو "مبارکباد" دینا اونہین منظور ہوتا تو وہ اوسی دن کیون نہ دیتے، دوسری بار جو آکر وہ آپکے یہان گئے، وہ حسب سررشتہ سابق ملنے کو گئے تھے، نہ مبارکباد دینے کو، اون کو علاقہ اس مبارکبادی کا شرعاً و عرفاً کیا تھا، جو آپ کے گھر اس کام کے واسطے گئے، اور کچھ خوشی سر ہونے بنا دیتی یہ منحصر نہین ہے اور اگر منحصر ہے تو بچون کی اولاد پر آپ کو ہر طرح خوشی کرنا خواہ عبادت ہو، خواہ کفر و شرک اختیار ہے، ہم سے اور ہماری اولاد سے کیا غرض، جو خلاف باطن، ظاہر مین جھوٹی خوشی واسطے دکھانے اور سنانے صاحب کلان بہادر کے کی جاتی ہے، صاحبان عالیشان بہادر، اور عقلمند لوگ ایسے دھوکون مین نہین آتے ہین، نہ ان باتون سے خوش ہوتے ہین، اطلاعاً لکھا گیا۔ فقط

قرۃ العین سعادت و کامگاری، فروغ جبہۂ شوکت و نامداری، عزیزہ نور چشم شاہجہان بی بی ادام اللہ عمرہا و قدرہا

بعد ادعیہ وافیہ ترقی عمر و تزاید درجات مبرہن خاطر عزیزہ باد! کہ مکاتبہ آن عزیزہ بست و پنجم ذی قعدہ ۱۲۹۳ھ اس خلاصہ سے کہ "اس طرح کی بندوق بازی، اور اظہار خوشی کا مطلب سوائے اغوائے سلطان دولہ

اختشام الملک بہادرؔ نے عام جلسہ مین کہا کہ" ان لوگون کے لیے حکم ہے کہ ابھی نکالدو۔ ناظرین! اوس حالت کا خیال کر کے اندازہ کرینگے کہ نہ صرف اون لوگون کیلیے بلکہ میرے اور نواب اختشام الملک بہادرؔ کے لیے بھی یہ حکم کس قدر رنجدہ، اور باعث اشتعال تھا، لیکن نواب صاحب بہادرؔ نے جو بڑے ضابط تھے، اور اشتعال پر قابو پانے کی خاص صفت رکھتے تھے، اس موقع پر بھی اپنی فطری قوتِ حلم و عادت سے کام لیکر جواب دیا کہ" اچھا انعام تقسیم ہو رہا ہے، یہ لوگ انعام لیکر چلے جاوینگے" مگر اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صاحب بہادر و دیگر ناتجربہ کارون کے اور کچھ نہین ہے"، با دیگر مضامین موصول مطالعہ ہو کر آن عزیزہ کو جواباً قلمی ہوتا ہے کہ ہم کو "سلطان دولہ" وغیرہ کے اغواسے کچھ کام نہین ہے آن عزیزہ اور اولاد آن عزیزہ سے کام ہے اور آن عزیزہ کی وجہ سے دولہ آن عزیزہ سے، اور نواب سلطان جہان بیگم کی وجہ سے اون کے دولہ سے واسطہ ہے، آن عزیزہ ایسے خیالات اپنے دل سے دور رکھین، فقط المرقوم بست و ششم ذی قعدہ ۱۲۹۳ھ ہجری۔

قرۃ العین سعادت و کامگاری، فروغ جبہۂ شوکت و نامداری عزیزہ نورچشم شاہجہان بی بی زاد اللہ عمرہا و قدرہا، بعد ادعیہ وافیہ ترقی عمر و تزاید درجات مسرت خاطر عزیزہ باد! کہ مکاتبہ آن عزیزہ مورخہ بست و چہارم ذی قعدہ ۱۲۹۳ھ بجواب شقہ اینجانبہ درباره مسرور ہونے بنا دلہن کے بخوشی تولدی فرزند ارجمند عزیزہ نورچشم نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کے اس خلاصہ سے کہ" برادرزادون کی اولاد پر آپ کو سب طرح خوشی کرنے کا اختیار ہے، ہم سے اور ہماری اولاد سے کیا غرض، جو خلاف باطن ظاہر مین جھوٹی خوشی واسطے دکھانے، اور سنانے کے کیجاتی ہے" موصول مطالعہ ہو کر جواباً آن عزیزہ کو قلمی ہوتا ہے کہ دلون کا حال خدا ے برتر خوب جانتا ہے، اور ہمارے نزدیک تو اولاً آن عزیزہ و اولاد آن عزیزہ و برادرزادے سب عزیز ہین، اور غرض قرابت منجانب اللہ ہے، نہ باختیار یکدیگر، اور ہم ہمہ وجہ بکیس ہر حال مین شکر گذار ہین، کہ خداوند تعالیٰ ستار و غفار ہے، آن عزیزہ ایسی تحریر سے کہ حضور کے نزدیک گنا بجا ناخشنون کا داخل عبادت عظلمی ہوگا، معاف رکھین، فقط المرقوم بست و نہم ذی قعدہ ۱۲۹۳ھ ہجری

افسوسناک واقعہ کا خاتمہ اسی پر نہین ہوا، فوراً جمعدار مذکور بمعیت صوبہ دار کمپنی ڈیوڑھی خاص آیا، اور نہایت سخت لہجہ مین کہا کہ "حکم یہ ہے کہ یہ لوگ ابھی اوٹھائے جائین" نواب صاحب بہادر نے مجبوری اور افسوس کے ساتھہ اون لوگون کو نرمی و ملاطفت سے اوٹھا دیا، اور بحضور سرکار خلد مکان بذریعہ عریضہ اس قصہ کی اطلاع کی، مگر جواب مین خود اونہین کو تہدید کی گئی۔

سرکار خلد مکان فی الواقع خواہ اون کی مرضی کے خلاف ہی کیون نہ ہوتا ایسے حکم کو جاری کرنا گوارا نہ کرتین، لیکن وہ اکثر اوقات نواب صدیق حسن خانصاحب کے اثر سے مجبور ہو جاتی تھین، اور بعض باتون کی ابتدا اختتام کارروائی تک نہ کی جاتی تھی۔

نواب صدیق حسن خان صاحب نے تو ہم لوگون کی ہر معمولی، اور غیر معمولی خوشی کے وقت اس قسم کے ناگوار واقعات پیدا کرنے کے لیے گویا قصد ہی کر لیا تھا، اور ایسی چھیڑ چھاڑ اون کی طبیعت ثانی بنگئی تھی۔

مجھے جیسا کہ اکثر محل کی بیویون سے معلوم ہوا ہے، اسکے صحیح تسلیم کرنے مین ذرا بھی شک نہین ہے کہ وہ ایسے موقع پر ہر ایک قسم کی تدبیر سرکار خلد مکان کو برانگیختہ کرنے کے لیے اختیار کرتے تھے، جس کا تذکرہ تاریخ مین ایک طوالت ہے۔

سفر دھلی
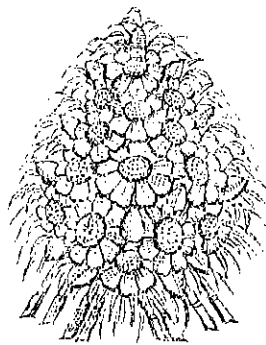
۱۸۷۶ء مین اخبارات کے ذریعہ سے عام طور پر یہ خبر مشتہر ہوگئی تھی کہ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دہلی مین دربار شاہنشاہی منعقد ہوگا جس مین ملکہ معظمہ کے خطاب شاہنشاہی کا اعلان کیا جائیگا۔

۱۳ اکتوبر ۱۸۷۶ء = ۲۴ رمضان ۱۲۹۳ھ کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کی یادداشت مع خریطہ ہزایکسلنسی ویسرائے متعلق اذن شرکت دربار شاہنشاہی موصول ہوئی، ریاست مین جملہ انتظامات روانگی کیے گئے اور ہمراہیون کو تین قافلون مین منقسم کردیا گیا، چنانچہ پہلا قافلہ فوج کا اور دوسرا سامان وسواری کا روانہ ہوا، مگر نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے زمانہ ولادت قریب ہونے کے باعث سرکار خلد مکان نے اپنی روانگی کی کوئی تاریخ مقرر نہین فرمائی، اور تاریخ کا تعین ولادت پر منحصر رہا۔

۱۷ ذیقعدہ ۱۲۹۳ھ = ۳ دسمبر ۱۸۷۶ء کو ولادت ہوئی، اور ہنوز اونکی ولادت کو دو ہی روز گذرے تھے کہ ہماری روانگی کی تیاری شروع ہوگئی، اکثر یورپین، اور ارا کین و اخوان نے میرے ضعف و نقاہت پر خیال کرکے میرے ساتھ لیجانیکے متعلق اختلاف کیا، اور راے نہ دی، مگر نواب صدیق حسن خان صاحب کو چونکہ میرے ہمراہ لیجانے پر اصرار تھا لہذا سرکار خلد مکان نے اونھین کی راے پر عمل کیا، اس اصرار مین یہ پیشین بندی مرکوز خاطر تھی (جیسا کہ مجھے نہایت صحت کے ساتھ معلوم ہوا) کہ

"شاید سرکار خلد مکان کی عدم موجودگی میں سرکار قدسیہ کے یہاں آمد و رفت شروع ہو جائے اور وہ مقصود جو میرا اور اونکی نہ ملنے میں ہے فوت ہو جائے، میں نے باوجود ضعیف اور نقیہہ ہونے کے فرض اطاعت ادا کیا، اور اپنی روانگی منظور کر لی۔

ہمارے قافلہ کی روانگی ۲۷ رذی قعدہ ۱۲۹۳ھ ہجری کو قرار پائی، تاریخ مقررہ پر سرکار خلد مکان مع میرے اور نواب صدیق حسن خان صاحب و نواب احتشام الملک بہادر، و منشی محمد جمال الدین خان صاحب بہادر مدار المہام ریاست، و میان عالمگیر محمد خان، و میان صمد محمد خان و میان نظیر محمد خان، و میان عاقل محمد خان، و میان نور محمد خان، و میان مبارک محمد خان و میان عنایت محمد خان، و میان نور الحسن خان، و میان علی حسن خان، و میان اسمعیل و میان عمر، و قاضی زین العابدین، و منشی حسین خان، و حافظ سید محمد سورتی، و حکیم فرزند علی، و منشی سید عبد العلی وکیل ریاست، و مولوی یوسف علی صاحب، و دیگر خدم و حشم کے جو ایک سو نو سٹھ اشخاص تھے بروز پنجشنبہ ۷ بجے صبح کے وقت عازم دہلی ہوئیں، منزل بمنزل کوچ و مقام کرکے ۱۲ ذی قعدہ ۱۲۹۳ھ = ۷ ار دسمبر ۱۸۷۶ء کو قافلہ ہوشنگ آباد پہونچا یہاں وارنگ صاحب افسر فوج مقیم ہوشنگ آباد نے مع اور یوروپین صاحبان کے باضابطہ استقبال کیا۔

ہوشنگ آباد سے اوسی روز روانہ ہو کر اٹارسی میں داخل ہوئے اور وہاں سے مع صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر کے جو پہلے سے پہنچ گئے تھے بذریعہ اسپشل ٹرین کے دہلی روانہ ہوئے، جبل پور، مصیسر، الہ آباد، اور علیگڈھ کے اسٹیشنوں پر حسب ضرورت قیام کیا گیا، کیونکہ میں ضعیف و مریض تھی، اس لیے ہر کھانے کے وقت تازہ غذا کا اہتمام کیا جاتا تھا، اور ٹرین ایسے اوقات میں زیادہ ٹھہرتی تھی، آخر کا

۱۱ بجے دن کو اسٹیشن دھلی پر ہماری اسپشل ٹرین پہونچی، ہزاکسلنسی نواب ویسرائے وگورنر جنرل کی جانب سے کمشنر صاحب بہادر قسمت دھلی اور دو سکریٹریان و دیگر معزز صاحبان یوروپین نے استقبال کیا، اور گورہ کمپنی کے گارد آف آنر نے سلامی ادا کی، فرودگاہ پر جس وقت سرکار خلد مکان داخل ہوئیں اوس وقت جنگی توپخانہ سے (۱۹) فیر سلامی کے سر ہوئے۔

قبل روانگی بجنال شیوع وبائے ہیضہ علیٰ قدر مراتب رؤسا کے جمعیت کی تعداد گورنمنٹ نے مقرر کردی تھی، اور اسی لحاظ سے بھوپال کی کل جمعیت قریب پانچ سو آدمیوں کے تھی، اسی جمعیت کی گنجائش کے مطابق فرودگاہ کی جگہہ تجویز کی گئی تھی، فرودگاہ ۳۲ - ۳۳ بیگہ کے مثلث قطع پر موضع آزادپور میں واقع تھی منظر وسواد نہایت عمدہ، اور آب وہوا صاف تھی۔

۵ ذیحجہ ۱۲۹۳ ہجری = ۲۲ دسمبر ۱۸۷۶ء روز جمعہ ۷ بجے صبح کو کرنل ولیم کنکیڈ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ سرکار خلد مکان کی ملاقات کو آئے، اور ہزاکسلنسی ویسرائے کے استقبال کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔

دوسرے دن نواب صدیق حسن خان صاحب سر ہنری ڈیلی ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کی ملاقات کو گئے اور سرکار خلد مکان کے استقبال کے متعلق جو ہزاکسلنسی ویسرائے سے ملاقات کے وقت اونکے خیمہ پر ہونے والا تھا، اور نیز معاملات منظوری دعوت منجانب سرکار خلد مکان وتیاری سڑک ہوشنگ آباد و سڑک آشٹہ متصل دیواس و دیگر انتظامات ریاست کے گفتگو رہی۔

۶ ذیحجہ = ۲۴ دسمبر کو ہزاکسلنسی ویسرائے رونق افروز دھلی ہوئے، تمام رؤسا

صاحب ممدوح الشان کے استقبال کے لیے اسٹیشن پر موجود تھے لیکن ہزاکسلنسی نے بخیال تکلیف و کثرت ہجوم مردمان سرکار خلد مکان کو اسٹیشن پر استقبال کرنے سے معاف فرمادیا تھا۔ البتہ اراکین ریاست مع فوج اسٹیشن پر منجانب ریاست حاضر تھے۔

دوسرے دن ہزاکسلنسی ویسرائے کے سکریٹری منجانب ہزاکسلنسی سرکار خلد مکان کی مزاج پرسی کو آئے، اس موقع پر صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر پہلے سے آگئے تھے اور سیدان راجہ صاحب "نابھہ" نے بذریعہ معتمدان و راجہ صاحب "سمتھر" نے بذریعہ اپنے وکیل ریاست کے سرکار خلد مکان کی مزاج پرسی کی اور ادھر سے بھی راجہ صاحب نابھہ کی مزاج پرسی کے لیے معتمد بھیجے گئے۔

وکیل ریاست نے اطلاع دی کہ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں حضور سرکار عالیہ کو مطلع کردوں کہ ہزاکسلنسی ویسرائے نے تاریخ ۲۷ دسمبر مع آٹھ سرداروں کے ملاقات کے لیے مقرر فرمائی ہے یہ ملاقات ہزاکسلنسی کے خیمہ پر مطابق پروگرام کے ہوگی جو اس ملاقات کے لیے تیار ہوا ہے۔

صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نے اس پروگرام کے ساتھ آٹھ ٹکٹ سادہ بھی دیے ہیں، اور ارشاد کیا ہے کہ "ان ٹکٹوں پر اون سرداروں کے نام بقید درجہ و عہدہ انگریزی میں لکھ دیے جائیں جو سرکار کے ہمراہ اس ملاقات میں شریک ہونگے اور صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر تاریخ معینہ پر وقت مقررہ سے پہلے آکر اون سرداروں سے واقفیت حاصل کریں گے، کیونکہ صاحب ممدوح ہی اون کو بحضور ہزاکسلنسی ویسرائے پیش کریں گے، اور نیز صاحب ممدوح سرکار عالیہ کو اپنے ہمراہ ملاقات کو لیجائیں گے"، چنانچہ حسب ہدایت اور پروگرام کے کل انتظام عمل میں

لایا گیا، دوسرے دن یعنے ۲ ر دسمبر ۱۸۶۶ء کو صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر آئے، اور سرکار خلد مکان کو مع نواب صدیق حسن خان صاحب و نواب احتشام الملک بہادر و محمد جمال الدین خان صاحب بہادر مدار المہام ریاست، و نور الحسن خان، و میان عاقل محمد خان، و میان نظیر محمد خان، و میان عالمگیر محمد خان، و منشی سید عبد العلی خان وکیل ریاست خیمہ گورنری پر ملاقات اول کے لیے لے گئے، میں بوجہ علالت شریک ملاقات نہو سکی۔

حسب معمول استقبال ہوا (۱۹) فیر سرکار خلد مکان کی سلامی کے سر ہوئے چیف سکریٹری و انڈر سکریٹری و نواب ایجنٹ گورنر جنرل سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر نے سرکار خلد مکان کو بگھی سے اوتارا، اور تمام امور حسب پروگرام انجام پذیر ہوئے ہز اکسلنسی نے انگریزی میں سرکار خلد مکان کی خیر و عافیت دریافت کی، اور مزاج پرسی فرمائی تکالیف سفر پر گفتگو کر کے نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کی خیر و عافیت پوچھی، اور میرے اس سفر کی تکالیف برداشت کرنے پر تعجب ظاہر کر کے کہا کہ "آپ کی دختر صاحبہ کے فرزند کی ولادت کو کچھ بھی زیادہ مدت نہیں گذری ہے، تاہم آپ سے ملاقات ہوئی، اور اس امر کی بہت خوشی ہوئی کہ تقریب دربار شاہنشاہی آپ کی تشریف آوری میں کوئی بات مانع نہوئی۔

میں نے آپ کی والدہ ماجدہ نواب سکندر بیگم صاحبہ کے اکثر حالات سنے ہیں، اور مجکو ان مراتب سے بھی آگاہی حاصل ہوئی ہے جو انہون نے حاصل کیے تھے۔ کتاب سفر نامہ عرب مؤلفہ نواب سکندر بیگم صاحبہ کے دیکھنے سے جو ازراہ عنایت مجھے آپ نے بھیجی ہے، نہایت خوشی ہوئی، اور میں نے شکریہ کے ساتھ اس کتاب کو پسند کیا ہے، میں بھی انگلستان کے ایک خاندان فضلا سے تعلق رکھتا ہوں اور

میری تمام عمر علما، اور فضلا کی صحبت مین بسر ہوئی ہے، اسلیے مجھے امید ہے کہ کتابہائے مذکور کی نسبت آپ میری داد منصفانہ قبول فرمائین گی"

اس تقریر کے تھوڑی دیر بعد نشان شاہی عطیہ جناب ملکہ معظمہ لا کر تخت شاہی کے سامنے کھڑا کیا گیا، نشان کے آتے ہی ہز ایکسلنسی تخت سے اوترے اور سرکار خلد مکان کو خود اوسکے پاس لیجا کر علو مرتبہ نشان مذکور کو ظاہر کیا اور کہا کہ "یہ نشان یادگار دوستی و رابطہ ریاست بھوپال و سرکار انگلشیہ آپ کی سواری کے جلوس کے وقت بجائے ماہی مراتب کے نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن ہمراہ رہیگا"

اسکے بعد تمغۂ طلائی جسمین خطاب "قیصر ہند، ملکہ معظمہ" بخط انگریزی و فارسی لکھا ہوا ہے، اپنے ہاتھ سے سرکار خلد مکان کو عطا فرمایا، اور کہا کہ "مین قیصر ہند کیطرف سے یہ تمغہ اور نشان آپ کو دیتے ہوئے بہت مسرور ہون اور امید ہے کہ آپ اسکی عزت کرین گی، اور آپ اور آپ کے جانشین بطور یادگار دوستی قیصرۂ ہند رکھین گے، اور آپ ان کو ایک یادگار اس دربار شاہنشاہی کی جسمین ملکۂ انگلستان نے ہندوستان کے

"لہ لارڈ لٹن لٹریری دنیا مین نہایت نامآور مصنف و مولف ہین، اور اون کے ناولون نے کیا باعتبار عبارت اور شستگی زبان کے، اور کیا بلحاظ اپنے نتائج خیز اور مفید مطالب کے شہرت و قبولیت عام حاصل کی ہے، اُردو زبان مین بھی اون کے ناولون کے ترجمے کیے گئے ہین جو نہایت مقبول ہوے ہین وہ بڑے کامل الفن، ادیب، اور نثار ہین، اور انگریزی کا علم ادب اونکا موروثی حصہ ہے، اون کو علم سے دلچسپی، اور اہل علم سے خاص اُنس ہے، اونھون نے ۱۸۷۷ء مین دربار قیصری کے بعد علیگڈہ مین مدرستہ العلوم المسلمین کی بنیاد رکھکر اپنے علم دوستی کا مستحکم بالشان ثبوت دیا؛ لارڈ لٹن ۱۸۷۶ء مین نارتھ بروک کے بعد ویسرائے ہند ہوے، اور ۱۸۸۰ء مین کنسرویٹو منسٹری کو انگلستان مین شکست ہوتے ہی اونھون نے اس جلیل القدر منصب سے استعفا دیدیا۔

خطاب "قیصر ہند" اختیار کیا ہے تصور کرتی رہیں گی، جب کبھی یہ نشان کھولا جائے گا، تو تخت انگلستان اور آپ کے راسخ العقیدت اور شاہی خاندان میں جو رابطہ اتحاد ہے صرف وہی آپکو یاد نہیں آئیگا بلکہ یہ بات بھی یاد آئیگی کہ دولت علیہ انگلشیہ کی عین تمنا ہے کہ آپ کا خاندان ہمیشہ طاقت ور، اقبال مند، اور قائم رہے۔

مجھے اس امر کی بھی خوشی ہے کہ میں نواب صاحب (صدیق حسن خان) کیلیے تمام ممالک ہند میں ۱۷ فیر کی سلامی مقرر کرنے کا مجاز کیا گیا ہوں بحکم جناب ملکہ معظمہ امپرس آف انڈیا خاص آپ کے شوہر کے واسطے ۱۷ فیر توپوں کی سلامی مع استقبال قلمرو سرکار انگلشیہ میں ہمیشہ کے لیے مقرر کی گئی، اس اعلان کے بعد نواب صاحب سے ہاتھ ملایا اور ملاقات ختم ہوئی۔

کمشنر کے فارن سکرٹیری اور انڈر سکرٹیری صاحبان اور آنریبل ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر نے بھی تمک متابعت کی اور نشان و تمغہ ملنے اور نواب صدیق حسن خان صاحب کی سلامی مقرر ہونے پر مبارک باد دی۔

جس وقت سرکار خلد مکان نہضت فرمائے کیمپ ہوئیں (۱۹) فیر سرکار خلد مکان کی سلامی کے اور (۱۷) فیر نواب صاحب کی سلامی کے توپخانہ جنگی سے سر ہوئے، گوروں کی فوج اور دیسی افواج سوار و پیادہ نے جو وہاں شمشیر برہنہ استادہ تھے سلامی ادا کی۔

اوسی دن راجہ صاحب سمتھر کی مزاج پرسی کو منجانب سرکار خلد مکان معتمدین بھیجے گئے، اور "دہولپور" اور "دتیا" کے رؤسا کے چوبدار سلام رسانی کیلیے اور منجانب راجہ صاحب بنارس معتمدین ادائے رسم سلام کے واسطے آئے۔

۲۸ دسمبر روز پنجشنبہ کو سہ پہر کے وقت ہز ایکسلنسی ویسرا سے ملاقات بازدید کیلیے تشریف لائے، سرکار خلد مکان کی جانب سے تقریباً نصف میل کے فاصلہ تک استقبال کیا گیا، ہز ایکسلنسی کی سواری جب متصل خیمہ سرکاری پہونچی تو سرکار خلد مکان نے استقبال کرکے ہز ایکسلنسی کو بگھی سے اوتارا، توپخانہ انگریزی سے جو پہلے سے موجود تھا (۲۱) فیر سلامی کے سر ہوئے ہز ایکسلنسی کے ہمراہ اونکے صاحبان فارن سکرٹیری، ملٹری سکریٹری، پرایوٹ سکریٹری، کمانڈنگ آفیسر رسالہ باڈی گارڈ ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا و دیگر چند معزز یوروپین آفیسر تھے۔

حسب معمول مزاج پرسی کے بعد ہز ایکسلنسی کو سرکار خلد مکان نے اپنے دست راست پہ بٹھایا، اور دیگر صاحبان ہز ایکسلنسی کے دست راست پر درجہ بدرجہ بیٹھے سرکار خلد مکان کے دست چپ پر پہلے صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر، اور پھر دیگر سرداران ریاست تھے، معمولی مراسم نذر ادا ہونے کے بعد سرکار خلد مکان نے "تاریخ بھوپال (انگریزی) اور تذکرہ شمع انجمن (فارسی) بطور تحفہ پیش کین، اور کہا کہ" یہ تذکرہ میرے شوہر نواب صاحب کی تالیف سے ہے"۔

ہز ایکسلنسی نے اوس تذکرہ کو بہ کمال شوق اپنے ہاتھ مین لیا، اور کرسی سے اوٹھکر نواب صدیق حسن خان صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ" مین اس کتاب کا شکریہ ادا کرتا ہون" نواب صدیق حسن خان صاحب نے جواباً کہا کہ" مین اس مختصر ہدیہ کے قبول فرمانے پر جناب عالی کا بے انتہا شکر گذار ہوا ہون"۔

ہز ایکسلنسی نے تذکرہ مذکور مین شیخ سعدی کے اشعار کے اندراج کی بابت دریافت کیا، اور یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوئے کہ اوس مین سعدی کے اشعار موجود ہین، اس گفتگو کے

بعد حسب دستور ملاقات عطر و پان تقسیم کیا گیا، اور ریاست کے قاعدہ کے مطابق خشک وتر میوون کی ڈالیان پیش ہوئین۔

ایک پنکھا زردوزی کا جو ایک نہایت اعلیٰ نمونہ دیسی صنعت کا تھا، ہزایکسلنسی کو اور ایک ایک بٹوا زردوزی کے عمدہ کام کا جسمین سفید الائچیان بھری ہوئی تھین ہزایکسلنسی کے ہمراہیان کو سرکار خلد مکان نے تحفۃً پیش کیا۔

اس کارروائی ملاقات کے ختم ہونے پر ہزایکسلنسی واپس تشریف لے گئے، اور اوسیطرح مشایعت عمل مین آئی جس طرح کہ استقبال کیا گیا تھا۔

دوسرے دن نظام الملک آصف جاہ والی دکن کی جانب سے نواب عماد جنگ اور دیگر معتمدین سرکار خلد مکان کی مزاج پرسی کو آئے، اور اسی طرح وقتاً فوقتاً دیگر والیان ملک کی جانب سے بذریعہ معتمدین مزاج پرسی کی گئی، اور منجانب سرکار خلد مکان بھی معتمدین مزاج پرسی کے لیے بھیجے گئے۔

علاوہ سنٹرل انڈیا کے یوروپین عہدہ دارون کے اور بھی یوروپین اصحاب اور اون کی لیڈیان ملنے آئین، اور وہ سب سرکار خلد مکان کے حسن اخلاق، اور تواضع کے ثناخوان گئے۔

۲۳ ذی الحجہ کو نشان عطیہ سرکار انگلشیہ کو غلام محبوب خان مہتمم کارخانہ بذریعہ صاحب پولٹیکل ایجنٹ لیکر آئے، اور حسب دستور نشان کی سلامی ادا کی گئی۔

اوسی تاریخ کو سرکار خلد مکان ہزایکسلنسی کی لیڈی صاحبہ سے ملنے کو تشریف لیگئین عالیجناب لیڈی لٹن صاحبہ نے نہایت تپاک اور محبت سے سرکار خلد مکان کا خیر مقدم کیا

اس موقع پر ہزایکسیلنسی بھی تنہا تشریف لائے، اور وہ بڑی عنایت آمیز گفتگو فرماتے رہے، صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر مترجم تھے۔

یہ ملاقات بالکل پرائیوٹ تھی اور بجز صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کے اور کوئی دوسرا انگریز یا ہندوستانی نہ تھا۔

ہزایکسیلنسی نے رخصت کے وقت سرکار خلد مکان اور نواب صدیق حسن خان صاحب سے مصافحہ کیا، اور ایک کتاب[1] دی جو دفتر میں شامل ہے۔

سرکار خلد مکان نے تاریخ بھوپال انگریزی کی جلدیں بوساطت صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر و ایجنٹ گورنر جنرل بہادر، گورنر صاحبان بمبئی، و مدراس، و مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار، و میڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ حیدرآباد، و لفٹنٹ گورنر صاحبان بنگال، و پنجاب، و خان قلات، و نواب عماد جنگ میر منشی[2] سر سالار جنگ بہادر کو تحفتاً بھیجیں۔

نواب امیر علی خان صاحب وزیر السلطان سی۔ ایس۔ آئی، بہاری کمپ[?] نواب صدیق حسن خان صاحب کی ملاقات کو آئے اور کتاب وزیر نامہ کی جلدیں نواب صدیق حسن خان صاحب و سرکار خلد مکان کی جناب میں تحفتاً پیش کیں۔

دربار سے دو ایک دن پہلے صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے شرکت دربار کیلئے ٹکٹ[3] بھیجے، یہ ٹکٹ ان نشستوں کے تھے جو رؤسا کے متوسلین اور مخصوص سرداروں کیلیے تجویز ہوئی تھیں۔

یکم جنوری ۱۸۷۷ء = ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۹۳ ہجری کا وہ مبارک اور قابل یادگار دن تھا،

---

[1] اس کتاب کا موضوع فن موسیقی اور عروض ہے۔

[2] آنریبل مولوی سید حسین بلگرامی ممبر انڈیا کونسل (لندن)

[3] ان میں ایک ٹکٹ سرکار خلد مکان کا اور آٹھ ٹکٹ نواب صدیق حسن خان و نواب احتشام الملک بہادر و مولوی جمال الدین خان

جس کے لیے اس تمام شوکت وشان کی نمائش کی گئی تھی، اور تمام والیان ملک ورؤسا، وامرا وشرفا مع اپنے حشم و خدم کے مہمان بلائے گئے تھے، اور وہ دربار ہونے والا تھا جو تاریخ سلطنت برطانیہ مین ایک زرین باب اور علیا حضرت ملکہ وکٹوریہ کے بابرکات عہد حکومت کے واقعات مین ایک ایسا پر وقعت واقعہ رہے گا جس کی یاد ہمیشہ اہل ہند کے دلون کو تازہ اور مسرور رکھے گی۔

یہ دربار جس طرح اپنے تزک و احتشام مین بے نظیر تھا، اوسی طرح اوس کے نتائج ہندوستانی رعایا سے برطانیہ اور والیان ملک کے لیے جنکا تعلق سلطنت برطانیہ سے ہے، اپنے فوائد کے اعتبار سے بے مثل ہین۔

۱۰ بجے سرکار خلد مکان مع اخوان و ارکین ریاست وحشم و خدم چہار اسپی بگھی پر سوار ہوکر دربار مین تشریف لیگئین، یہ عالیشان دربار دہلی کی پرانی چھاؤنی مین اوس پہاڑی کے نیچے جسپر سے انگریزی فوج نے گولہ باری کرکے ایام غدر مین دہلی کو فتح کیا تھا، ایک بڑی عارضی عمارت مین جسکے تین حصہ تھے منعقد ہوا تھا۔

پہلا حصہ والیان ملک، اور تیسرا حصہ ریاست ہاے غیر کے سفیرون اور تماشائیون کے لیے، اور وسطی حصہ نہر ایکسلنسی ویسرا ے کی نشست گاہ کا تھا، چارون طرف لوہے کا جنگلہ لگایا گیا تھا، جسپر سنہری ملمع تھا، وسطی حصہ کے اوپر جو شامیانہ تھا اوسپر ایک "مسند" تھی جسپر تاج شاہی رکھا ہوا تھا، جابجا جھنڈیان اور جھنڈے لگائے گئے تھے اور فوجی نشان شاہی تاج اور تمغہ سنہری اور روپہلی کلابتون اور ریشم سے بُنے ہوے تھے ہلالی چبوترہ جسپر والیان ملک کی نشست تھی، سفید اور سنہری رنگ سے مکلف تھا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صاحب بہادر مدارالمہام ریاست و میان نور حسن خان و میان عالمگیر محمد خان و علی حسن خان و میان سکندر محمد خان و سید عبدالعلی وکیل ریاست کرتے

اوس کے ۳۶ درجے تھے اور ہر درجہ کی آمد و رفت کا دروازہ جدا تھا۔

ہلالی چبوترہ پر جسقدر والیان ملک اور صاحبان گورنر اور لفٹننٹ گورنر تھے، اون کی نشست گاہ

اون کا نشان استادہ تھا، اور اون کے اسٹاف کے افسران اور اراکین ریاست

گرد بیٹھے ہوے تھے، والیان ریاست سرکاری عہدہ داران اعلےٰ کے ساتھہ

ملا جلا کر بٹھائے گئے تھے، اور اس طرح پر مشرقی و مغربی طرز کے اتصال نے ایک عجیب

کیفیت پیدا کر دی تھی، اس چبوترہ پر (۶۳) والیان ملک تھے، چبوترہ کے وسط مین

نظام حیدر آباد، مہاراجہ بڑودہ، اور مہاراجہ میسور کی جگہہ تھی، اون کے داہنی طرف

راجپوتانہ، اور بائین طرف وسط ہند کے والیان ملک تھے، اونکے عین سر سے پر پنجاب کے

رؤساء کی نشست تھی، اور باقی درجون مین وہ چھوٹے چھوٹے رئیس تھے جو اپنی اپنی

لوکل گورنمنٹون کے تابع ہین۔

تمام فوج موجودہ دہلی میدان دربار مین موجود تھی، انگریزی فوج شمال کی جانب پرا باندہے

ہوے کھڑی تھی، اور والیان ریاست کی جلو کی فوج اور اون کے آدمی جنوب کی جانب استادہ

تھے، رؤساء و امراء کی کرسیان شاہی تخت کے سامنے ہلالی شکل پر رکھی گئی تھین، سرکار

خلد مکان کے قریب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا، اور ہز ہائینس مہاراجہ سیندھیا بہادر

اور ہز ہائینس مہاراجہ ہلکر بہادر تھے، دوپہر کے وقت ہز اکسلنسی لارڈ لٹن ویسراے کشور ہند

گرینڈ ماسٹر اسٹار آف انڈیا کا لباس زیب تن کیے ہوے مع لیڈی لٹن صاحبہ اور اپنی

صاحبزادیون کے تشریف لائے۔

اون کی تشریف آوری کے وقت شاہی نقیبون نے تُرہیان بجائین، باجون سے

"گاڈ سیو دی کوئن" (خدا ملکہ کو سلامت رکھے) کی گت بجنے لگی، فوجی بینڈ نے گرینڈ

مارچ کی گت بجائی، اور جس وقت ہز اکسلنسی تخت پر جلوہ گر ہوے گارڈ آف آنر نے سلامی دی ہز اکسلنسی نے نقیب اعلیٰ کو حکم دیا کہ وہ خطاب "قیصری" کا اعلان سناے پہلے بارہ نقیبون نے اپنی تریان بجائین اور پھر نقیب اعلےٰ نے یہ اعلان سنایا:-

اشتہار

ملکہ معظمہ وکٹوریا

چونکہ پارلیمنٹ کے حال کے اجلاس سے ایک ایکٹ اس نام کا "ایکٹ بمراد اس بات کے کہ جناب مرحمت مآب ملکہ معظمہ اوس خطاب و القاب شاہی مین جو سلطنت متحدہ اور اوسکے تابع ملکون کی بادشاہی سے متعلق ہین، ایک اور لقب اضافہ کرسکین" صادر ہوا ہے، اور اس ایکٹ مین لکھا ہے کہ از روے ایکٹ بابت متحد کرنے ممالک برطانیہ عظمیٰ اور آئرلینڈ کے یہ حکم ہوا تھا بعد ویسے متحد ہونے کے سلطنت متحدہ اور اوسکے تابع ملکون کی بادشاہی کے متعلق خطاب و القاب ہی ہوا کرین گے جو بادشاہ اپنے اشتہار شاہی کے ذریعہ سے جو سلطنت متحدہ کی مہر اعظم سے مزین ہو مقرر فرمائین اور اوس ایکٹ مین یہ بھی لکھا ہے کہ حسب منشاء ایکٹ مذکور اور اشتہار شاہی کے جو مزین بہ مہر اعظم اور مورخہ یکم جنوری ۱۸۰۱ء ہے تا بدولت کے حال کے خطاب اور القاب یہ ہین "وکٹوریا بفضل خدا سلطنت متحدہ برطانیہ عظمیٰ اور آئرلینڈ کی ملکہ اور حامیہ دین عیسائی" اور اُس ایکٹ مین

یہ بھی لکھا ہے کہ ایکٹ بابت خوبتر انتظام گورنمنٹ ہند کے بموجب یہ حکم نفاذ پایا کہ
گورنمنٹ ہند جو اوسوقت تک مابدولت کی طرف سے سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر
کے تفویض مین بطور امانت کے تھی، مابدولت کے تفویض ہوئی، اور یہ کہ اب آیندہ
کے لیے ہند پر مابدولت کی حکمرانی ہوگی، اور مابدولت کے نام سے اوسپر حکمرانی
کی جائیگی، اور قرین مصلحت یہ ہے کہ نقل و تحویل گورنمنٹ جو حسب مذکورہ بالا کیگئی
اوسکی تسلیم و پذیرائی اس نہج پر ظاہر کیجائے کہ مابدولت کے خطاب و القاب مین
ایک اور لقب اضافہ کیا جائے، اور اوس ایکٹ مین بعد بیانات مذکور کے یہ
حکم ہوا ہے کہ مابدولت کو جائز ہوگا کہ نقل و تحویل گورنمنٹ ہند کی تسلیم و پذیرائی
مذکور الفوق کی نظر سے اوس خطاب و القاب مین جو سلطنت متحدہ اور اوسکے
تابع ملکون کی بادشاہی سے بالفعل متعلق ہین بذریعہ اشتہار مشتہرہ مابدولت
مزین بہ مہر اعظم سلطنت متحدہ ایسا لقب اضافہ کرین جو مابدولت کو مناسب
معلوم ہو، لہذا مابدولت نے حسب صلاح مشیران پریوی کونسل کے یہ مناسب
سمجھا کہ یہ تعیین و اعلان کردین (اور اوس صلاح سے اور اوس صلاح کے بموجب
اس تحریر کی رو سے یہ تعیین و اعلان کیا جاتا ہے) کہ اب سے جہانتک بسہولت
ہوسکے تمام موقعون اور تمام دستاویزون مین جن مین مابدولت کے خطاب اور
القاب مستعمل ہون بجز اور باستثناء جملہ چارٹر (معاہدات ملکی) اور کمیشن (فرامین
مناصب) اور لیٹرس پیٹنٹ (مکاتیب عامہ) اور گرانٹ (ہبات و عطایا)
اور ریٹ (پروانجات) اور اپائنٹمنٹ (تقررات) اور اوسی طرح کے جملہ
اور دستاویزات کے جو سلطنت متحدہ کے باہر اثر پذیر نہون اوس خطاب

والقاب مین جو سلطنت متحدہ اور اوسکے تابع ملکون کی بادشاہی سے بالفعل متعلق ہین،
زبان لاطین مین یہ لفظین " انڈئی امپراٹریکس"، اور زبان انگریزی مین یہ لفظین
"امپرس آف انڈیا" (قیصر ہند) اضافہ کیے جائین -

سوا اسکے ما بدولت کی مرضی اور خوشی یہ ہے کہ کمیشن اور چارٹر اور لیٹرس
پیٹنٹ اور گرانٹ اور ریٹ اور اپائنٹمنٹ اور اوسی طرح کی اور دستاویزات مین
جو اوپر بالخصوص مستثنا کی گئی ہین وہ اضافہ نہ کیا جاے -

اور سوا اسکے ما بدولت کی مرضی اور خوشی یہ ہے کہ جملہ سونے اور چاندی
اور تانبے کے نقود جو سلطنت متحدہ کے سکہ جات رائج الوقت اور جائز الرواج ہین
اور جملہ سونے اور چاندی اور تانبے کے نقود جو آج یا آج کے بعد ما بدولت کے
حکم سے اوسی طرح کے نقوش سے مسکوک ہون بلا لحاظ اوس اضافہ کے جو
ما بدولت کے خطاب و القاب مین کیا گیا ہے سلطنت متحدہ مذکورہ کے سکہ جات
رائج الوقت اور جائز الرواج متصور ہون اور سمجھے جائین، اور سوا اسکے یہ کہ جملہ
سکے جو سلطنت متحدہ کے تابع ملکون مین سے کسی کے لیے اور کسی مین مسکوک
اور جاری ہوے ہین اور ما بدولت کے اشتہار کی روسے اون تابع ملکون
کے سکہ جات رائج الوقت اور جائز الرواج قرار دیے گئے ہین اور اونپر ما بدولت
کے خطاب یا القاب یا اون مین سے کوئی جزو یا اجزا منقوش ہوے ہین
اور جملہ نقود جو مطابق اشتہار مذکور کے بعد ازین مسکوک اور جاری ہون
بلا لحاظ ویسے اضافہ کے اون تابع ملکون کے سکہ جات رائج الوقت،
اور جائز الرواج رہا کرین تا وقتیکہ ما بدولت کی اور کوئی مرضی اوس کے نسبت

ظاہر نہ کیجائے۔

بادولت کے محکمہ واقع مقام ونڈسر سے ۱۸۷۶ء کی

اٹھائیسوین اپریل کو بادولت کے جلوس کے اونتالیسوین

سال مین صادر ہوا۔

خداوند کریم جناب ملکہ معظمہ کو سلامت باکرامت رکھے

حسب الحکم جناب معلی القاب

نواب گورنر جنرل بہادر ہند

باجلاس کونسل

ٹی۔ ایچ۔ تھارنٹن

قائم مقام سکریٹری گورنمنٹ ہند

اعلان چونکہ انگریزی زبان مین سنایا گیا تھا، اسلیے ہز اکسلنسی کے فارن سکریٹری نے اوس کا ترجمہ اُردو مین سنایا، جب اعلان انگریزی اُردو مین سنایا جا چکا، تو علیا حضرت ملکہ معظمہ کی تعظیم کے لیے علم شاہی بلند کیا گیا، اور (۱۰۱) فیر سلامی کے سر ہوے، فوجون نے بندوقون کی باڑہون سے اپنی خوشی اور سلامی کا اظہار کیا، فوجی بینڈ نے فوجی گت بجائی، اور یہ کیفیت عجیب دلکش پیرایہ مین قریب نصف گھنٹہ کے پیش نظر رہی جسوقت آخری توپ سر ہوئی اوسوقت ہز اکسلنسی نے کھڑے ہو کر حسب ذیل تقریر کی :۔

تقریر جلسہ قیصری بہ خیمہ گاہ دہلی اول جنوری ۱۸۷۷ء

۱۸۵۸ء کے نومبر مہینے کی پہلی تاریخ ایک اشتہار حضرت ملکہ معظمہ انگلستان

کے حضور سے جاری ہوا تھا جس مین رؤسا اور رعایا ہند کی نسبت ایسے
اقرار الطاف و مرحمت شاہانہ کے حضرت ممدوحہ کی طرف سے تھے کہ اوس
تاریخ سے آجتک وے لوگ اون کو ملکی امور مین سند بے بہا سمجھتے ہین او وقت
جو سب اقرار حضرت ملکہ معظمہ کی طرف سے ہوے تھے کہ جنکے اقرار کو کبھی لغزش
نہین ہوئی ہے، اب ہماری زبان سے اون اقرارون کا مستحکم کرنا کچھہ حاجت
نہین رکھتا اور ان اٹھارہ برس کی سرسبزی روزافزون سے یہ اقرار
سب ثابت ہو گئے اور یہ جلسۂ عظمیٰ اون اقرارون کی تکمیل کی ظاہر دلیل ہے،
اس سلطنت کے رؤسا اور رعایا جو کہ اپنے اپنے اعزاز موروثی مین
بے خلل متمتع اور اپنے اپنے مصالح واجبی کی پیروی مین محفوظ رہے ہین
اون کے لیے گذشتہ زمان کی یہ سخاوت اور معدلت آیندہ کے واسطے
کفیل کامل ہوئی اب ہم لوگ حضرت ممدوحہ نے جو خطاب "قیصر ہند"
اختیار فرمایا ہے اوس کے اعلان کے لیے جمع ہوے ہین، اور اس ملک مین
حضرت ممدوحہ کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے مجھہ پر لازم ہے کہ حضرت
ممدوحہ کی عنایات دلی کو جنکے باعث یہ لقب القاب اور منصب موروثی
کے اوپر حضرت ممدوحہ نے اضافہ فرمایا ہے بیان کرون ۔

منجملہ ممالک حضرت ممدوحہ جو تمام دنیا مین کرۂ ارض کے ساتوان حصہ پر
مشتمل ہے، اور تیس کرور باشندگان اوس مین بستے ہین، اونمین سے
اور کسی مملکت پر اس عظیم و قدیم سلطنت سے زیادہ توجہ نہین رکھتے ہین
ہر وقت اور ہر جگہ قابل اور کارگزار ملازم لوگ انگلنڈ کے سلاطین کی خدمتگا

بجالاتے رہے ہین، لیکن اون سے جنکی دانائی اور شجاعت سے ملک ہند کی
سلطنت حاصل ہوئی، اور قائم رکھی گئی اور کوئی زیادہ نام آور نہین ہوے۔

اس مہم عظیم مین جس مین حضرت ملکہ ممدوحہ کی کل انگریزی، اور ویسی رعایا
اچھی طرح سے اتفاق کیے ہین، حضرت ممدوحہ کے بڑے بڑے متعہدان او
متعلقان بھی ہواخواہی کی راہ سے معین ہوے، اونکی سپاہ جنگ کی
محنت اور فتح مین حضرت ممدوحہ کی افواج کے ساتھہ شریک ہوے ہین،
اور اونکی وفاداری اور دانائی دولت حضرت ممدوحہ کے امن وامان کے
فوائد کو قائم رکھنے اور اوس کے عام کرنے کے لیے کارگر ہوئی ہے اور
اونکا حاضر ہونا آج جو حضرت ممدوحہ کے خطاب "قیصری" کے اختیار فرمانے کا
روز مبارک ہے اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ممدوحہ کی حکمرانی کی ملائمت
اور سلطنت کی یگانگت سے وے لگاو رکھتے ہین۔

حضرت ممدوحہ اس سلطنت کو جو اونکے اسلاف سے حاصل اور
اون کی ذات مقدس سے قیام پذیر ہوئی ہے، ارث جلیل لایق اس کے کہ
محفوظ رہے اور اونکی اولاد کو تمامہ پہونچے سمجھتی ہین، اور اوس کو اپنے قبضہ
اقتدار مین رکھنے سے اپنے اوپر یہ عین فرض جانتی ہین کہ اپنے بڑے اقتدار کو
اس ملک کی رعایا کی بہبودی کے لیے اور اون کے روسا متعلقان کے حقوق پر
نظر وقیق رکھکر کام مین لاوین، اسواسطے حضرت ممدوحہ کا یہ ارادہ ملوکانہ ہے کہ
اپنے القاب پر اور ایک لقب بڑھاوین، جو آیندہ کے لیے سب روسا
اور رعایاے ہند کے واسطے دائماً اس بات کا نشان ہو کہ مصالح طرفین

متحد اور اس دولت کی ہوا خواہی اون پر واجب ہے۔

وہ سلسلۂ خاندان جنکی حکومت ہند کو تبدیل اور ترقی دینے کے لیے خداوند کریم نے اقتدار سلطنت برطانیہ کو اس ملک مین مقتدر کیا سلاطین عظام اور نیک سے خالی نہ تھا، ولیکن اون کے جانشینون کے انتظام ملکی سے اون کے ممالک کے امن و امان اندرونی حاصل نہوے اور علی الدوام تنازع برپا رہا اور ہمیشہ اختلال آتا گیا، ضعیف اور کمزور لوگ اسیر دام اقویا اور وے اقویا مغلوب ہواے نفسانی ہوتے گئے اسی طرح تواتر سیلاب خونریزی، اور خصومت درونی، کے تزلزل سے خاندان عالیشان "تیموریہ" خراب ہوکر بالآخر تباہ ہوگیا، کیونکہ اون سے ممالک مشرقی کی کچھہ ترقی نہوسکی۔

اندنون بسبب حمایت احکام حضرت ملکہ معظمہ جس مین کسی ملت و مذہب کا فرق نہین ہے حضرت ممدوحہ کی ہر ایک رعیت امن و امان کے ساتھہ اپنی گذران کرسکتی ہے، ہر فریق کو عدم تعصب سرکار ممدوحہ کے سبب اس بات کی اجازت ہے، کہ بلا تعرض اپنے اپنے مذہب کی رسومات کو ادا کرین جو دست اقتدار قوت قیصرانہ دراز کیا جاتا ہے، وہ مٹانے اور دبانے کے لیے نہین ہے بلکہ حمایت اور ہدایت کے لیے ہے، کل ممالک کی ترقی اور صوبہ جات کی سرسبزی روز افزون سے انتظام سرکار انگریزی کا نتیجہ ہر جگہ ظاہر و باہر ہے۔

اے منتظمان برطانی اور وفادار عہدہ داران سرکار انگریزی،

آپ لوگون کی دوامی محنتون سے علی الخصوص اکثر اچھے اچھے نتیجے حاصل ہوے ہین، اور مین آپ لوگون پر اولاً حضرت ممدوحہ کی طرف سے اونکے مسرت اور اعتماد کو ظاہر کرتا ہون آپ لوگون نے اپنے اپنے سب معزز متقدمین کے مانند اس سلطنت عظمیٰ کے فائدہ کے لیے محنت اوٹھائی ہے، اور اس امر مین آپ لوگ ہمت مستمرہ اور حسن صداقت اور جان فشانی کو جس کی نظیر تواریخ مین نظر نہین آتی برابر کام مین لائے ہین۔

ناموری کے دروازے ہر شخص کیلیے کھلے نہین ہین، لیکن نیک کاری کا موقع اوسکے طالب کو ہمیشہ حاصل ہوسکتا ہے، کم اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی سرکار اپنے ملازمون کے منصب کی ترقی جلد جلد کرسکے ولیکن مجکو یقین حاصل ہے کہ سرکار انگریز بہادر کی کارگذاری مین خدمت سرکار اور ذاتی جان فشانی عزت و مواجب شخصی کی امید سے ہمیشہ زیادہ محرک ہوگی ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے اور آیندہ بھی ایسا ہی ہوگا کہ ہند کے انتظام مین سے مہمات اور امور فائدہ مند کا بڑا حصہ نہ بڑے بڑے صاحبان منصب جلیل سے متعلق رہا اور نہ کبھی رہے گا، مگر اون صاحبان ضلع سے جن کی ہوشیاری اور ہمت پر کل انتظام کا اچھا ہونا بالخصوص موقوف ہے

حضرت ممدوحہ کی توصیف اور تحسین اپنے ملازمان اہل قلم اور اہل سیف کے حق مین جو تمام ہندوستان مین ایسی نازک اور مشکل خدمات کو بخوبی بجالائے اور بجالاتے ہین جس سے اور زیادہ نازک اور مشکل کام سب سے زیادہ رعایا کے معتمد علیہ کو سرکار کی طرف سے مفوض نہو سکے ہین اوس کے

بیان مین مبالغہ نہین کرسکتا، اے "اہل قلم و اہل سیف" جو کم سنی مین ایسے مناصب
باختیار پہ مقرر ہو کر جان فشانی و رضامندی کے ساتھہ نظم سخت احکام کی
متابعت کرتے ہین اور جو اپنی اپنی ذات سے انتظام کے امور اہم کو
بجا لاتے ہین، اون اقوام کے درمیان جنکے مذہب، اور زبان، اور رسومات
آپ لوگون سے الگ ہین مین یہ دعا کرتا ہون کہ آپ لوگ اپنی اپنی خدمات
مشکلہ کو متانت اور ملائمت کے ساتھہ بجالاتے وقت یہ خیال رکھین کہ جسطرح
اسی طور سے اپنی قوم کی نیک نامی قائم رکھتے ہین، اور اپنے مذہب کے
ملائم احکام کی تعمیل کرتے ہین، اوس وقت بھی کل دوسری قوم اور مذہب پر
جو اس ملک مین موجود ہین حسن انتظام کے فوائد بیشمار کو عنایت کرتے ہین
چونکہ مغربی تمدن کے اصول کو دانائی کے ساتھہ جاری کرنے سے اس
سلطنت عظمی کے سرمایہ، اور محاصل کو علی الاتصال وسعت ہوتی گئی ہین
ملک ہند صرف ملازمان سرکاری کا ممنون نہین چنانچہ اگر اس روز مبارک مین
حضرت ممدوحہ کی دوسری رعایاے انگریزی کی جو بلا ملازمت سرکار ہند مین
بستے ہین، اس بات کی خاطرجمعی نہ کراؤن کہ حضرت ممدوحہ بڑی دلی
خوشی کے ساتھہ اونکی ہوا خواہی کو بہ نسبت اون کے تخت اور ذات
مقدس کے اور یہ فوائد بھی جو حضرت ممدوحہ کی سلطنت ہند کو اون کی
محنت اور جلاوت ظاہری اور باطنی سے اور اون کے اخلاق مدنی سے
حاصل ہوے اوسکو جانتی ہین اور اوسکی قدرشناسی فرماتی ہین، تو مین حضرت
ممدوحہ کے ارادۂ قیصرانہ کی تشریح مین قاصر ہونگا۔

چونکہ حضرت ممدوحہ کی یہ خواہش ہے کہ اون کو اون رعایا کے ممتاز کرنے کے لیے جو اون کی سلطنت کے اس بڑے علاقہ مین خدمات ملکی اور محاسن ذاتی ظاہر کیے ہین زیادہ فرصت اور موقع حاصل ہووے اس لیے بطیب خاطر نہ فقط طبقۂ اعلاے ستارہ ہند کو اور طبقہ برٹش انڈیا کو کچھہ بڑہایا چاہتی ہین بلکہ ایک نئے طبقہ کو جو باسم طبقہ انڈین امپائر کی موسوم ہو مقرر فرمائین۔

اے لشکر ہند کے انگریزی و ملکی سردار سپاہیو! آپ لوگ جو سب کام دلیرانہ طور سے باتفاق یکدگر حضرت ممدوحہ کے فوجی اعزاز کے لیے عمل مین لائے اونکو حضرت ممدوحہ فخر و مباہات کے ساتھہ یاد رکھتی ہین اور چونکہ حضرت ممدوحہ کو یہ یقین ہے کہ آیندہ بھی ہمیشہ اوسی وفاداری کے ساتھہ اس امر اہم کی نیک بجا آوری مین متفق ہوکر کارگذار ہونگے اسیلیے آپ لوگون ہی کو یہ خدمات مفوض کیے جاتے ہین جس سے حضرت ممدوحہ کے ممالک ہند کا امن وامان اور سرسبزی باقی رہے۔

اے والنٹیر سپاہیو! آپ لوگون کی کوششین جو بہوا خواہی اور کامیابی کے ساتھہ ظہور مین آئی ہین تاکہ اگر ضرورت پڑے تو افواج نظامی کیساتھہ متفق ہون، اس لایق ہین کہ اس روز مبارک مین اوس کی دلی ستائش کی جاے۔

اے اس سلطنت کے رؤسا و امراء! جنکی خیرخواہی استواری کا کفیل اور جن کی بہبودی جلالت کا منبع ہے حضرت ممدوحہ آپ لوگون کی اس

آمادگی پر کہ اگر کوئی حملہ اور تہدید سلطنت کے مصالح پر واقع ہو تو آپ لوگ اوس کی حفاظت کرینگے، اسپر بڑے اعتماد کے ساتھ تحسین و آفرین فرماتی ہین مین حضرت ملکہ معظمہ کیطرف سے اور اون کے نام سے آپ لوگون کو اس مقام دہلی کے آنے پر مرحبا کہتا ہون، اور آپ لوگون کا اس جلسہ عظیم مین شامل و شریک ہونیکو دلیل ظاہر آپ لوگون کی عقیدت و خیرسگالی نسبت سلطنت انگلستان پر جو بوقت تشریف فرمائی جناب پرنس آف ویلز بہادر کے اس ملک مین اوس واضح طور سے ظہور مین آئی تھی، جانتا ہون، حضرت ممدوحہ اپنے مصالح کو عین آپ کے مصالح تصور فرماتی ہین، اور واسطے موکد کرنے اخلاص اور دائم کرنے اوس روابط مستحکمہ کے جو اتفاق حسنہ سے مابین سلطنت انگلستان اور اوسکے متعلقان اور متعہدان کے ہے، حضرت ممدوحہ نے لطیب خاطر خطاب "قیصری" اختیار فرمایا ہے جس کا آج مین اعلان کرتا ہون۔

اے ملکی رعایاے حضرت قیصر ہند! اس سلطنت کے حالات موجودہ اور اوسکے مصالح دائمہ اس بات پر مقتضی ہین کہ اوس کا اہتمام اور انتظام اسے اعلے ایسے اہلکاران انگریزی کو مفوض ہو جو کہ اس تدبیر کے اصول سے تعلیم یافتہ ہوئے ہین، جسکی تعمیل حکومت قیصرانہ تسلسل کے لیے لازم ہے، ان مدبران کے اختراعات عاقلانہ سے ہند کی ترقی متصل تمدن کے امور مین جو کہ اوسکے ملکی عظمت کو لازم ہے اور قوت روز افزون کا منشا وابستہ ہے اور عرصہ دراز تک انہین کے ذریعہ سے فنون اور علوم، اور آداب مغربی جو کہ باعث فوقیت حال ممالک یوروپ صلح و جنگ مین ہے ممالک مشرقی کی طرف اوسکے باشندگان کے

فائدۂ عام کے لیے مروج و جاری ہوا کرے، لیکن آپ لوگ جو ہند کے رہنے والے ہین جو کچھہ آپ کی قوم اور مذہب ہو، یہ مسلم ہے کہ اس ملک کے انتظام مین جس مین آپ بستے ہین انگریزی رعایا کے ساتھہ اپنی اپنی استعداد کے موافق ایک بڑے حصہ مین شریک ہونے کا حق رکھتے ہین اس حق کی بنیاد عین انصاف پر ہے اور اوسکو بڑے بڑے مدبران برطانیہ اور ہند نے مکرراً تسلیم کیا ہے، اور یہی ضوابط شاہی پارلیمنٹ سے ثابت ہے اور گورنمنٹ ہند نے بھی اپنے حفظ و توقیر کے ساتھہ اور اپنی تدابیر ملکی کے کل مقاصد کے موافق سمجھکر تسلیم کیا ہے، اسلیے انڈیا گورنمنٹ مسرت اور خوشی کے ساتھہ دیکھتی ہے کہ چند گذشتہ سالون مین مردمان ملکی کی خدمت گذاری کے اوضاع مین خصوصاً جو مناصب اعلی پر مامور ہین بڑی ترقی ہوئی۔

اس سلطنت عظمی کا انتظام بہت لوگون سے جو اس مین شریک ہین اس بات کا مقتضی ہے کہ نہ فقط تیز فہمی سے موصوف بلکہ ایسے صفات جن کے واسطے اخلاق حمیدہ اور صدارت مجلس ضرور ہے متصف ہون اسلیے جو لوگ خاندان اور درجہ اور اقتدار موروثی کے سبب آپ لوگون مین بالطبع مقدم ہین علی الخصوص اونہین پر واجب ہے کہ اوس تعلیم کو قبول کرنے سے جو محض اوس سے اون اصول کو جنہین دولت ملکہ معظمہ قیصر ہند برابر قائم رکھتی ہے سمجھین اور عمل مین لاوین اور خود آپ اور اپنی اولاد کو اس معزز خدمت کے لیے جسکی راہ اونکے واسطے کھلی ہے سزاوار بنادین۔

آپ سب لوگون پر واجب ہے کہ امور سیاست مین اپنے واسطے وفاداری

اور بے غرضی، اور انصاف، اور صدق، اور متانت کو جو اخلاق ملکی کی غایت ہے نصب العین رکھین، اس صورت مین حضرت ممدوحہ کی دولت آپ لوگون کی اعانت و امداد انتظام کے امور مین خوشی کے ساتھہ طلب کریگی۔

چونکہ سلطنت مذکور کل کرہ ارض پر جس مین اون کا اقتدار ثابت ہی بہ نسبت اطاعت اون لوگون کے جو رضامندی سے بالاتفاق تخت کی حفاظت مین جان فشانی کرتے ہین اس سبب سے کہ اوس مین اونکی دائمی بہبودی جانتے ہین قوت فوجی پر کم اعتماد رکھتے ہین۔

حضرت ممدوحہ کمزور ریاستون کی فتح یا ممالک قرب و جوار کے انضمام سے اپنی سلطنت ہندیہ کی ترقی نہین سمجھتی ہین، بلکہ اس بات مین کہ اونکی رعایای ہند اس اقتدار ملائم اور عادلانہ کو بے خلل اور متصل جاری کرنے مین رفتہ رفتہ ہوشیاری و دانشمندی کے ساتھہ شریک ہون بہرحال اونکی غرض اور فرض اونکی اپنی سلطنت پر منحصر نہین، حضرت ممدوحہ بخلوص نیت یہ خواہش رکھتی ہین کہ اون ممالک کے حکمرانون سے جو اس سلطنت کے حدود پر ہین اور بہ ظل حمایت اس سلطنت امن خواہ کے مدتون سے مستقل رہے ہین کمال موالفت اور دوستی کا رابطہ مستحکم رکھین، ولیکن اگر کبھی اس سلطنت کے امن و امان کو بیرونی تہدید کا خطرہ ہو تو "قیصر ہند" اپنی اس مملکت موروثی کی حمایت فرمانے مین کسی طرح قاصر نہین، اگر کوئی بیرونی دشمن دولت انگلشیہ ہندیہ پر حملہ کرے تو گویا وہ تمام ممالک شرقیہ کی ترقی و سرسبزی سے عداوت رکھتا ہے اور اوس صورت مین حضرت ممدوحہ کو اپنے ممالک کے

سرمایۂ غیر محدود سے اور اپنے متعہدان اور متعلقان کی شجاعت و وفاداری اور اونکی رعایا کی محبت و خیر خواہی سے کل اقتدار حاصل اور موجود ہی کہ ہر ایک حملہ آور کو دفع کرین اور سزا دین۔

اس ہنگامہ مین اون سلاطین اقصائے عالم شرقی کے وکلاء مطلق کا حاضر ہونا جنہون نے اپنی اپنی طرف سے حضرت ملکہ معظمہ کو اس تقریب مبارک کی جو آج ہو رہی ہے تہنیت بھوائی، سرکار ہندیہ کی تدبیر صلح آمیز اور اوسکے کل ممالک قرب وجوار کے ساتھہ ارتباط دوستانہ رکھنے کی دلیل ظاہر ہے، مین یہ چاہتا ہون کہ حضرت ممدوحہ کی سرکار ہندیہ کی طرف سے اس جلسۂ قیصریہ مین عالیجناب خان قلات کو اور اون سفیرون کو جو اس مسافت بعید سے آئے ہوئے ہین، تاکہ حدود انگریزی مین قیصر ہند کے متعہدان ایشیا کی طرف سے وکالتاً حاضر ہون، اور بھی ہمارے مہمان معزز سیزاکسلنسی گورنر جنرل مقام گوا" اور بھی صاحبان قنصل دول خارجہ کو مرحبا کہتا ہون۔

اے رؤسا اور رعایائے ہند! اب مین مسرت کے ساتھہ آپ لوگونکو یہ فرمان والاشان جو آپ لوگون کی قیصر ملکہ معظمہ نے اپنے شاہی اور قیصری نام سے آپ لوگون کو آج بھیجا ہے سناتا ہون، یہ عبارت ہے جو آج صبح کو حضرت ممدوحہ کی طرف سے تار کے ذریعہ سے مجھے پہونچی۔

"ما بدولت وکٹوریہ بفضل خدا سلطنت متحدہ کی ملکہ قیصر ہند اپنے نائب السلطنت"
"کی معرفت اپنے سب سرداران اہل قلم واہل سیف کو اور کل امراء"
"ورؤساء و رعایا کو جو دہلی مین اس وقت مجتمع ہین اپنا شاہی اور قیصری"

"مرحبا فرماتی ہین اور اپنی توجہ دلی اور شفقت شاہانہ پر سلطنت ہند کی رعایاکو"
"یقین دلاتی ہین۔ "
"مابدولت نے نہایت خوشی سے اس بات کو ملاحظہ فرمالیا ہے کہ یہ لوگ"
"ہمارے فرزند دلبند کے خیر مقدم مین کس درجہ مراسم تہنیت کو عمل مین لائے"
"اور یہ دلیل اون کی وفاداری اور عقیدت کی نسبت ہمارے خاندان اور"
"تخت کے ہمارے دل مین بہت اثر پیدا کیا۔ "
" مابدولت کو امید ہے کہ اس روز مبارک کے باعث روابط محبت"
"ہمارے اور ہماری رعایا کے درمیان زیادہ مستحکم ہون اور ہر ایک اعلیٰ و"
"ادنیٰ اس بات کا یقین کرے کہ ہمارے تحت حکومت مین آزادگی"
"اور عدل و انصاف اصل اصول اونکے واسطے ٹھہرایا گیا، اور یہ کہ مابدولت"
"کی سلطنت مین اونکی خوشی کی افزائش اور اون کی سرسبزی کی ترقی اور"
"اونکی بہبودی کی زیادتی مدام مد نظر ہے۔ "
مین یقین کرتا ہون کہ آپ لوگ ان الفاظ مرحمت آمیز کی بڑی قدر کرینگے
خداوند کریم جناب وکٹوریہ ملکہ متحدہ قیصر ہند کو سلامت باکرامت رکھے۔
ہزاکسلنسی کی تقریر ختم ہونے کے بعد سرکار خلد مکان نے ملکہ معظمہ کو خطاب قیصر ہند کی مبارکبادی، مہاراجہ سیندھیا نے بھی اسیطرح مبارکبادادا کی، اور سرسالار جنگ بہادر نے ہز ہائنس نظام کیطرف سے ایک مختصر تقریر کی، اور بھی رؤسا نے مبارکبادی۔
اس کارروائی کے بعد یہ باعظمت وشکوہ دربار ختم ہوا اور تمام حاضرین دربار اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس آئے، اوسی تاریخ شب کو گورنمنٹ کی جانب سے دعوت شاہنشاہی

کی گئی، اور ہزاکسلنسی نے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کا جام صحت تجویز کرتے وقت ایک فصیح اسپیچ دی نواب صدیق حسن خانصاحب بھی اس جلسہ مین شریک تھے۔ رخصت کے وقت ہزاکسلنسی نے اونسے مصافحہ کیا اور سرکار خلد مکان کو پیغام سلام بھیجا، اور کہا کہ "بیگم صاحبہ کو مطلع کر دیجیے کہ مین نے جناب ملکہ معظمہ کی خدمت مین بذریعہ تار آپ کی اور ہز ہائنس نظام دکن، و ہز ہائنس مہاراجہ سیندھیا کی اوس مبارک باد کی اطلاع کی ہے جو اونھون نے دربار مین خطاب "قیصری" کے اعلان کے وقت ادا کی تھی۔

۱۶ ذی حجہ ۱۲۹۳ھ = ۲ جنوری ۱۸۷۷ء کو ۱۲ بجے دن کے گورہ سواران کی رجمنٹ کے کمانڈنگ افیسر کرنل سونڈی صاحب بہادر اور کپٹن لک صاحب بہادر سرکار خلد مکان کی ملاقات کو آئے، اوسی دن سرکار خلد مکان نے عالیجنابہ لیڈی لٹن صاحبہ سے ویسٹ بنگل کیمپ مین جاکر ملاقات کی، اور دوسرے دن لیڈی صاحبہ موصوفہ ہمارے کیمپ مین ملاقات بازدید کے لیے تشریف لائین، اون کے ہمراہ ہزاکسلنسی کے سکرٹری اور صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر تھے، نواب اختشام الملک عالیجاہ بہادر اور مدار المہام صاحب بہادر نے استقبال کیا، نواب صدیق حسن خانصاحب نے بگھی سے اوتارا اور کمپنی ریاست نے سلامی ادا کی۔

ملاقات کے وقت لیڈی لٹن صاحبہ نے اپنی اور ہزاکسلنسی کی تصویرین اور ایک ہیرے کی انگوٹھی بطور تحفہ یادگار ملاقات دی، سرکار خلد مکان نے بھی ایک پنکھا جسپر سلمہ ستارہ کا نہایت خوشنما کام بنایا گیا تھا اور کان کے زیور اور مقیش کے ہار وغیرہ تحفہ مین دیے۔

۴ جنوری ۱۸۷۷ء کو ہزاکسلنسی سے ایک اور رخصتی ملاقات خیمہ گورنری پر ہوئی

اس ملاقات مین ہز ایکسلنسی نے منجانب ہز امپیریل مجسٹی جناب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند ایک ولایتی کرچ[1] مع صندوق و کمربند و شمشیر سرکار خلد مکان کو عطا کی۔

مجھے اور نواب صدیق حسن خان صاحب اور نواب احتشام الملک بہادر اور مدار المہام صاحب بہادر کو تمغے عطا ہوئے۔

اس موقع پر ہز ایکسلنسی نے سرکار خلد مکان کے اوس عطیہ کا جو اونھون نے کسی رفاہ عام کے کام مین صرف کرنے کے لیے ہز ایکسلنسی کے پاس بھیجا تھا، اپنے اور جناب قیصرہ ہند کیطرف سے شکریہ ادا کیا۔

۵ رجنوری کو سرکار خلد مکان ہز ہائینس نظام دکن کے کیمپ مین تشریف لے گئین، سر سالار جنگ نے بگھی تک استقبال کر کے اوتارا ہز ہائینس نظام اور سر سالار جنگ کی ملاقات کے بعد سرکار خلد مکان زنانے خیمون مین شاہی خاندان نظام کی بیگمات سے ملنے گئین۔

۶ رجنوری کو ہز ہائینس نظام مع اپنے قابل اور مدبر وزیر کے ملاقات باز دید کو ہمارے کیمپ مین تشریف لائے، نواب صدیق حسن خان صاحب نے بگھی سے اوتارا سر سالار جنگ اون کے پاس بیٹھے، ہز ہائینس نظام زنانہ خیمہ کے اندر تشریف لائے، اوس وقت نظام بہت کم سن تھے، عطر و پان وغیرہ کی تواضع کے بعد سرکار خلد مکان نے "تاریخ بھوپال" کا نسخہ ہدیتاً دیا، چونکہ بوجہ سردی کے میری طبیعت روز بروز خراب

---

[1] یہ کرچ جبکہ صاحبزادہ حافظ حاجی کرنل محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ گورنمنٹ آف انڈیا کی منظوری سے امپیریل سروس ٹروپس بھوپال کے "کرنل" مقرر ہوے اور اوس تقرر کے اعلان کے لیے دربار کیا گیا، اوس مین حسب اجازت میرے نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر طول عمرہ نے

ہوتی جاتی تھی اسلیے بعد ختم دربار ۷ رجنوری کو سرکار خلد مکان نے کیمپ آزاد پور سی شہر مین نقل مکان کیا اور زینت محل[۱] مین قیام فرمایا، لیکن کافی گنجائش نہونے کی وجہ سے دیگر ہمراہیون کے لیے نواب موسیٰ خان کا مکان لیا گیا۔

دوران قیام مین شاہی عمارتین مثل قلعہ دھلی، مقبرہ ہمایون، مقبرہ صفدر علی خان وغیرہ کی سیر کی، مزار حضرت قطب الدین بختیار کاکی، و حضرت شیخ نظام الدین اولیا اور دیگر متبرک مقامات کی زیارت کی وقتاً فوقتاً دھلی کے سرکاری عہدہ دار بھی ملنے کو آتے تھے۔

دوران قیام مین نامی اور بڑی دکانون سے متفرق قیمتی اشیاء خریدی گئین. بعدہ واپسی کی تیاری شروع ہوئی، اور جس ترتیب سے آئے تھے اوسی طرح تین قافلے ہمراہیون کے کیے گئے۔

۱۳ محرم ۱۲۹۴ھ = ۲۲ رجنوری ۱۸۷۷ء کو تیسرا قافلہ ہمراہی سرکار خلد مکان روانہ ہوا، اور ۷ رمحرم کو آگرہ مین جو اکبر اعظم کا مشہور دار السلطنت رہا ہے داخل ہوا، اسٹیشن پر سرکاری طور پر استقبال ہوا گارڈ آف آنر نے سلامی دی، اور توپخانہ قلعہ سے سلامی سر ہوئی، سیٹھ لکھمی چند کی کوٹھی مین قیام ہوا، اور ۱۳ رمحرم تک قیام رہا۔

آگرہ کے یوروپین عہدہ دار اور اونکی لیڈیان بڑے شوق سے سرکار خلد مکان سے ملنے آتی تھین اور سرکار خلد مکان اون کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آتی تھین، اور مناسب تحائف دیتی تھین اس عرصۂ قیام گاہ مین آگرہ کی مشہور عمارتون کی بھی سیر کی، ایک قدیم شکستہ مسجد کی مرمت کے لیے پانچسو روپیہ دیے، سیٹھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صاحبزادہ صاحب کے زیب کمر کی۔

[۱] یہ محل بہادر شاہ مرحوم کی بیگم کا اونہین کے نام سے موسوم اور متصل چاندنی چوک کے واقع ہے۔

لکھمی چند[1] کے گماشتہ کو جنھوں نے نہایت خلوص و ادب سے سرکار خلد مکان کے انتظام قیام مین مدد دی تھی خلعت عطا کیا، دہلی کی طرح یہان بھی بہت اشیا خریدکین، اور ہمراہیون کو بطور انعام چھہ ہزار روپیہ تقسیم کیا۔

۱۴ محرم کو سرکار خلد مکان کانپور کے راستہ سے روانہ ہوکر ۱۸ محرم = ۳ فروری کو بھوپال مین داخل ہوئین حسب معمول فوج و اراکین و ملازمین ریاست نے استقبال کیا اور سلامی کی توپین سر کی گئین۔

اس سفر مین بوجہ زیادتی سردی کے میری صحت خراب ہوگئی تھی، بھوپال پہنچکر مجھے آرام کلی ہوگیا۔

---

[1] یہ شخص متھرا کے ایک مشہور مہاجن تھے۔
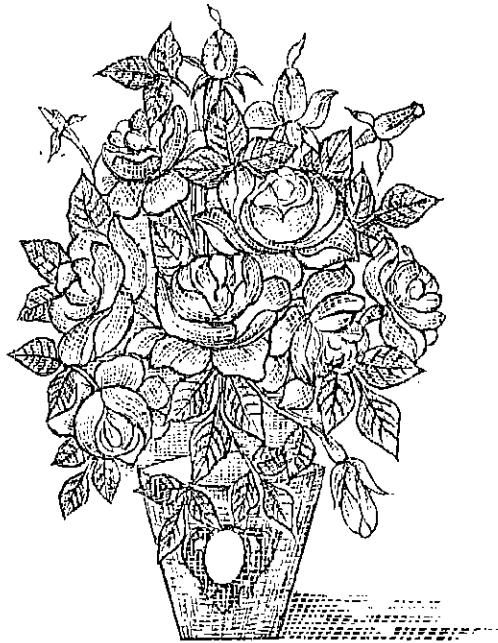
سرکار خلد مکان کا قبل روانگی دھلی ارادہ ہوچکا تھا کہ "دربار قیصری کے موقع پر دھلی مین ایک شاندار دعوت ہز اکسلنسی ویسرائے، و یوروپین حکام اور اون کی بیگمات کی" دربار قیصری "کی خوشی مین کی جائے" اور اس ارادہ کا اظہار اونھون نے صاحب پولیٹکل ایجنٹ سے بھوپال مین ہی کر دیا تھا، صاحب پولیٹکل ایجنٹ نے اگرچہ دھلی مین دعوت کے انتظام وغیرہ کے متعلق کوشش کی، مگر بوجہ درباری مصروفیت، اور کمی قیام کے، یہ ارادہ وہان پورا نہ ہوسکا اور یہ قرار پایا کہ بھوپال مین ہی آخر فروری مین دعوت کیجائے۔

١١ رصفر ١٢٩٤ھ = ٢٥ رفروری ١٨٧٧ء کو آنریبل نواب ایجنٹ گورنر جنرل سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر رونق افروز بھوپال ہوے، نواب صدیق حسن خان صاحب نے مع فوج، و توپخانہ ریاست و اخوان و اراکین کے لال گھاٹی تک استقبال کیا، شہر مین داخل ہونے پر توپخانہ قلعہ فتحگڈھ سے سلامی ادا ہوئی، اوسیدن شام کو حسب معمول محل پر دربار ملاقات منعقد ہوا۔

١٢ رصفر ١٢٩٤ھ = ٢٦ رفروری ١٨٧٧ء کو نواب صدیق حسن خان صاحب مع اخوان و ارکان ریاست ملاقات کو گئے، اس موقع پر مرض چیچک کے انسداد کے متعلق ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے مشورہ دیا کہ "ٹیکہ" کا انتظام کیا جائے، اور منشی رجب علی خان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی نسبت اس خدمت پر مامور ہونے کی سفارش کی، سرکار خلد مکان نے

اس مشورہ کو پسند کیا، اور منشی رجب علی خان کا تقرر فرمایا۔

اگرچہ خاندان رئیس کے بچون کے یوروپین ڈاکٹر ٹیکا لگاتے تھے، اور صاحبزادی بلقیس جہان بیگم کے بھی ایک یوروپین ڈاکٹر نے ٹیکا لگایا تھا، مگر مین نے اس موقع پر اس خیال سے کہ رعایا کو میلان اور رغبت پیدا ہو، اور ٹیکے سے کوئی وحشت اور دہشت نہ کرے یہ مناسب سمجھا کہ نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے ڈاکٹر رجب علی خان ہی ٹیکا لگائین چنانچہ اس امر کے متعلق سرکار سے اجازت لی گئی، اور ٹیکا لگایا گیا، جس سے حسب مراد نتیجہ ظہور پذیر ہوا، اسی تاریخ کو چار بجے شام کے وقت سر ہنری ڈیلی صاحب مع جملہ مہمانون کے شاہجہان آباد تشریف لے گئے اور وہان پر بہ یادگار تقریب دربار خطاب قیصرہ ہند محلہ قیصر گنج کا بنیادی پتھر رکھا، اسکی اطلاع ہونے پر ہز اکسلنسی ویسرائے اور ہر امپیریل مجسٹی حضور قیصرہ ہند نے اظہار مسرت فرمایا۔

شام کو کوٹھی واقع جہانگیر آباد مین جو نہایت تکلفات سے آراستہ کی گئی تھی، ڈنر ہوا سرکار خلد مکان بھی حسب دستور دوسرے کمرہ مین تشریف رکھتی تھین، کھانا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر نے، اور اون کے بعد سرکار خلد مکان نے اپنی اپنی معمولی فصاحت کے ساتھ اسپیچ دی۔

اسپیچ جنرل سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا

بموقع دعوت ہر ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال ۲۶ فروری ۱۸۷۷ء

مجھے اس امر کی بہت خوشی ہے کہ سرکار عالیہ، اور اون کے شوہر

نواب صاحب بہادر کی صحت و عافیت کا خواہان ہون، بہ تعظیم اختیار مخطاب شاہنشاہی ہند حضور ملکہ معظمہ کے یہ دعوت قرار دی گئی، لیڈی صاحبات اور صاحبان قرب و جوار کی تشریف آوری سے زیادہ کسی چیز نے بیگم صاحبہ کو خوش نہین کیا، ضروریات ہر وقت مہیا تھین، اور افسران بفور خواہش ہر چیز حاضر کر دیتے تھے۔

مینے بہت مہمانداریان دیکھین، یہ مہمانی بہت خوشی کی تھی، ہر شے نئی انداز اور شکل سے موجود تھی، کیا اچھی طرح مہمانون کی دعوت ہوئی، کھانے کی میز پر سرکار کی وفاداری ہم لوگون پر بلا اضطراب، اور تکلیف کے بخوبی ثابت تھی، اور سرکار نے خوشی سے اوسکو ظاہر کرنا چاہا، ان مہمانداریون سے پیوند دوستی و محبت درمیان ریاست اور سرکار انگریزی کے مستحکم ہوا، اور سرکار نے ذاتی دوستی ملکہ معظمہ کی بہ نسبت دیگر سردارون کے حاصل کی۔

ملکہ معظمہ نے اس ریاست کی بہبودی کی طرف نہایت توجہ فرمائی، گورنمنٹ ہند نے نواب صاحب کو (۱۷) فیر سلامی توپ کا اعزاز دیکر یہ ظاہر کر دیا کہ بیگم صاحبہ کی سرکار کس قدر عالی مرتبہ ہے۔

اسپیچ سرکار خلد مکان

جو خوشی خاص شہر و علاقہ بھوپال مین بہ صفائی سڑک، و گلی کوچہ شہر، و روشنی چراغان و خرچ کثیر نقد و جنس بتاریخ یکم جنوری ۱۸۷۷ء عمل مین

آئی تھی، اور جس ادا ے خوشی دربار عالی خطاب موصوف کے واسطے ہم نے دسے
مقام "دہلی" مین حاضر ہوے تھے علاوہ اوس کے آج کا دن بھی بڑی خوشی کا
ہے کہ صاحب والاشان بلند مکان جنرل سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر ایجنٹ
نواب مستطاب معلی القاب گورنر جنرل بہادر و ویسرا ے کشور ہند نے
مع کرنل ولیم کنکیڈ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال، و دیگر صاحبان
عالیشان بہادر اطراف و جوانب کے براہ مہربانی اپنی تشریف آوری سے
بھوپال کو رونق تازہ بخشی، اور ہماری دعوت بہ تقریب خطاب مستطاب
موصوف قبول فرما کر ہم کو اپنی مہربانی دلی کا شکرگزار بنایا۔

ہم امید کرتے ہین کہ سب صاحبان عالیشان بہادر اسی طرح اور
اوقات مین بھی ایسی ہی خوشی کی تقریبات مین بھی قدم رنجہ فرمایا کرین، اور جو توجہ
خاطر اور نظر بہبودی دسترس جملہ صاحبان عالیشان بہادر کی قدیم سے ہی
حال پر اس ریاست کے ہے، وہ ہمیشہ روز افزون ہوتی رہے، تاکہ
ہمکو حوصلہ فرمان برداری اپنی ملکہ معظمہ انگلستان اور قیصرہ ہندوستان کا
ہمیشہ بڑھتا رہے۔

۱۳ رصفر = ۲۷ رفروری صبح کے وقت سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر نے مع مہمانون کے
فوج ریاست، اور توپخانہ اسپی کی قواعد کا ملاحظہ فرمایا، فوج کی مشق اور سامان کی عمدگی،
اور گھوڑون کی تندرستی کی تعریف کی، ۹ بجے "دار الضرب" جیلخانہ، اور شفاخانہ کا
معائنہ کیا۔

رات کو نواب صدیق حسن خان صاحب کیطرف سے دعوت ہوئی، کھانا کھانے کے بعد

کرنل ولیم کنکیڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ نے اسپیچ دی، اور نواب صاحب کا جام سلامتی تجویز کیا، نواب صاحب نے بھی اسپیچ کا جواب دیا، اور حضور قیصرہ ہند کا جام صحت نوش کیا گیا۔

اس موقع پر سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر نے بالاختصار نواب صاحب کی تعریف کی اور اونکی سلامی مقرر ہونے پر اظہار خوشنودی کیا، اور اوس دوستی کا جو ملکہ معظمہ کو ریاست بھوپال کے ساتھہ ہے ذکر فرمایا اور نیز امداد سڑک ریلوی علاقہ بھوپال و تیاری پل ہای سڑک ہوشنگ آباد کے متعلق گفتگو رہی۔

نواب صاحب نے بھی اوس جوش وفاداری سرکار خلد مکان کو جو سلطنت برطانیہ کے ساتھہ رہا ہے ظاہر کر کے دیگر امور کی نسبت مناسب جوابات دیے۔

پھر عطر و پان نواب صاحب نے تقسیم کیا، اور ایک ایک "گوٹہ کا ہار" اور "بٹوہ کارچوبی کے کام کا" مہمانون کو تحفتہً دیا، جس کو سب نے شکریہ کے ساتھہ قبول کیا۔

۱۴ صفر ۱۲۹۴ھ = ۲۸ فروری ۱۸۷۷ء کو صبح کے وقت ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے بمعیت کل مہمانان قلعہ فتحگڈہ، بالا قلعہ، قلعہ کہنہ، سلاح خانہ، مدرسہ، اور مطبع کا ملاحظہ کیا۔

شام کو سواران انگریزی، و ریاست کے فوجی کرتب، اور ورزش دیکھی، شب کو "باغ نشاط افزا" مین روشنی اور آتشبازی کی سیر کی، اوسوقت اگرچہ ہوا تیز ہو گئی تھی، ابر محیط، اور تقاطر شروع ہو گیا تھا، لیکن کسی قسم کی بے لطفی نہین ہوئی، تمام مہمان نہایت فرحان و خندان، روشنی و آتشبازی کی سیر دیکھ رہے تھے۔

اس سیر سے فارغ ہونے کے بعد عطر و پان تقسیم ہوا، اور ایک ایک "جالی کا رومال" جو بھوپال کا بنا ہوا تھا، لیڈیون کو بطور تحفہ دیا گیا، مہمانون کے خوردسال بچے بھی اس سیر اور تماشے مین شریک تھے۔

۱۵ر صفر = یکم مارچ کو سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر مع چند مہمانون کے سیہور تشریف لیگئے
۱۶ر صفر کو باقی مہمانون سے "شوکت محل" پر شب کو رخصتی ملاقات ہوئی، سرکار خلد مکان نے
مہمانون کی خواہش کے مطابق اپنی، اور نواب صاحب کی، ایک ایک تصویر اور اپنی جانب سے
ایک ایک جلد "تاریخ بھوپال" کی یادگار ملاقات کے طور پر دی، مہمانون کی اس خواہش پر
کہ سرکار کتابون پر اپنے دستخط اُردو مین تحریر کرین جو اونکے لیے نشان عزت ہے، سرکار
خلد مکان نے دستخط کیئے اور مہر بھی ثبت فرمائی۔

۲ر مارچ = ۱۷ر صفر کو مہمان بھوپال سے رخصت ہو گئے۔

اس تقریب دعوت مین رزیڈنسی، اور ایجنسی کے ہندوستانی عہدہ دار اہل عملہ
و دیگر اشخاص قریب ڈیڑھ ہزار کے تھے، اون کے لیے خاص طور سے تکلفات کے ساتھ
ہندوستانی طرز پر انتظام کیا گیا تھا۔

افسوسناک و ناروا اشتہار

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب جو بھوپال آنے تک محض ایک گمنام، اور معمولی آدمی تھے، تھوڑے عرصہ مین اون کو قسمت نے والیان ملک کا ہمسر، اور ایک ممتاز و معروف شخص بنا دیا، علیا حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی اوس شاہانہ توجہ نے اور گورنمنٹ آف انڈیا کی اوس پاسداری نے جو فرمان روایان بھوپال کے ساتھ بہ لحاظ قدیم اور قابل یادگار تعلقات دوستی، و وفاداری کے مبذول و مرعی ہے، سرکار خلد مکان کی سرگرم کوششون کو دیکھکر، اور اون کی دلی مسرت سمجھکر، اور نیز نواب امراؤ دولہ صاحب بہادر کی سلامی کی مثال پیش نظر رکھکر نواب صدیق حسن خان صاحب کو اعزاز و مراتب عطا کیے اور تمام وہ عزتین جن کے والیان ملک مستحق ہین، مرحمت فرمائین، باوجودیکہ سرکار خلد نشین نے تحریری طور پر طے کر لیا تھا کہ معاملات ریاست مین شوہر ملکیہ کو کسی طرح کا دخل نہ ہوگا پھر بھی گورنمنٹ آف انڈیا اور رزیڈنسی، اور ایجنسی کے انچارج اور ذمہ دار افسرون نے معاملات ریاست مین نواب صدیق حسن خان صاحب کی مداخلت پر محض سرکار خلد مکان کے لحاظ سے چشم پوشی کی، اور یہ چشم پوشی اوس وقت تک بدستور رہی، جب تک کہ دست اندازی کی ضرورت نہ ہوئی۔

سرکار خلد مکان نواب صدیق حسن خان صاحب کی طبیعت سے ناواقف تھین اور اس ناواقفیت کے ساتھ اونکا حسن ظن کچھ اس درجہ پر تھا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے

خلاف نہ کوئی بات سُننا چاہتی تھین، اور نہ کوئی کام کرنا منظور تھا، اسلیے وہ ایک عرصہ تک مغالطہ مین رہین۔

اس دعوت کے بعد پھر تو روز بروز اون سے کچھ ایسے افعال سرزد ہونے لگے جنکا ذکر اس کتاب کے اکثر صفحات پر موجود ہے، اور جن سے پولیٹکل عہدہ داران برطانیہ کی مداخلت کا سخت احتمال تھا، لیکن چونکہ سرکار خلد مکان کی رحیم طبیعت، اور خاص قابلیت سے تمام پولیٹکل عہدہ دار واقف تھے، اسلیے نواب صدیق حسن خان صاحب کے افعال کا اثر سرکار خلد مکان کی ذات پر نہ ہوا۔

اس مین شک نہین کہ نواب صدیق حسن خان صاحب ایک ذی علم، اور ذہین شخص تھے لیکن علم و ذہانت کا استعمال کچھ اس طریقہ سے ہوا جسکے نتائج نہایت افسوسناک مترتب ہوے۔

اونھون نے خطاب و سلامی حاصل ہو جانے کے بعد کچھ ایسی روش اختیار کی جس سے ناراضی، اور عام بیدلی پھیل گئی۔

سب سے پہلے اون کی کوشش اس امر مین مصروف رہی کہ سرکار خلد نشین کے زمانہ حکومت کو بدنام کیا جاے، حالانکہ زمانہ جانتا تھا اور وہ خود بھی واقف تھے کہ سرکار خلد نشین اپنے دور کی نہایت ممتاز اور قابل حکمران تھین، اور اونھون نے بھوپال کے تمدنی، اور سیاسی اصلاحات مین اپنی بیدار مغزی، و روشن ضمیری کا ایسا ثبوت دیا ہے کہ افسران برطانیہ نے ہر موقع پر اوسکا اعتراف کیا ہے۔

سرکار خلد نشین پر نواب صدیق حسن خان صاحب نے ایسے حملے کیے کہ کوئی انصاف پسند، اور کوئی شکر گذار دل ایک لمحہ کے لیے بھی افسوس کرنے سے باز نہین رہ سکتا۔

اس قسم کے واقعات، و حالات جنپر کوئی پردہ نہین ہے، اور جن کے دیکھنے اور سننے والے ہنوز زندہ ہین اور جن کی شہادتین مستند و معتبر دستاویزین موجود ہین، بکثرت ملین گے۔

نواب صدیق حسن خان صاحب نے دعوت سے فارغ ہونے کے بعد ایک دربار عام کیا جس مین ریاست کے ارکین، وخوانین جمع ہوے، اور ایک "اشتہار" سنایا گیا اوس "اشتہار" مین سرکار خلد نشین کے عہد حکومت کو وحشیانہ دور حکومت قرار دیکر اوسپر نہایت گستاخانہ اعتراضات کیے گئے تھے، اور اپنی تعریف کی گئی تھی اوس "اشتہار" کو سنکر ہر شخص دیوار حیرت بنا ہوا تھا، اور کوئی آدمی بجز اونکے جو نواب صدیق حسن خان صاحب کے متوسل تھے ایسا نہ تھا جو اوس کے سننے سے کبیدہ نہ ہوا ہو اور اوس نے اپنی نفرت کا اپنے چہرہ سے اظہار نہ کیا ہو۔

اس "اشتہار" پر بھی اکتفا نہ کیا گیا، بلکہ ایک تحریری اسپیچ بھی نواب صدیق حسن خان صاحب نے پڑھی جو نہایت طویل تھی "اوس کا مضمون مجھے یاد نہین رہا" مگر چونکہ اوس تقریر کے جملے، اور الفاظ نہایت دل شکن تھے، اسلیے ابھی تک کچھ یاد ہین، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

"سرکار خلد نشین کی حکومت ایک ظالمانہ حکومت تھی، وہ اخوان و ارکین کے ساتھ جابرانہ برتاؤ فرماتی تھین، سرکار خلد مکان کا زمانہ حکومت نرمی اور رحمدلی کا ہے، وہ بیدار مغز، اور باخبر ہین، ہر شخص کو معلوم ہو جو کچھ چشم پوشی کی جاتی ہے از راہ بے خبری نہین، بلکہ از راہ رحمدلی، و بردباری ہے اور تحمل کا درجہ گذر گیا، سرکار ہر ایک مفسد، و فتنہ گر

جانتی ہین، سرکار کی رحمدلی کی لوگون کو قدر نہ ہوئی، بلکہ روز بروز جرأت بڑہتی جاتی ہے، نواب امراؤ دولہا کے لڑکے لطیف محمد خان و مجید محمد خان شکو اکثر سلطان دولہا کے پاس جاکر، جو ایک ناتجربہ کار لڑکے ہین، برامشورہ دیتے ہین، اسی طرح اور بھی مفتریون نے پارٹی بنائی ہے، جس کا انشاء اللہ ریاست جلد تدارک کرنے والی ہے"

غرضکہ تمام تقریرین ایسے ہی جملے تھے، آخر مین اپنی کارگذاری جتاکر سرکار و گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا گیا تھا۔

اگرچہ نواب سلطان دولھا صاحب بہادر (مرحوم) اور میان لطیف محمد خان و میان مجید محمد خان ناکردہ گناہون کی نسبت جو زبان درازی کی گئی تھی نہ وہ اب یاد ہے اور نہ وہ تحریر ہی باقی ہے، لیکن جو کچھ ہم لوگون کے دلون پر اوسوقت اس کارروائی اور تقریر کا صدمہ ہوا تھا وہ اسوقت تک زائل نہین ہوا، کیونکہ سر دربار ایک غیر شخص کی زبان سے ایسے دلشکن کلمات کا سُننا ایسا نہین جس کا صدمہ دور ہوسکے۔ سرکار خلد مکان کے لحاظ کے باعث ہم لوگون نے سکوت کیا، اور مذکورۂ بالا "اشتہار" و تقریر کو صبر و تحمل کے ساتھ سُنا کیے، مگر جو اثر تقریر و اشتہار کا ہوا وہ تمام اہل دربار کی پیشانیون سے ہویدا تھا، یہ دربار فی زعمہ دربار قیصری کا ایک نمونہ بنایا گیا تھا، جس مین نواب صدیق حسن خان صاحب نے نہایت فخر سے اپنی کارگذاریان، اور اون کا صلہ ملنے کا اظہار دلشکن تقریر مین کیا، گویا گورنمنٹ نے جو اون کی قدر افزائی کی اوسکی خوشی کا اظہار وہ دوسرون کی توہین کے ذریعہ سے کر رہے تھے۔

غالباً اونھون نے اس دربار کا اسقدر اہتمام اپنے جاہ و جلال اور جبروت کی نمائش کیلیے

کیا تھا، ممکن تھا کہ اس سے ظاہری رعب پیدا ہوتا لیکن اس سے قلبی محبت نہین ہیدا ہوسکتی تھی، بلکہ اسکے خلاف اثر ہوا، جو ہمیشہ قائم رہا۔

دربار مین جو "اشتہار" سنایا گیا تھا اگرچہ سرکار خلد مکان کی جانب سے تھا، لیکن سرکار خلد مکان پر کسی قسم کا الزام قائم کرنا ناانصافی اور حقیقت واقعہ سے چشم پوشی ہوگی، کیونکہ وہ اس باب مین بالکل مجبور، اور غیر کے اختیار مین تھین۔

جن لوگون کو سرکار خلد مکان سے ملاقات کی عزت حاصل اور اون کے خیالات وطبیعت پر آگاہی ہوئی ہے، وہ بالکل میرے ساتھ اتفاق کرین گے اور کسیطرح کے اعتراض کی سرکار خلد مکان کے اس طرز عمل کے متعلق جرأت نہ ہوگی۔
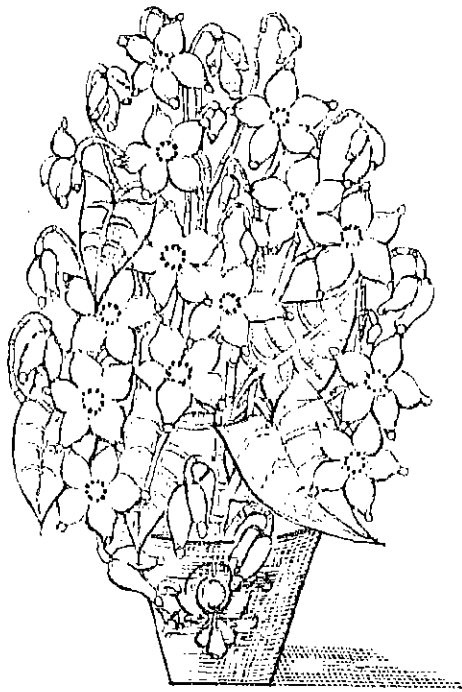
صاحبزادہ حافظ حاجی کرنل محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر

کی

ولادت

صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان بہ تاریخ ۳ نومبر ۱۸۷۸ء = ۷ ذی قعدہ ۱۲۹۵ھ روز یکشنبہ تولد ہوئے، ان کی ولادت کی مسرت سب کو ہوئی لیکن حسب دستور ملک جو طریقہ کہ اظہار خوشی کا ہے، ادا نہیں کیا گیا، کیونکہ نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کی ولادت کے وقت بندوقوں کے چلنے پر جو واقعہ پیش آیا تھا ناظرین گذشتہ فصل میں پڑھ چکے ہونگے اس موقع پر ہمنے یہ انتہا احتیاط کی کہ کوئی امر ایسا نہ ہو کہ ذرا بھی باعث ملال ہو۔

ولادت کے تین دن بعد سرکار خلد مکان تشریف لائیں، وہ کسی خانگی بات پر رنجیدہ تھیں مگر وہ رنجیدگی دو ہی دن میں جاتی رہی، اور نواسے کو دیکھنے چلی آئیں۔

ہمنے اپنے متوسلین کو اوسی طرح انعام و اکرام دیا جس طرح نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کی پیدائش کے وقت دیا تھا، سرکار خلد مکان نے مصارف مراسم پیدائش و عقیقہ عطا فرمائے، اور [illegible] روپیہ ماہوار اصراف ذاتی صاحبزادہ صاحب کے لیے مقرر کیے۔

بتاریخ ۱۳ ذی قعدہ ۱۲۹۵ھ کو رسم عقیقہ عمل میں آئی اور بتجویز سرکار خلد مکان صاحبزادہ "محمد عبید اللہ خان" نام رکھا گیا۔

اسی زمانہ میں ایک پرانا قصہ جو آخر کار بہت کچھ باعث بدمزگی ہوا تازہ ہوگیا تھا

سرکار خلد مکان نے میان عالمگیر محمد خان صاحب کی شادی کرتے وقت اپنا خیال ظاہر فرمایا تھا کہ "نواب محمد نصر اللہ خان کی شادی عالمگیر محمد خان کی لڑکی سے ہو" حالانکہ اوسوقت عالمگیر محمد خان کے یہان لڑکی کا وجود بھی نہ تھا، صرف شادی ہی ہوئی تھی، مینے بھی اس بات کو ٹالدیا، اور خموشی کو مناسب سمجھا، اوسوقت یہ معاملہ بظاہر رفت و گذشت ہوگیا تھا، لیکن اتفاق سے عالمگیر محمد خان کے ایک دو سال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی، اب وہی خیال پھر عود کر آیا، اور نواب صدیق حسن خان صاحب نے اوسکو اسلیے اور بھی مضبوط کیا کہ اونکو یہ خیال تھا کہ سرکار خلد مکان عالمگیر محمد خان کو بہت چاہتی ہین، اور مین اونکے نجیب الطرفین نہونے کی وجہ سے ضرور انکار کرونگی تو سرکار خلد مکان کے دل مین زیادہ ضد وکد پیدا ہوجائے گی۔

غرض محل مین اس بات کے ہر روز چرچے ہونے لگے اور خادمات کو ذریعہ سے وہ میرے کانون تک بھی پہنچتے تھے، لیکن مینے سکوت ہی اختیار کرلیا تھا کیونکہ یہ کل باتین پیش از وقت تھین، بچے بالکل کم سن تھے، یعنی نواب محمد نصر اللہ خان کی عمر دو سال کی تھی، اور لڑکی ابھی پیدا ہوئی تھی۔

میری خاموشی پر سرکار خلد مکان کو ضرور تجسس ہوتا تھا، اور وہ اس عقدہ کو صاف کرنا چاہتی تھین، آخر کار ایک مرتبہ جواب دینے کے لیے مجبور فرمایا، تو مینے انکار کیا، میرے انکار پر حد درجہ ناراض اور خفا ہوکر فرمایا کہ "تم نہین چاہتین کہ وزیر محمد خان کے خاندان سے تمہاری اولاد کا رشتہ ہو" عرض کیا کہ "اگر یہ خاندان موجودہ نجیب الطرفین ہوتا تو سرکار خلد نشین کو حضور کی، اور حضور کو اور نیز سرکار خلد نشین کو میری تقریب شادی مین وہ دقتین پیش نہ آتین جو غیر رشتہ دارون کے تجسس مین پیش آئین مجکو حضور عالیہ کی

ذات سے ایسا ہے کہ جو وجوہ اور خیالات میری تقریب مین یہان باعث تامل ہوے تھے حضو اپنے نواسے نواسیون کے واسطے بھی وہی وجوہ اور خیالات مد نظر رکھین گی"

اس جواب پر سرکار خلد مکان اول تو بہت خفا ہوتی رہین، اسکے بعد کوئی تذکرہ نہوا، اور مین سمجھی کہ معاملہ رفع دفع ہو گیا، مگر پھر میرے جواب پر ایسے حاشیے چڑہائے گئے اور اوسکی ایسی تاویل و تفسیر کی گئی کہ منجملہ اسباب کشیدگی سرکار خلد مکان کے ایک بڑا سبب اسکو بھی بنا دیا گیا، حالانکہ اوسی زمانہ مین یعنی قلیل عرصہ کے بعد ہی بیسان عالمگیر محمد خان کی دختر اور اہلیہ ثانی کا بھی انتقال ہو گیا۔
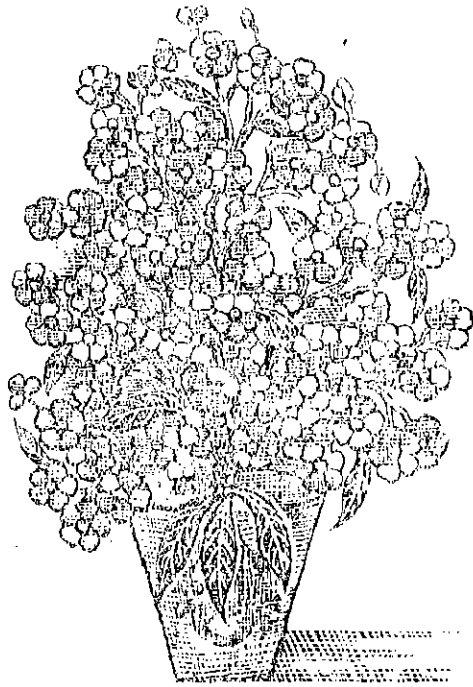
صاحبزادی آصف جہان بیگم صاحبہ کی ولادت
اور
میری علالت

صاحبزادی آصف جہان بیگم صاحبہ تاریخ ۲۵ رشعبان ۱۲۹۵ھ = ۲۳ راگست ۱۸۷۸ء کو
بوقت ۸ بجے دن کے بروز سہ شنبہ پیدا ہوئین، اور ۷ دن کے بعد رسم عقیقہ عمل مین
آئی، سرکار خلد مکان بھی تشریف لائین، جینے اپنے متوسلین و ملازمین کو انعام اور جوڑے
تقسیم کیے، سرکار خلد مکان نے "آصف جہان بیگم" نام تجویز کیا۔

مین اس عرصہ مین سخت علیل تھی، قبل از ولادت صاحبزادی صاحبہ بیمار
ہوگئی تھی، بعد ولادت مرض مین اشتداد ہوگیا "حکیم معزالدین" معالج تھے، شہر مین
ایک تہلکہ ہورہا تھا، مساجد مین دعاے صحت مانگی جاتی تھی، ختم سلامتی پڑہے جاتے تھے،
ہر ایک شخص کی زبان پر جاری تھا کہ "خدا بھوپال کے چراغ کو روشن رکھے"

سرکار قدسیہ بیگم صاحبہ اگرچہ بوجہ ناراضگی سرکار خلد مکان کے مجھ تک
آنے مین احتیاط کرتی تھین تاہم اونکو صبر نہ ہوسکتا تھا، ہفتہ مین پھر بھی دو مرتبہ
آکر دیکھتی تھین، اور میرے پاس ہوکر سرکار خلد مکان کے محل کو جاتی تھین، مگر
سرکار خلد مکان اونکے آنے کی خبر سنکر دوسرے کمرہ مین چلی جاتی تھین، اور وہ اونکی
خیریت دریافت کرتی ہوئی واپس ہوجاتی تھین۔

سرکار قدسیہ بیگم صاحبہ بزرگ خاندان تھین، میرے ساتھ نہایت شفقت

وصیت فرماتی تھین ، وہ میری علالت سے نہایت درجہ پریشان تھین ، اونھون نے میری سلامتی وصحت کے لیے لاکھون روپیہ مساکین وغربا کو صدقہ مین دیدیے، بارے مجھے تین مہینے مین صحت تامہ ہوئی ، سرکار خلدمکان نے غسل صحت پر خلعت صحت عطا کیا ، بہت کچھ خوشی و مسرت کی گئی ، سرکار قدسیہ کی خوشی کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے ، اونھون نے اس موقع پر جیسی فیاضی اور جود اور دہش کی وہ آجتک مشہور ہے ، اونھون نے مجھے خلعت صحت کیساتھ ایک لاکھ روپیہ نقد بھیجا ، اور مجھے ہی نہین بلکہ تمام کنبہ کو بھیجا ، نواب سلطان دولہا صاحب بہادر و نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر ، و صاحبزادہ حاجی ، کرنل ، محمد عبیداللہ خان صاحب بہادر و صاحبزادی آصف جہان بیگم صاحبہ کے لیے بھی اسی تعداد کا روپیہ آیا تھا ، غرض جسلسلہ پانچ لاکھ روپیہ کے توڑے تھے ، اسیطرح سرکار خلدمکان و صاحبزادی بلقیس جہان بیگم صاحبہ و نواب صدیق حسن صاحب کو بھی ایک ایک لاکھ کے حساب سے دیا لیکن نواب صدیق حسن خان صاحب نے یہ کہکر کل روپیہ پھیر دیا کہ "سرکار عالیہ فرماتی ہین کہ جب سرکار مجھسے ناراض ہین تو مین روپیہ لیکر کیا کرون ؟ اور جب مین نہین لیتی تو میری اولاد کو بھی دینا فضول ہے"

اگرچہ بادی النظر مین روپیہ کا واپس کردینا بھی باعث کشیدگی سرکار خلدمکان اور سرکار قدسیہ مرحومہ معلوم ہوتا ہے ، لیکن در اصل اسمین بھی یہ راز تھا کہ بعد سرکار قدسیہ بیگم صاحبہ کے اونکے متروکہ مال ومتاع کو ریاست سے کوئی واسطہ نہوگا ، اور سرکار خلدمکان کو ہر طرح اوس کے استعمال و تصرف کا حق و اختیار حاصل ہوگا ، اسلیے سرکار قدسیہ بیگم صاحبہ کو اس قسم کے سلوک ، اور فیاضی سے روکنا گویا اپنے ہی مال و دولت کی حفاظت تھی ۔

ایک مرتبہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ "سرکار قدسیہ کا ارادہ ہے کہ وہ اپنی حیات ہی

مین کل جائداد نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر کو عطا فرمائین" اس خبر کی شہرت محل مین بھی پہونچی، فوراً سرکار خلد مکان کی طرف سے عریضہ لکھا گیا کہ "جب مین وارث جائز موجود ہون، تو میری موجودگی مین یہ نہین ہوسکتا کہ جائداد نصراللہ خان کو دی جائے"

غرض کبھی سرکار قدسیہ مرحومہ کو یہ موقع نہ ملا کہ وہ میرے اور میری اولاد کے ساتھہ اپنی خواہش کے مطابق مراعات کرتین یا اپنی دلی آرزوئین پوری کرسکتین، جب اونکا انتقال ہوگیا تو وہ مقصود حاصل ہوا، اونکی جو متاع و دولت تھی نہ تو وہ پورے طور سے سرکار خلد مکان کی نظر سے گذری، نہ اوس کا صحیح طور پر حساب مرتب ہوا، جو کچھہ سرکار خلد مکان پر ظاہر کیا گیا اوسمین زر نقد کا زیادہ حصہ تھا جس مین سے ایک کثیر التعداد رقم اقساط ریلوی مین، اور باقی خزانہ مین داخل ہوئی، دیگر مال و دولت کا زیادہ حصہ نواب صدیق حسن خان صاحب کی ڈیوڑھی مین گیا۔
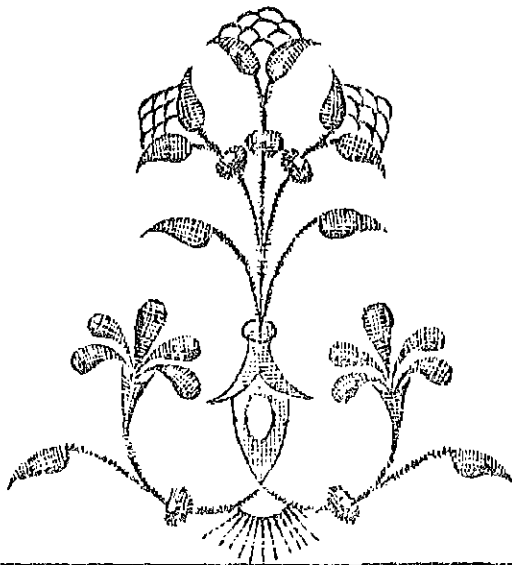
صاحبزادی ملقبیں جہان بیگم صاحبہ کی تقریبات

سرکار خلد مکان نے صاحبزادی صاحبہ کو چار ماہ کی عمر سے خود پرورش کرنا شروع کیا تھا، اور اون کے مصارف کے لیے عقیقہ ہی کے دن سے مار٥ روپیہ ماہوار مقرر فرما دیے تھے، لیکن یہ تنخواہ میری ڈیوڑھی مین جمع ہوتی تھی، اور اس سے صرف صاحبزادی صاحبہ کے ملازمون کے مصارف ادا کیے جاتے تھے، باقی رقم ڈیوڑھی مین جمع رہتی تھی، ذاتی مصارف خود سرکار خلد مکان عنایت فرماتی تھین۔

پیدائش کے وقت سے ۷ برس کی عمر تک مختلف تقریبات معمولی طور پر ہوتی رہین، لیکن اونھون نے جب ساتوین سال مین قدم رکھا تو سرکار خلد مکان نے اپنی فیاضانہ عالی حوصلگی سے صاحبزادی صاحبہ کی تقریب نشرہ سورۂ بقر فرمائی، اگرچہ پہلے تقریب "بسم اللہ" کا دستور تھا اور میری اور نیز صاحبزادی سلیمان جہان بیگم صاحبہ کی تقریب "بسم اللہ" ہی کی گئی تھی لیکن چونکہ صاحبزادی سلیمان جہان بیگم صاحبہ کا تقریب "بسم اللہ" ہونے کے ایک ہی مہینہ بعد انتقال ہوگیا تھا، اسلیے سرکار خلد مکان نے یہ تقریب ترک کردی تھی، نہ بخیال اسکے کہ نحس سمجھا جاے بلکہ باین خیال کہ اونکی نظرون کے سامنے وہ سارا سمان پھر جاتا تھا، اور اپنے لخت جگر کی یاد اون کو تکلیف دیتی تھی، اب اونھون نے بجاے اس تقریب کے نشرہ سورۂ بقر کرنا قرار دیا کہ ہر دو تقریبات کی مسرت ایک ہی مرتبہ مین ہو جاے۔

۲۳ ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ کو سرکار خلد مکان کی طرف سے جوڑا کیا گیا، اور غرہ محرم ۱۲۹۹ھ کو ۱۱ بجے نشرہ سورہ بقر کی رسم محل مین ادا ہوئی، اس تقریب مین تمام اعزہ و اخوان ریاست و متوسلین کو جوڑے دیے گئے، اور کل ملازمین کی دعوت کی گئی، اعزہ نے بھی جوڑے کیے، اور یہ سب جوڑے وغیرہ نہایت شان و شوکت اور جلوس کے ساتھ شہر سے "تاج محل" مین جاتے تھے (اگرچہ اوسوقت شہر ہی مین سکونت تھی، لیکن چونکہ جلوس ہوتا تھا اسلیے جوڑون کا پیش ہونا "تاج محل" ہی مین تجویز کیا گیا تھا) چنانچہ ہماری طرف سے بھی "تاج محل" مین جوڑا پیش ہوا، سرکار خلد مکان نے ہمکو اور کل اعزہ کو جو خاندان ہاے "وزیر خیل[1]" "باقی خیل" اور "جلال خیل" سے تھے خلعت مرحمت کیے۔

زنانہ حصہ مین مجھہ کو سرکار خلد مکان نے اور باہر مردانہ حصہ مین جو کمرہ ملاقات خاص کا ہے نواب سلطان دولہ صاحب بہادر کو جو بسبب پردہ مستورات مہمان کے اندر نہین آسکتے تھے، نواب صدیق حسن خان صاحب نے خلعت پنہائے، سرکار خلد مکان اس تقریب مین ہم کو خلعت پنہاتے وقت بے انتہا خوش تھین۔

صاحبزادی بلقیس جہان بیگم صاحبہ بھی مثل دلہن کے آراستہ میرے پاس موجود تھین، اس تقریب کی خوشی کا سلسلہ مہینون تک قائم رہا، اور سرکار خلد مکان کی فیاضی و مسرت ہمیشہ زیادہ ہی ہوتی رہی، اس رسم کے بعد ہی صاحبزادی صاحبہ کی ۱۲ ہزار روپیہ

---

[1] قوم افاغنہ کا دستور ہے کہ اون کا قبیلہ کسی مشہور اور نامور شخص کے نام سے موسوم ہو جاتا ہے، چنانچہ "وزیر خیل" جو میرا مادری خاندان ہے، میان وزیر محمد خان صاحب بہادر کے نام سے، اور "باقی خیل" میرے والد نواب امراؤ دولہ باقی محمد خان صاحب بہادر کے نام سے، اور "جلال خیل" نواب سلطان دولہ صاحب بہادر کے مورث اعلیٰ سالار میر محمد جلال خان کے نام سے مشہور ہے، اوران سب بانیان خاندان کے حالات "تاریخ بھوپال" مین مندرج ہین۔

سال کی جاگیر تنخواہ کی جگہ مقرر کی گئی، جیسا کہ خاندان رئیس کا دستور ہے کہ بچے کی تعلیم شروع ہونے کے بعد یا تنخواہ مین اضافہ کر دیا جاتا ہے، یا بجاے اوس کے جاگیر مقرر کر دی جاتی ہے۔

سرکار خلد مکان نے سند جاگیر میرے پاس بھیجدی، لیکن تمام انتظامات جاگیر، و ملازمانی اخراجات وغیرہ اپنے دست مبارک مین رکھے، اس تقریب کے چار برس بعد اب ایک اور تقریب صاحبزادی کے نشرہ ختم قرآن مجید کی ہوئی، ۱۱ سال کی عمر مین صاحبزادی صاحبہ نے قرآن مجید ختم کر لیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ سرکار خلد مکان کی کشیدگی کا اظہار صاف طور پر ہوگیا تھا حتے کہ ہمارا "سلام" بھی موقوف تھا، درمیانی راستہ جو ہمارے محل اور "شوکت محل" مین تھا، بند ہونے لگا تھا ہم بھی اس تقریب کی خبر سنا کرتے تھے، مگر ہم کو کوئی اطلاع نہین کی گئی، اور معمولی طور پر بھی اذن نہین دیا گیا، حالانکہ سرکار خلد مکان کے زیر سایہ ہی رہتے تھے۔

تاریخ معینہ پر رسم "نشرہ" "شوکت محل" مین ادا کی گئی، ہمارے سوا اور تمام اعزہ اور متوسلین، و ارا کین جمع تھے، ہم اور نواب صاحب بہادر (مرحوم) و صاحبزادہ محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر و صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر و صاحبزادی آصف جہان بیگم صاحبہ غیرون کی طرح اپنے محل مین رہے۔

ناظرین، اندازہ کر سکتے ہین کہ جس بچی کی ایسی تقریب ہو، اوس کے مان، باپ، بھائی، بہن، کو اوس مین شریک نہ کرنا کس درجہ باعث حسرت و تاسف ہے، گو ہمارا دل اس خیال سے خوش تھا کہ صاحبزادی صاحبہ کیساتھ جو شفقت و محبت سرکار

خلد مکان فرما رہی تھیں وہ بالواسطہ ہمارے ہی ساتھ ہے، لیکن پھر بھی ہم کو اپنے نہ بلائے جانے کا افسوس ضرور تھا، اور ایک حسرت پیدا ہوتی تھی۔

شام کے وقت دروازہ کھولا گیا، اور صاحبزادی صاحبہ نے جو کہ لباس فاخرہ پہنے ہوے، اور زیورات مرصع سے آراستہ تھیں، معصومانہ انداز، اور فرزندانہ ادب و محبت کے ساتھ آکر مجھے، اور نواب صاحب بہادر کو سلام کیا، اور نذر پیش کی، ہم دونوں نے آغوش شفقت میں لیا، وہ چند منٹ ہمارے پاس ٹھہر کر چلی گیئں۔
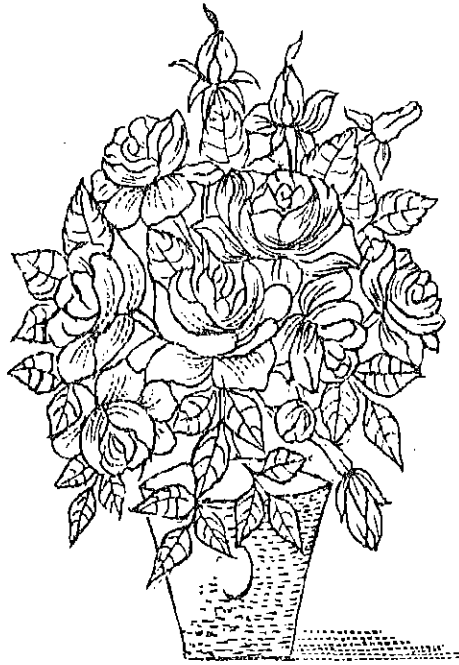
ارتحال نواب گوہر بیگم صاحبہ قدسیہ مرحومہ

"کرون آف انڈیا"

نواب بیگم صاحبہ مرحومہ نے چند روز "اسہال کبدی" مین مبتلا رہکر ۲۴ محرم ۱۲۹۹ھ = ۱۷ دسمبر ۱۸۸۱ء کو سات بجے ۴۳ منٹ شب کے وقت انتقال کیا، جناب مرحومہ کی عمر (۸۳) سال کی تھی، اونھون نے حکمرانی کی ذمہ داری کا بار (۱۸) سال تک اوٹھا کر حسب قرارداد "نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر" اپنے داماد کے سپرد کر دیا تھا، اور خود گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی، اوسی زمانہ مین اونھون نے اپنے لیے للولک مہوا کھیڑہ کی جاگیر لے لی تھی۔

جب تک وہ زندہ رہین گورنمنٹ کی جانب سے اونکے ساتھ اوسی احترام کا برتاو رہا جیسا والیان ملک کے ساتھ ہوتا ہے، اونکی اوس عزت مین جو اونکو مسند نشینی کے وقت سے حاصل تھی، تا دم مرگ فرق نہ آیا، اونکو اپنی ڈیوڑہی مین کامل اختیارات "دیوانی و فوجداری و مال" کے حاصل تھے، اور وہ کل سیاہ و سفید کی مالک تھین، صاحبان پولیٹکل ایجنٹ و صاحبان ایجنٹ گورنر جنرل بھوپال مین جب آتے تھے اون سے نہایت مسرت کے ساتھ ملتے تھے، اور اونکی ملاقات نہ صرف رسمی ہوتی تھی، بلکہ وہ ایک ایسے کریم النفس وجود سے ملنا باعث برکت سمجھتے تھے اون کے ذاتی اعزاز کا آخر وقت تک ہر طور پر لحاظ رکھا جاتا تھا، ذاتی سلامی کی (۱۵) توپین بھی مقرر تھین۔

دربار "دھلی" کے بعد "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" نے اپنی شاہانہ عنایات سے اون کو "کراون آف انڈیا" کا تمغہ عطا فرمایا تھا، وہ نہایت با اتقا، عابدہ، بافیض، فرشتہ خصال اور سیر چشم خاتون تھین۔

سرکار خلد نشین کے ہمراہ "ملکہ معظمہ" جا کر حج بھی ادا کیا، اون کو رعایا سے بھوپال اپنی "مان" سے زیادہ شفیق جانتی تھی اوتھون نے اپنے اخلاق، اور فیاضیون سے تمام باشندگان بھوپال کو گرویدۂ احسان و محبت اور معتقد بنا لیا تھا، اونھون نے اپنی عزلت نشینی کی زندگی مین بہت سے انقلابات دیکھنے کے بعد یکے بعد دیگرے تین دور حکومت دیکھے لیکن وہ اون انقلابات سے نہ کبھی اثر پذیر ہوئین، اور نہ اونھون نے کبھی ریاست کے معاملہ مین دخل دیا، البتہ جب سرکار خلد مکان نے نواب صدیق حسن خان صاحب سے نکاح کر لیا تو اونکی ذات بھی رنجیدہ اثرات و واقعات سے محفوظ نہ رہی، رزیڈنسی مین یادداشت بھیجی گئی کہ "سرکار قدسیہ چونکہ ضعیف العمر ہین، ڈیوڑھی کے انتظامات سے بے خبر رہتی ہین اور ملازمان ڈیوڑھی بے عنوانیان کرتے ہین لہذا ڈیوڑھی کے اختیارات سلب ہونے چاہئین" جس زمانہ مین یادداشت بھیجی گئی، جنرل ڈیلی صاحب بہادر رزیڈنٹ تھے اونھون نے اس یادداشت کو نامنظور کیا، اس نامنظوری کے بعد دوسرے ذرایع اونکو تکلیف دینے کے اختیار کیے گئے، جس سے روز بروز سرکار خلد مکان، اور سرکار قدسیہ مین رنجش بڑھتی چلی گئی، بالآخر وہ رنجش پولٹیکل قالب مین آگئی، اور ایک طویل مدت تک قائم رہی، گورنمنٹ عالیہ ہند نے گوارا نہ کیا کہ سرکار مرحومہ کو اس ضعیف العمری مین اس قسم کے تردداتِ پیدا ہون، اسلیے آپس مین صفائی، اور مصالحت کی تحریک کی، جو آخر وقت مین کامیاب ہوئی، اس امر کی اطلاع بذریعہ خریطہ مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۸۱ء کو

گورنمنٹ آف انڈیا کو دیگئی ۔

سرکار مرحومہ اولاد کے بارے مین بھی بہت خوش نصیب تھین ، خداوند کریم نے اونکے اس پیرانہ سالی مین اوس رنج کو بھی جو چھار پشتون تک نسل مین کسی فرزند کے نہ ہونیسے تھا ، نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر وصاحبزادہ حاجی حافظ کرنل محمد عبیداللہ خان صاحب بہادر کی ولادت سے مٹا دیا تھا ، لیکن جس غم نے کہ اونکی روح کو تحلیل کردیا تھا ، وہ نواب صدیق حسن خان صاحب کی مخالفانہ تدبیرین ، اور معاندانہ طرزعمل تھا ، اور چونکہ اون کا بیان بجاے خود ایک دردناک قصہ ہے اس لیے اوس کا تذکرہ نہ کرنا ہی مناسب ہے ۔

شب انتقال کی صبح کو اون کا جنازہ مطابق طریق اسلام پرالم خاموشی کیساتھ اوٹھایا گیا ، اور اپنے عالی صفات و بلند مرتبہ شوہر کے باغ[1] مین جہان خود اونھون نے اپنی حیات مین اپنے لیے مقبرہ بنوایا تھا ، دفن ہوئین ، شہر مین تین دن تک ہڑتال ، اور دفاتر مین تعطیل رہی ۔

اوس دن شہر کے درودیوار پر اوداسی چھائی ہوئی تھی ، اہل شہر سوگ اور ماتم مین تھے ، ہر آنکھ پرنم تھی ، اور ہر ایک دل سے نالہ جانسوز نکلتا تھا ، بذریعہ یادداشت صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر ، اور بذریعہ خرائط صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر و ہز ایکسلنسی ویسراے کو اس سانحہ کی اطلاع دی گئی ، صاحبان ممدوح الشان نے تعزیت نامے[2] بھیجے ،

---

[1] یہ باغ نواب نظر محمد خان صاحب بہادر کے نام سے موسوم اور شہر پناہ بھوپال سے تقریباً پاؤ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ، اور نواب صاحب موصوف بھی اسی باغ مین مدفون ہین ۔

[2] نقل خریطہ حضور ویسراے و گورنر جنرل بہادر ۔

جن میں اس غم انگیز وفات پر اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار اور سرکار مرحومہ کے زمانہ میں اونکی بزرگی و فیاضی، اور سلطنت برطانیہ کے ساتھہ گرانقدر وفاداری کا اعتراف تھا، چھاؤنی سیہور کے بازار میں بحکم صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر ایک دن کی ہڑتال ہوئی، اور کوٹھی ایجنسی کا "شاہی جھنڈا" سرکار مرحومہ کے اعزاز میں نصف مستول پر اوتار دیا گیا، جسکی اطلاع صاحب ایجنٹ بہادر نے بذریعہ اپنی چٹھی کے سرکار خلد مکان کو دی۔

اب نواب صدیق حسن خان صاحب کے لیے میدان بالکل خالی ہوگیا، اور وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) دو قطعہ مرسلہ آن مشفقہ مورخہ ۲۷ / نومبر ۱۸۸۱ء و ۱۹ / جنوری ۱۸۸۲ء بتوسل سر لیپل گریفن صاحب بہادر ایجنٹ دوستدار متعین سنٹرل انڈیا بہ دوستدار واصل گردید، مہربانا ازجہت ادراک معنی از مراسلہ اول آن مکرمہ خیلے فرحت و انبساط رو داد، کہ تنازعات کہ از دیر باز پریشان و بیقراری خاندان آن مشفقہ مایہ ضرر و نقصان ریاست ایشان گردیدہ بود بہ یمن طالع ہمایون سبب مصالحہ کہ فی مابین آن مہربان وجدہ محترمہ یعنی جناب قدسیہ بیگم بعمل آمدہ باختتام و انفصال رسیدہ است واز استماع این خبر کہ جدہ سالخوردہ ایشان بتاریخ ۷ / دسمبر ۱۸۸۱ء ماضی ازین جہان فانی درگذشتہ تاسف بے نہایت رو داد، درین حادثہ خانگی دوستدار از دل باآن مہربان مواسات، و ہمدردی می نماید، دوستدار بیقین می داند کہ درین حالت غم و الم آن مکرمہ را بالضرور یک گونہ تسکین و تشفی خاطر حاصل خواہد بود کہ از انتقال جناب قدسیہ بیگم مصالحہ تمام بوقوع رسید، آن مہربان مطمئن باشند، کہ دوستدار نہایت خیر و بہبود آن مہربان را مرکوز و ملحوظ خاطر دارد، و از تہ دل آن مہربان را در این واقعہ غم و الم و حادثہ خانگی ہمدردی، و غمخواری، می نماید، دوستدار را بہ کمال پاس لحاظ دوست صادق خود خواہند شمرد، فقط۔

کوششین جوکسیقدر دبی ہوئی حالت کے ساتھہ دو طرف مصروف تھین نہایت زور کیساتھہ اون کا رخ صرف میری طرف پھیر گیا، اور وہ دغدغہ جو سرکار قدسیہ مرحومہ سے تھا، جاتا رہا، کوئی روک، اور کوئی کھٹک اون تدبیرون کے استعمال مین جو میرے، اور نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر کے رنج دینے کے لیے کی جاتی تھین، حائل نہ تھی بالآخر وہ نتائج تاریخ بھوپال مین ہمیشہ افسوس کے ساتھہ دیکھے جائینگے اور جن کا ذکر آئندہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ترجمہ چٹھی سر لیپل گریفن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا

مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۸۸۱ء

آج صبح آپ کا خریطہ باطلاع انتقال فرمانے نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کے پہنچا، مجھہ کو نہایت رنج افسوس ہوا، یہ ممتاز بی بی بہت دلون تک یاد رہینگی، وہ نہایت کریم، اور فیاض مشہور تھین اور برٹش گورنمنٹ کی وہ نہایت خیر خواہی سے دوست تھین، اور غربا و مساکین، جو اون کے فیض و انعام سے بہرہ مند تھے، اون کی دعا سے صاحبہ موصوفہ کو خدا کے تخت کے پاس جگہہ ملیگی آپ کو برکت اور خوشی حاصل کرنا چاہیے، کہ آپ کی نانی صاحبہ نے حیات انسانی بہت اچھی طرح پوری کی، اور اون کی زندگی مین کوئی امر سوا ے صالحات کے نہین ہوا، اور آپ کو خوشی ہونی چاہیے کہ اون کے انتقال کے پہلے آپ کے اور اون کے درمیان مین مصالحت اور مسرت باہمی جاری ہوگئی تھی، جو اختیارات بھوپال مین منقسم تھے، اور اون کی ضعیفی کے باعث سے اون مین فتور ہوتا تھا، وہ بات اب جاتی رہی —

مجھکو افسوس ہے کہ میرا بھوپال آنا ایسے وقت مین ہوا کہ آپ بے موقع پائینگی، اور مین حتی الوسع قیام بھوپال مین کمی کرونگا فقط —

فصلون مین اپنے اپنے موقع پر آئے گا -

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نقل یادداشت کرنل ولیم کنکیڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال، مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۸۸۱ء، "مقام سیہور"

یادداشت آن مشفقہ مورخہ ۱۷ دسمبر سنہ حال مشعر انتقال فرمانے نواب بیگم صاحبہ قدسیہ موصول سررشتہ ہو کر حوالۂ قلم اخلاص رقم ہوتا ہے کہ رحلت نواب بیگم صاحبہ موصوفہ سے کمال ہی رنج و افسوس ہوا، نواب بیگم صاحبہ موصوفہ بڑی عالی ہمت، اور فیاض، اور مشہور آفاق تھین، اون کی وفات سے جیسا کچھ تاسف ہوگا، حقیقت مین ایسے بزرگ کے سایہ عاطفت اوٹھ جانے سے آپ کو بڑا رنج و غم حاصل ہوا ہوگا مگر مشیت ایزدی سے ناچاری اور بے اختیاری ہے، امید ہے کہ آپ صبر و شکیب اختیار فرمائین، اخلاص مند، اس حادثہ جان فرسا سے بہت غمگین و رنجیدہ ہے اور چھاونی سیہور مین بھی ایک روز بازار بند رہنے کا حکم دیا ہے، اور کوٹھی ایجنسی کے جھنڈہ کو بھی نصف جھکا دیا ہے، فقط -
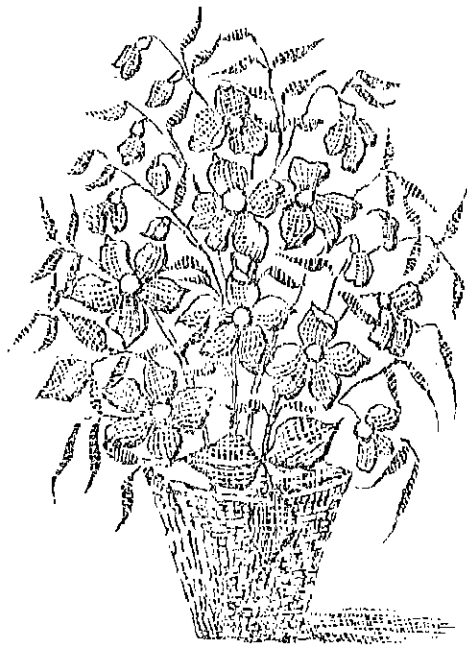
مولوی محمد جمال الدین خان صاحب بہادر مدار المہام کا انتقال

اور

مدار المہامی کی گردش

مولوی محمد جمال الدین خان صاحب بہادر مدار المہام نے ۲۷ محرم ۱۲۹۹ھ - ۲۰ دسمبر ۱۸۸۱ء کو اپنی زندگی کا زمانہ نیکی اور عزت کے ساتھ بسر کرکے انتقال کیا۔

وہ جب سے سلسلہ ملازمت ریاست مین داخل ہوے، اور جب تک وہ اس دنیا کی فضا مین سانس لیتے رہے، اونھون نے ریاست کی خیر خواہی و وفاداری کا ہی دم بھرا۔

اونکی ملازمت کا سلسلہ سرکار قدسیہ مرحومہ کے زمانہ سے شروع ہوکر سرکار خلد مکان کے عہد حکومت کے وسطی زمانہ پر ختم ہوتا ہے، اونھون نے اس طولانی اور مسلسل زمانہ ملازمت مین ہمیشہ اپنی اصابت رائے، بیدار مغزی، اور خیر خواہی کا ہر موقع پر نیا اور بہتر سے بہتر ثبوت دیا، اون کی زندگی مین بڑے بڑے واقعات پیش آئے اور اون مین اونکو کامیابی ہوئی، لیکن اخیر زمانہ مین جو اون سے غلطی ہوئی وہ نواب صدیق حسن خان صاحب کو نہیج رشتہ نہ پیدا کرنا، اور اونکے عروج و اقتدار کی ترقی مین ساعی رہنا تھا، مگر اونھون نے خود ہی نواب صدیق حسن خان صاحب سے صدمات اوٹھائے، حتی کہ عین بستر مرگ تک اونکے ساتھ نیش زنی ہوتی رہی۔

اونھون نے وہ تکالیف جو نواب صدیق حسن خان صاحب کے ہاتھ سے برداشت کین اور جو روحی صدمات اوٹھائے، وہ خانگی تھے، اور میری تاریخ سے غیر متعلق ہین، اسلیے

اون کا ذکر بھی مناسب نہین ۔

بہر حال ریاست ہمیشہ اور مادام القیام اونکی وفاداری کی قدر کریگی، اور موجودہ و آیندہ نسلین اونکے کامون کی عزت کرینگی، اور اون کی وفاداری، و بیدار مغزی، دوسرے ذمہ دار عہدہ دارون کے لیے قابل تقلید نمونہ ہوگی ۔

مدار المہامی کی گردش
مولوی محمد مبین کا تقرر و علیحدگی

جس طرح کہ اور خرابیان پیدا ہو چکی تھین، اسی طرح مولوی محمد جمال الدین خان صاحب بہادر کے انتقال کے بعد مدار المہامی مین ابتری پیدا ہوگئی، اور اس معزز عہدہ کی تمام شان و شوکت جاتی رہی، جسکا تفصیلی بیان بجاے خود ایک تاریخ ہے ۔

مین مناسب سمجھتی ہون کہ سلسلہ کے قائم رکھنے کے لیے اون لوگون کا حال اجمالاً بیان کرون جو نواب صدیق حسن خان صاحب کے دور مین اس عہدہ پر ممتاز رہے ۔

مدار المہام صاحب کی جگہ مولوی محمد مبین نائب الریاست مقرر ہوے، نواب صدیق حسن خان صاحب کے اوستاد تھے، اونہین کی سفارش سے اس عہدۂ جلیلہ کا انتظام اون کے سپرد کیا گیا آخر اونھین کیوجہ سے علیحدہ کر دیے گئے ۔

حافظ احمد رضا خان مدار المہام

مولوی محمد مبین کے بعد نواب صدیق حسن خان صاحب نے حافظ احمد رضا خان کو طلب کیا

اور وہ اس منصب پر مامور کیے گئے۔

اس مین شک نہین کہ وہ ایک جفاکش، اور قابل شخص تھے، اونھون نے اپنے عہدہ کے فرائض کو نہایت خوبی سے انجام دینا شروع کیا، مگر تھوڑے ہی دنون مین باہمی اختلاف پیدا ہو گیا۔

نواب صدیق حسن خان صاحب کے دماغ مین خود مختارانہ حکومت کے خیالات بھرے ہوے تھے، اور نائب الریاست آزادی سے کام لینا چاہتے تھے، نواب صدیق حسن خان صاحب کی خواہش کہ نائب الریاست میرا محکوم، اور فرمان بردار ہو، نائب الریاست کا یہ خیال کہ مین نواب صدیق حسن خان صاحب سے واسطہ نہ رکھون، دونون ایک ہی طبیعت کے واقع ہوے تھے، پیچیدگیان بڑھین، رنجش نے طول پکڑا، نواب صدیق حسن خان صاحب نے اونکے علیحدگی کی فکر کی، اور اونھون نے انتقام پر کمر باندہی۔

اگر ان دونون تک ہی تمام کارروائیان ختم ہو جاتین تو چندان افسوس نہ ہوتا، افسوس و رنج اس امر کا ہے کہ حافظ احمد رضا خان کی کارروائی سے سرکار خلد مکان کو صدمہ پہنچا، اذیتین ہوئین، یہ امر نائب الریاست کی لحاظ گزاری، اور پاس ادب سے بہت بعید تھا، آخر سرکار خلد مکان کو غصہ آیا، اور وہ ریاست سے علیحدہ کر دیے گئے۔

نواب بہادر عبد اللطیف خان سی، آئی، ای، وزیر ریاست

"نواب بہادر" عبد اللطیف خان بہ سفارش گورنمنٹ آف انڈیا نواب صدیق حسن خان صاحب کے انتزاع خطاب کے بعد وزیر ریاست مقرر ہوے، نواب صدیق حسن خان صاحب کے

کاروبار ریاست مین مداخلت کی ممانعت کی گئی، اور سعد کار خلد مکان کو گورنمنٹ نے ایما کیا کہ وہ وزیر کے مشورہ سے کام کرین، مگر اون کی غیور طبیعت نے پسند نہ کیا کہ ایک ہندوستانی شخص کے مشورہ سے اگرچہ وہ انکا محکوم ہے، لیکن عملاً اوسکے مشورہ کی پابندی سے ایک نوع پر اون کو محکوم بننا پڑیگا، مجبور ہوکر حکومت کرین، اسیلئے کوشش کی کہ بجاے ہندوستانی کے یوروپین مقرر ہو، نواب صدیق حسن خان صاحب کے مشورہ سے ایسا انتخاب بھی کیا گیا، لیکن گورنمنٹ ہند نے کرنل سی ایچ وارڈ صاحب بہادر کو وزیر ریاست مقرر فرمایا" نواب بہادر "عبداللطیف خان نے کل تین ماہ نیابت کا کام کیا، اور عمدہ انتظامات کی بنیاد ڈالی، مگر وہ کرنل وارڈ صاحب بہادر کے مقرر ہونے کے سبب سے واپس گئے۔

سفر کلکتہ

بار ثانی
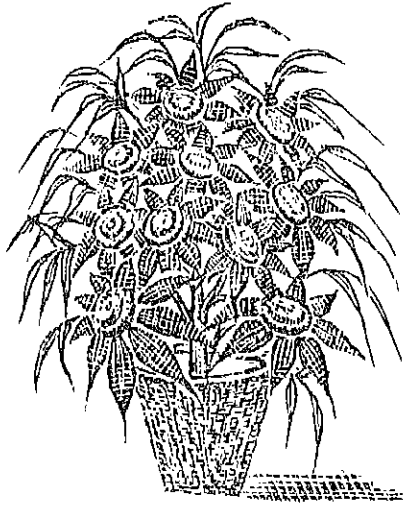
۲۵ جنوری سنہ ۱۸۶۲ء کو کلکتہ مین ایک دربار عطاے تمغاے "اسٹار آف انڈیا" کا منعقد ہونے والا تھا، اور اوس مین اکثر والیان ملک مدعو کیے گئے تھے، سرکار خلد مکان کو اس دعوت کی اطلاع صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر نے بذریعہ یادداشت بحوالہ پیغام تار برقی منجانب صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا دی تھی، جس کا شکریہ باضابطہ ادا کیا گیا۔

ادھر صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کا مراسلہ مورخہ ۵ ارد سمبر سرکار خلد مکان کے پاس بغرض شرکت دربار پہنچا، لیکن یہ مراسلہ بوجہ حادثہ ارتحال نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کے سرکار خلد مکان کے روبرو فوراً پیش نہ ہو سکا۔

مراسم عزاداری سے فارغ ہونے کے بعد وہ مراسلہ پیش ہوا، سرکار خلد مکان نے اوسکا جواب بھیجا، اور کلکتہ جانا قرار پایا، میر منشی ریاست، مہتمم کارخانجات، و دیگر افسران متعلق کے نام احکام جاری ہوے، اور ہمراہیون کی فہرست مرتب کی گئی۔

اس سفر مین سابق کے طور پر میرا جانا بھی ضرور تھا کیونکہ اس سے پیشتر ایسے اوقات مین سرکار خلد مکان نے مجھے تنہا نہین چھوڑا جبکہ ملقبہ جہان بیگم صاحبہ کو پیدا ہوے ایک ماہ ۱۲ یوم، اور نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کی ولادت کو صرف گیارہ روز ہی گذرے تھے اور پھر سرکار قدسیہ مرحومہ زندہ اور بھوپال مین موجود تھین، اونکا سایہ سر پر تھا، تو پھر

ایسی حالت میں کہ موسم معتدل، اور میری صحت عمدہ تھی، میرے ہمراہ لیجانے میں کوئی وجہ حائل نہیں ہوسکتی تھی لیکن نہ فہرست میں میرا نام تھا، اور نہ روانگی کے لیے مجھے حکم ملا، البتہ "نواب احتشام الملک بہادر" کو ہمراہ چلنے کا حکم ہوا۔

مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ کیا وجہ ہے جو مجھکو ہمراہ چلنے کا حکم نہیں دیا، میں نے حضور سرکار خلد مکان کی خدمت میں عرضی یاد دہانی پیش کی، لیکن کوئی نتیجہ خیز جواب نہ ملا۔

نواب صدیق حسن خان صاحب کی پرپیچ کارروائیوں کو میں روزانہ دیکھتی تھی، اسلیے مجھے اس موقع پر شک کرنے کی گنجائش تھی، میں نے اپنے آپ کو ہمراہ لیجانے کے متعلق مواخذہ پیش کیا، بالآخر بعد مراسلات چند در چند میرا ساتھ لیجانا منظور کیا گیا۔[1]

ریاست میں روانگی کی تیاری ہو رہی تھی کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے بذریعہ تار برقی بوساطت صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر مطلع کیا کہ "اول ہفتہ مارچ میں کلکتہ داخل ہونا چاہیے"

۴ ربیع الثانی ۱۲۹۹ھ = ۲۳ فروری ۱۸۸۲ء تاریخ روانگی قرار پائی، انتظام قیام وسواری کے لیے معتمدین کلکتہ روانہ کر دیے گئے، لیکن صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر نے اطلاع دی کہ انتظام قیام گاہ منجانب گورنمنٹ ہوگا، جی، آئی، پی، ریلوے، اور

---

[1] میرے ساتھ لیجانے کی علت غائی جو تھی وہ ایک واقعہ سے ناظرین اندازہ کرینگے، جو اسی فصل کے آئندہ صفحات میں درج ہوگا، ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ "نواب احتشام الملک بہادر" کو تو چلنے کا حکم دیا، اور مجھے یہاں تنہا چھوڑا جاتا کہ نہ جدہ مکرمہ سکندر بیگم مرحومہ کا سایہ تھا، اور نہ کوئی قدیم وزیر ریاست موجود تھا، اور یہاں "نواب احتشام الملک بہادر" کو بھی ہمراہی کا حکم تھا، اور نیز جبکہ میرے متعلق اور سفروں اور دوروں کے اوقات میں جناب کا پہلے ہمیشہ یہ ارشاد ہوا کرتا تھا کہ تنہا کیونکر چھوڑا جائے۔

ای، آئی، آر، کے ٹرافک منیجرون سے صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر نے اسپشل ٹرینون کے متعلق خط وکتابت کرکے یہ بھی طے کرلیا کہ ٹرین دن کو چلا کریگی، اور شب کو ٹھہر جایا کریگی۔

تاریخ مقررہ پر سرکار خلد مکان مع میرے ونواب صدیق حسن خان صاحب، ونواب احتشام الملک بہادر اور ہمارے بچون کے بہ جمعیت (۲۴۸) اشخاص صبح کے وقت بھوپال سے روانہ ہوکر منزل بمنزل "اٹارسی" پہونچین، دریاے نربدا کے عبور کے وقت ضلع ہوشنگ آباد کے مقامی افسران فوج، وسول نے مع گارڈ آف آنر کے استقبال کیا، اور سلامی ادا ہوئی۔

اٹارسی پہونچکر دوسرے دن اسپشل ٹرین روانہ ہوئی، اور ہم لوگ ۱۱ ربیع الثانی ۲ مارچ کو صبح کے وقت کلکتہ مین داخل ہوے، راستہ مین گو سرکار خلد مکان کے آثار خفگی بھی کبھی کبھی معلوم ہوتے تھے، جن سے مجھے کچھ بیچینی پیدا ہو جاتی تھی، لیکن اون کی مادرانہ شفقتین تسلی بھی کردیتی تھین، مین اسکا ذکر اکثر نواب احتشام الملک بہادر سے کرتی مگر وہ ہمیشہ اسکو ایک معمولی اور عارضی خفگی کہکر تسکین آمیز باتون سے ٹال دیتے، تاہم جسقدر مین غور کرتی اس خفگی کا باعث کچھ سمجھ مین نہ آتا۔

اسٹیشن کلکتہ پر کپتان ہوئی صاحب بہادر انڈر سکریٹری، وکپتان بیکر صاحب بہادر ایڈیکانگ نے منجانب ہز اکسلنسی ویسراے کشور ہند استقبال کیا، گارڈ آف آنر نے جو پہلے سے موجود تھا، سلامی ادا کی، توپخانہ سے ۱۹ فیر سلامی کے سر ہوے چونکہ یہ دستور ہو گیا تھا کہ ایسے موقعون پر مین سرکار خلد مکان کے ہمراہ ایک گاڑی مین سوار ہوتی تھی اسلیے میرے لیے کوئی جداگانہ انتظام سواری کا نہ تھا، لیکن یہان سرکار خلد مکان نے مجھے اپنے پاس بٹھانے سے انکار فرمایا جس سے مجھے سخت حیرانی وپریشانی ہوئی مگر نواب احتشام الملک بہادر (مرحوم) نے فوراً اسٹیشن پر ہی کرایہ کی گاڑی کا انتظام کرلیا، یہ غنیمت ہوا کہ اسٹیشن کا کا[illegible]

ہر قسم کی گاڑیان موجود تھین ورنہ سخت دقت وتکلیف ہوتی ۔

اوسی دن شام کے وقت کرنل رجوی صاحب بہادر، انڈر سکریٹری گورنمنٹ ہند، و کپتان ٹیلر صاحب بہادر، وکیمپ انچارج، قیام گاہ پر تشریف لائے، اور منجانب عالیجناب ویسرائے بہادر مزاج پرسی کرکے واپس گئے اور چار بجے ۴۵ منٹ پر ہز ایکسلنسی، اور سرکار خلد مکان کی رسمی ملاقات کا وقت تھا، اور اِس ملاقات کے لیے ایک پروگرام حسب قاعدہ مرتب ہوگیا تھا جسکی نقل فارن ڈیپارٹمنٹ سے بھیجی ہی گئی تھی، مگر یہ پروگرام اوسوقت میری نظر سے نہین گذرا تھا ۔

ملہ ترجمہ فارن ڈیپارٹمنٹ فورٹ ولیم - ۱۲ مارچ [illegible] ع

"ملاقات خانگی نواب بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال، جی، سی، ایس، آئی، ویسرائے کشور ہند سے بمقام کلکتہ بروز [illegible] پانچ بجے [illegible] [illegible] ہز ایکسلنسی [illegible] [illegible] [illegible] نواب بیگم صاحبہ عالیہ کی ملاقات خانگی ویسرائے کشور ہند سے مکان شاہی مین ہوگی اور [illegible] جنرل کمینڈنگ ہز ہائنس ایسکورٹ اس کام کے واسطے موجود ہونگے، اور ملٹری سکریٹری اور [illegible] سکریٹری فارن ڈیپارٹمنٹ اور صاحب ویسرائے صاحب بہادر کشور ہند کے چار بجے پانچ منٹ پر مکان گورنمنٹی سے ایک گاڑی مین بیگم صاحبہ عالیہ کو اونکی فرودگاہ سے لینے کو روانہ ہونگے، اور زینہ پر نواب بیگم صاحبہ عالیہ کو ملٹری سکریٹری، اور فارن سکریٹری لیجائین گے، اور اون کے ہی ساتھ نواب بیگم صاحبہ عالیہ مکان شاہی تک جاوین گی، اور ویسرائے صاحب بہادر درمیان تک سینہ مکان شاہی کے استقبال نواب بیگم صاحبہ عالیہ کا کرکے اپنے دست راست [illegible] نواب بیگم صاحبہ کو بٹھلاوین گے، اور صاحب پولیٹکل افسر نواب بیگم صاحبہ عالیہ کے دست راست کی جانب اپنے کام پر بیٹھ جاوینگے، اور بین الدفتر نواب صاحب بہادر دوسری طرف نواب بیگم صاحبہ عالیہ کے اور نواب

سرکار خلد مکان وقت معینہ پر گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوئین، گیارہ اشخاص معززین سرکار ہمراہ تھے، اور اردلی مین ہندوستانی رسالہ کا ایک "اسکوارڈن" تھا "والیسرنگل لاج مین" داخل ہوتے ہی گارڈ آف آنر نے سلامی ادا کی، صاحبان ملٹری سکریٹری، و فارن سکریٹری نے گاڑی سے اوتارا، توپخانہ سے ۱۹ فیر سلامی کے سر کیے گئے، ہز اکسلنسی لارڈ رپن نے مقام معینہ تک استقبال کر کے سرکار خلد مکان سے ہاتھہ ملایا، اور مزاج پرسی کی، پھر بعد مصافحہ و مزاج پرسی فرما کر تکالیف سفر کا ذکر فرمانے لگے، ہنوز ہز ایکسلنسی مصروف گفتگو ہی تھے کہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے پیش قدمی کر کے مصافحہ کے لیے ہاتھہ بڑھایا، ہز اکسلنسی نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سلطان جہان بیگم صاحبہ، اور ایسے ہی ہمراہی نواب بیگم صاحبہ عالیہ کے جو تعداد مین ہفت سے زیادہ نہون، اور دربار مین نشست اونکی مقرر ہو، بیٹھین گے، اور جانب دست چپ ویسرائے صاحب بہادر کے فارن سکریٹری، اور برگیڈیر جنرل صاحب بہادر، اور پرائیوٹ سکریٹری و ملٹری سکریٹری صاحبان بہادر، اور فارن انڈر سکریٹری صاحب بہادر اور ویسرائے صاحب بہادر کے دیگر افسران خاص، و افسران ضلع بیٹھین گے، بعدہ نواب بیگم صاحبہ عالیہ یکصد و پنجاہ و یک تھان اشرفی کی نذر دکھلائین گی، جسپر ہاتھہ رکھا جائیگا اور واپس ہوگی، بعد ایک تھوڑی گفتگو کے نواب صاحب بہادر، اور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ، اور نواب بیگم صاحبہ عالیہ کے ہمراہیان کا سلام پولیٹکل افسر کرادین گے، اور ہر ایک ہمراہی ایک تھان اشرفی کی نذر دکھلاوینگے جسپر ہاتھہ رکھا جاوے گا اور واپس ہوگی، بعد اسکے نواب بیگم صاحبہ عالیہ کو عطر و پان ویسرائے صاحب بہادر اپنے ہاتھہ سے دینگے، اور نواب صاحب بہادر اور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کو فارن سکریٹری، اور ہمراہیان دیگر کو انڈر سکریٹری دینگے، اسکے بعد ویسرائے صاحب بہادر بیگم صاحبہ کو رخصت دینگے، اور جہانتک استقبال کیا تھا وہانتک پہونچا کر رخصت کرینگے، اور

اثنائے گفتگو مین اونسے مصافحہ کرلیا، وہ مصافحہ کے بعد میری کرسی پر جو بعد صاحب پولٹیکل ایجنٹ
کے تھی جا بیٹھے، صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر نے میری کرسی سے اوٹھ جانے کا اشارہ کیا،
اور اونھین مجبوراً اوٹھنا پڑا۔

جب سے سرکار خلد نشین کی مدبرانہ تحریک سے یہ امر طے ہوگیا تھا کہ شوہر رئیسہ محض
برائے نام نواب رہیگا، اوس زمانہ سے تمام درباروں مین ولیعہد ریاست کی کرسی کا
نمبر شوہر رئیسہ سے اول رہتا تھا، اور اسی بنا پر نواب احتشام الملک بہادر (سلطان دولہ)
کی کرسی صاحبزادی بلقیس جہان بیگم صاحبہ، و نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے بعد
ہوتی تھی۔

لیکن یہان نواب مقصود ہی دوسرا تھا، ایک طرف مختاری ریاست کی کوشش
کیجاتی تھی، دوسری جانب ولیعہد ریاست کے آیندہ استحقاق جانشینی کے زائل کرنیکی
تدبیر ہورہی تھی، اور تیسری سمت ہر طور پر، اور ہر ایک موقع پر ہر ایک قسم کے مدارج

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) فارن سکریٹری زینہ کے کنارہ تک، اور فارن انڈر سکریٹری، اور مصاحب
ویسرا ے صاحب بہادر کے مکان فرودگاہ نواب بیگم صاحبہ عالیہ تک نواب بیگم صاحبہ کو پہنچا دین گے اور
نواب بیگم صاحبہ عالیہ کی اردلی مین سواران سرکار انگریزی اونکی فرودگاہ سے مکان شاہی تک آمد و رفت مین
رہینگے، مکان سنگ مرمر کے راستہ پر باڈی گارد سلامی دیگا، اور ملاقات کے وقت بینڈ باجہ زینہ پر بجیگا
اور ایک گارڈ گورنمنٹی کا مکان گورنمنٹی پر سلامی نواب بیگم صاحبہ عالیہ کی اداکریگا، اور نوزدہ ضرب الوا پ
سلامی قاعدہ سے وقت آنے اور جانے نواب بیگم صاحبہ عالیہ کے سر ہونگی۔

{دستخط جی ڈبلیو ر جوس صاحب بہادر لفٹنٹ کرنیل
قائم مقام انڈر سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا۔}

ومراتب معینہ مین بھی کمی کرنے کے لیے کارروائی عمل مین لائی جاتی تھی -

چنانچہ اس سفر مین جو پروگرام ہز ایکسلنسی ویسرائے اور سرکار خلد مکان کی ملاقات کے فارن ڈپارٹمنٹ سے مرتب ہوے اون مین نواب صدیق حسن خان صاحب کی کرسی کا نمبر میری کرسی سے پہلے تھا، حالانکہ اس سے قبل اس قسم کی کوئی مثال موجود نہین تھی ہمیشہ دستور یہ تھا کہ فارن ڈپارٹمنٹ سے جو پروگرام مرتب ہوتا تھا، اوس مین نام بنام تصریح نہین کی جاتی تھی اور معمولاً بعد ولیعہد کے حسب مدارج خاندان خود رئیس کی مرضی سے نشست کے نمبرون کی ترتیب ہوتی تھی -

ملاقات اول کا پروگرام میری نظر سے نہین گزرا تھا، اور معلوم ہوتا ہی کہ صاحب پولٹکل ایجنٹ بہادر نے بھی اوسکو توجہ سے نہین دیکھا تھا، اسیلیے پہلے دن اونھون نے نواب صدیق حسن خان صاحب کو حسب ترتیب پروگرام نہ بیٹھنے دیا -

مینے اس حرکت کو معمولی بات سمجھی، اور کچھ زیادہ توجہ نہ کی، لیکن سرکار خلد مکان کی ناراضی حد سے متجاوز ہوگئی، حتیٰ کہ لیڈی رپن صاحبہ کی ملاقات کے لیے بھی مجکو اپنے ہمراہ نہ لے گئین -

۱۵ ربیع الثانی = ۶ مارچ کو ملاقات بازدید[۱] قرار پائی، اور دربار کے وقت سے

---

[۱] ترجمہ چٹھی فارن ڈپارٹمنٹ فارٹ ولیم، سوم مارچ ۱۸۸۲ء

لارڈ صاحب بہادر ویسرائے کشور ہند نواب بیگم صاحبہ عالیہ والیہ ریاست بھوپال، جی، سی، ایس، آئی کی ملاقات کے واسطے بروز دوشنبہ ششم مارچ ۱۸۸۲ء پانچ بجے ۵ منٹ پر شام کو نواب بیگم صاحبہ کی کوٹھی پر آوین گے، چار مقرب افسر نواب بیگم صاحبہ کے جو کلکتہ مین موجود ہون واسطے استقبال لارڈ صاحب بہادر کے چار گھنٹہ پنچاہ منٹ پر ایوان گورنری پر جاکر لارڈ صاحب بہادر کو نواب بیگم صاحبہ کی

کچھہ ہی دیر پہلے میرے پاس بجاے حکم اطلاعی جو اپسے موقعون پر ہمیشہ صادر ہوتا تھا کو بندرام ایک فرد لایا، اوس مین میری نشست کا نمبر نواب صدیق حسن خان صاحب کے بعد تھا، مجکو اسپر شک ہوا مینے فرد پر دستخط نہین کیے، اور خود نواب صدیق حسن خان صاحب کو بلاکر استفسار کیا کہ "کیا سہواً فرد کی ترتیب مین تقدم و تاخر ہوگیا ہے؟" اونھون نے لاعلمی ظاہر کی۔

مجھے اس تغیر و تبدل سے سخت رنج ہوا، کیونکہ اگر یہ خانگی معاملہ ہوتا تو مین کبھی رنج تو کیا خیال شکایت کو بھی دل مین جگہ نہ دیتی، اور سرکار کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتی لیکن چونکہ یہ معاملہ آداب مراتب دربار شاہنشاہی سے متعلق تھا، اس لیے مجھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کوٹھی پر لادین گے، لارڈ صاحب بہادر ایوان گورنری سے پانچ بجے شام کو روانہ ہونگے، اوسوقت سلامی وبیسراے ہوگی، اور لارڈ صاحب بہادر کے ہمراہ فارن سکریٹری، اور پرائیوٹ سکریٹری، اور ملیٹری سکریٹری، اور انڈر سکریٹری فارن ڈپارٹمنٹ، اور لارڈ صاحب بہادر کے خاص مصاحب ہونگے، نواب بیگم صاحبہ لارڈ صاحب کو اپنے مکان مین اوس جگہہ جہان لارڈ صاحب بہادر بگھی سے اوترین گے استقبال کرکے جاے نشست پر لیجا دین گے، اور اپنے دست راست پر لارڈ صاحب بہادر کو بٹھا دین گی، لارڈ صاحب بہادر کے بعد فارن و پرائیوٹ و ملیٹری سکریٹری اور فارن انڈر سکریٹری اور لارڈ صاحب بہادر کے مصاحب بیٹھین گے، اور نواب بیگم صاحبہ کرسی چپ پر پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر اور بعد اون کے نواب والا جاہ صاحب بہادر، نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ اور دیگر ہمراہیان نواب بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال جو دربار مین شریک ہوے بیٹھین گے۔ اسکے بعد نواب بیگم صاحبہ یک صد و پنجاہ و یک تھان اشرفی کی نذر لارڈ صاحب بہادر کو دکھلا دین گی جسپر لارڈ صاحب بہادر ہاتھہ رکھدین گے، اور نذر مذکور واپس ہوگی۔

بے انتہا تامل و رنج ہوا، مینے سرکار خلد مکان کو حسب ذیل عریضہ لکھا:-

"فرد نشست کرسیان مرتبہ رو بکاری حضور مین حسب تحریر کاغذ محکمہ گورنری میری نشست بعد نواب صاحب بہادر لکھی ہے، حالانکہ آجتک ایسا نہین ہوا کہ میری نشست بعد نواب صاحب بہادر کے کسی دربار، یا ملاقات گورنری، یا دربار ریاست مین ہوئی ہو، پس اس بے ضابطگی یا غلطی کا سبب یا تو حضور ایجنٹ صاحب بہادر سے دریافت فرما دین، یا مجکو اجازت ہو کہ مین دریافت کرون غرض اس مین کارروائی جلدی ہونا ضرور ہے، کیونکہ وقت ملاقات قریب آگیا ہے"

مورخہ ۵ ا ربیع الثانی ۱۲۹۹ھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بعد اسکے نواب دالاجاہ صاحب بہادر، اور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ، اور دیگر ہمراہیان نواب بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال جو شریک دربار ہونگے نذر معمولی ایک ایک اشرفی کی دکھلاوین گے، اوسپر لارڈ صاحب بہادر ہاتھہ رکھدینگے، اور واپس ہو گی۔

رخصت کے وقت عطر و پان نواب بیگم صاحبہ لارڈ صاحب بہادر کو خود اپنے ہاتھہ سے، اور دیگر ہمراہیان لارڈ صاحب بہادر کو نواب والاجاہ صاحب بہادر دین گے۔

جو مراتب وقت تشریف آوری لارڈ صاحب بہادر کے استقبال وغیرہ کے ادا ہونگے ویسی ہی وقت رخصت کارروائی ہوگی، یعنی نواب بیگم صاحبہ بگھی تک، اور چار افسران معزز ایوان گورنری تک پہنچا دین گے۔

ایک گارڈ واسطے سلامی لارڈ صاحب بہادر کے نواب بیگم صاحبہ کے قیام گاہ کی کوٹھی پر بھیجا جاویگا اور لارڈ صاحب بہادر کی اردلی مین باڈی گارڈ ہوگا، یا وردی پہ ملاقات ہوگی فقط۔

دستخط جی ڈبلیو رحوی صاحب بہادر لفٹننٹ کرنیل

قائم مقام انڈر سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا۔

میرا عریضہ پہنچنے کے قبل نواب صدیق حسن خان صاحب نے جا کر سرکار کو سخت مشتعل کر دیا تھا، اور وہ نہایت غصہ مین بھری ہوئی تھین، اسی اثنا مین صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھی آ گئے، اور میرا عریضہ بھی پہنچ گیا۔

سرکار خلد مکان نے نہین معلوم صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر سے کیا گفتگو فرمائی، اونھون نے مجھے بہت فہمائش کی، اونکی فہمائش سے مین دربار مین جانے کو راضی ہوگئی، مگر میرا دل رنج سے معمور تھا، اور مجھے اس توہین کا سخت قلق تھا، با دل ناخواستہ مین دربار مین شریک ہوئی، لیکن پھر عریضہ کا جواب نہ ملنے پر مینے دوسرے دن حسب مندرجہ ذیل مفصل عریضہ لکھا۔

"بروز ملاقات ثانی نواب گورنر جنرل صاحب بہادر و یسرائے کشور ہند بنوخت یک گھنٹہ روز جسکو آج تیسرا دن ہے، یک قطعہ عرضی بنام نامی حضور بمراد ارسال محکمہ ایجنٹی دربارہ نشست کرسی، فدویہ نے گذرانی تھی، اور مطلب اوسکا یہ تھا کہ قدیم الایام سے میری نشست کرسی نواب صاحب والا جاہ بہادر سے اول رہی ہے، چنانچہ دربار بمبئی کہ جس زمانہ مین حضور کو اسٹار آف انڈیا عنایت ہوا، نشست کرسی میری نواب صاحب سے اول ہے، بعد اوسکے کلکتہ مین کہ جسوقت پرنس آف ویلز صاحب بہادر تشریف لائے تھے کرسی میری نواب صاحب سے اول تھی، اور اب بھی ہنگام ملاقات اول جناب ویسرائے صاحب بہادر نشست کرسی مذکور حسب قاعدہ قدیم ہوئی کیونکہ قاعدہ نشست میرا بسبب میرے استحقاق کے کہ کسی اخوان یا ستگو یہ منصب نہین پہنچتا، ہمیشہ اسی طرح سے چلا آتا ہے، کوئی امر جدید نہین ہے

اور دربار اور ملاقات ریاست مین بھی قاعدہ ہمیشہ جاری رہا، اور سے کہ بعد رئیسہ معظمہ
میری نشست ہوئی ہے، اور ریاست سے بھی آجتک اس قاعدہ قدیمہ مین
کبھی افراط و تفریط نہین کی گئی، چنانچہ حضور نے اوسیوقت بذریعہ احکامات
جزوی مجکو اطلاع دی کہ "ہمنے تمھاری عرضی کی نقل وکیل ریاست کے پاس
بھیجدی ہے جس طرح ایجنٹ صاحب بہادر جواب دین گے تمکو اطلاع دیجاویگی"
مگر ہنوز اوسکا جواب نہین آیا، چنانچہ بسبب نہ آنے جواب مذکور کے میرے
منصب ذاتی مین سخت فرق آیا، میرا ارادہ نہ تھا کہ شریک دربار ہون، مگر محض
بخوف گورنمنٹ اور بفہمایش ایجنٹ صاحب بہادر اس کسر منصب و آبرو کو
اپنے اوپر گوارا کر کے شریک دربار ہوئی، امیدوار ہون کہ اب سرکار
دوبارہ اس عرضی کو بجنسہ جناب پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر کی خدمت مین
بصیغہ ضروری بھیجدین تا کہ اسکے جواب سے جلد تر آگاہی حاصل ہو، کیونکہ
میرا اس مین بہت ہتک منصب ہوا، تا وقتیکہ اس کا جواب بہ پابندی
قانون، و از روے ضابطہ نہ ملیگا مین ہرگز یہان سے نجاؤن گی، اور مجکو
فقط اسکا جواب ملنا چاہیے کہ یہ امر خلاف قاعدہ قدیم کیون ہوا، باقی گورنمنٹ کو
اختیار ہے جسکو چاہے ذلت دے، اور جسکو چاہے عزت عنایت کرے"

۱۷ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۹ھ

میرے ہر دو عرائض گورنمنٹ آف انڈیا مین بھیجے گئے، اور وہان سے جو جواب وصول ہوا
وہ مع نقل خط سرکار خلد مکان ذیل مین درج ہے:-

"بجواب عرضی تمھاری کے صاحب کلان بہادر نے نقل چٹھی صاحب فارن

سکریٹری گورنمنٹ انڈیا بھیجی ہے ، وہ ہمراہ اس خط کے نزدیک تمہارے بھیجی جاتی ہے ، اس کے دیکھنے سے حال معلوم ہوگا یعنی ضرورت صراحت نام بنام کاغذ پروگرام مین نہ تھی ، رئیسہ عظمہ کی راے سے ترتیب نشست کی ہوجاتی ہو کہ ایسا ہی ہوا ہے" مورخہ ہیجدہم ربیع الثانی ۱۲۹۹ھ

فارن آفس کلکتہ

مورخہ ۸ مارچ ۱۸۸۲ء

میرے مشفق کنکیڈ!

پروگرام ملاقات ہز ایکسلنسی با بیگم صاحبہ ، و ملاقات بازدید ہز ایکسلنسی مین نواب کنسرٹ (شوہر بیگم صاحبہ) و سلطان جہان بیگم کے اسما کے درج کرنے کے معاملہ پہ جس کا آج صبح کو مجھ سے آپ نے ذکر کیا تھا ، مین غور کر رہا ہون -

میرے نزدیک یہ بہتر ، اور مثال کے مطابق ہوتا اگر کوئی نام درج نکیا جاتا اور الفاظ "پولٹیکل ایجنٹ بھوپال کے بعد" اور اسکے بعد ہر ہائنس کے ہمراہی جنکو دربار مین داخل ہونے کا استحقاق ہے" لکھدیا جاتا ، آیندہ کے لیے یہ یادداشت درج کرلی جائیگی ، اور حال کے پروگرام متعلقہ ملاقات مین جو داخل دفتر ہین ، ترمیم کردیجائیگی -

آیندہ نشست کا معاملہ بغرض تصفیہ موافق رسم و رواج ریاست بھوپال محض خانگی امور کے طور پہ چھوڑ دیا جاے گا -

آپ کا دوست

تھامس ہوپ

ہزاکسلنسی کے استقبال کے لیے حسب پروگرام ویسرائیگل لاج تک نواب صدیق حسن خان صاحب

نواب احتشام الملک بہادر، میان عالمگیر محمد خان، سید علی حسن خان، گئے اور تمام کارروائی

پروگرام کے مطابق عمل مین آئی۔

سرکار خلد مکان نے تاریخ بھوپال، ایک ٹوپی، ایک پاندان نقرہ، ایک عطردان نقرہ

تحفۃً پیش کیا، ہزاکسلنسی نے نہایت اخلاق کے ساتھہ قبول فرمایا، تمام سرداران شریک

دربار نے نذرین پیش کین، مینے علاوہ اپنی نذر کے صاحبزادہ حافظ حاجی کرنل محمد عبید اللہ خان

صاحب بہادر کی طرف سے جو بعمر سہ سالہ تھے، اور آصف جہان بیگم صاحبہ کی طرف سے جو

یک ونیم سالہ تھین، حسب الحکم سرکار خلد مکان نذر پیش کی، یہ بچے بسبب خوردسالی دربار مین

شریک نہ ہو سکے تھے۔

اوسی تاریخ عالیجناب لیڈی رپن صاحبہ ملاقات بازدید کے لیے تشریف لائین،

مین بھی اس ملاقات مین شریک تھی، زمانہ قیام مین سرکار خلد مکان نے کلکتہ کے مشہور

مقامات[1]، اور انسٹیٹیوشن بھی دیکھے، اور اونکی امداد بھی کی، لیکن مجھے کسی جگہہ وہ اپنے

ہمراہ نہین لے گئین، کیونکہ اب علانیہ طور پر خفگی ہو گئی تھی، مین اگرچہ ہمراہ نہین گئی لیکن

مینے بھی چندہ[2] دیا۔

نواب لفٹننٹ گورنر بہادر بنگال، و ہزاکسلنسی کمانڈر انچیف بہادر افواج ہند، و لیڈی

گرانڈ صاحبہ، و کپتان پریڈو صاحب بہادر، و دیگر معزز صاحبان یوروپین و لیڈیان

[1] زنانہ ہسپتال [amount]، جنرل سوسائٹی [amount]، مدرسہ عالیہ کلکتہ [amount]، ڈیسٹ ہوم [amount]، لوکل [amount]، میو ہسپتال [amount]

کمال ہسپتال [amount]، انڈیا ایسوسی ایشن زراعت [amount]، چڑیا، و عجائب خانہ [amount]۔

[2] ہسپتال زنانہ وغیرہ مین دو ہزار روپیہ دیا۔

وقتاً فوقتاً سرکار خلد مکان سے ملین لیکن مجھے کسی کی ملاقات میسر نہ ہوئی -

چیف سکریٹری نے خاص طور پر نواب احتشام الملک بہادر کو اپنے یہان بلا کر ملاقات کی اور بہت دیر تک شکار اور اونکے خاندانی حالات کے متعلق تذکرہ ہوتا رہا -

یہان پر بذریعہ اخبارات معلوم ہوا کہ علیا حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند پر کسی بدمعاش نے گولی[1] چلائی ، لیکن ملکہ معظمہ کو خدا کے فضل سے کوئی گزند نہین پہونچا -

اس واقعہ سے افسوس ، اور عزیز ملکہ کی سلامتی سے مسرت پیدا ہوئی ، اور بذریعہ پولیٹکل ایجنٹ بہادر کے سرکار خلد مکان نے خطرہ سے محفوظ رہنے کی مبارکباد کا تار علیا حضرت کو بھیجا -

۲۲ ربیع الاول ۱۲۹۹ ہجری کو واپسی قرار پائی ، اسپشل ٹرین کا انتظام پہلے سے ہو چکا تھا ، تاریخ مذکورہ کو سرکار خلد مکان نے ہز اکسلنسی لارڈ رپن ، اور اونکی بیگم صاحبہ سے "ویسرایگل لاج " مین رخصتی ملاقات کی ، مین بھی ہمراہ گئی تھی ، وہان سے ہم براہ راست اسٹیشن پر آئے ، سواران فوج ہندوستانی کا دستہ اردلی مین تھا ،

---

[1] علیا حضرت ملکہ معظمہ لنڈن سے " ونڈسر " کو جاتی تھین ، جسوقت اسٹیشن سے اوتر کر چلین تو ایک آدمی نے اون پر تپنچہ چلایا ، اونہین کے برابر شاہزادی بیاٹرس :- (ملکہ معظمہ کی صاحبزادی) بیٹھی تھین جو گولی کی زد مین تھین ، بدمعاش کا وار خالی گیا ، " ایٹن " کے دو طالب علمون نے اوسے ڈھکیل دیا جس سے دوسرا فیر نہ کر سکا ، اسی اثنا مین گاڑی آگے چلی ، تب ملکہ معظمہ کو معلوم ہوا کہ وہ کسقدر سخت خطرہ سے نکلی ہین -

اونھون نے سب سے پہلے پوچھا کہ " کسی کو گزند تو نہین پہونچا ؟ " اور پھر اپنی صاحبزادی کے استقلال کی تعریف کی ، اس واقعہ کی اطلاع سے عام و خاص مین ایک جوش پھیل گیا ، اوس کی یادگار قائم کی اور گرجاؤن مین شکریہ کی نمازین ادا ہوئین -

ہز ایکسلنسی کے انڈر سکریٹری، و فارن سکریٹری، و ایڈی کانگ صاحبان نے اسٹیشن تک مشایعت کی، اور وقت معینہ پر روانہ ہوگئے، اور ۲۶ ماہ مذکور کو "اٹارسی" مین داخل ہوے اور پھر منزل بہ منزل قیام کرتے ہوے بھوپال پہنچ گئے حسب دستور استقبال ہوا، اور سلامی سر ہوئی، ملازمین ہمراہی کو تین یوم کی تعطیل دی گئی۔

جو واقعہ کہ کلکتہ مین پیش آیا اوس سے سرکار خلد مکان اس درجہ ناراض ہوئین کہ مجھسے میرے سفر کے تمام مصارف مع کرایہ لے لیے گئے۔
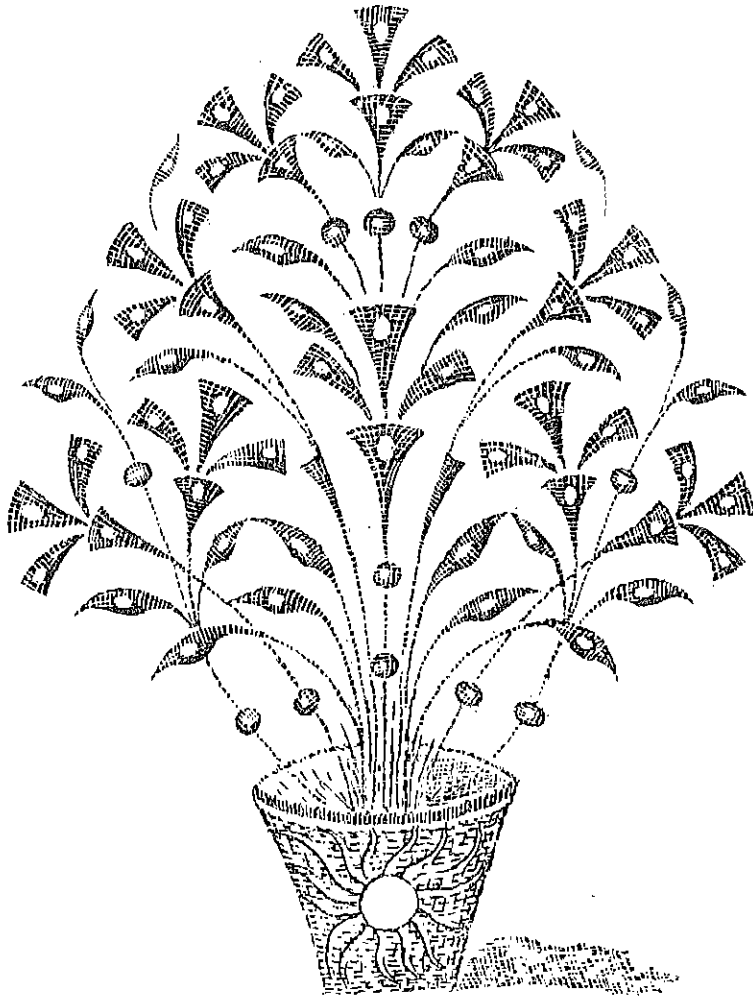
نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کی علالت اور سرکار خلد مکان کی کشیدگی کا اظہار

کلکتہ مین جو واقعہ ملاقات باز دید کے پروگرام کے متعلق پیش آیا تھا اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سرکار خلد مکان کی طبع مبارک مجھ سے بے انتہا مکدر کردی گئی، اور وہ صاف صاف اپنے عتاب وغصہ کا اظہار فرمانے لگین، اون کی شفقت ومحبت، خفگی وناراضی سے متبدل ہوگئی۔

مین اگرچہ روزانہ سلام کو جاتی تھی، مگر روز بروز سرد مہری، اور عتاب مین ترقی ہی پاتی تھی، مگر باوجود ناراضی محسوس ہونے، اور بہت سی ناگفتنی اور دل شکن کارروائیون کے پیش آنے کے بھی مین نے اپنا معمول ترک نہ کیا، اس عرصہ مین نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر جن کی عمر ابھی سات ہی سال کی تھی، نہایت سخت بخار مین مبتلا ہوے، جو ڈاکٹری تشخیص سے "ریمیٹ فیور" معلوم ہوا، جس کو یونانی مین "حماۓ طبقہ متنزائدہ" کہتے ہین، اونپر کیفیت سرسامی طاری تھی، کیس روز تک مبتلاے مرض رہے، ہرچند علاج کیا جاتا تھا مگر صحت نہ ہوتی تھی "نواب احتشام الملک بہادر" بے انتہا پریشان تھے، دوران علالت مین ایک روز حالت نہایت نازک ہوگئی، مین نے اوس انتشار مین اپنی پیش خدمت کو سرکار خلد مکان کے حضور مین بھیجا، تاکہ اس حالت کی اطلاع دون، کیونکہ تکلیفات ومصائب کے وقت بے اختیاری کے ساتھ اپنے شفیق بزرگون، اور مربیون کو ہی دل ڈھونڈھا کرتا ہے خصوصاً ایسے بزرگ کو جو والیہ ملک، اور ایسے شفیق کو جو نانی ہو جس سے زیادہ دنیا مین

کوئی شفیق نہین ہوسکتا، مین ہمہ تن چشم امید بنی ہوئی اون کے آمد کی منتظر تھی، اور دل ہی جانتا ہے کہ اوس انتظار مین کس قدر تسلی بھری ہوئی تھی، مجھے معلوم ہوتا تھا کہ سرکار خلد مکان کا تشریف لانا ہی مریض کے لیے شفا ہے، لیکن "پیش خدمت" واپس آئی، اور اوس نے جواب دیا کہ "سرکار کل کیفیت سنکر نواب صدیق حسن خان صاحب کے پاس چلی گیئن" وہ حالت معرض بیان مین نہین آسکتی، جو یہ جواب سنکر میرے دل پر گذر گئی لیکن تھوڑی دیر کے بعد سرکار خلد مکان نے اپنے مصاحبون، اور ملقیس جہان بیگم صاحبہ کو بھیجا کہ وہ حالت دیکھین، اونکی زبانی معلوم ہوا کہ سرکار خلد مکان اپنے عزیز، اور پیارے نواسے کی تکلیف سنکر مضطرب ہوگیئن، اور آنے کو تیار تھین لیکن نواب صدیق حسن خان صاحب نے جب اونسے یہ کہا کہ "آپ جائیے وہ آپ کا نواسہ ہے، محض غیر تو مین ہون" تو سرکار نہ آئین، لیکن ہم لوگون کو حکم دیا کہ "تم جاؤ اور دیکھ کر مجھہ کو اطلاع دو کہ کیا حال ہے"؟ آخر گھبرا کر مینے عریضہ بھیجا کہ "حکیم فرزند علی کو جو ہمیشہ سے ہمارے معالج ہین، اور اون کو مزاجون کا تجربہ ہے، اور اب یہان کی علٰحدگی کے بعد راجگڈہ مین ملازم ہین، بلانے کی اجازت دیجاے" لیکن یہ درخواست بھی نامنظور ہوئی۔

مینے ڈاکٹر شیخ ولی محمد ہاسپٹل اسسٹنٹ سے علاج شروع کرایا، جو اوسوقت پرنس آف ویلز ہسپتال مین کام کرتے تھے، اور سرکار خلد مکان کے نزدیک اسی عریضہ کے ساتھہ چٹھی موسومہ پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھیجی، "تاکہ ڈاکٹر ایلن صاحب بہادر ایجنسی سرجن کو طلب کیا جاے۔

شافی مطلق کے کرم سے نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر کو کیس روز مین صحت کامل ہوگئی، مگر اب رفتہ رفتہ سرکار خلد مکان کی کشیدگی کی نوبت یہان تک پہنچگئی کہ

شوکت محل، اور میرے محل کے درمیان مین جو آمد و رفت کا دروازہ تھا، بند ہونے لگا،
صبح کو جبکہ صاحبزادی ملقبہ جہان بیگم صاحبہ (جو گویا روز پیدائش ہی سے سرکار خلد مکان کے
پاس رہتی تھین) میرے "سلام" کو آتین تو کھولا جاتا، پھر سرکار خلد مکان "تاج محل" مین
تشریف لے گئین، اور یہ سلسلہ بھی منقطع ہوگیا۔

جب صاحبزادی "آصف جہان بیگم صاحبہ" پیدا ہوئین تب میری عمر (۲۴) سال کی تھی
اونکی پیدائش کے بعد مین بہت بیمار ہوگئی "ورم جگر" اور "بخار" مین مبتلا تھی، زیست کی
امید منقطع ہوچکی تھی، عین اوس حالت مین جبکہ تکالیف مرض سے بیچین، اور مایوسی
کیوجہ سے آبدیدہ ہو رہی تھی، سرکار خلد مکان تشریف لائین، اور میرا سر اپنے
آغوش مین لیکر نہایت پیار سے فرمایا کہ "گھبراتی نہین"

مین بیان نہین کرسکتی کہ مجھے اس جملہ سے کسقدر تسلی ہوئی، اور اس وقت تک میرا
دل اوس کیفیت تسلی، و مسرت کو یاد کرتا ہے۔ لیکن سرکار خلد مکان کا اس طرح پر میرا
سر اپنے آغوش مین لینا، آخری لطف تھا، جسکے بعد پھر یہ دن میسر نہ ہوا، اور نہ کوئی
خوشی "مان" کی صحبت کی مجھے نصیب ہوئی۔
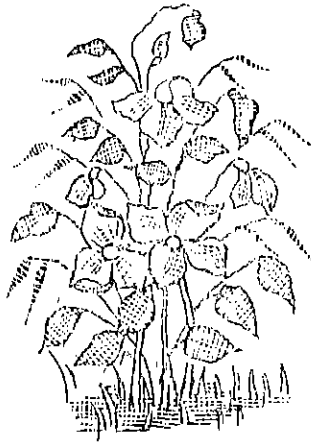
سنٹرل انڈیا مین ریلوے کا اجرا

۱۸۶۸ء تک تمام سنٹرل انڈیا مین ریل کا نام و نشان نہ تھا "گریٹ انڈین پنشولا ریلوے" صرف کھنڈوا تک پہنچی تھی، اور شمال کی جانب "آگرہ" مین ریل ملتی تھی، یہی کیفیت سڑکون کی تھی، بجز اوس سڑک کے جو آگرہ سے براہ گوالیار، واندور، بمبئی کو گئی ہے پختہ سڑک کا پتہ نہ تھا، لیکن سنٹرل انڈیا کی خوش قسمتی سے ۱۸۶۸ء مین سر ہنری ڈیلی نے ایجنسی اندور کا جائزہ لیا، یہ زمانہ سنٹرل انڈیا کے لیے نہایت سخت تھا، دو سال سے ملک مین متواتر قحط پھیلا ہوا تھا، پختہ سڑکون، اور خصوصاً ریلوے لائن کے نہونیکی وجہ سے قحط کے مصائب، اور تکالیف کی کوئی حد و انتہا نہ تھی، رعایا ایک حصہ ملک سے نکلکر دوسرے حصہ مین جاتی تھی، لیکن بھوک اور موت کہین پیچھا نہ چھوڑتی تھی

اس عظیم الشان قحط کے مصائب کے حالات نہایت دل خراش ہین، چنانچہ سر ہنری ڈیلی اپنی سرکاری رپورٹ مین تحریر کرتے ہین کہ "۱۸۶۹ء سنٹرل انڈیا مین قحط، اور وبا کی سختی کی وجہ سے ہمیشہ یاد رہیگا، ہزار ہا مخلوق بھوک، پیاس، کی شدت سے جان بحق ہوگئی، اور ہزار ہا ہیضہ اور لو کے شکار ہوے، مواضع کا ذکر کیا، ضلع کے ضلع برباد و ویران ہوگئے، اور کوئی شخص ایسا باقی نہ رہا جو مرنے والون کی مصیبت یا تعداد کا پتا دے سکتا، صرف گوالیار کے متصل (۹۲۹۸۷) آدمی لقمۂ اجل ہوے لاشین، اور ہڈیان نالون، اور میدانون مین درختون کے نیچے، اور عام شاہراہون پہ

جابجا پڑی ملتی تھیں"

ظاہر ہے کہ اس دردناک حالت کا سرہنری ڈیلی کے دل پر بڑا اثر ہوا اور انہوں نے سنٹرل انڈیا میں سڑکوں اور ریل نکالنے کی جانب گورنمنٹ کو ان الفاظ کے ساتھ متوجہ کیا کہ "مالوہ میں سڑک مفقود ہے، جو صوبہ ایسا زرخیز ہو، اور جہاں صرف افیون کی آمدنی سے گورنمنٹ کے خزانہ میں ۳ کروڑ روپیہ پہنچتا ہو، وہاں سڑکوں کا نہ ہونا قابل افسوس ہے زراعت کو اس کمی کی وجہ سے بڑا نقصان پہونچ رہا ہے، آبادی کم ہوتی جاتی ہے، اور ہزارہا ایکڑ زمین جس میں عمدہ کپاس، اور افیون پیدا ہوسکتی ہے، پڑتی پڑی جاتی ہے اگر اس حصہ ملک میں سڑکیں، اور ریل بنجائے تو مالوہ کو سنٹرل انڈیا کے ساتھ وہی نسبت ہوگی جو بنگالہ کو صوبجات متحدہ مغربی و شمالی کے ساتھ ہے، ریل کے نہونے کی وجہ سے غلہ ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتا، اور اس لیئے قحط زدہ ممالک کی امداد باوجود خواہش اور کوشش کے بھی کوئی نہیں کرسکتا"

اس قحط کے زمانہ میں بھوپال کی پیداوار اچھی تھی، لیکن ریل نہ ہونے کیوجہ سے ریاستہائے ملحقہ کی رعایا کوئی فائدہ نہ اُٹھاسکی، نہ تو اوس کو غلہ پہنچ سکا، اور نہ وہ عجلت کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و حرکت کرسکی۔

الغرض سرہنری ڈیلی کی مسلسل کوشش، اور ذاتی اثر کی وجہ سے سنٹرل انڈیا کی رؤسا ریل کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے۔

سب سے اول مہاراجہ ہلکر نے "کھنڈوہ سے" اندور تک ریل کالنے کا انتظام گورنمنٹ کے ساتھ کیا، اور بعد میں مہاراجہ گوالیار، اور سرکار خلد مکان نے اپنی حدود ریاست میں ریل کے اجرا کا ارادہ ظاہر کیا۔

جو کام سچی نیت، اور نیک ارادہ سے کیا جاتا ہے، خداوند کریم اوس مین ضرور کامیابی عطا کرتا ہے، چنانچہ سر ہنری ڈیلی کی یہ نیک نیتی کا سبب تھا کہ دس برس کے قلیل عرصہ مین والیان ریاست کے روپیہ سے سنٹرل انڈیا مین پختہ سڑکون، اور ریلوے لائن کا جال پھیل گیا، تجارت، اور ملکی ترقی کے راستے کھل گئے۔

سنٹرل انڈیا کے باشندے، اور خصوصاً روسا، سر ہنری ڈیلی کی عنایتون کو کبھی نہین بھول سکتے، اونکی ذاتی قابلیت و شرافت، اور ہمدردی کا دوسرون کے دلون پر بڑا اثر پڑتا تھا، وہ ہندوستان کی عام تاریخ سے بخوبی واقف تھے، اور ریاستہای مالوہ کے صوبہ جات، اور روسا کے حالات پر اونکو پورا عبور تھا، وہ ہندوستانی مذاق اور طبیعت کو خوب سمجھتے تھے، اونکی زندہ دلی اونکے ملنے والون پر فوری اثر کرتی تھی، اونکی کامیابی اور ہر دل عزیزی کا اصلی راز اُنکا ذاتی اثر تھا۔

ڈیلی صاحب[1] کو روسا سنٹرل انڈیا کا اس زمانہ مین بہت خیال تھا، چنانچہ اون کی اولاد کی تعلیم کے واسطے اونھون نے ایک مدرسہ قائم کیا، جس نے اکثر روسا سنٹرل انڈیا کی اولاد کو بہت فائدہ پہنچایا۔

---

[1] سر ہنری ڈیلی کی جملہ صفات اون کے صاحبزادہ آنریبل میجر ڈیلی مین بھی پائی جاتی ہین، اون کو اپنے والد کی طرح تعلیم سے نہایت دلچسپی ہے، چنانچہ اب اونکے زمانہ مین امید ہے کہ "ڈیلی کالج" کو رونق ہوگی، جو سنٹرل انڈیا کے لیے نہایت مفید ہے۔
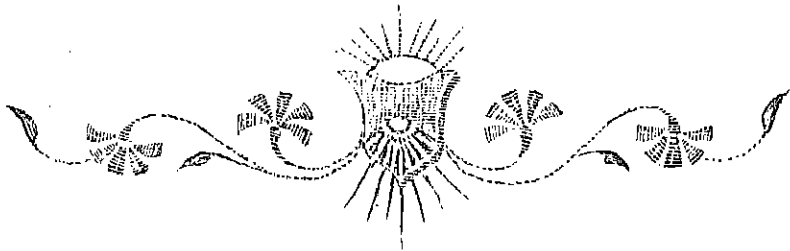
سرہنری ڈیلی ایجنٹ گورنرجنرل بہادر سنٹرل انڈیا خود بھوپال تشریف لائے، اور تفصیلی گفتگو ریلوے لائن کے متعلق ہوئی، سرکار خلدمکان نے اس تحریک سے اتفاق کیا، اور خزانہ ریاست سے مدد دینے، اور سرکار قدسیہ مرحومہ سے بھی مدد دلوانے کا وعدہ فرمایا۔

صاحب ایجنٹ گورنرجنرل بہادر نے بذریعہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر اس امداد کے لیے شکریہ ادا کیا، اور اطلاع کی کہ ہزاکسلنسی گورنر جنرل و وایسرائے کشورہند، نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کی امداد کے فیصلہ کے منتظر ہیں، اس اطلاع کے آنے پر غور کرنے کے بعد سرکار خلدمکان، اور سرکار قدسیہ مرحومہ نے پینتیس لاکھ روپیہ کی اس طرح امداد منظور کی کہ خزانہ ریاست سے پچیس لاکھ باقساط پانچ لاکھ روپیہ سالانہ، اور ڈیوڑھی سرکار قدسیہ سے دس لاکھ باقساط دو لاکھ روپیہ سالانہ بلاشرط سود دیا جائے۔

اول اول ریلوے کا اجرا اوجین سے بھوپال، اور بھوپال سے اٹارسی تک تجویز ہوا لیکن سرکار خلدمکان نے جب اس مجوزہ لائن پر غور فرمایا تو اونھوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ مجوزہ لائن تاوقتیکہ "جھانسی" اور "آگرہ" تک وسیع نہ کی جائے کچھ زیادہ

---

[1] چونکہ سرکار خلدمکان ناراض وکشیدہ تھیں اورسرکاری وغیرسرکاری کل جلسوں اور درباروں میں ہم لوگوں کا آنا جانا بند تھا۔ اسلیے اب اکثر واقعات وحالات کا جنکا تعلق ریاست سے ہے، امثلہ موجودہ دفاتر سے مواد حاصل کیا گیا ہے۔

فائدہ مند نہوگی، اس امر پر ایک عرصہ تک مراسلت جاری رہی، بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ، سیہور، سے، اٹارسی، تک ایک دم سے پیمائش ہو اور سیدھی لائن، آگرہ، سے، گوالیار، جھانسی، للت پور، بھیلسہ، ہوکر شامل اٹارسی ہوجاے، اوجین لائن کی اوسکے بعد تکمیل ہوجائیگی۔

اور ریاست سے بجاے ۲۵ لاکھ کے ۳۵ لاکھ، اور ڈیوڑھی سرکار قدسیہ مرحومہ سے بجاے دس لاکھ کے پندرہ لاکھ، یعنی جملہ ۵۰ لاکھ روپیہ دیا جاے۔

اس امر کے طے ہونے کے بعد دیگر ضروری مراتب متعلق تیاری لائن، و حدود گزر، اور اسٹیشنون کے بذریعہ مراسلات طے ہوتے رہے، اور یہ امر بھی طے ہوگیا کہ اگر کسی وقت شرکت ریلوے ریاست کو منظور نہو تو ریاست روپیہ واپس لینے کی مجاز ہے، اور ریلوے حدود مین مقدمات دیوانی و فوجداری، کی سماعت کا اختیار گورنمنٹ کے زیر انتظام رہیگا، حکام ریاست کو کسی قسم کی مداخلت نہوگی۔

جب یہ تمام مراتب طے اور صاف ہوگئے تو ہز اکسلنسی لارڈ لٹن گورنر جنرل و ویسرا ہند نے سرکار خلد مکان کو ایک چٹھی ۱۲ دسمبر ۱۸۷۶ء کو بھیجی، جسمین بعد اظہار خوشنودی مطلع کیا کہ "نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا کو معاہدے کی تکمیل کے لیے حکم دیا گیا ہے"

۲۹ دسمبر ۱۸۷۶ء = ۲۳ ذی الحجہ ۱۲۹۳ہجری کو صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نے معاہدہ سرکار خلد مکان کے دستخط و مہر سے مکمل ہونے کے لیے بذریعہ وکالت ارسال کیا، جو دستخط و مہر سے مکمل ہوکر صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر کے پاس بھیجدیا گیا، اور اوسکی نقل مصدقہ دفتر ریاست مین رہی۔

اسٹیشن بھوپال کا نقشہ مرتب ہوکر پیش ہوا، مگر جس جگہ پر کہ اسٹیشن بنانا تجویز

ہوا تھا ، سرکار خلد مکان نے اوس سے اختلاف کیا ، کیونکہ اوس مقام کی زمین کمزور تھی اور پانی کا بہم پہونچنا بھی مشکل تھا ، سرکار خلد مکان کا خیال جمال پورہ مین اسٹیشن بنانے کا تھا مگر بسبب لائن مین کجی واقع ہونے کے وہ مقام بھی پسند نہ ہوا ، بالآخر یہ قرار پایا کہ جنوری، یا فروری، مین جبکہ پیمائش کے نشانات قائم کیے جائین گے ، اوسوقت صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر ، و نواب صدیق حسن خان صاحب بہادر باتفاق راے مقام اسٹیشن تجویز کرین گے ۔

اس کے بعد کپتان بارو صاحب اسسٹنٹ اول سرکار خلد مکان کے نام چٹھی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کی لیکر بھوپال آئے جسمین ہز اکسلنسی گورنر جنرل و وایسرائے ہند کی جانب سے سرکار خلد مکان کی عالی ہمتی کا شکریہ لکھنے کے بعد تحریر تھا کہ " مجھے خوب یاد ہے کہ ایک بار نواب سکندر بیگم صاحبہ نے کہا تھا کہ ہندوستانیون کی ریاست اندھی ہے نہ راستہ ہے ، نہ ریل ، نہ تار برقی ، اب یہ سب چیزین بھوپال مین ہو جائینگی "

اسکے ساتھ ہی اسسٹنٹ صاحب بہادر ، و صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر نے اقرار نامہ ترمیمی گورنمنٹ ہند کا پیش کیا جسکو سرکار خلد مکان نے منظور فرمایا ، لیکن سرکار خلد مکان نے یہ تحریک کی کہ سڑک چوڑی پٹری کی ہو ، اور گاڑیان جو تیار کی جائین وہ وسیع ہون ، اور یکم جنوری ۱۸۸۰ء سے کام جاری ہو جائے ۔

صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر نے اطمینان بخش جواب دیا ، اور ایک نقشہ مرتبہ چیف انجینیر ریلوے متعلق تیاری لائن بھیجا ، جسمین دو راستہ (ایک چوکا ، بشنکھیڑے، سے ، دوسرا ، بھوت پلاسی ، اور ، بارنگر سے) تجویز کیے تھے لیکن اون دونون راستون سے کسی ایک راستہ پر لائن کا بچھانا سرکار خلد مکان کی راے پر منحصر رکھا تھا ، سرکار خلد مکان نے ، چوکا ، بشنکھیڑے ، والا راستہ پسند فرمایا ، چونکہ اس طرف دہات عمدہ

اور مال کی درآمد و برآمد کی زیادہ امید تھی، لہذا اسی راستہ پر جھنڈیان قائم کر کر داغ بیل ڈالدی گئی، ریاست کی جانب سے ضروری امداد اور انتظام کے لیے احکام جاری ہوگئے، اور منشی مظہر حسین صدر منصرم کا بطور معتمد ریاست کے تقرر کیا گیا، علاوہ اوس زمین کے جسپر لائن بچھائی جانے والی تھی، تار، اور نالیون کے لیے دونون جانب اڑہائی اڑہائی گز زمین دی گئی۔

صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر نے بذریعہ یادداشت اقرار نامہ[1] (جو گورنمنٹ ہند کی تصدیق کے لیے بھیجا گیا تھا) بعد تصدیق و منظوری جناب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر و دستخطی صاحب سکریٹری فارن ڈپارٹمنٹ بھیجکر مطلع کیا کہ قسط سنہ ۱۸۸۱ء بھیجدی جاوے، تاکہ کام شروع

---

[1] نقل اقرار نامہ بھوپال اسٹیٹ ریلوے مصدقہ و منظور فرمودہ جناب نائب السلطنت نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل بمقام شملہ بتاریخ ۱۶ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء دستخطی آئی، بی، سی، لائل صاحب سکریٹری آف انڈیا فارن ڈپارٹمنٹ دستخطی و مہری نواب شاہجہان بیگم صاحبہ و میجر بینڈ و صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ

(بھوپال ایجنسی)

دفعہ اول۔ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال سی و پنج لاکھ روپیہ و نواب بیگم صاحبہ قدسیہ پانزدہ لاکھ روپیہ واسطے تیار کرنے ریلوے کے علاقہ بھوپال مین جو ریلوے جی، آئی، پی، سی، شہر بھوپال تک و بصورت امکان چھاونی سیہور تک تیار ہو، قسطوار چار سال کے اندر جسکی قسط پہلی جنوری سنہ ۱۸۸۲ء سے شروع ہوگی ادا کرین، اور بعد نواب بیگم صاحبہ قدسیہ اگر کچھ روپیہ پندرہ لاکھ روپیہ ذمگی نواب بیگم صاحبہ ممدوحہ سے ادا ہونا باقی رہے وہ ریاست سے ادا کیا جاوے۔

دفعہ دوم۔ منافع سی و پنج لاکھ روپیہ رئیس ریاست بھوپال کو نسلاً بعد نسل و منافع پندرہ لاکھ روپیہ نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کو اون کی حیات تک اور بعد اون کے رئیس ریاست کو نسلاً بعد نسل ملتا رہے گا۔

کر دیا جاوے" چنانچہ چند اقساط داخل ہوئین، لیکن پھر سرکار خلد مکان نے باقی رقم* یکمشت داخل کر دی۔

۱۲ جون ۱۸۸۴ء کو پرائیویٹ چٹھی مرسلہ چیف انجنیر ریلوے سے معلوم ہوا کہ یکم جون ۱۸۸۴ء کو "اٹارسی" سے "ہوشنگ آباد" تک ریل جاری ہوگئی، بعدہ وکیل ریاست کی عرضی سے اطلاع ملی کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا بھوپال مین وقت افتتاح ریلوے کے تشریف لاوین گے، اور ۱۸ نومبر ۱۸۸۴ء = ۲۹ محرم ۱۳۰۲ھ کو جلسہ افتتاح ریلوے کا کیا جاوے گا۔

اس تحریر کے آنے پر سرکار خلد مکان نے استقبال، اور قابل دید مقامات کی آراستگی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

دفعہ سوم۔ منافع اس ریل کا اور اسکے طول کا آگرہ تک، اگر وہ جاری ہو درمیان اون ریاستون کے جو واسطے بنائے ریل جی، آئی، پی، آگرہ تک روپیہ دینگی بقدر حصہ اون کے روپیہ کے تقسیم کیا جاوے گا۔

دفعہ چہارم۔ تعمیر اور انتظام اور کل اختیار ریلوے کی حد مین گورنمنٹ انڈیا کے ہاتھہ مین رہے گا، اور ریاست کی کچھہ دست اندازی اندر حد ریلوے کے نہوگی۔

دفعہ پنجم۔ ریاست بھوپال واسطے ریلوے اسٹیشن وغیرہ کے اپنے علاقہ مین بلا قیمت اور کرایہ زمین دیگی، اور ہر طرح سے مزدور اور سامان تعمیرات حاصل کرنے مین ریاست سے مدد مناسب دیجاویگی، اور وہ زمین جسمین بشمول مطالبہ ریل کی کان ہو اور نیز وہ زمین جو معدن مذکور تک ریل کے جانے، یا اور کسی کام متعلقہ ریل کے واسطے مطلوب ہو وہ بلا قیمت اور کرایہ گورنمنٹ انڈیا کو ریاست سے دیجاوے گی، اور بعد رفع ضرورت وہ زمین جو چند روز کے واسطے لی گئی ہے واپس ریاست کو دیجاوے گی۔

دفعہ ششم۔ جو کچھہ کہ سامان تعمیر اور مرمت وغیرہ ریلوے کے واسطے ضروری ہوگا اوس پر کچھہ محصول نہین لیا جائے گا۔

* چونکہ سرکار قدسیہ بیگم صاحبہ کا انتقال ہو گیا تھا، لہذا اونکا زر موعودہ ریاست سے ادا کیا گیا

وغیرہ کے احکام صادر فرمائے، اور صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر کے ذریعہ سے چیف کمشنر صاحب بہادر ممالک متوسط، و ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ہوشنگ آباد، و انجنیر صاحبان ریلوے و دیگر عہدہ داران ایجنسی و رزیڈنسی کو مدعو کیا۔

۱۱ر نومبر ۱۸۸۲ء کو ۱۰ بجے دن کے صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر مع اپنی میم صاحبہ کے داخل بھوپال ہوئے، ۱۶ر نومبر = ۲۷ر محرم، صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کی تشریف آوری کی تاریخ تھی، لیکن معلوم ہوا کہ بعد مغرب بھوپال میں داخل ہونگے۔

صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر نے وکیل ریاست سے فرمایا کہ اگرچہ انگریزی قاعدہ کے لحاظ سے بعد ۶ بجے کے سلامی سر نہیں ہوتی، مگر استقبال ہوتا ہے، اور گو ایسا ہی ہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور مال جو کسی قسم کا ریلوے پر لدا ہوا جائے گا اوسپر بھی محصول نہیں لیا جائے گا۔

دفعہ ہفتم- ایک گاڑی درجہ اول و دوم وسوم خاص "نواب بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال کی سواری کے واسطے علاقہ بھوپال میں تیار رہے گی، اور اوسپر کچھہ محصول نہیں لیا جائے گا، مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۱۸۸۰ء مطابق بست وسوم رمضان ۱۲۹۷ ہجری۔

اس اقرار نامہ کو جناب نائب السلطنت نواب گورنر جنرل بہادر نے با جلاس کونسل بمقام شملہ بتاریخ ۱۶ ستمبر ۱۸۸۱ء منظور اور تصدیق فرمایا۔

حسب الحکم ویسرائے و نواب گورنر جنرل باجلاس کونسل دستخط، ای، بی، سی، لائل سکریٹری گورنمنٹ انڈیا فورن ڈپارٹمنٹ۔ ۱۷ر ستمبر ۱۸۸۱ء مقام شملہ، فورن ڈپارٹمنٹ

پھر اس اقرار نامہ میں ۱۸۸۷ء میں حسب ذیل ترمیم ہوئی۔

ریاست بھوپال میں ریلوے جانے کے متعلق گورنمنٹ ہند اور والیہ بھوپال "نواب شاہجہان بیگم صاحبہ" جی سی، ایس، آئی کے باہمی معاہدہ کا ضمیمہ

دستور ہے، مگر یہان نئی بات ہوگی، لیکن چونکہ ایسے معزز مہمان کا استقبال لازم ہے
اسلیے ہونا چاہیے، اور یہی لحاظ سرکار بھوپال کے استقبال مین بھی رکھا جاے گا۔

صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے بمعیت مسٹر کوک انجنیر ریاست و مہتمم تعمیرات، و مہتمم کارخانہ ریاست مال خانہ اسٹیشن پر انعقاد جلسہ کے لیے جگہ اور اوسکے متعلق ضروری ہدایتین کین، اون ہدایات کے مطابق تمام انتظامات مکمل کیے گئے۔

۱۶ نومبر کو ۷ بجے شب کے وقت کرنل بنرمن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا مع اپنے اسٹاف کے تشریف لائے، اور علیش باغ پر اوترے، صاحب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) چونکہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۸ء کو گورنمنٹ ہند اور والیہ بھوپال مین ایک معاہدہ ہوا تھا جس مین گریٹ انڈین پنیشولا ریلوے کو شہر بھوپال تک لانے کی شرائط مذکور تھین، مگر چونکہ نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے قابل ملال انتقال کیوجہ اور دیگر انقلاب حالات کے باعث سے اس معاہدہ کی بعض باتین ایک حد تک بدل گئی ہین، اور یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد نامے کے شرائط حالات کے متغیر صورت کے مطابق بنائی جائین، اسلیے گورنمنٹ ہند اور رئیسہ بھوپال مندرجہ ذیل ضمیمہ معاہدہ منظور کرتے ہین:-

۱۶ ستمبر ۱۸۹۸ء کے معاہدہ کا آرٹکل دوم مسترد اور منسوخ کیا جاتا ہے مذکورہ بالا معاہدہ کے آرٹکل سوم و چہارم کے بجاے حسب ذیل الفاظ و ہدایات لکھے جاتے ہین۔

آرٹکل سوم۔

مذکورہ بالا ریلوے کے منافع ابداً برٹش گورنمنٹ اور والیان بھوپال کے درمیان اون سرمایون کی نسبت سے تقسیم کیے جائین گے جن مین ہر ایک فریق کے خرچہ سے ریل بنائی گئی ہو یعنی ۱۳ اور ۴۴ کی نسبت سے۔

آرٹکل چہارم۔

پولیٹکل ایجنٹ بہادر، کرنل ہال صاحب، و نائب دوم ریاست، منشی حسین خان ماسٹر، استقبال کے لیے موجود تھے، تمام فوج ریاست مع ماہی مراتب و بینڈ، حاضر تھی، اور اسٹیشن سے کوٹھی تک دورویہ بانس کا کٹکر روشنی کے لیے باندھا گیا تھا، جابجا عارضی محرابین تیار کی گئی تھین، اور دروازے بنائے گئے تھے، جنپر "ویلکم" اور "خوش آمدید" کے فقرات جلی خط مین لکھے ہوئے تھے، اور سرخ و سبز لالٹینون سے روشنی نکل کر ان فقرات پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مذکورہ بالا ریلوے کی تعمیر اور انتظام (جسمین اسکے چلانے کے متعلق آیندہ کے مختلف انتظام جو وقتاً فوقتاً ہون شامل ہین) اور حدود ریلوے کے اندر ہر قسم کا فیصل خصومات صرف برٹش گورنمنٹ کا کام ہوگا، اور اوس مین ریاست بھوپال کو کوئی حق مداخلت نہوگا۔

(دستخط) شاہجہان

(دستخط) نبرومن

ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا

تتمہ معاہدہ مابین گورنمنٹ ہند و ہر ہائینس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ جی، سی، ایس، آئی، ایم، سی، آئی، والیہ ریاست بھوپال دربارہ ساخت ریلوے در ریاست بھوپال

چونکہ ۳۰ رجون ۱۸۸۰ء کو ایک معاہدہ گورنمنٹ ہند اور "والیہ بھوپال" کے مابین ہوا تھا جسمین منجملہ دیگر باتون کے ایک بیان یہ بھی تھا کہ ریلوے مذکور کا منافع طرفین مین اون میلون (یا اوس مسافت) کی نسبت سے تقسیم کیا جائے جسکی پٹری ہر ایک فریق کے روپیہ سے بنائی گئی ہو، اور چونکہ یہ بات مناسب سمجھی گئی تھی کہ یہ منافع اوس لاگت کی نسبت سے بھی ہو جو ہر ایک فریق نے اوس مدت معین مین اپنے پاس سے خرچ کیا ہو۔

جس مدت کا حساب کیا جا رہا ہے، اس سے گورنمنٹ ہند اور ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال اس فردید عہدنامہ کو

اپنا عکس ڈال رہی تھی جس سے وہ بخوبی اور صاف طور پر پڑھے جاتے تھے۔

صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر اس کیفیت کا ملاحظہ کرتے ہوے کوٹھی پر داخل ہوے اس نظارہ نے اونکو بے انتہا مسرور کیا، دوسرے دن صبح کو سلامی سر کی گئی، ۱۷ ر نومبر کو صاحب چیف کمشنر بہادر، سی، پی، ۷ بجے شب کے وقت آئے، اونکا استقبال بھی مثل صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کے عمل میں لایا گیا، اور صبح کو توپخانہ سے سلامی سر کی گئی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) منظور فرماتی ہین جسکے شرائط حسب ذیل ہین :-

(۱) ۳۰ جون ۱۸۸۴ء کے معاہدے کے آرٹکل (۴) مین مندرجہ ذیل الفاظ رکھے جاتے ہین :-

آرٹکل (۴)

مذکورۂ بالا ریلوے کے منافع گورنمنٹ ہند اور ہر ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال کے مابین ہمیشہ ہر ایک فریق کے اس مدت معینہ مین خرچ کیے ہوے روپیہ کی مناسبت سے تقسیم کیے جائینگے، اور اگر کسی ششماہی یا اور کسی مدت مین جسکا حساب کیا گیا ہو کوئی نقصان ہون تو اون نقصانات کی برداشت بھی ہر دو فریق اُسی نسبت سے کرینگے۔

(۲) یہ معاہدہ یکم جنوری ۱۸۹۱ء سے جاری اور نافذ ہوگا۔

(دستخط) نواب شاہجہان بیگم

(دستخط) اے۔ مارٹینڈل قائم مقام پولیٹکل ایجنٹ بھوپال

مورخہ ۱۴ ر اکتوبر ۱۸۹۱ء

مصدقہ و منظور کردۂ ہز ایکسلنسی، دی وائسراے اینڈ گورنر جنرل ان کونسل۔

(دستخط) کننگم قائم مقام سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا فارن ڈپارٹمنٹ

کیمپ آگرہ، ۱۰ ر دسمبر ۱۸۹۱ء

۱۸ / نومبر کو صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سرکار خلد مکان کی ملاقات کیلیے محل پر آئے، پھر نواب صاحب بہادر حسب ایما صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر چیف کمشنر بہادر کی ملاقات کو گئے، میر منشی ایجنسی وغیرہ نے دروازہ بارہ دوارہ تک استقبال کیا۔

اوسی روز دیگر جملہ مہمانان بھی آگئے، ۱۱ بجے دن کو تمام لیڈیان سرکار خلد مکان کی ملاقات کو آئین، اس تقریب کے موقع پر صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کی باضابطہ ملاقات کیوقت یہ رسم جاری کی گئی کہ جو لوگ اس رتبہ کے ہون کہ جنکو صاحب ممدوح الشان، اپنے ہاتھ سے عطر و پان دین، وہ ایک ایک اشرفی بطور نذر کے جناب ممدوح کی خدمت مین پیش کرین، اس رسم کی ہدایت وکیل ریاست کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے کی، وکیل ریاست نے باضابطہ تحریر کی استدعا کی، لیکن صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے کہا کہ یہ رسم بحکم گورنمنٹ ہند قائم کی گئی ہے، اور مہاراجہ صاحب ہلکر، و مہاراجہ صاحب سیندھیا نے بھی اسکی پابندی کی ہے، وکیل ریاست نے مفصلاً سرکار خلد مکان کو اطلاع دی جسکو اونھون نے بھی منظور کیا۔

ایک بجے صاحب چیف کمشنر بہادر نے مع صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر، و کپتان رابرٹس صاحب بہادر کے محل پر سرکار خلد مکان سے ملاقات کی، ۲ بجے سرکار خلد مکان، و نواب صاحب بہادر، افتتاح ریلوے کے جلسہ مین گئے، کرنل بنرمن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر، صاحب چیف کمشنر بہادر، اور جملہ یورو پین جنٹلمین اور لیڈیان شریک جلسہ ہوئین۔

ہال خانہ جس مین جلسہ منعقد ہوا تھا، نہایت نفاست اور خوبی سے آراستہ کیا گیا تھا پیدل فوج پلیٹ فارم کے قریب جانب جنوب اور فوج سواران جانب مغرب

استادہ تھی، اوس سے کسیقدر فاصلہ پر ہاتھیون کا جلوس تھا، اور اسٹیشن کے بالمقابل توپخانہ قائم کیا گیا تھا، مکان ہال خانہ کے تین حصے کیے گئے تھے، حصہ شمالی مین صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر، و صاحب چیف کمشنر بہادر اور جملہ صاحبان یوروپین تھے اوسکے برابر والے حصہ مین جو ترتیب کے لحاظ سے درمیانی حصہ تھا، سرکار خلدمکان رونق افروز تھین، اس حصہ کے سامنے نشان قیصری کا پرچم لہرا رہا تھا، تیسرے حصہ مین وہ بیبیان تھین جو سرکار خلدمکان کے ساتھ آئی تھین۔

کرنل بنرمن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل نے ۱۸ نومبر ۱۸۸۸ء کو ریلوے کا افتتاح کیا، اور سرکار خلدمکان کو مبارکباد دی، اوس کے بعد تمام لیڈیان سرکار خلدمکان کے پاس آگئین۔

افتتاح کے وقت توپخانہ سے ۳۱ فیر علیا حضرت قیصرہ ہند کی سلامی سر ہوئی۔

سرکار خلدمکان نے تمام حاضرین، اور کرنل بنرمن صاحب بہادر کو مخاطب کر کے ایک فصیح اسپیچ دی جو حسب ذیل ہے۔

اسپیچ سرکار خلدمکان

کرنل بنرمن صاحب! اور لیڈی صاحبات! اور صاحبان عالیشان!

اور شرکا جلسہ! مین ہزار ہزار شکر اوس مالک دوجہان کا ادا کرتی ہون جس نے میری ریاست اور فرمان روا کو سایۂ عاطفت مین جناب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کے معزز فرمایا جنکے عہد دولت نے عمدہ فائدہ علوم و فنون یوروپ کا اہل ہند کو پہنچایا، اور جنکے وزرا، اور والیان ملک، اور افسرون کے حسن انتظام توجہ اور

ہندکو رشک چمنستان کشمیر بنایا، جو جو عنایتین اور اتحاد کی رسمین جناب "قیصر ہند" کی طرف سے اس ریاست کی نسبت، خصوصاً میری مادر مہربان (مرحومہ) نواب سکندر بیگم صاحبہ (خلد نشین) اور میرے ساتھہ ظاہر ہوئین، اون کا شکریہ ادا کرنے سے میری زبان قاصر ہے، اور اوسکے ساتھہ ہی ساتھہ مین ویسرایان ہندوستان اور ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادران سنٹرل انڈیا، اور پولیٹکل ایجنٹ صاحبان بھوپال، خصوصاً کرنل آسبورن صاحب بہادر کی محبت و اخلاق و عنایت کا ذکر بھی نہین چھوڑ سکتی، جو ہمیشہ میری ریاست، اور میری والدہ ماجدہ مرحومہ کے ساتھہ فرماتے آئے، اور جنکو مین ہمیشہ شکرگزاری کے ساتھہ یاد کرتی ہون -

کرنل بنرمن صاحب بہادر! آپ کے اخلاق و محبت و خوش اخلاقی کا شکریہ جسکی جگہ میرے دلمین ہے خاصتہً ضرور ہے، آپ نے جو کلمات براہ مہربانی میری نسبت فرمائے ہین اوسکی مین شکرگزار ہون، اور جو مبارک یاد اجراے بھوپال اسٹیٹ ریلوے کی آپنے مجکو دی، اوسکو مین قبول کرکے سچے دل سے کہتی ہون کہ اس مبارک بادی و شکرگذاری کے مستحق آپ اور ڈیلی صاحب بہادر، اور مسٹر گریفن صاحب بہادر ہین، جنکی عمدہ صلاح سے یہ ریل بنائی گئی، اور جن کے عہد مین یہ ریل جاری ہوتی ہے -

اس وقت مجکو نہایت نامناسب اور خلاف انصاف معلوم ہوتا ہے کہ مین اپنے عزیز دوست، اور بہی خواہ ریاست کرنل کنکیڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کا شکریہ نہایت رضامندی کے ساتھہ ادا نہ کرون،

جنھون نے مجکو، اور والا جاہ امیر الملک نواب صاحب بہادر کو برابر مشورہ و معاملات متعلقۂ ریل مین عمدہ عمدہ صلاحین دین، اور ہمیشہ اس عمدہ کام کے پورا کرنے مین میرے مددگار رہے، الحمد للہ کہ آج سالہا سال کی محنت اور لاکھون روپیہ کے خرچ کا نتیجہ حاصل ہوا، اور وہ وقت آگیا کہ افتتاح بھوپال اسٹیٹ ریلوے کی رسم ادا کی جاتی ہے، اور مجکو امید ہے کہ اس کام مین کامیابی ہوگی، اور جن جن منافع ترقی آمدنی ریاست کا صاحبان عالیشان بہادر نے وقت صلاح و مشورہ تیاری ریل یقین دلایا تھا پورے ہونگے، خصوصاً جب اسکا سلسلہ بیلسہ کی طرف سے ایسٹ انڈین ریلوے تک ملجاے گا تو امید ہے کہ مسافرون کو بھی زیادہ آرام ہوگا، اور آمدنی بھی ریل کی بڑھجاے گی، مگر ان منافع و فوائد آیندہ کے سوا، اس وقت بڑا نفع اور مسرت کا ذریعہ آپ لوگون کا یہان تشریف لانا ہے۔

مین نہایت خوشی سے جملہ مہمانان عزیز کا جو اس تقریب مین تشریف لائے مین جیسر متقدم کہکر شکریہ ادا کرتی ہون، اور آپ جملہ صاحبان کو مبارکباد دیتی ہون، اور ایک تار بہ اطلاع افتتاح ریل جناب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین تہنیت مبارکباد بھیجتی ہون۔

مجھکو امید ہے کہ ہمارے ہردل عزیز لارڈ رپن صاحب بہادر بکمال مسرت اس مبارکباد کو قبول فرماینگے، جو اون کے عہد حکومت ہندوستان کی غالباً ایک تاریخی یادگار رہوگی۔

اب مین اس تقریر کو جناب "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کی دعاے ترقی سلطنت پر

ختم کرتی ہون، اور خدا کے فضل سے امید رکھتی ہون کہ سلسلۂ اتحاد اس ریاست، اور سلطنت عالیۂ قیصرہ ہند کے درمیان مین ہے روز بروز مستحکم ہوتا رہے، اور جو عنایتین اس ریاست کی نسبت اور خاصکر میرے ساتھہ حضور قیصرۂ ہند سے ہوتی آئی ہین ترقی پاتی رہین۔

ایک تار افتتاح ریلوے کا بحضور ہز اکسلنسی لارڈ رپن صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند ارسال کیا گیا، تمام مہمان عیش باغ سے ریل مین سوار ہو کر اسٹیشن تک آئے، اور وہان سے فرودگاہ کو بگھیون مین سوار ہو کر گئے۔

سرکار خلد مکان محل پر تشریف لائین، اوسی روز شب کو منجانب سرکار خلد مکان جملہ مہمانون کی دعوت تھی خود سرکار خلد مکان حسب معمول دوسرے کمرہ مین تشریف فرماتھین کھانے سے فارغ ہو کر کرنل ہنرمن صاحب بہادر نے علیا حضرت ملکہ معظمہ کی تعریف کی، اور سرکار خلد مکان کا شکریہ ادا کر کے حسب ذیل تقریر کی:۔

اسپیچ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا

لیڈیز، اینڈ جنٹلمین!

ہم آج ایک بڑے واقعہ کو اس ریاست کی تاریخ مین مندرج کرنے کیلیے جمع ہین، اور وہ واقعہ بھوپال ریلوے کا افتتاح ہے۔

کرنل تھامسن جس طور پر کہ یہ لائن تیار ہوئی ہے اوسکی کیفیت ہم سے بیان کرینگے، ہم یہان صرف یہ کہنا چاہتے ہین کہ دونون انجنیرون نے بماتحتی مسٹر جو گیگین کے جن کے اسوقت نہ موجود ہونے پر ہمکو افسوس ہے، اور نیز ٹھیکہ داران

مسٹرس اینڈ کمپنی نے اس لین کی تکمیل مین کیسی زحمت اوٹھائی ہے ۔

یہ کام بسبب لین گھاٹ کے جو پہاڑ پون مین ہے ؛ اور دریا مین پڑا سکے ،

ایک بڑی ہوشیاری ، اور فن انجنیری کا فن تھا ۔

سردست ہم فن انجنیری کو نہین خیال کرتے بلکہ پولیٹکل اور تجارتی منفعت کو

اس تمام ریل سے دیکھنا چاہتے ہین ، سڑک ریل کے بننے مین پونے اٹھاون لاکھ

روپیہ کا صرفہ ہوا ہے جسمین پچاس لاکھ روپیہ بلکہ قریب کل روپیہ کے ہر ہائینس

بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال نے اپنی ریاست سے دیا ۔

آپ سب کو معلوم ہے کہ گورنمنٹ کے خزانہ سے کسقدر بابت تعمیرات ملک

دیا جاتا ہے مگر یہ سب روپیہ پہلے قرضہ سے حاصل کیا جاتا ہے ، اور ایسے ہی

دیگر ممالک کا خرچ ، اور نیز گورنمنٹ انڈیا کی تیاری ریل سب قرض کی بدولت

ہوتی ہے ۔ لیکن آفرین ہے اس ریاست پر کہ اوس نے بغیر طلب کرنے کسی

کفالت کے پچاس لاکھ روپیہ دیدیا ، اور ایسے ہی دوسرے رئیسون کو اس سے

سیکھنا چاہئے ، ہر ہائینس بیگم صاحبہ نے نہایت دانائی سے اور رئیسانہ طور پر

نہ صرف کفالت زر کے لینے سے انکار کیا ، بلکہ محض آمدنی ریل پر اصل روپیہ کی

وصول سمجھکر اسقدر مال کو صرف کیا ، اور ہمکو امید ہے کہ حاضرین جلسہ بیگم صاحبہ کی

اس توقع کے پورا ہونے پر دل سے ہمارا ساتھ دینگے ۔

مین از طرف حضور وائسرائے پورے طور پر مجاز کیا گیا ہون کہ بروقت

افتتاح ریل بھوپال اسٹیٹ بیگم صاحبہ کو اون کی طرف سے مبارکباد

دون ، اور نیز اون کو یقین دلاؤن کہ بیگم صاحبہ کا حوصلہ اس مقدمہ مین

گورنمنٹ کے نزدیک بالکل پسندیدہ ہے، اگرچہ تمام ہند کی ریلوے اپنی آیندہ آمدنی کو ضروری، اور فیروزی کی دلیل سمجھتی ہے۔

لیکن آج جو یہ ایک چھوٹی سی لائن جاری کی گئی ہے، اس کا ثمرہ منفعت آیندہ بلاشبہ دیکھنے کے قابل ہے، سردست اتنا فائدہ سب پر ظاہر ہے کہ ایک زرخیز ٹکڑا پیداوار کا جو بسبب دریاے نربدا اور پہاڑیوں کے اہالیِ تجارت کی نظروں سے غائب تھا اس ریل کی بدولت ایک بڑا ذریعہ آمدنی کا ہو جاے گا، اور جس وقت کہ یہی ریل بھیلسہ، اور للت پور، اور جھانسی ہو کر ریل کی بڑی شاخ میں مل جائیگی اوس وقت یہ عمدہ طبقہ سرزمین ہند کا جو گیہوں، اور جو پیدا کرتا ہے تجار غلہ کو کثیر نفع دے گا، اور بالآخر جب یہ لین آگرہ میں جا ملیگی تو یہ چوتھی شاخ ریل کی غلہ کی تجارت میں ثمرہ کامل دیگی، جیسا کہ نہ صرف گورنمنٹ ہند کو بلکہ تمامی کمپنی ہاے تجار کبھی کو تسلیم ہے۔

اسوقت ہم بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال کی صحت و سلامتی اور اس ریل کے جاری ہونے سے بہترین ثمرہ حاصل ہونے کی دعا کرتے ہیں، انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ ہر ہائینس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال کی خیر خواہی و اطاعت ضرب المثل ہے، اور بیشک انصاف اور صاف معاملہ اون کا ملک میں مشہور ہو رہا ہے۔

اس ریل کے جاری ہونے کے بعد جو کچھ کہ نفع تجارت غلہ کو حاصل ہو گا، سب سے بڑھکر یہ ہو گا کہ یہاں کی رعایا اس ریل کی بدولت اچھی طرح پر خراج زمین کا ادا کر سکے گی، اور سب کی حالت و کیفیت بہتر طور پر تبدیل ہو جاے گی۔

لیڈیز، اینڈ جنٹلمین! بیگم صاحبہ کی خیریت، اور اس ریل سے عمدہ ثمرہ حاصل ہونے کی دعا کے ساتھہ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہون۔

صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کی تقریر ختم ہونے کے بعد کرنل ولیم کنکیڈ صاحب بہادر نے منجانب سرکار خلد مکان مہانون کے دعوت قبول کرنے، اور شریک جلسہ ہونے کا شکریہ ادا کیا۔

پھر مسٹر کراستہویٹ صاحب بہادر چیف کمشنر، سی، پی نے سرکار خلد مکان کی مہان نوازی وغیرہ پر اظہار شکرگزاری فرمایا۔

کرنل تھامس صاحب نے بھی اس شاخ ریلوے کے آیندہ فوائد پر تقریر کی۔

اس کارروائی کے بعد آتشبازی چھوڑی گئی جسکو تمام مہانون نے شوق اور دلچسپی کے ساتھہ دیکھا، دوسرے دن صبح کو چیف کمشنر بہادر، و صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا مع اسٹاف کے ہوشنگ آباد کو روانہ ہوے، اور دیگر مہان بھی وقتاً فوقتاً روانہ ہو گئے۔

نواب گورنر جنرل بہادر و ویسرائے کشور ہند با جلاس کونسل نے ۳ جولائی ۱۸۸۵ء کو تین سیلون منجملہ اون کے ایک اول، ایک دوم، ایک سوم مع لوازمہ آرائش، بھوپال اسٹیٹ ریلوے کے صرف سے تیار کرنے منظور فرمائے، تاکہ جسوقت سرکار خلد مکان بھوپال اسٹیٹ ریلوے لائن پر سفر کرین تو وہ اونکے استعمال مین لائے جائین۔

چنانچہ پہلا درجہ انگلنڈ مین، اور دوسرا اور تیسرا انڈین مڈلینڈ ریلوے کے کارخانہ جھانسی مین تیار ہوا۔

نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر و صاحبزادہ حاجی حافظ کرنل محمد عبیداللہ خان صاحب بہادر کی عمرین صرف دو سال ہی کا فرق ہے، جب اون کا زمانۂ تعلیم آیا تو یکے بعد دیگرے دونون کی تعلیم شروع کی گئی اردو، فارسی، خوشخطی، اور مذہبی تعلیم کے لیے اوستاد مقرر کیے گئے، ورزش، اور سپاہیانہ فنون کے حاصل کرنے کیلیے بھی انتظام کیا گیا۔

تربیت جو تعلیم کا اہم ضروری جزو ہے، اور جسکے بغیر تعلیم کبھی اپنا عمدہ اثر پیدا نہین کرسکتی، ہم دونون نے اپنے ذمہ رکھی، چونکہ ابتدا سے ہی تمنا تھی کہ ہمارے بچون مین کسی ایک کو حافظ کلام مجید ہونا چاہیے، کیونکہ علاوہ اسکے کہ مسلمانون مین یہ ایک نہایت محمود امر ہے، مذہبِ اسلام کی واقعی خدمت بھی ہے۔

ہم نے اس کام کے لیے صاحبزادہ حافظ محمد عبیداللہ خان صاحب بہادر کو بوجہ حافظہ قوی ہونے کے منتخب کیا، اون کو کلام مجید حفظ کرانا شروع کیا، اور نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر کو ناظرہ و تعلیم انگریزی شروع کرائی گئی۔

دونون نے محنت، اور شوق سے تعلیم حاصل کی، اون کے تعلیمی اصول معمولی اصول تعلیم سے جدا تھے، اون کو اول اُردو کے ساتھہ ساتھہ دینیات کی تعلیم دی گئی، پھر فارسی، و عربی کی وہ کتابین جنسے معلومات عامہ، اور اخلاقی نصائح حاصل ہوتے ہین

پڑہائی گیئن، حساب سکہایا گیا، اور اون کے اخلاق و عادات کی عمدگی، اور صحت کی ترقی پر سب سے زیادہ توجہ تھی۔

خداوند کریم کے افضال سے ہم کو اس طریقہ تعلیم مین کامیابی ہوئی، اون کے اخلاق و عادات جمیل، اور اون کی صحت نہایت عمدہ ہے، اون مین غور و محنت کا مادہ کافی طور پر ہے تعلیم و تربیت نے اون کی عقل کو مُجلّا کر دیا ہے، اور جو مقصود کہ تعلیم کا ہونا چاہیے وہ حاصل ہے۔

ہر دو صاحبزادگان سلمہم شبانہ روز کی مختین جو معاملات ملکی و فوجی مین کرتے ہین یہ سبب نتیجہ اوسی طریقہ تعلیم و تربیت کا ہے جو ہم دونون نے اپنی راے سے مقرر کیا تھا، کرنل حافظ حاجی محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر انگریزی سے ناواقف تھے، لیکن اونہون نے اب صرف ایک سال کے عرصہ مین مسٹر سی، ایچ، پین، ایم، اے سے جو صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر کے اتالیق ہین، انگریزی زبان مین اسقدر استعداد حاصل کرلی، کہ وہ ضروری اور روزمرّہ کی کارروائی خود اچھی طرح کر لیتے ہین، اور اسقدر جلد اتنی استعداد کا حاصل کرلینا، اونکی ذہانت اور مسٹر پین کے طریقہ تعلیم کی عمدگی کو ظاہر کرتا ہے۔
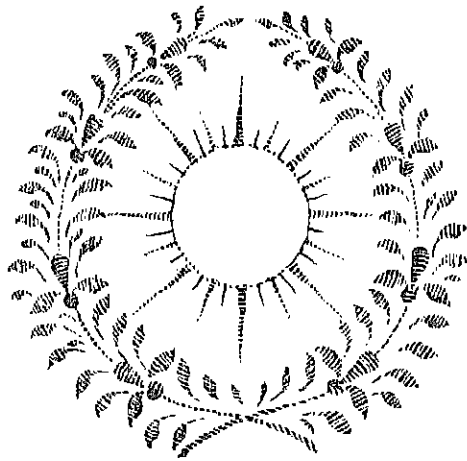
نواب صدیق حسن خان صاحب کا انتزاع خطاب و سلامی

سرکار خلد مکان کے ازدواج اول کے وقت سرکار خلد نشین نے گورنمنٹ ہند سے باضابطہ یہ طے کر لیا تھا کہ رئیسہ بھوپال کا شوہر برائے نام "نواب" رہیگا، اور امور ریاست مین اوسکو کسی طرح کی مداخلت نہ ہوگی۔ لیکن سرکار خلد مکان بوجوہ چند در چند ازدواج ثانی کے بعد اس پالسی پر جو نہایت دور اندیشی کے ساتھہ قرار دی گئی تھی قائم نہ رہ سکین اور نواب صدیق حسن خان صاحب امور ریاست مین دخیل ہوکر ہر کلی و جزئی معاملہ پر حاوی ہو گئے۔

اونھون نے اپنے گرد و پیش ایسے لوگون کو جمع کیا تھا جو اون کے ہم خیال، اور اون کی کارروائیون کے معاون تھے۔ اور اس مداخلت کی وجہ سے تقریباً تمام بڑے بڑے سرکاری عہدے ایسے لوگون کے ہاتھون مین آ گئے تھے جنکو نہ ضرورت زمانہ کا احساس تھا اور نہ رعایا و ریاست سے ہمدردی تھی، اسلیے ریاست کے انتظامی صیغون مین ایک عام بدنظمی پھیل گئی۔

نواب صدیق حسن خان صاحب کو تصنیف و تالیف سے بھی شوق تھا، اونھون نے وقتاً فوقتاً متعدد کتابین لکھین جو مختلف مضامین پر تھین، انہین کتابون مین مجموعہ خطب، ہدایت السائل، ترجمان وہابیہ، اقتراب الساعۃ، بھی تھین، جنمین مذہبی پیرایہ مین خلاف سیاست ملک مضامین تھے، ان کتابون کے علاوہ بعض تصانیف مین تمام خاندان ریاست

کی نسبت ہر ایک اہتمام جو ممکن ہوسکتا تھا درج کیا گیا، اور ہر ایک قسم کی سب وشتم تحریر کیگئی، جب ان کتابون پر نوٹس لیا گیا تو وہ ضائع کر دی گئین، ان کتابون کی اشاعت کا زمانہ وہ تھا جبکہ افواج گورنمنٹ برطانیہ "مہدی سوڈانی" کے مقابلہ مین سرگرم پیکار تھین سب سے پہلی کتاب مجموعہ خطب تھی جو گورنمنٹ کے ملاحظہ مین گذری، گورنمنٹ نے وہ کتابین سرلپل گریفن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا کے پاس بھیجدین، اونھون نے بذریعہ کرنل بنرمن صاحب بہادر نواب صدیق حسن خان صاحب کو ایسی تالیف تصنیف کے بُرے نتایج سے مطلع کیا، اور احتیاط رکہنے کی ہدایت کی، مگر نواب صدیق حسن خان صاحب نے اس فہائش کا کوئی اثر قبول نہین کیا، اور نہ درگزر کو کچہہ وقیع جانا، اور پہر اپنی دوسری تصانیف مین ایسے ہی مباحث کو چھیڑا۔

ایک طرف یہ شغلہ جاری تھا، دوسری طرف اون کے اور دون کے تشدد و تظلم کا سلسلہ طولانی ہوتا جاتا تھا، اور پہر اوسپر اونکی طرفداری کیجاتی تھی۔

غرض عام ناراضی نہایت بیزاری کے ساتھہ پیدا ہوگئی تھی، سرلپل گریفن صاحب بہادر اس عرصہ مین انگلینڈ چلے گئے تھے، جب وہ واپس آئے تو دوسری کتابین بھی اون کو ملین، اور تمام مظالم کی کیفیت اون کے سامنے پیش ہوئی، چنانچہ وہ تحقیقات کے لیے بھوپال آئے، اور مخفی تحقیق کی۔

۲۷ راگست ۱۸۸۵ع کو سرکار خلد مکان سے شوکت محل مین ملاقات کی اس جلسہ ملاقات مین کرنل ولیم کنکیڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال و اسسٹنٹ ٹو ایجنٹ رزیڈنسی سنٹرل انڈیا، منشی دھرم نرائن میر منشی رزیڈنسی، سید عبد العلی نائب دوم ریاست، سید محمد عسکری منصرم نائب اول ریاست، اور سید عنایت حسین خان وکیل ریاست

شریک تھے ۔

سر لیپل گریفن صاحب بہادر نے سرکار خلد مکان کو ان امور و شکایات کی طرف توجہ دلائی لیکن سرکار خلد مکان نے باور نہ فرمایا ، دوسرے دن چار بجے پھر ملاقات ہوئی ، پیشتر سے نواب صدیق حسن خان صاحب کی تمام کتابیں جمع کر رکھی گئی تھیں نواب صدیق حسن صاحب بھی اس جلسہ میں شریک تھے پھر منشی رزیڈنسی نے یادداشت سنائی جسمیں کتب مذکورۂ بالا کے اقتباسات درج تھے نواب صدیق حسن خان صاحب نے چند عذرات کیے لیکن صفائی کامل نہ ہوسکی ۔

چھہ ہفتہ بعد پھر صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بھوپال آئے ، اور ۷ ارمحرم ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۶ر اکتوبر ۱۸۸۵ء کو شام کے وقت پانچ بجے شوکت محل مین دربار منعقد ہوا ۔

نواب احتشام الملک بہادر ، نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر ، وصاحبزادہ حافظ حاجی ، کرنل محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر ، وصاحبزادی "بلقیس جہان بیگم صاحبہ" اور تمام عہدہ داران ریاست شریک کیے گئے تھے ۔

ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے سرکار خلد مکان کو مخاطب کرکے کسیقدر تمہیدی گفتگو کی ، اور پھر کہا کہ فی الحال نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر کا یہ حکم صادر ہوا ہے کہ خطاب و سلامی نواب کی واپس لی گئی ، اور وہ آیندہ کار و بار ریاست مین کسی طرح کی ظاہر و مخفی مداخلت

سلطان احکام جناب نائب السلطنت و گورنر جنرل بہادر کشور ہند جنکو حضرت "ملکہ معظمہ" کے وزیر اعظم نے ممالک ہند سے بمعاملہ منشی محمد صدیق حسن خان کہ جو سابق "نواب" تھے منظور فرمایا ہے ، حسب ذیل ہین ، بوجہ بد انتظامی ریاست بھوپال اور ظلم کے جو ریاست کی رعایا پر بوجہ مداخلت محمد صدیق حسن خان شوہر "بیگم صاحبہ" کے ہوا ہے حکم دیا جاتا ہے :-

اول ، خطاب "نواب والاجاہ امیر الملک" اون سے واپس لے لیا گیا ، اور منسوخ ہوگیا ۔

دوم ۔ یہ کہ سلامی ۱۷ ضرب توپ کی جو سرکار انگریزی کے علاقہ مین اون کو ملتی تھی وہ موقوف اور منسوخ ہوئی ۔

نہ کرین گے ، اور اگر کرین گے تو دوسرا سخت حکم دیا جائے گا ، ریاست بھوپال کا انتظام بہت خراب کر دیا گیا ہے ، لہذا ایک مدار المہام مقرر ہونا چاہیے ، جو کامل طور پر انتظام ریاست کار رکھے ، اور آپ کے ساتھ ملکر کام کرے ۔

غرض اس افسوسناک انجام پر کارروائی انتزاع خطاب وسلامی انجام پذیر ہوئی ، اس حالت کے پیدا ہونے سے جو صدمہ کہ مولوی صدیق حسن خان صاحب کو ہوا وہ محتاج بیان نہین ، مگر سرکار خلد مکان کو بھی کچھ کم صدمہ نہ تھا ۔

اگرچہ اس تمام کارروائی مین سرکار خلد مکان کے متعلق کوئی امر ایسا نہین کیا گیا جو اون کے داب ریاست ، اور مرتبۂ ذات وصفات کے خلاف ہوتا لیکن تاہم وہ اوسکو اپنے مرتبہ کے منافی ، اور اپنے ذاتی اعزاز کے خلاف سمجھتی تھین ۔

یہ حالت خود مولوی صدیق حسن خان صاحب نے اپنے افعال سے پیدا کی تھی لیکن ہماری طرف بڑے زور وشور سے منسوب کی جاتی تھی مولوی صدیق حسن خان صاحب نے سرکار خلد مکان کو ذہن نشین کر دیا تھا کہ ہم لوگون نے غلط مخبریان کرا کے یہ ذلت دی ہے ، اور ہر وقت یہ سمجھایا جاتا تھا کہ مجھے حقیر وذلیل نہین کیا بلکہ دراصل جو کچھ ذلت وحقارت ہوئی ہے وہ آپ کی ہوئی ، مین تو وہی صدیق حسن خان ہون "نواب والاجاہ امیر الملک" صرف آپکی ذات سے بنا ہون ۔

سوم ۔ یہ کہ محمد صدیق حسن خان کو امور ریاست مین صریح یا غیر صریح علانیہ یا مخفی طریق سے مداخلت کرنا منع ہے ، اور اگر بعد سنائے جانے ان احکام کے وہ صریح یا غیر صریح علانیہ یا مخفی طریق سے مداخلت کرین گے تو اوسکا نتیجہ اون کے حق مین سنگین ہون گے ۔

چہارم ۔ جناب بیگم صاحبہ کو ایما ہوا ہے کہ وہ ایک جوابدہ ، اور لائق مدار المہام مقرر فرمائین کہ جسکو جناب نائب السلطنت بہادر پسند فرما دین ۔

سرکار خلد مکان کو اس اتہام پر یقین کلی ہوگیا تھا، جب "بلقیس جہان بیگم" کو مینے بوجوہ چند در چند اپنے نزدیک رکھ لیا تھا، اوسی زمانہ مین اکثر مستورات نے مجھسے یہ ذکر کیا تھا کہ سرکار خلد مکان ایسا فرماتی ہین کہ مجھے سلطان جہان اور سلطان دولہ نے یہ صدمہ دیا ہے -

جب مجھے معلوم ہوا کہ سرکار خلد مکان کے خیالات اس معاملہ مین ہمارے برخلاف نہایت مضبوط کر دیے گئے ہین تو مینے عرض کیا کہ مین قطعی اس معاملہ مین بے قصور ہون اور مین ہر طریق پر صفائی پیش کرنے کے لیے آمادہ ہون -

سرکار خلد مکان نے اسکو منظور فرمایا، اور یہ قرار دیا کہ سر لیپل گریفن صاحب بہادر کے آنے پر وہ اور کرنل وارڈ صاحب بہادر، و کرنل کنکیڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ انجیل ہاتھہ مین لیکر قسم کہائین، اور ہم حلف کرین کہ ہم کو اس کارروائی سے کوئی تعلق نہین، مینے بخوشی منظور کیا، لیکن چونکہ ہمارا قصور نہ تہا، اور ہم بالکل پاک تھے، اور ہماری نسبت محض اتہام تہا، اور وہ جانتے تہی کہ پردہ فاش ہو جاے گا اور اگلی پچھلی تمام غلط بیانیان اور اتہامات ظاہر ہو جائین گے اسلیے مولوی صدیق حسن خان صاحب نے سرکار خلد مکان کو اس قرارداد پر مستقل نہ رہنے دیا -
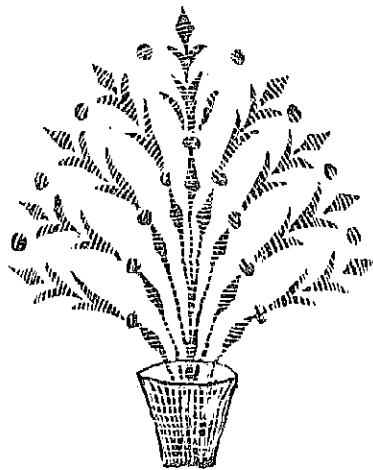
وزارت با اختیار

بہ تعمیل حکم ہزایکسلنسی ویسرائے وگورنر جنرل کشور ہند ۱۱ رجمادی الاول ۱۳۰۳ھ = ۱۶ فروری ۱۸۸۶ء کو حسب تجویز سر لیپل گریفن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل و بہ استرضائے سرکار خلد مکان، و بمنظوری ہزایکسلنسی ویسرائے ہند بہادر نواب عبد اللطیف[1] خان سی آئی ای امتحاناً وزیر ریاست مقرر ہوئے، اور ساڑھے چار مہینہ تک اونھون نے اپنے عہدہ کے فرائض کو ادا کیا۔

اونھون نے اولاً اون اصول کو جن پر صیغۂ عدالت کا کام ہو رہا تھا، تبدیل کیا، انتظام مالی کے لیے ایک تجربہ کار عہدہ دار کو علاقہ انگریزی سے بلانے کی تجویز کی، اور آمدنی و خرچ کے متعلق بجٹ (تخمینہ) بنانے کا حکم دیا، ابھی اون کی توجہ درستی و انتظام معدلت ہی کی جانب مبذول تھی، اور وہ اپنی مفوضہ خدمات کو نہایت خوبی کے ساتھ ادا کر رہے تھے، کہ مولوی صدیق حسن خان صاحب کو فکر پیدا ہوئی کہ کوئی یوروپین وزیر مقرر ہو جائے تو غالباً اونھین اپنے اقتدار، و اعزاز کو پھر حاصل کرنے کا موقع ملیگا، اور اوسکی وساطت سے اپنی تدابیر مین کامیابی ہوگی، اسلیے اونھون نے خود مسٹر بروک صاحب ڈپٹی کمشنر کھنڈوہ کو منتخب کر کے سرکار خلد مکان کو اس امر پر آمادہ کیا کہ گورنمنٹ سے عہدۂ وزارت پر اون کے تقرر کی خواہش کرین، اگرچہ سر لیپل گریفن صاحب بہادر نے چند مرتبہ مشورہ دیا کہ یوروپین وزیر کا

---

[1] نواب عبد اللطیف خان صاحب سی، آئی، ای، صوبہ بنگال کے ممتاز اشخاص مین سے تھے۔

تقرر مناسب نہین معلوم ہوتا، لیکن سرکار خلد مکان نے اوس مشورہ پر عمل نہ کیا، اور نہایت اصرار کے ساتھہ گورنمنٹ سے درخواست کی، گورنمنٹ نے اصرار سے مجبور ہوکر بجاے بروک صاحب کے کرنل[1] ایچ، سی، آئی، وارڈ صاحب کو جو انتظام مالی مین ایک مشہور شخص تھے وزارت کے لیے منتخب کیا، اونھون نے یکم جولائی ۱۸۸۶ء کو نواب عبداللطیف خان سے وزارت کا چارج لیا۔

کرنل وارڈ صاحب ایک مشہور و مدبر یوروپین تھے، اون کو ہندوستانیون کے ساتھہ گہری ہمدردی تھی، اون مین وہ تمام صفات موجود تھین، جن کے لیے انگریزی قوم مشہور ہے، اونھون نے ریاست کا انتظام نہایت بیدار مغزی سے شروع کیا۔

وہ اپنے فرائض کو مستعدی و قابلیت، اور رعایا کی فیلنگ کا لحاظ کرکے ادا کرتے تھے اونھون نے "قانون جنگل" مرتب کیا، اون کی حسن تدبیر سے "مالگذاری" کا انتظام عمدہ پیمانہ پر ہوگیا، ریاست کی مالی حالت مین ترقی کے آثار نظر آنے لگے، جرائم اور سنگین وارداتون کے انسداد پر کامل توجہ کی، عدالتی، اور انتظامی صیغون کے لیے، متدین، جفاکش، و تجربہ کار عہدہ دار مقرر کیے، خصوصاً صیغہ پولیس کی اصلاح مین بامداد خان بہادر منشی اسرار[2] حسن خان صاحب نہایت کامیابی حاصل ہوئی۔

---

[1] کرنل ایچ، سی، آئی، وارڈ صاحب صوبہ ممالک متوسط مین کمشنر تھے، اس صوبہ کے بندوبست مین اونھون نے بڑی نیکنامی حاصل کی تہی۔

[2] "خان بہادر منشی اسرار حسن خان صاحب" جو اسوقت نصیر المہام ریاست ہین، اون کے زمانہ وزارت مین ضلعی پولیس کے عہدہ پر مامور کیے گئے تھے، اون کی جفاکشی، و دیانت، اور مستعدی کے نہ صرف کرنل وارڈ ہی معترف تھے، بلکہ سرکار خلد مکان نے بھی اونکو ہمیشہ عزت، اور قدر کی نگاہ سے دیکھا، کیونکہ اون مین ہمیشہ سے یہ ایک اعلیٰ صفت ہے، کہ وہ بجز اپنے آقا یا محسن کے کسی دوسرے سے غرض نہین رکھتے، اسلیے اکثر خود غرض لوگ اون کو اچھا نہین سمجھتے، لیکن

کرنل وارڈ صاحب کا زمانہ وزارت دوسرے وزرا کے عہد کے مقابلہ مین امن حسن انتظام
اور عام اطمینان کا زمانہ تھا، وہ ریاست اور رعایا کے حقوق و فوائد مین کامل طور پر امتیاز
کرتے تھے، اور دن رات اپنے فرائض اعلیٰ قابلیت کے ساتھہ انجام دینے مین مشغول تھے
لیکن مولوی صدیق حسن خان صاحب نے جو نتیجہ یوروپین وزیر کے تقرر سے سوچا تھا وہ نہ نکلا، اور جب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ، ایسا شخص ہمیشہ دنیا مین کامیاب
ہوتا ہے، چنانچہ باوجود اسکے اکثر لوگ بسبب صفات مذکورۂ بالا اون سے ناراض تھے، لیکن اون کے حکام
اون سے ہمیشہ راضی رہے، کرنل وارڈ صاحب بہادر کی واپسی پر اونھون نے بھی استعفا پیش کیا، اور اپنے
محسن کی رفاقت کے خیال سے ریاست سے ترک تعلق ہی مناسب جانا، مگر اون کی محنت اور قابلیت اور عام ہردلعزیزی
کے باعث سرکار خلدمکان نے منظوری استعفا سے انکار فرمایا، تاہم اون کا اصرار نہ گیا، اور بالآخر وہ چلے گئے
اوسی زمانہ سے نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر اون کو ایک دیانت دار، اور قابل شخص تصور کرتے تھے، اور
اکثر مجھ سے اون کا تذکرہ کیا تھا، مجھے دوسرے ذرایع سے بھی جو علم اون کے متعلق حاصل ہوا وہ اون کی اون
خوبیون کے لیے جن کی تعریف کی جاتی تھی، ایک عمدہ شہادت ہے، اسلیے مینے گورنمنٹ ہند سے اون کی خدمات
ریاست مین منتقل کرائین، اور اون کو درجہ بدرجہ عہدۂ نصیر المہامی پر ترقی دی، اور وہ اپنے فرائض کو ایسی ہی
مستعدی، اور قابلیت سے انجام دے رہے ہین جن کی مجھے اون سے مامور کرتے وقت توقع تھی۔
خان بہادر موصوف شاہجہانپور کے مشہور خاندان "حافظ خیل" کے ممبر ہین، ایام غدر ۱۸۵۷ء مین اونکے
باپ اور چچاؤن نے برٹش گورنمنٹ کی نمایان وفاداری، اور جان نثاری کی تھی، اون کے دو چچا گورنمنٹ کی
خدمات کرتے ہوے اپنے ہی وطن مین باغیون کے ہاتھون سے قتل ہوے تھے، اون کا گھربار اسلیے جلایا گیا تھا
کہ وہ گورنمنٹ کی وفاداری مین مستقل تھے، مسٹر سی بی کار سکنل سنیر ممبر بورڈ آف ریونیو ممالک متحدہ آگرہ واودھ نے
ایک مختصر کیفیت اس خاندان کی تحریر کی ہے، اوسکی آخری عبارت مین اونھون نے تحریر کیا ہے کہ ایسے وفادار

کرنل وارڈ اون کی تدابیر کے معین نہ بنے تو آب اون کے علیحدگی کی فکر کی گئی، اور سرکار خلد مکان نے اون کے واپسی کی کوشش کی، گورنمنٹ ہند نے اون کو اڑہائی سال کے عرصہ کے بعد واپس لے لیا، کرنل وارڈ صاحب کے جانشین منشی امتیاز علی خان وکیل صوبہ اودھ ہوے، اونھون نے عہدۂ وزارت کا چارج ۷ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو لیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) خاندان کا ہرایک رکن ہمارے ہاتھون سے ہرایک اجر اور معاوضہ کا مستحق ہے" اسی طرح ہزآنر آئی، سی کیڈل سابق لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپنی ایک چٹھی مین اس خاندان کی جان نثاریون کا اعتراف کیا ہے، گورنمنٹ ہند اون کے خاندان کی قدر و منزلت کرتی ہے، اور اوسکے اکثر ممبر جنھون نے ملازمت پسند کی ہے، معزز عہدون پر ممتاز ہین۔

منشی اسرار حسن خان صاحب ۱۹۰۲ء مین جبکہ حسب تحریک ریاست اس ریاست مین اون کی خدمات منتقل ہوئین ضلع اوناؤ مین ڈپٹی کلکٹر تھے، ۱۹۰۶ء مین بہ لحاظ اون کی ذاتی صفات، اور خاندانی خدمات کے حسب تحریک ریاست گورنمنٹ سے خطاب "خان بہادر" عطا کیا گیا۔

مجھے اس امر کی بہت خوشی ہے کہ جس طرح ریاست بھوپال کے اعلیٰ تعلقات وفاداری، و دوستی گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہین، اسی طرح اوسکے ایک رکن کے خاندانی روایات جان نثاری بھی مشہور اور قابل عزت ہین۔
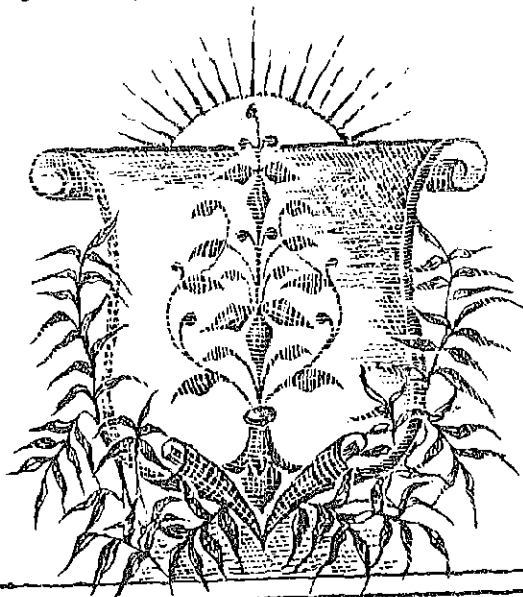
دربار عطائے تمغہ کمپنین آف دی انڈین امپائر بہ نشی حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ، وتقریر سر لیپل گریفن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا بمقام بھوپال

مولوی صدیق حسن خان صاحب کے انتزاع خطاب کی کارروائی کے ساتھہ ہی اون لوگون کو سزا دینے کے لیے سفارش کی گئی جنکے مظالم نے غریب رعایا پر آفت ڈہائی تھی، حسب ایماے سرکار خلد مکان اون کے جرائم کی باضابطہ تحقیقاتین کی گئین اور بعض کو اخراج اور بعض کو قید کی سزائین ہوئین -

ان کارروائیون سے فارغ ہونے کے بعد سر لیپل گریفن[1] صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے شوکت محل مین ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک دربار منعقد کیا،

---

[1] سر لیپل گریفن صاحب بہادر کو تاریخ بھوپال کے ساتھہ ایک خاص مناسبت ہے، کیونکہ اون کے زمانہ مین جو اہم انقلابات بھوپال مین ہوے ہین وہ تاریخ کا ایک ضروری جزو بنگئے ہین -

سر لیپل گریفن صاحب بہادر ایک نہایت ذکی بیدار مغز انگریز تھے، اون کی طبیعت مین انصاف پسندی اور سلطنت برطانیہ کے فوائد و اغراض کی نگہداشت بدرجہ اتم تھی، وہ معاملات پر ہمیشہ باریک نظر ڈالتے تھے، اور تحمل و صبر سے کام لیتے تھے اور جو کچھہ کام کرتے تھے اعلیٰ درجہ کے استقلال اور عزم بالجزم کے ساتھہ کرتے

مولوی صدیق حسن خان صاحب کے معاملہ مین اونھون نے ابتداءً بیحد نرمی و ملاطفت برتی، معقول طریقہ سے فہمائش کی،

جس مین جناب ممدوح کے فرسٹ اسسٹنٹ، اور کرنل کنکیڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ و دیگر معزز اہلکاران ایجنسی، ورزیڈنسی بھی شریک تھے۔

ارکان ریاست مین سے خود سرکار خلد مکان و نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر حسب الطلب و دیگر ارکان واعیان ریاست موجود تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) اون کے افعال کے مضر نتائج سے اطلاع دی، مگر جب نتیجہ بالکل برعکس پایا تو مجبوراً وہ کیا جو ایسے موقع پر ہر ایک برٹش افسر کو کرنا چاہیے تھا، تاہم اونکا کوئی فعل ایسا نہیں ہوا جو سرکار جنت مکان کے ادب و احترام کے منافی ہوتا، اونھون نے حاضر و غائب ہمیشہ سرکار خلد مکان کی تعریف کی، اور اون کے جذبات، و خیالات، رحمدلی اور نیکی کی معترف رہے، وہ ان تمام امور کا جو پیش آئے مولوی صدیق حسن خان صاحب اور اون کے مشیرون کو ہی ذمہ دار سمجھتے تھے جو کلیۃً صحیح تھا۔

وہ سمجھتے تھے کہ سرکار خلد مکان ایک سخت مغالطہ اور دھوکے مین ہین اور اون کو اس حالت کے ساتھ ہمدردی تھی۔

سر لیپل گریفن صاحب بہادر نے پنشن حاصل کرنے کے بعد انگلستان مین نہایت عزت و نیکنامی سے اپنی عمر بسر کی کبھی کبھی وہ پبلک پلیٹ فارم پر آکر معاملات ہند کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار بھی کرتے تھے اور وہ ہندوستان اور انگلستان مین نہایت وقعت کے ساتھ دیکھے جاتے تھے وہ انگلستان کے اون چند مشاہیر مین تھے جنکی ذات پر انگلستان کو فخر ہے، اور جنہون نے ہندوستان کی سرزمین مین اپنی قومی حکومت کی بنیاد مضبوط کرنے مین نمایان حصہ لیا ہے۔

ہندوستان کے متعلق جو اونھون نے سب سے بڑی دانشمندانہ کاروائی کی، وہ انگریزی اور افغانی تعلقات مین عمدگی پیدا کرنا ہے۔

اسکے متعلق امیر افغانستان کی وہ راے جو اونھون نے اپنی کتاب "تزک عبدالرحمانی" مین ظاہر کی ہے

دربار کی غرض حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ بیرخشی فوج ریاست کو
"تمغائے کمپانین آف ڈی انڈین اسپائرعطاکرناتھی، ۴ بجے تک تمام معززین شوکت محل مین جمع
ہوگئے، صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے کھڑے ہوکر ایک پرزور اور فصیح
تقریر[۱] کی جس کا اُردو ترجمہ جناب محتشم الیہ کی فرسٹ اسسٹنٹ نے حاضرین کو سنایا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) درج کرنی کافی ہے، وہ تحریر کرتے ہین کہ" میرے نزدیک سر لیپل گریفن نے جس فہم و فراست سے
میرے اور افغانون کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعہ سے دوستانہ تعلقات پیدا کیے وہ محض اپنی گورنمنٹ
کے فائدہ کے لیے اور اون خدمات کے لیے میری راے مین انہین کافی صلہ نہین ملا مین خیال کرتا ہون کہ
وہ اسکے مستحق ہین کہ" لارڈ کابل" کا خطاب اونہین دیا جاے، جسطرح کہ جنرل رابرٹس کو" لارڈ قندہار"
کا خطاب عطا کیا گیا (کتاب تزک عبدالرحمٰن خانی مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ صفحہ ۱۰۹)

[۱] یہ تقریر نہایت طولانی اور کئی صفحات پر ہے، جو اخبارات مین بھی شائع ہوچکی ہے، مگر اوس کا
اقتباس اس موقع پر اسلیے درج کیا جاتا ہے کہ ناظرین کو اندازہ ہوجاے کہ سرکار خلد مکان کے زمانہ مین
جو کچھ بدنظمیان پیدا ہوئی تہین، اون کا الزام فرمان روا کی ذاتی قابلیت اور رحمدلی وغیرہ پر عائد
نہین ہوسکتا، وہ ایک صاف دل اور پردہ نشین فرمان روا تہین، ان واقعات سے قبل اون کی حکومت کی
تعریفین سرکاری اور غیر سرکاری طور پر کیجاتی تہین، لیکن یہ دور ان کے لیے در اصل غم و الم کا دور تھا
کہ وہ ایسے لوگون مین محصور ہوگئین، اور انہون نے ایسے اشخاص پر اعتماد کیا جن سے قابل مرد بھی
دھوکا اوٹھا جاتے ہین۔

وہ ہر لحاظ سے خوش قسمت تہین، دولت، ثروت، اور حکومت موجود تہی، نیکنامی اور قابلیت مین
شہرۂ آفاق تہین، سخاوت اور فیاضی کا غلغلہ بلند تھا، برٹش گورنمنٹ کے اعلیٰ افسرون نے بارہا اون کی
قابلیت ذاتی کا اعتراف کیا تھا، اور بفضلہ تعالیٰ اولاد کی اولاد تک موجود تھی، بزرگون مین خوش ہونے والی

تقریر ختم ہونے کے بعد ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے اپنے ہاتھ سے میر بخشی صاحب کو ایام غدر کے حسن خدمات جنگ کے صلہ مین اوس تمغے کا مثنیٰ جو اوسی زمانہ مین عطا کیا گیا تھا، اور وہ اون کے پاس سے تلف ہوگیا تھا، مرحمت فرمایا، یہ مثنیٰ بحکم گورنمنٹ کلکتہ مین تیار ہوا تھا۔

اس کے بعد سرکار خلد مکان کی جانب سے نواب عبد اللطیف خان صاحب نے میر بخشی صاحب کو خلعت پہنایا۔

حاضرین دربار نے مبارکباد دی، اور عطر و پان کی تقسیم کے بعد جلسہ دربار برخاست ہوا۔

سر لیپل گریفن صاحب نے اپنی اس تقریر مین سرکار عالیہ اور امرا و عمائد بھوپال کو مخاطب کر کے اول بخشی محمد حسن خان صاحب کو تمغا سے انڈین امپائر ملنے اور اوس تمغہ کو تجدید اب دینے کا جو موقع جنگ پر بہ حسن خدمات عنایت ہوا تھا، اور اتفاقاً گم ہوگیا تھا، ذکر کیا۔

پھر سرکار خلد نشین کی تعریف وفاداری کے بعد بہادران بھوپال کا تذکرہ تھا۔

بھوپال اور دیگر دیسی ریاستون کے متعلق جو پالیسی برٹش گورنمنٹ کی ہے اوس کو ظاہر کیا اور نیز میسور کا ضبط ہو کر دوسرے کو عطا کیا جانا، مہاراجہ سیندھیا کو قلعہ گوالیار دیا جانا، الحاق برہما مسلمانون کے ساتھ برٹش سلطنت کی خصوصیت جنگ روم و روس مین گورنمنٹ کی امداد اور حفاظت حجاج کے متعلق بیان کیا۔

اسکے بعد بھوپال کی بدنظمی کے متعلق کہا کہ :-

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نانی کا دم قائم تھا۔ لیکن کچھ مشیت ایزدی ایسی تھی کہ وہ مولوی صدیق حسن خان صاحب سے نکاح کرین ہر ممکن الحصول وقار اور معراج عزت پر پہونچائین، اور بعد کو وہ ناقابل برداشت صدمات برداشت کرین، جن کا صدمہ ناظرین کتاب کے دلون پر اثر پذیر ہوگا۔

"بسبب بعض وجوہ کے جنکا ذکر مین اسوقت مناسب نہین سمجھتا ہون ریاست بھوپال
کے انتظام کی حالت نہایت قابل نفرین ہوگئی تھی اور تمام طبقون کے لوگ کیا ہندو
کیا مسلمان یکسان پنجۂ ظلم مین گرفتار تھے یہانتک کہ تمام لوگ ہر وقت ترسان ولرزان
رہتے تھے شہر مین پوری حکومت ایسے اہلکارون کے ہاتھون مین تھی جو ایک ساتھ
اختیارات مجسٹریٹ اور پولیس افسران سپرنٹنڈنٹ جیلخانہ کے رکھتے تھے اور کسی
آدمی کی جان ، یا آبرو محفوظ نہ تھی ، اس قسم کے مجسٹریٹون مین سے دو شخص جو جرم
ظلم وتصدیع بدنی مین ماخوذ ہوے تھے ، ان کے جرائم کی پیروی ایما اور جناب
عالیہ بیگم صاحبہ کی رضامندی سے تحقیقات وتجویز بہ اجلاس صاحب پولیٹکل ایجنٹ
بہادر ہوکر اونکو بعد ثبوت جرم میعاد سنگین کے لیے قید کی سزا دی گئی ، جمع دہات
اسقدر بڑھائی گئی کہ بعض اضلاع مین مستاجر وکاشتکار دونون تباہ ہوگئے
اور سات ہزار سے زیادہ کاشتکار جلا وطن ہوکر اطراف بحیاسہ علاقہ ممالک
مہاراجہ سیندھیا مین جا آباد ہوے ، مقامات کی بار جیت زر پاشی وزرکشی پر
موقوف تھی ، اور غریبون کی فریاد پر کوئی توجہ نہین ہوتی تھی۔
اسکے بعد سرکار خلد مکان کی توجہات خاص کے مبذول ہونے کا ذکر کیا
کہ مین اس تقریب مسرت قریب کے وقت ایسے مضمون کا ذکر جو جناب عالیہ
بیگم صاحبہ اور نیز مجکو باعث رنج ہے ، نہ کرتا ، اگر میرے دل مین یہ خواہش
نہوتی کہ اس موقع پر اسبابات کا علانیہ اظہار کرون کہ جناب عالیہ بیگم صاحبہ نے
دانشمندانہ ، کریمانہ ، اور حوصلہ مندانہ ، سے مصمم ارادہ کیا ہے کہ جن خرابیون
کی اونکو خبر ہوتی ہے اونکو دور کرین ، اور ایسی اصلاحین اجرا فرماوین جو

اونکی رعایا کے حق مین ہمیشہ کے لیے فائدہ مند ہون ، جناب عالیہ بیگم صاحبہ نے ایک معزز
مسلمان کو جو اعلیٰ درجہ کے لائق خوش اطوار ، اور نیکنام ہین اپنا وزیر اعظم
مقرر فرمایا ہے ، اور اونکو تمام محکمات اور دفاتر پر کامل اختیارات عطا فرمائے ہین جو احکام
اونکو حاصل کرنے ہون گے بلا وساطت غیر خود جناب عالیہ بیگم صاحبہ ہی کے
حضور سے حاصل کرین گے ، مجکو یقین ہے کہ جب ان اصلاحون اور فائدہ بخش
نتائج کی خبر رعایاے بھوپال کو ہوگی ، تو اوسوقت اسبات کی نہایت خوشی کرینگی
کہ اوسکی خوش قسمتی نے اوسکو ایسے فرمانروا کے زیر حکومت کیا ہی جو کافی طور پر
ایسی دانشمند اور فیاض ہین کہ بفور پہونچنے شکایات اور معلوم ہونے خرابیون کے
اونکے رفع و دفع کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتی ہین ، ہندوستان مین کوئی ریاست
ایسی نہین ہے جسکو علیا حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و عالیجناب مستطاب نواب
ویسرای بہادر ریاست بھوپال سے زیادہ محبت اور توجہ کی نگاہ سے دیکھتے ہون ، کہ جو ایام رنج و راحت
سب مین تمام دنیا کے حضور سرکار گورنمنٹ کی دوستی مین ایک سچی وریاست دو
کیطرح ثابت قدم رہی ہے یہ پرجوش دوستی او عظمت جناب عالیہ بیگم صاحبہ کی
نسبت اون والا پایگاہ حضرات کے دلون مین متمکن ہے ، آور ترقی پذیر ہوگی ،
جب محتشم الیہا کو معلوم ہوگا کہ کیسی دانائی اور فیاضی سے جناب عالیہ بیگم صاحبہ نے
مصمم ارادہ کرلیا ہی کہ اپنی رعایا کیلیے با قاعدہ و قانون انتظام فرمائین اور آیندہ ایسی
احتیاطین عمل مین لائین کہ اون لوگون کی مظلومی کا خطرہ یکبارگی جاتا رہے ،
جو محتشم الیہا سے انصاف چاہتے ہین ۔

مین جناب عالیہ بیگم صاحبہ کو عالی جناب معلی القاب نواب

ویسرائے بہادر کی طرف سے دلی مبارکباد دیتا ہون، اور نہ دل سے امید کرتا ہون کہ جناب عالیہ بیگم صاحبہ کی رعایا کی سرسبزی، اور خوشحالی محتشم الیہا کی بلند نامی اور خوشی و خرمی کے ساتھہ برابر ترقی پاتی رہیگی۔
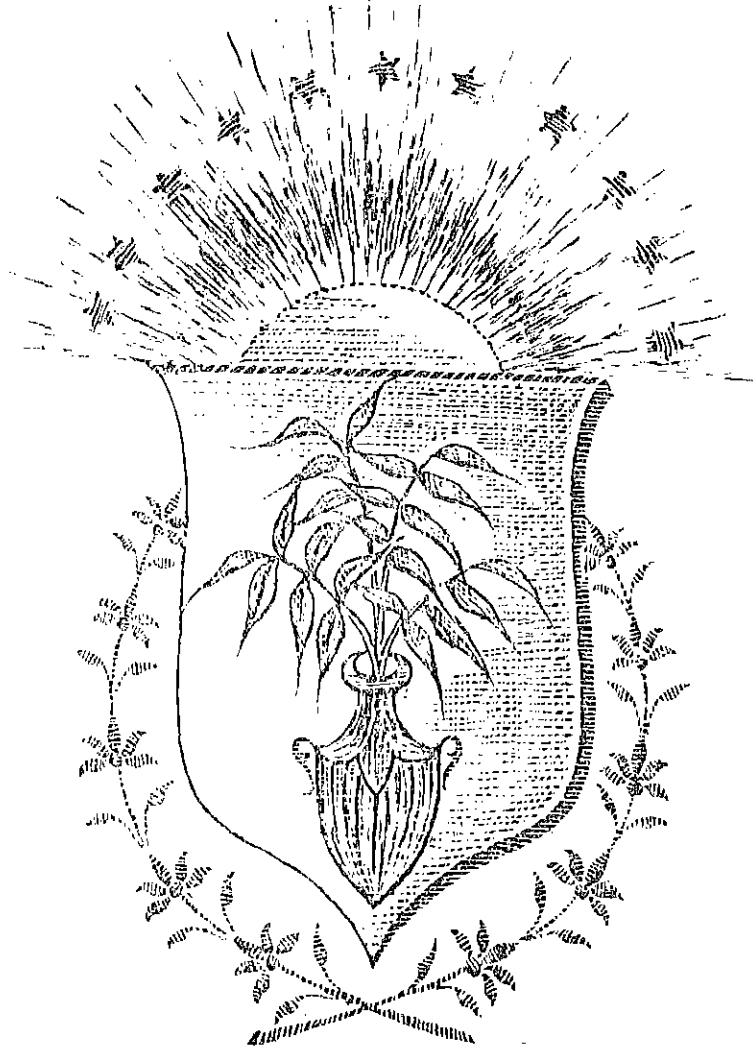
سرکار خلد مکان کا سفر کلکتہ

بار سوم

اور میری علالت

سرکار خلد مکان کو مولوی صدیق حسن خان صاحب کے انتزاع خطاب و سلامی اور انتظامات جدیدہ سے جنکا ذکر گزشتہ فصلون مین بالتفصیل ہوچکا ہے سخت رنج تہا، کیونکہ اونکو یقین دلایا گیا تہا کہ یہ سب کارروائی اون کے مخالفین کی سازشون کا نتیجہ ہے، اور مولوی صدیق حسن خان صاحب بے جرم ہین، اور اس انتظام سے سرکار کی حکومت کو زائل کردینا مقصود ہے۔

اسلیے سرکار خلد مکان نے ارادہ کیا کہ وہ خود ہز اکسلنسی ویسراے لارڈ ڈفرن[1] صاحب بہادر سے ملاقات کرین، اور معاملات پر نظر ثانی کرنے کی گزارش کی جاے، اونہون نے اول دہلی جاکر ملاقات کرنی چاہی، مگر چونکہ وہان حضور ویسراے کو ضابطہ کی ملاقات کی فرصت نہ تہی اسلیے کلکتہ جانا قرار پایا۔

خارجاً صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا کو یہی معلوم ہوا کہ مولوی صدیق حسن خان صاحب بہی ہمسفر ہونگے مگر اونہون نے بذریعہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر مولوی صدیق حسن خان صاحب کے ساتھ لیجانے کی ممانعت کردی۔

---

[1] لارڈ ڈفرن ۱۸۸۴ء عیسوی مین لارڈ رپن کے بعد ویسراے وگورنر جنرل مقرر ہوکر ہندوستان آئے اور ۱۸۸۸ء مین اپنے عہدہ سے دست بردار ہوکر واپس گئے، راولپنڈی کا دربار (جسمین امیر افغانستان آئے تھے) ملک برہما کا الحاق، پنجدہ پر روسیون کا حملہ اور پہر گورنمنٹ روس کا گورنمنٹ برطانیہ کی فہمائش پر عمل کرنا اونکی ویسرائیٹی کے واقعات عظیم ہین۔

غرض سرکار خلد مکان مع ایک مختصر پارٹی کے بلقیس جہان بیگم صاحبہ کو ہمراہ لیکر ۸ ر مارچ ۱۹۰۶ء کو ۹ بجے ۳۰ منٹ پر دن کے وقت کلکتہ روانہ ہوئین، اور ۱۰ ر مارچ = ۱۳ ر جمادی الآخر ۱۳۲۴ھ ۷ بجے ۲۷ منٹ صبح کو وہان پہنچین۔

صاحب سکریٹری گورنمنٹ ہند، اور حضور ویسراے کے ایک ایڈی کانگ نے اسٹیشن پر استقبال کیا، ہزایکسلنسی کی چواسپہ گاڑی اسٹیشن پر موجود تھی، سرکار خلد مکان مع بلقیس جہان بیگم صاحبہ کے سوار ہو کر چورنگی روڈ (مقام قیام) پر تشریف لیگئین۔

۱۱ بجے ہزایکسلنسی کے دو صاحبان ایڈیکانگ مزاج پرسی کے لیے آئے، اور ۱۲ ر مارچ = ۵ جمادی الثانی ہزایکسلنسی کی تاریخ ملاقات قرار پائی

سرکار خلد مکان بمعیت صاحبزادی بلقیس جہان بیگم صاحبہ، و میان اکبر محمد خان، و میان عاشق حسین خان، و سید عبد العلی نائب دوم، و وکیل ریاست، و منشی دین دیال میر منشی ایجنسی سیہور، گورنمنٹ ہوس کو تشریف لے گیئن، پروگرام کے مطابق جو فارن ڈپارٹمنٹ سے مرتب ہوا تھا ملاقات ہوئی۔

۱۳ ر مارچ = ۶ ر جمادی الثانی کو ہزایکسلنسی ملاقات بازدید کے لیے تشریف لائے، اور تمام امور جو پروگرام مین مندرج تھے عمل مین لائے گئے۔

سرکار خلد مکان نے اس ملاقات مین ہزایکسلنسی کو مخاطب کرکے ایک مختصر تقریر کی۔

۱۶ ر مارچ کو لیڈی ڈفرن صاحبہ سے مع صاحبزادی بلقیس جہان بیگم صاحبہ ملین اور ۱۷ ر مارچ کو لیڈی صاحبہ ممدوحہ نے ملاقات بازدید فرمائی۔

دوران قیام مین اکثر صاحبان یوروپین اور معزز لیڈیان ملنے آئین، بالخصوص مسز ڈیورینڈ صاحبہ، اور ہز آنر لفٹنٹ گورنر بنگال کی لیڈی صاحبات سے نہایت گرمجوشی کی

ملاقات ہوئی ۔

سرکار خلد مکان نے ہز اکسلنسی ویسرائے سے خانگی ملاقات کی خواہش کی جسکو ہز اکسلنسی نے منظور کیا ، اور ملاقات ہوئی ، اس ملاقات مین سرکار خلد مکان نے ہز اکسلنسی کو ایک خریطہ دیا جسمین معاملات متذکرہ کی نسبت کچھہ خواہشین تھین ، اور ڈپٹی کمشنر پولیس کلکتہ کے عہدہ وزارت پر تقرر کی استدعا تھی

ہز اکسلنسی نے خریطہ لے لیا اور یہ جواب دیا کہ "یہ خریطہ پہلے سر لیپل گریفن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کے پاس جائیگا ، اوسکے بعد جواب ملیگا ۔

اسکے بعد مسٹر ڈیورینڈ صاحب بہادر فارن سکریٹری نے سرکار خلد مکان سے ملاقات کی اور اون کو نہایت ادب ، اور نرمی و اخلاق سے سمجھایا کہ جدید انتظامات مین کوئی تغیر نہین ہوسکتا ، بالآخر سرکار خلد مکان کو اس مقصد مین جسکے لیے سفر کیا گیا تھا ناکامی ہوئی

چونکہ مسٹر ڈیورینڈ صاحب بہادر افغانی قوم کے رسم و رواج سے واقف تھے ، اور خاندان بھوپال سے اونکو خاص ہمدردی تھی ، اون کے والد مسٹر ڈیورنڈ صاحب بہادر سرکار خلد نشین کے زمانہ حیات مین رزیڈنٹ اندور رہ چکے تھے ، سرکار خلد نشین کے ساتھہ اونکو نہایت خلوص تھا ، اور ہمیشہ ریاست کی بہتری ، اور بہبودی پر اونکو توجہ تھی ، یہی حالت سکریٹری صاحب ممدوح کی تھی ، وہ ان معاملات سے نہایت متاثر و متاسف تھے ، اور اس موقع پر وہ اپنا افسوس ظاہر کیے بغیر نہ رہ سکے ، اونہون نے سرکار خلد مکان سے اپنے خلوص و ہمدردی کا اعادہ کرکے کہا کہ "یہ جو کچھہ نتیجہ ہے وہ اسکا ہے کہ آپنے اپنے بزرگون کی رسم و رواج کے خلاف نکاح ثانی کیا ، اور وہ بھی ایک ایسے شخص سے جو کوئی ممتاز شخص نہین ہے ۔"

اس سفر مین ہزاکسیلنسی ویسراے نے گو سرکار خلد مکان کی خواہشون کو منظور نہین کیا لیکن ہر طرح غیر معمولی طور پر خاطر و مدارات اور ادب و عزت کا برتاو کیا، صاحبزادی بلقیس جہان بیگم صاحبہ کے ساتھہ نہایت شفقت فرمائی، کرنل ولیم کنکیڈ صاحب بہادر کے ہمراہ وہ پھولون کی نمائش مین گئین، لیڈی ڈفرن صاحبہ محترمہ، و ہزاکسیلنسی لارڈ ڈفرن صاحب بہادر نے نہایت تپاک و محبت سے اونکا خیر مقدم کیا، ہزاکسیلنسی نے اونسے فرمایا کہ "مین اگرچہ علیل تھا، لیکن تمہاری خاطر سے آدھہ گھنٹہ کے لیے پلنگ سے اوٹھکر آیا ہون" بلقیس جہان بیگم صاحبہ نے شکریہ ادا کیا، پھر لیڈی ڈفرن صاحبہ نے اونکو چڑیا خانہ دکھلایا، اور وہان اپنے ساتھہ لیگئین سرکار خلد مکان[1] چھبیس روز کلکتہ مین قیام پذیر رہین، چونکہ اون کے کلکتہ آنیکی اطلاع عام طور پر تھی، اور انڈین مرر بنگالی اخبار نے یہ خبر مشتہر کی تھی کہ "ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال گورنر صاحب بہادر کشور ہند کی ملاقات کے لیے کلکتہ تشریف لاتی ہین کہ دربارہ انتظام آیندہ ریاست گفتگو کرین، اسلیے اکثر بنگالی وکلا و دیگر اشخاص نے کوشش رسائی کی کی، لیکن کامیابی نہوئی۔

۷ راپریل کو معاودت فرماے بھوپال ہوئین، حسب قاعدہ استقبال کیا گیا۔

اثناے سفر مین ایک اور امر بھی قابل ذکر ہے جس سے مفسدون کی مفسدانہ کارروائیان ظاہر ہوتی ہین، اور سرکار خلد مکان کے اون خیالات محبت کا پتہ ملتا ہے جو باوجود ان حالتون کے میری نسبت تھے، سرکار خلد مکان جب کلکتہ کی تیاری مین تھین، مین علیل ہوگئی تھی، اور روانگی کے قبل اگرچہ مجھے صحت کامل نہین ہوئی تھی لیکن آرام ہوچلا تھا، میری علالت و صحت کے حالات

[1] اس سفر مین سرکار خلد مکان نے لیڈی ڈفرن فنڈ مین دس ہزار روپے، بائبل سوسائٹی مین ایکہزار پانسو، الصلوٰۃ، مدرسۂ اسلامیہ مین دو ہزار چندہ دیا، اس کے علاوہ ایک طالب علم مدرسہ اسلامیہ کی تکمیل تعلیم قانونی یا طب کیلیے جو انگلستان مین حاصل کیجاے تین سال کیلیے چھہ ہزار روپیہ کا وظیفہ منظور فرمایا، اور نیز ایکہزار دو سو صرفہ آمد و رفت عطا کیا، جملہ سات ہزار دو صد روپیہ یونیورسٹی کلکتہ کو سپرد کیا چنانچہ اوس وظیفہ سے سید عبدالرحیم صاحب نے تعلیم حاصل کی جو آجکل مدراس ہائی کورٹ کے ایک قابل جج ہین۔

بلقیس جہان بیگم صاحبہ کی زبانی سرکار خلد مکان کو معلوم ہوتے رہتے تھے، اور اونہین کے ذریعہ سے مجھے سرکار خلد مکان کے خیالات کا اندازہ ہوتا رہتا تھا، مین بلقیس جہان بیگم صاحبہ کو چھوٹی اور پیاری "مخبر" کے نام سے پکار کر اکثر پیار کیا کرتی تھی، اور وہ جب میرے پاس آتی تہین تو مین اونکو عجب مسرت سے دیکھتی، اور بیتابی کے ساتھہ منتظر رہتی کہ کیا خبر سناتی ہین، خدا اونکی روح کو برکت دے، اکثر وہ فرشتہ سیرت ایسی باتین سناتین جنکی یاد اسوقت تک میرے زخم خوردہ دل کے لیے مرہم کا کام دے رہی ہے، مگر افسوس جیسا کہ ناظرین کو آیندہ معلوم ہوگا یہ ذریعہ بھی جاتا رہا۔

میری حالت اس عرصہ مین رو بہ صحت تھی، اگرچہ مجھہ مین کامل قوت نہ آئی تھی کہ سرکار خلد مکان مع بلقیس جہان بیگم صاحبہ کے کلکتہ روانہ ہوگئین، اور وہان اونہون نے خلاف توقع زیادہ قیام کیا، یہان لوگون مین انتشار پیدا ہوا کہ مبادا سرکار خلد مکان کا مزاج دانشمندونکی سوسائٹی، اور لائق و مدبر اشخاص کی فہمائش، اور مفید مشورون، اور باوقار نیک دل یوروپین بیگمات کے میل جول سے اثر پذیر ہوکر دگرگون نہو جاے، اسلیے اونہون نے ایک چال چلی جسمین دوہرا مقصد تھا، ان لوگون نے سرکار خلد مکان کو اپنی اغراض کیلیے پریشان کردینا ایک کھیل سا مقرر کرلیا تہا، فوراً سرکار خلد مکان کو مختلف خطوط تحریر کیے گئے کہ "سلطان دولہ صاحب نے سلطان جہان بیگم کی تیمارداری اور غذا مین اس قدر بے احتیاطی کی کہ اب زیست کی امید نہین ہے"۔

اس سے ایک مقصد تو یہ تھا کہ سرکار گھبرا کر واپس چلی آئین، اور دوسرا مقصد یہ کہ نواب سلطان دولہ (احتشام الملک بہادر) پر اور بھی زیادہ ناراض ہون، کیونکہ انہین لوگون نے نواب صاحب ممدوح کی جانب سے سرکار خلد مکان کے دل مین خیالات ناراضی پیدا کردیے تھے، اور ہمیشہ اون کی مضبوطی اور زیادتی کی فکر مین رہتے تھے

یہ خطوط سرکار خلد مکان کے ملاحظہ مین گزرے، اور وہ سخت پریشان ہوگئین، اونہونے فوراً "بلقیس جہان بیگم صاحبہ" کی گورنس جوانا بربون سے جو شہزادہ مسیح فرانسیس کو خاندان مین سے تہین بلاکر سب حال بیان کیا، اور بے انتہا پریشانی ظاہر کی اور نواب صاحب (مرحوم و مغفور) پر اظہار ناراضی فرمایا، وہ رونے لگین، اور اونہون نے نہایت جوش کے ساتھہ درگاہ ایزدی مین میری صحت کی دعا مانگی، جوانا بربون نے یہ بیتابانہ حالت دیکھکر عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو خیریت دریافت کر لیجائے؟ فرمایا کہ ضرور، میرا دل بہت مضطرب ہے لیکن اصلا میرا نام نہو، مناسب ہے کہ "بلقیس جہان بیگم صاحبہ" کیجانب سے خط لکہا جاسے، وہ اونکی اولاد ہے اور اوسکو ضرور خیریت دریافت کرنی چاہیے، چنانچہ "نواب صاحب" کے نام خط لکہنا قرار پایا، کیونکہ خطوط سے معلوم ہو ہی چکا تہا کہ مین سخت علیل ہون اسلیے میرے نام خط نہ لکہا گیا۔

"بلقیس جہان بیگم صاحبہ" کی طرف سے "نواب صاحب بہادر" کے نام حسب ذیل خط آیا

نقل خط بلقیس جہان بیگم صاحبہ

جناب قبلہ و کعبہ کونین سلطان دولہ صاحب بہادر! خطوط بھوپال سے جناب والدہ صاحبہ کی علالت کی خبر بین معلوم ہو کر یہان ہر خورد و کلان کو سخت بیچینی و بے تابی ہے، از برائے خدا ہم دور افتادگان دیار و منتظران اخبار صحت والدہ ماجدہ کو زیادہ منتظر جواب نہ فرمائیے، جسقدر جلد ممکن ہو جواب سے مشرف فرمائیے تاکہ تسکین قلب بے تاب ہو۔"

یہ خط بھوپال پہونچا، اور "نواب صاحب" میرے پاس لیکر آئے، مینے فوراً اوسکے

جواب مین حسب ذیل خط لکھا ۔

"قرہ باصرہ ! تمہارے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ جو خبرین میری علالت کی تمکو پہنچی ہین اونھون نے تمکو بیتاب کر رکھا ہے ، اگرچہ اسکا جواب تمکو تمہارے والد ہی لکھتے لیکن تمہارا خط کہ رہا ہے کہ بھوپال کے خطوط نے تمہارے ذہن نشین کردیا ہے کہ مین بہت علیل ہون ، اسلیے تمکو ضرورت ہوئی کہ اپنے والد کے ذریعہ سے خیریت کی طالب ہو "نواب صاحب" نے تمہارا خط مجکو دکھلایا پس مین تمہارے اطمینان کے لیے اپنے قلم سے خط لکھتی ہون تاکہ جیسا تمنے خورد و کلان کی پریشانی کا اظہار کیا ہے ویسا ہی سب کو اطمینان ہو جائے مین بفضلہ تعالی اب بالکل اچھی ہون ، تمہاری اور سرکار عالیہ کی منتظر ہون اور تمہارے لیے دعا کرتی رہتی ہون جو کمزوری کہ تم دیکھ گئی تھین وہ بھی اب قوت سے بدل گئی ہے ، اور مین کامل تندرست ہون ، اگر موقع پاؤ تو سرکار عالیہ کو بھی مجھ مہجور کا آداب عرض کردینا "

میرے خط کے علاوہ "نواب صاحب" کا بھی خط گیا ، جب سرکار خلد مکان کلکتہ سے واپس تشریف لائین اور یہ حالت معلوم ہوئی "اور ملقیس جہان بیگم صاحبہ" اور حجاب اناہرلوں نے سرکار خلد مکان کی پریشانی و بیتابی کی مفصل کیفیت بیان کی تو اسکو سنکر کلیجہ شق ہوتا تھا ، کیونکہ سرکار خلد مکان کو میرے ساتھہ دلی اور روحی محبت تھی ، اور خون کا جوش زائل نہین ہوا تھا ۔

مان کو جو شفقت اپنی اولاد سے ہوتی ہے وہ فطری ہوتی ہے اوسکے لیے کسی مثال اور نظیر کی ضرورت نہین ، روزمرہ کا مشاہدہ ہر ایک دن بیسیون مثالین اس قسم کی پیش کرتا ہے

خدائے عز وجل جو برتر و دانا ہے اور جو انسان کی حالت سے خوب آگاہ ہے، اوسنے کسی عزیز کے واسطے ایسے کلمات اپنے کلام پاک مین نہین فرمائے، اِلّا والدین کیواسطے کہ :- صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا کیونکہ جیسی بے غرض محبت اون کو ہوتی ہے وہ کسی عزیز کو نہین ہوتی، تاریخ مین البتہ ایسے واقعات ملین گے کہ ملک و مال کیوجہ سے یا مفسدین کی فتنہ پردازیون سے باپ بیٹون مین جدال و قتال، اور ظلم و زیادتی کی آگ مشتعل ہوئی جسنے ہزارون گھر اور حکومتین برباد کر دین، اور دونون مین سے کسی ایک کی جان جاتی رہی، یا دونون تباہ ہو گئے۔

لیکن تاریخ عالم کے کسی صفحہ پر ماؤن کی بے رحمی نظر نہ آئے گی، اکثر نافرمانی اور خودرائی اولاد ہی کی جانب سے ظہور پذیر ہوتی ہے، مائین اولاد سے دکھ سہتی ہین نافرمانیان دیکھتی ہین مگر اونکی محبت ہمیشہ رحم و کرم سے اونکا معاوضہ کرتی ہے، باپ چونکہ قوی المزاج ہوتے ہین تنبیہاً اظہار ناراضی کرتے ہین، یا بعض اوقات جنگ و جدل تک نوبت پہونچ جاتی ہے، لیکن مائین بوجہ اسکے کہ اون کی فطرت مین خاص طور پر نرم دلی ودیعت کی گئی ہے اسی کی منتظر رہتی ہین کہ وہ اولاد کی تقصیرات کو جسطور سے ممکن ہو معاف کر دین۔

مگر میری اور سرکار خلد مکان کی، ایک ایسی حالت تھی جو شاید ہی آجتک کسی کو پیش آئی ہو۔

نہ میرا قصور تھا، نہ سرکار خلد مکان مین صلہ رحم اور مہربانی کا فقدان تھا لیکن وہ میرے مفروضہ قصورات پر اظہار ناراضی کے لیے مجبور تھین اور اسی مجبوری کی وجہ سے یہ مستثنیٰ حالت نظر آتی ہے۔

جشن جوبلی پنجاہ سالہ علیا حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصرہ ہند

علیا حضرت "ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند" کی پنجاہ سالہ جشن جوبلی کے منائے جانے کی اطلاع موصول ہونے پر سرکار خلد مکان نے یہ تجویز کیا کہ نہ صرف جشن سرور کے جلسوں سے اپنی وفاداری اور مسرت کا اظہار کیا جاوے بلکہ کوئی مفید عام اور دیرپا یادگار اس تقریب مسرت آمیز کی قائم کرین ۔

چنانچہ یہ تجویز قرار پائی کہ تالاب واقع "شاہجہان آباد" کا بند تیار کیا جاوے تاکہ عام لوگ فائدہ حاصل کرین ، اور وہ "بند قیصری" سے موسوم ہو ، اوسکی تعمیر کی منظوری دی گئی ، جسکا تخمینہ لہ [illegible] کا ہوا ۔

وزیر ریاست کرنل وارڈ صاحب بہادر کے نام احکام متعلق تعطیل ، و چراغان ، و رہائی قیدیان ، و فوجی قواعد ، و سلامی ، و دعوت صاحبان یوروپین صادر فرمائے گئے سو روپیہ بذریعہ وکیل ریاست غربا چھاؤنی سیہور کے کھانے کے چندہ مین صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کے پاس بھیجے گئے ، اور ان انتظامات کی اطلاع صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا کو دی گئی ۔

۱۶ فروری ۱۸۸۷ء کو شاہی سلامی کی توپین قلعہ فتح گڑھ سے سر کی گئین ، جہانگیر آباد کے میدان مین فوج کی قواعد ہوئی ، اور پانچ سو روپیہ انعام دیا گیا ، پانچ قیدی دائم الحبس ، اور (۱۹) قیدی میعادی رہا کیے گئے (۲) دو دائم الحبس قیدیون کی سزا کا

میعاد سے تبادلہ کیا گیا، کرنل وارڈ نے منجانب سرکار خلد مکان "بند قیصری" کا سنگ بنیاد رکھا
شبکو رعایا نے اپنے مکانات و دکانات پر اور سرکاری مکانات و محلات شہر
و شاہجہان آباد، اور پل پختہ، و کوٹھی قدیم، و کوتل گارد، و لین ہائے کمپنی و سواران
و توپخانہ، و قلعہ پر منجانب ریاست نہایت خوبی کے ساتھ چراغان کیا گیا، تالاب مین
پانی پر روشنی کی گئی (بیٹے بھی اپنے محل اور مکانات پر روشنی کا انتظام کیا تھا)

صاحبان یوروپین کو پر تکلف دعوت دیگئی، اور آتشبازی جو اعلی درجہ کی صنعت سے
تیار کرائی گئی تھی چھوڑی گئی، ۱۶ر و ۱۷ فروری کو تمام دفاتر و محکمات ریاست مین
تعطیل دی گئی۔

سرکار خلد مکان نے علیا حضرت ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند کے حضور مین پنجاہ سالہ
حکومت کی تہنیت بذریعہ پیغام تار برقی ادا کی، جسکا جواب بذریعہ تار برقی منجانب صاحب
ایجنٹ گورنر جنرل بہادر موصول ہوا کہ "بجواب آپ کے پیغام مبارکباد کے "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند"
نے از راہ نوازش ہز اکسلنسی ویسرائے صاحب بہادر کو ہدایت فرمائی ہے کہ حضور ممدوحہ کی
جانب سے حضور عالیہ کا شکریہ نہایت گرمجوشی سے ادا کیا جائے"۔

چند روز کے بعد جناب معلی القاب ہز اکسلنسی لارڈ ڈفرن صاحب بہادر ویسرائے
و گورنر جنرل کشور ہند کا خریطہ متضمن اظہار الطاف و مراحم خسروانہ قیصری موصول ہوا
یہ خریطہ بحکم سرکار خلد مکان بمیدان پریڈ پر افواج ریاست کے روبرو پڑھا گیا
اور سرکار خلد مکان نے ۳۰ر جمادی الاول ۱۳۰۴ھ = ۲۴ر فروری ۱۸۸۷ء کو ہز اکسلنسی
ویسرائے و گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین ایک خریطہ مشعر ادائے شکریہ خریطہ مذکور
و متضمن تہنیت و حالات جشن جوبلی ارسال کیا۔

چونکہ ممالک ہند مین ۱۶ ر فروری ۱۸۸۷ء کو یہ جشن منایا گیا، اور دارالسلطنت لندن مین اس جشن کی تاریخ ۲۱ ر جون قرار دی گئی تھی، لہذا اس تاریخ کو بھی سرکار خلد مکان نے عام تعطیل دی، اور قلعہ فتح گڑہ سے ۱۰۱ فیر شاہنشاہی سلامی کر سر کیے گئے۔

ایک عرضداشت تہنیت و اظہار جوش مسرت و وفاداری و شکریہ احسانات شاہنشاہی کی بذریعہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بحضور جناب علیا حضرت "ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند" ارسال کی، اور ۷ ر جون کو بذریعہ ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا اس مضمون کا پیغام تار بحضور "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" روانہ ہوا کہ "جناب بیگم صاحبہ عالیہ رئیسہ بھوپال بتقریب جشن جوبلی پنجاہ سالہ "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کو صدق دل سے مبارکباد کہتی ہین"۔

اس تار برقی کا جواب بواسطہ صاحب اسسٹنٹ اول ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر بذریعہ مراسلہ ایجنسی بھوپال حسب ذیل آیا کہ "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند سال پنجاہم کی تہنیت کا شکریہ ظاہر فرماتی ہین"۔
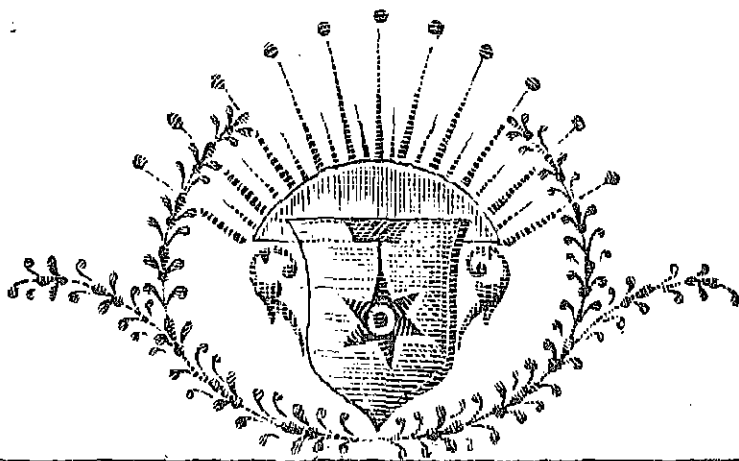
صاحبزادی بلقیس جہان بیگم صاحبہ کا انتقال

صاحبزادی بلقیس جہان بیگم صاحبہ کی حسرت آمیز موت کے تذکرہ کے ساتھہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ رنج فزا واقعات جو اس افسوسناک حادثہ کے قبل خودغرض چالاک اور بد اندیش لوگون کی چالاکیون سے ظہور مین آئے ، اور جنکو مرحومہ کی زندگی سے خاص تعلق ہے ، درج کیے جائین ، کیونکہ وہ اس کتاب کے ضروری اجزا ہین ۔

صاحبزادی صاحبہ چار مہینہ کی تہین کہ اون کو چیچک کا ٹیکا لگایا گیا ، اگرچہ وہ اسوقت میرے ہی پاس تہین ، اور سرکار خلد مکان یہ بہی چند بار فرما چکی تہین کہ "مین اپنی والدہ (سرکار خلد نشین) کی طرح نہین چاہتی کہ "بلقیس جہان بیگم صاحبہ" کو اپنے پاس رکہون ، مین یہ پسند کرتی ہون کہ اون کو اون کے والدین ہی کے نزدیک رہتے دون" لیکن جب ٹیکا لگایا گیا تو ازراہ شفقت مجہسے فرمایا کہ "تم خود کمسن ہو اسلیے جب تک یہ اچہی نہ ہون ہمارے نزدیک رہین" چنانچہ صاحبزادی صاحبہ سرکار خلد مکان کے پاس رہنے لگین ۔

، بعد صحت مینے "جوانا بربون" سے جو صاحبزادی صاحبہ کی گورنس تہین دریافت کیا کہ "بلقیس جہان بیگم صاحبہ کب تک واپس آئین گی ؟ اونہون نے مجہے تو کچہہ جواب نہ دیا مگر سرکار خلد مکان سے میرے اس دریافت کرنے کا تذکرہ کر دیا ۔

جب مین حسب معمول سلام کو گئی تو سرکار خلد مکان مجہپر بہت خفا ہوئین ، مینے عرض کیا کہ اس خیال سے دریافت نہین کیا تہا کہ "بلقیس جہان بیگم صاحبہ" میرے پاس آکر رہین

بلکہ حسب ارشاد حضور کے کہ "صحت تک یہان رہین" مینے تذکرۃً پوچھا تھا، مین اپنے یہان رکہنا نہین چاہتی، حضور کو اختیار ہے، اس گفتگو پر سرکار خاموش ہوگئین لیکن نہین معلوم کہ پھر کیا ہوا کہ بعد عصر سرکار خلد مکان "بلقیس جہان بیگم صاحبہ" کو میرے پاس خود چھوڑ کر خفا ہوتی ہوئی چلی گئین، صاحبزادی کی انا کو بھی بھیجدیا، اور حکم دیدیا کہ درمیانی دروازہ بند کردیا جاے، عشا کے بعد مولوی صدیق حسن خان صاحب نے آکر کہا کہ "سرکار بہت پریشان ہین، اون کو بھیجدو" مینے کہا کہ مجکو کوئی عذر نہین ہے، وہ اپنے ساتھ اون کو لیکر چلے گئے۔

سرکار خلد مکان اون کو ہر وقت پیش نظر رکھتی تھین، اور بپر جوش محبت کے ساتھ پرورش فرماتی تھین، اگرچہ سفر کلکتہ کے بعد بازار رنجش گرم ہوچکا تھا، اور میری آمدورفت مسدود کردی گئی تھی، لیکن صاحبزادی صاحبہ پر روز افزون شفقت تھی، اور وہ بدستور اونہین کے پاس رہتی تھین، حتی کہ مجھسے صرف اونکا اسقدر واسطہ رہگیا تھا کہ جبتک سرکار خلد مکان شہر مین رہین روزمرہ، اور جب شہر سے ترک اقامت کرکر شاہجہان آباد چلی گئین تو ایک روز، کبھی دو روز درمیان دیکر میرے سلام کو آجاتی تھین۔

جب صاحبزادی صاحبہ سات سال کی ہوگئین تب اون کو حکم دیاگیا کہ جب تم سلام کو جایا کرو تب جو باتین والدین سے ہون اون کو ہمسے بیان کردیا کرو، اونہون نے اس کا تذکرہ مجھسے کیا، مینے اونکو اجازت دی اور سمجھا دیا کہ یہ بھی شفقت بزرگانہ ہے تاکہ تمکو احتیاط رہے کہ کوئی بیجا کلمہ زبان سے نہ نکلے۔

اس حکم کے بعد دوسری مستورات کو (جو دلّی کی رہنے والیان ہین) حکم دیا کہ وہ

ملہ بلقیس جہان بیگم صاحبہ کو۔

صاحبزادی صاحبہ کے ساتھ ہمارے یہاں آکر سنا کرین کہ بین اون سے کیا باتین کرتی ہون، اور باپ کیا نصیحت کرتے ہین -

اگرچہ اس حکم سے صدہا توہمات وخیالات پیدا ہوسکتے تھے، لیکن ہمین ایک منٹ کو بھی اوسوقت کوئی خیال و وہم نہین آتا تھا، کیونکہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ جہانتک ہوسکے ہم کسی ایسی بات کا خیال تک بھی نہ کرین جس سے سرکار خلد مکان کو ذرا بھی موقع رنجش کا ملے ہمنے اون عورتون کے آنے کی مطلق پروا نہ کی، اور نہ اون کے کہنے سُننے سے بحث کی -

مولوی صدیق حسن خان صاحب کی کارروائیون کا سلسلہ بدستور جاری تھا، اور بغض للّٰہی کی آتش فشانیان بند نہ تھین ہماری تمام خوشیان قربان کی جاچکی تھین اور ہماری زندگی شاہی قیدیون کی طرح بنادی گئی تھی، لیکن ایک کانٹا ہی مولوی صدیق حسن خان صاحب کے دل مین کھٹکتا رہتا تھا، اور وہ یہی تھا کہ اون کی اولاد کو ریاست مین کوئی استحقاق نہین ہے، اون کی سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ "اونکی اولاد کو ریاست مین حقوق خاندانی حاصل ہوجائین" یہ آرزو ایک عرصہ تک اس خیال مین نشو ونما پاتی رہی کہ سرکار خلد مکان سے اولاد پیدا ہو تاکہ وہ خلش دل مٹ جاسے، اور وہ بڑی کامیابی جو تمام تدابیر کا نتیجہ ہے حاصل ہو جاسے، اور اسکو میری مخالفت کا آلہ اور اپنی حفاظت کی سپر بنائین، لیکن اون کی تمنا پوری نہوئی اور جب اس طور پر مایوسی ہوگئی تو اونہون نے یہ چاہا کہ اوس انتظام کو درہم وبرہم کرین، جو سرکار خلد نشین نے میری آیندہ زندگی کے متعلق کیا تھا۔ اور میری شادی اپنی اولاد سے کردین، مگر یہ خیال بھی پورا نہ ہوسکا، اور بظاہر اوس تمنا کے بر آنے کا خاتمہ ہوگیا، لیکن "بلقیس جہان بیگم صاحبہ" کی پیدائش سے پھر اوس آرزوے مردہ مین جان پڑگئی، اور اوسکے

بر آنے کے لیے ہوشیاری اور حکمت عملی کے ساتھ ابتدا ہی سے تدبیرین شروع کر دی گئین۔

سب سے پہلی تدبیر یہ تھی کہ "صاحبزادی صاحبہ کو بچپن ہی سے والدین سے علیحدہ کر لیا جائے" چنانچہ یہ تدبیر چل گئی، اور ہم لوگون نے یہ سمجھا کہ صرف سرکار خلد مکان کی شفقت جاری تھی کا سبب تھا مگر حالات پر غور کرتے ہوے بعض وقت یہ خیال گزرتا تھا کہ پیدائش کے وقت اور اوسکے بعد تک، یہ خیال نہ تھا کہ اسطرح ہمسے جدا کر کے اپنے پاس رکھین، اب کیون یہ خیال پیدا ہوا؟ مگر ہم خود ہی یہ تصور کرتے تھے کہ محض الفت و محبت نے یہ تغیر کیا ہے، اور اس امر پر آمادہ کر دیا ہے، اگر اوس پر فتنہ مقصد کا راز جو بعد مین مولوی صدیق حسن خان کی حرکتون سے ظاہر ہوا، اوسی وقت ظاہر ہو جاتا تو بھی ہم بوجہ اسکے کہ اوسکی تائید کے لیے کوئی واقعہ بطور شہادت کے موجود نہ تھا، اور نیز خلاف ادب بھی تھا ہم کچھ نہ کہہ سکتے، اور نہ جرأت ہو سکتی تھی کہ سرکار خلد مکان کی شفقت جسکے خلاف ایک شمہ برابر بھی کوئی وجہ موجہ موجود نہ تھی، مستند کر کے شکوک کے لباس مین ظاہر کی جاسکے۔

مولوی صدیق حسن خان صاحب اپنی تدابیر مین مشغول تھے، اور ہر ایسا اثر جو کام مین آسکتا تھا، استعمال کیا جا رہا تھا، چنانچہ اول تدابیر مین سے ایک بات ہین طور پر یہ ظاہر ہوئی کہ باوجودیکہ علی حسن خان اپنا زمانہ تعلیم ختم کر چکے تھے، اوکی شادی ہو چکی تھی ور وہ صاحب اولاد بھی تھے، لیکن دوبارہ "ملقبیس جہان بیگم صاحبہ" کے ہمراہ مکتب مین بیٹھے، چند روز کے بعد سرکار خلد مکان نے شہر کا آنا جانا ترک کر دیا، اور شاہجہان آباد مین قیام پذیر ہوئین، اب صاحبزادی صاحبہ بھی ہمارے پاس ہفتون نہین آتی تھین، اور نہ ہم اون کی صورت دیکھ سکتے تھے، غرض سال پر سال گذرتے گئے، یہان تک کہ سال یازدہم شروع ہوا اور محل مین اس تدبیر کے علانیہ چرچے ہونے لگے۔

علی حسن خان کے بے وقت مکتب مین بیٹھنے سے لوگون پر فتنے کا راز کھل گیا، اور ایک دوسرے سے اس کا چرچا کرنے لگا، ان امور پر مطلق اعتنا نہین کیا گیا کہ وہ بیوی بچے والے اور غیر کفو ہین۔

مولوی صدیق حسن خان صاحب نے وہ ہر ایک تدبیر جو اس مقصد کی کامیابی کے لیے ممکن تھی اوٹھا نہ رکھی، کیونکہ جس طرح یہ مقصود اہم تھا اوسی طرح کوشش بھی اہم تھی، یہ خبر ہمکو بھی معلوم ہوگئی، اور معتبر ذرائع سے تصدیق بھی ہوئی کہ اسطرح کے ڈھنگ ڈالے جاتے ہین وہ خیالات جو ابتداءً ہمارے دلون مین پیدا ہوے تھے، اور جنکو ہمنے خود ہی دبا دیا تھا ازسرنو تازہ ہوگئے، اور مین نہین بیان کرسکتی کہ اس کارروائی کی اطلاع سے ہم دونون کو کس قدر صدمہ ہوا۔

ہم اس معاملہ کا خیال کرتے ہوسے صاحبزادی صاحبہ کے علیحدہ رہنے کو بھی نہایت خطرناک جانتے تھے، کیونکہ خیال کرنے کی وجہ موجود تھی کہ جب وہ سن بلوغ کو پہنچین گی تو سرکار خلدمکان کی مرضی کے مطابق اپنی راے کا اظہار کرینگی، اسلیے کہ ہندوستان کے رسم و رواج کے مطابق بھی یہ ہے کہ بزرگون کی راے کا اتباع کیا جاے، اور اسوقت شرعًا و عرفًا اس معاملہ خاص مین ہمارا کوئی حق ممانعت وانکار نہ ہوگا۔

ہم لوگ مولوی صدیق حسن خان صاحب کے برتاو، اونکی حالت طبیعت، اور طریقہ ریشہ دوانی کا کامل تجربہ رکہتے تھے، اور ہمکو اون مشکلات سے روزانہ مقابلہ کرنا پڑتا تھا جو اپنی جان و مال و آبرو کی محافظت مین پیش آتی تہین، اسلیے ان خبرون سے بے انتہا متردد تھے، دلون مین روح فرسا خیالات کا طوفان برپا رہتا تھا اور اس پیش آنے والی مصیبت کے حفظ ماتقدم کی تدبیرون پر غور کر رہے تھے کہ اتنے مین صاحبزادی صاحبہ کی

علالت کی اطلاع ملی ، ۷ روز تک بخار نے مفارقت نہ کی ، سینہ مین شدت سے درد تھا ، شیو غلام سرجی ، نیٹو ڈاکٹر معالج تھے ، صاحبزادی کی یہ حالت تھی ، لیکن نہ مین خود دیکھہ سکتی تھی اور نہ میرا کوئی آدمی جاکر دیکھہ سکتا تھا ۔

ناظرین خیال کر سکتے ہین کہ ایسی حالت مین ایک دور افتادہ مان باپ کا کیا حال ہوگا؟ اور کیسی مضطربانہ زندگی اون کے دلون کو ہلا رہی ہوگی ۔

بلقیس جہان بیگم صاحبہ اگرچہ سرکار خلد مکان سے مانوس نہین ، لیکن والدین کی محبت بھی اون کے دل مین موجود تھی ، وہ نہایت صابر ، مطیع ، اور ہوشیار طبیعت کی لڑکی تھین ، اون کا حافظہ بہت قوی تھا ، اور اون کو ایک مرتبہ کی بات ہمیشہ خوب یاد رہتی تھی جب اون کی عمر سات سال کی تھی ، حماسے مطبقہ زائدہ مین مبتلا ہوگئی تھین ، بخار نے وسّ روز تک مفارقت نہین کی تھی ، اوسس زمانہ مین سرکار خلد مکان شوکت محل مین قیام پذیر تھین ، اور بہت عرصہ گزر چکا تھا کہ ”نواب سلطان دولہ صاحب بہادر“ پر اونکو خفا کرا دیا گیا تھا شادی کے دو سال بعد ہی سے آمد و رفت بند تھی ، اسلیے وہ ”بلقیس جہان بیگم صاحبہ“ کو جاکر دیکھہ ہی نہین سکتے تھے البتہ مین جایا کرتی تھی ، وہ بھی دن کو ، رات کو بوجہ دروازہ درمیانی بند ہو جانے کے جانا نہین ہوسکتا تھا ، اوسوقت ”بلقیس جہان بیگم صاحبہ“ بالکل بے سمجھہ تھین ، ایک روز حالت تپ مین ضد کرنے لگین کہ ” میان (نواب سلطان دولہ بہادر) کو دیکھون گی “ سرکار خلد مکان چونکہ صاحبزادی صاحبہ کو پیار کرتی تھین ، ضد سے مجبور ہوئین ، اور ”نواب سلطان دولہ صاحب بہادر“ کو دیکھنے کے لیے شوکت محل مین بلا لیا ، لیکن آپ علیحدہ ہوگئین ، اور ایسی علیحدہ ہوئین کہ ۲ گھنٹہ تک نہ آئین ، ”بلقیس جہان بیگم صاحبہ“ نانی کے لیے بیتاب تھین ، آخرکار سرکار خلد مکان نے اون سے وعدہ کرا لیا کہ پھر اپنے باپ سے ملنے کی خواہش نہ کرون گی ، اب وہ سن تمیز کو پہنچ گئی تھین ،

اور خوب ہوشیار تھیں پہلی بات اونکو اچھی طرح یاد تھی ، اور وہ اپنے اوس زمانہ کے وعدہ پر قائم تھیں ، اسیلیے دل ہی دل مین کڑہتی تھین لیکن زبان سے کچھہ کہنے اور دم مارنے کی مجال نہ تھی اور نہ جرأت ہوتی تھی کہ وہ اس عالم بیماری و تکلیف مین بھی ہمارا نام لین -

مینے چند مرتبہ کئی آدمی حالت و خیریت دریافت کرنے کے لیے بھیجے ، لیکن کوئی جواب نہ ملا ، اور نہ وہی لوگ صحیح حال معلوم کر سکے آخر مجبور ہو کر اپنی پیش خدمت مسماۃ "مہرو" کو بھیجا کہ کسیطرح سے محل مین داخل ہو کر کچھہ خبر لاوے ، اور ممکن ہو تو اپنی آنکھون سے دیکھہ لیے لیکن وہ باہر ہی سے پلٹا دی گئی ، البتہ صاحبزادی صاحبہ کی ایک پیش خدمت کی یہ آواز سنائی دی کہ "جاؤ یہان خدا کا فضل ہے" مگر اوس سے بھی یہ نہوا کہ مختصر ہی حالت بیان کر دیتی -

"مہرو" ناکامی و مایوسی کے ساتھہ واپس آئی ، اور مینے ایک حسرت آمیز خاموشی اختیار کر لی ، دل کی بیچینی جب بڑہتی تو خود یہ کہکر کہ "خبرین اعتبار کے قابل نہین ہوتین ، اور لوگ زیادتی کے ساتھہ بیان کرتے ہین" دل کو تشفی دے لیا کرتی ، دو ہفتہ اسی کرب و اضطراب مین گزرے کہ بلقیس جہان بیگم صاحبہ میرے نزدیک آئین ، گو بیماری سے افاقہ ہوے ایک ہفتہ ہو چکا تھا لیکن اونکی حالت ایسی زار تھی اور اس درجہ اونکو ضمحلال تھا کہ ناتوانی کے چلنا مشکل تھا ، آنکھون کے گرد سیاہ حلقے پڑ گئے تھے ، رنگ زعفران کی طرح زرد ہو رہا تھا ، جو ظاہر کر رہا تھا کہ بیماری سخت تھی ، اور سنا گیا کہ مرض "نمونیا" مین مبتلا تھین -

اگرچہ اوس وقت میرے دل و جگر پر صدمہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا مگر خدا نے مصیبت سے نجات دی ، اوسکا شکریہ ادا کیا ، اور یہ فیصلہ کر لیا کہ اونکو واپس نہ جانے دیا جائے کیونکہ ایسی حالت بیماری مین کون سنگدل مان ہو گی جو گوارا کرے گی کہ اوسکی لڑکی اوس سے جدا رہے ؟

اور نیز جو معاملہ کہ پیش ہونے والا تھا اوس سے بھی اطمینان کی صورت یہی تہی کہ اون کو اب جدا نہ کیا جاے ۔

جب ہمارے اس فیصلہ کی اطلاع سرکار خلد مکان کو ہوئی تو اوسوقت بوجہ جوش شفقت آمادہ ہوگئین کہ خود آکر صاحبزادی صاحبہ کو لیجائین ، مگر چونکہ یہ آمادگی اوس تکدر کے رفع ہونے کے لیے جو ایک عرصہ سے تھا ، تمہید ہوتی ، اور یقیناً جب وہ اس جوش مین تشریف لاتین ، اور بیٹی ، اور نواسون کو ایک جگہ مجتمع دیکھتین تو چونکہ وہ فطرةً رحم دل تھین غالباً اونکی عتاب آمیز حالت قائم نہ رہ سکتی ، اور تمام خیالات دور ہو جاتے ، اور ہمکو بھی عرض حال کرنے کا موقع ملتا ، اور کیا عجب تھا کہ ہمارے حال پر رحم فرماتین ، مولوی صدیق حسن خان صاحب کے ذہن رسا نے نتیجے کو سمجھ لیا ، اور اونکی نظر انجام پر پہونچ گئی ، معاً اونھون نے منع کیا ، اور سمجھایا کہ "اگر آپ جائین گی تو داماد گستاخی سے پیش آئے گا " مولوی صدیق حسن خان صاحب کے فقرے نے سحر کا اثر کیا ، اور سرکار خلد مکان کی آمادگی فسخ عزیمت سے بدل گئی ، حالانکہ یہ ذرا بھی صحیح نہ تھا ، کیونکہ جو داماد اولاد سے زیادہ مطیع و فرمان بردار ہو جس نے اونکی آغوش شفقت مین پرورش پائی ہو ، جو نہایت شریفانہ خیال رکھتا ہو ، اور جو سرکار خلد مکان کے آنے اور گم گشتہ عاطفت و شفقت کے ملنے کا متمنی ، اور اونکی قدمبوسی کا آرزو مند ہو ، کیونکر گستاخی ، یا سوء ادبی کا مرتکب ہو سکتا تھا ۔

سرکار خلد مکان نے کرنل وارڈ صاحب بہادر وزیر ریاست کو بلا کر حکم دیا کہ "جس طرح ممکن ہو بلقیس جہان بیگم صاحبہ کو لے آؤ اور اگر ضرورت ہو تو فوج بھی لیجاؤ" یہ کلمہ اونکی نہایت بے تابی کا تھا اور اس سے مقصود یہہ تھا کہ جس طریق سے ممکن ہو لیکر آؤ ۔

یہان اگرچہ صاحبزادی صاحبہ روز بروز صحیح و توانا ہوتی جاتی تھین لیکن سرکار خلد مکان کی

یاد اونکو بیچین ضرور کرتی ہوگی ، مگر اوس خرد مند لڑکی سنے بجز پہلے دن کے کبھی اوسکا اظہار نہین کیا ۔

ناظرین خود اندازہ کرسکتے ہین کہ بچے فطرۃً جب اپنی کھلائیون سے اسقدر مانوس ہوجاتے ہین کہ والدین کی بھی پرواہ نہین کرتے اور ماؤن کے مقابلہ مین اونسے زیادہ محبت کرنے لگتے ہین ، اور ذرا دیر کے لیے بھی اونسے جدا ہونے پر بیتاب ہوجاتے ہین تو اس موقع پر "بلقیس جہان بیگم صاحبہ" کی کیا حالت ہوگی ۔

اونھون نے چار مہینے کی عمر سے سرکار خلد مکان کی آغوش شفقت مین پرورش پائی تھی اور اونسے بے انتہا مانوس تھین ، اور یہ اُنس نہ صرف پرورش کا تھا بلکہ خون کے اوس جوش سے پیدا ہوا تھا جسکو ہر انسان مین فطرت نے پیدا کیا ہے ۔

صاحبزادی صاحبہ کو مینے مصلحتاً رکھ تو لیا تھا لیکن ان خیالات سے کہ یہ سرکار سے جدا اور سرکار ان سے جدا ہین ، ان کے دلون کی کیا کیفیت ہوگی ؟ مین دوہرے صدمہ مین گرفتار ہوگئی ، کبھی والدہ ماجدہ کے رنج کا خیال ہوتا تھا ، کبھی "بلقیس جہان بیگم صاحبہ" کو دیکھتی تھی کہ کیا حالت ہے ، روزانہ سرکار کی بے تابی کی خبر سنکر مین گھلی جاتی تھی ، لیکن مجبور تھی ، اور اس دوہرے صدمہ کو برداشت کرتی تھی کیونکہ آیندہ جن واقعات کے ظہور پذیر ہونے کا خیال تھا ، اون کے پرخوف نتائج کے باعث مجھہ مین اون دلشکن صدمات اوٹھانے کی طاقت پیدا ہوگئی تھی ۔

مین جانتی تھی کہ "تاج محل" کے احاطہ کے اندر "بلقیس جہان بیگم صاحبہ" کی ذات سے کیسے کیسے اغراض وابستہ ہین ، لیکن مجھے اوس دلی شفقت کا بھی احساس تھا جو سرکار خلد مکان محض جوش خون سے ظاہر کرتی تھین ۔

مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ اس غیر متوقع جدائی سے کیسی بیچین ہین، اور مین بھی اونسے کچھ کم بیچین نہ تھی، اسکے ساتھہ یہ بھی خیال تھا کہ جو لوگ پولیٹکل امور سے واقف نہین اور معاملات کو صرف سطح پر دیکھنے کے عادی ہین، کیا کیا چہ میگوئیان کرتے ہونگے، اور مجھے کیسا نافرمان اور سنگدل کہتے ہونگے؟ لیکن با این ہمہ مین مجبور تھی کیونکہ جو شخص اپنے پہلو مین غیور دل رکھتا ہو، اور طبیعت مین حمیت ہو، اپنی اولاد کی سود و بہبود اوسکو پیش نظر ہو، اوس سے کس طرح ممکن ہے کہ ایسی بے غیرتی گوارا کرے، اور اپنے خاندانی وقار و رتبہ کو برباد کرکے عزیز اولاد کو دانستہ کنوے مین ڈھکیل دے۔

اب ناظرین خود انصاف کرین گے کہ اگر مینے تمام صدمات کو برداشت کرکر اور تمام رنجیدہ امور کو گوارا کرکے "بلقیس جہان بیگم صاحبہ" کو نہ جانے دیا تو کوئی قابل اعتراض کام نہین کیا۔

کرنل وارڈ صاحب نے آکر سرکار خلد مکان کا حکم مجھسے بیان کیا، مینے جواب مین اپنے تمام خیالات جو واقعات کی بنیاد پر قائم ہوے تھے ظاہر کردیے۔ وہ سنکر خاموش ہوگئے، لیکن چونکہ وہ ایک مدبر اور تجربہ کار وزیر تھے، اور خاندانی پیچیدگیون سے واقفیت رکھتے تھے اونھون نے اس موقع کو غنیمت اور مناسب سمجھکر یہ فائدہ اوٹھانا چاہا کہ اس امر کی کوشش کی جاے کہ سرکار خلد مکان مجھسے صاف ہو جائین، اور جو ناچاقی ایک عرصہ سے قائم ہے وہ جاتی رہے، مجکو بھی اونکی تجویز پسند آئی، اور اس موقع کو نواب سلطان دولہا صاحب نے جو ہمیشہ سے متمنی صلح تھے غنیمت سمجھا، مینے اونکی راے پر تحسین کی، اور اپنی نسبت ہر ایک امر کی بجا آوری کا یقین دلایا۔

کرنل صاحب موصوف نے یہ کوشش آغاز کردی، اور ایک سال تک اسکا سلسلہ جاری رہا

بالآخر سرکار خلد مکان اس امر پر رضامند ہوئین کہ بلقیس جہان بیگم صاحبہ بدستور اونہین کے پاس تاج محل مین رہین ، البتہ مجھے آنے جانے کی اجازت رہے گی ، معاملہ صلح کے ایک اقرار نامہ مرتب کیے جانے کی خواہش کی ، چنانچہ مسودہ اقرار نامہ مرتب ہوا ، اگرچہ کارروائی صلح ملتوی رہگئی مگر مجھے سرکار خلد مکان کی اس شفقت پر جو بلقیس جہان بیگم صاحبہ کے ساتھہ تھی پورا بھروسہ تھا کہ وہ سرکار خلد مکان کو میری شرط ماننے کے لیے مجبور کرینگی ، دوسرے خود بلقیس جہان بیگم صاحبہ نے غیر معمولی استقلال اور اعلیٰ فراست سے کام لینا شروع کردیا تھا ، اور مین یقین کرتی تھی کہ جس مشکل کو بڑے بڑے اور صاحب اثر اشخاص آسان نہ کرسکے ، خدا کو یہ منظور ہے کہ اوس چھوٹی بچی کے ہاتھون سے وہ آسان ہو۔

وہ اگرچہ نانی کی جدائی سے بیچین تھین لیکن اون پر میری شفقت مادرانہ کا اثر بھی تھا اور نیز اون کے باپ کی بھی دلجوئیان ، اور شیرین نصیحتون نے بہت کچھہ تسلی کردی تھی ، وہ ہم سے بھی علیحدہ رہنا پسند نہین کرتی تہین ، ہر شخص کو جو سرکار خلد مکان کے پاس سے آتا یہ جواب دیتی تہین کہ "اگر اماں کو مجھسے الفت ہے تو میری والدہ کو بھی بلالین"

جو پیش خدمتین اون کے پاس رہتی تہین ، اور جو اون کے ساتھہ آئی تہین وہ انعام کی امید دون مین اپنی سمجھہ کے مطابق طرح طرح سے ورغلاتین ، اور مشورہ دیتی تہین کہ ہم روزانہ جاتے ہین ، آپ ہماری سواری مین چلی چلین ، مگر بلقیس جہان بیگم صاحبہ کو جو استقلال ، اور عزم بالجزم خاندانی ورثہ مین ملا تہا ، اوس نے اجازت نہ دی کہ وہ ایسی صلاحون پر عمل پذیر ہون ، اور جبکہ معاملات کے بدنما چہرے پر سے پردہ اوٹھہ گیا ہے اور خود غرض لوگون کا راز فاش ہوچکا ہے ، تو وہ اپنی ماں کے گھر سے بغیر مرضی و اجازت چلی جائین اور اپنے والدین کو نئے رنج وغم ، اور تکالیف مین مبتلا کرجائین ۔

اونہون نے ہر ایک صلاح دینے والے سے دلی مقاصد کو ظاہر کر دیا، اور اون سے صاف کہدیا کہ مین اسطرح، اور ایسی حالت مین کبھی جانا نہین چاہتی، مگر اون کی صلاح کرانے کی کوشش بدستور جاری تھی، وہ مجھسے پوشیدہ، سرکار خلد مکان کو خطوط لکھکر اپنی پیش خدمتون کی معرفت بھیجتی تھین جنہین ہم لوگون سے صاف ہونے، اور ملنے کے لیے دردناک الفاظ مین اپیل کی جاتی تھی، اور نہایت ناز بھری عبارت مین لکھا جاتا تھا کہ "آپ والدہ کو بلالین، تو مین بھی آپ کے آغوش مین آجاؤن"

سرکار خلد مکان اون خطوط کو نہایت حفاظت کے ساتھہ رکھتی تھین، اونکے انتقال کے بعد جب اون کے نجی کے کاغذات میرے ملاحظہ سے گذرے تو اون مین یہ خطوط بھی نکلے، جو چھوٹے چھوٹے پرچون پر لکھے ہوے تھے، مگر وہ اکثر دریدہ تھے، اور بعض بہ مشکل پڑھے جاتے تھے، کیونکہ امتداد زمانہ کا اثر لپٹے ہوے پرچون پر پہونچ گیا تھا، اور چونکہ خاص احتیاط نہین کی گئی تھی، اسلیے کاغذ کی شکنون مین اکثر الفاظ دب گئے تھے، جو پڑھنے مین نہ آتے تھے، دوسرے بلقیس جہان بیگم صاحبہ ابھی بہت صاف لکھہ بھی نہین سکتی تھین، بچون کا سا خط تھا، بدقت بعض خطون کو پڑھا، لیکن مضمون مسلسل معلوم نہوسکا البتہ ایک خط کا مضمون پورا پڑھا جاسکا۔

اگرچہ بلقیس جہان بیگم صاحبہ کی تعلیم پوری کیا ادھوری بھی نہ تھی، کیونکہ اونکی عمر ہی کیا تھی، اور ابھی زمانۂ تعلیم بھی بہت باقی تھا، اس اعتبار سے ایک لڑکی کی لکھی ہوے خط کا مضمون کیا وقعت رکھہ سکتا ہے، لیکن یہ ایک قاعدۂ فطرت ہے کہ جو بات دل سے نکلتی ہی وہ دل ہی مین بیٹھتی ہے۔

مضمون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان خیالات کا طریقۂ اظہار انداز طفلانہ

نہ تھا بلکہ اون کے دل مین ایک خاص جوش کا دریا لہرین مار رہا تھا جسکی قوت سے یہ خیال ایسے دلچسپ اور موثر طریقہ پر ظاہر ہو رہے تھے ، وہ خط حسب ذیل ہے :-

نقل خط بلقیس جہان بیگم صاحبہ موسومہ سرکار خلد مکان

اچھی امان !

کیا آپ مجکو پیار نہین کرتین ؟ اگر پیار کرتی ہو تو میری والدہ کا قصور کیون معاف نہین کرتین ؟ وہ بھی تو آپ کو ایسا ہی یاد کرتی ہین جیسا کہ آپ مجکو یاد کرتی ہین۔

میری امان !

آپ میری خاطر سے اونکی خطا معاف فرمائین ، امان ! آپ مجکو سچ بتا دو کہ آپ میری والدہ کو کب بلائین گی ؟ -

امان !

اگر آپ نہین بلائین گی تو مین سمجھونگی کہ آپ مجھے پیار نہین کرتین "

غرض ایسے ہی خطوط کا سلسلہ ایک مدت تک جاری رہا ، مگر وہ نتیجہ جو اون کوششون کا ہونا چاہیے تھا ، نہ نکلا -

اصل تو یہ ہے کہ مقدرات الٰہی مین نہ تھا کہ مجھے سرکار خلد مکان کی قدم بوسی کا شرف اور اونکی صحبتون کی مسرت نصیب ہو۔

بلقیس جہان بیگم صاحبہ کو میرے پاس رہنے مین بجز سرکار خلد مکان کی جدائی کے اور کوئی رنج نہ تھا ، وہ ہر طرح خوش و خرم تھین ، اونکی تندرستی بحال ہوگئی تھی ، ذہنی خوشی

کے ساتھ اپنے چھوٹے بھائیون (نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر، و صاحبزادہ حافظ حاجی کرنل محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر، اور اپنی بہن صاحبزادی آصف جہان بیگم صاحبہ) کے ساتھ پرلطف زندگی بسر کرتی تھین۔

بہنون، اور بھائیون کی محبتین، اونکی چہلین، اور اون سبھون کا ساتھ ملکر کھیلنا ہمارے پژمردہ دلون کو شگفتہ کرتا تھا، وہ ہمین جب دیکھتین تو خوش ہوتین، اور اونکے معصوم چہرہ پر مسرت کا نور چھا جاتا۔

جب مین ان بچون کو دیکھتی، اور اس سرسبز شاداب چمن پر نظر ڈالتی تو اگرچہ مجھے روحانی مسرت ہوتی لیکن میری آنکھون سے کچھ گرم آنسو بھی نکل پڑتے، اور حسرت آمیز نظر سے ایک ایسی شفیق صورت کو تلاش کرتی جسکے نزدیک مین بھی بچون کے زمرہ مین شامل ہوتی، اور جو بدقسمتی سے باوجود ایک ہی شہر مین رہنے کے میرے لیے ہزارون حجابون کے اندر تھی۔

بلقیس جہان بیگم صاحبہ اکثر اوقات مجسے کہا کرتین کہ "جو خوشی اور اطمینان مجکو یہان سایہ والدین مین حاصل ہے وہ کبھی ایک روز کے لیے بھی تاج محل مین نصیب نہین ہوا" وہ بالکل صحیح کہتی تھین، کیونکہ وہان بجز ایک شفیق نانی کے اور کوئی شفقت کرنے والا نہ تھا جسقدر لوگ تھے، خودغرض، طامع، اور غیر تھے، یہان باپ، بھائی، بہن، سب موجود تھے جو دلسے چاہتے تھے، اور دلسے پیار کرتے تھے۔

زمانہ اسی حالت پر گزر رہا تھا کہ ماہ شعبان ۱۳۲۴ھ (۱۹۰۶ء) مین بلقیس جہان بیگم صاحبہ کو پھر بخار فصلی (ملیریس) ہوا، تین ماہ متواتر یہ حالت رہی کہ ایک ہفتہ اگر تندرست ہین تو دوسرے ہفتہ اوسی ملیریس بخار کا دورہ ہے، چونکہ اونھون نے شاہجہان آباد کی فضا ہوا

مین پرورش پائی تھی، اور میرا محل شہر کی گنجان آبادی مین واقع تھا، وہ بھی نہایت تنگ اور پرانے انداز کا، آمد و رفت ہوا کے دروازہ بھی نہ تھے، اور جو کچھ تھے وہ بوجہ سرکار خلد مکان کی ناراضی کے بند ہوگئے تھے، دیوارین اونچی اوٹھا دی گئی تھین، اور مکان بالکل جیل کیطرح بنا دیا گیا تھا۔

اول تو مکان مین پہلے ہی گنجائش نہ تھی، اور بمشکل تمام صرف تنہا میری ضروریات کو کفایت کرتا تھا، اب اوس مین میرے چار بچون کی ضرورتین اور شامل ہوگئین، ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ ملازم اور خدمتگار تھے، اور اکثر وہین رہتے تھے، اسلیے شہر کی آب وہوا، اور مکان کی تنگی نے اونکی حالت پر اور زیادہ خراب اثر ڈالا، تبادلۂ آب وہوا کے لیے مین اون کو "باغ حیات افزا" مین لے گئی۔

وہ اس بخار سے بہت کمزور ہو گئی تھین، ہواخوری کے بعد پیاس معلوم ہوئی، احتیاطاً پانی روکا گیا لیکن پیاس زیادہ تھی اسلیے ۵ منٹ بعد تازہ پانی دیا گیا جو دیتیوہ کنوے سے لایا گیا تھا، شب کو کچھ بدہضمی ہوئی، پھر بخار ہوگیا، اور اوسین عارضہ مفاصل پیدا ہوا، وہ ہفتہ کے بعد ہی "حمائے مطبقہ" (ٹائیفائڈ فیور) ہوگیا۔

مین نے باغ حیات افزا ہی مین رہ کر نہایت احتیاط اور غور و پرداخت کیساتھ علاج شروع کرایا، ڈاکٹر ڈین، ڈاکٹر ہیرنگٹن، اور صاحب سول سرجن اندور جو حاذق اور مشہور ڈاکٹر تھے، نہایت توجہ اور ہمدردی کے ساتھ علاج کرتے تھے۔

کرنل وارڈ صاحب بہادر نہ صرف ڈاکٹرون کے انتخاب مین مدد دیتے بلکہ کمال محبت سے علاج و معالجہ کے نگران رہتے تھے، اور اون کی لیڈی صاحبہ بھی بے انتہا غمخواری کرتی تھین۔

عالی جناب نواب "لارڈ ڈفرن" صاحب وایسراے وگورنر جنرل بہادر کشور ہند اعلیٰ درجہ کی مہربانی سے حالت علالت کا استفسار فرماتے تھے، جب ڈاکٹرون نے یہ تشخیص کیا کہ اون کو "ٹایفیڈ فیور" معلوم ہوتا ہے اور ۲۱-روز مین نتیجہ مرض معلوم ہوگا، تو مجھہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک مرتبہ اور کوشش کی جاے کہ سرکار خلد مکان کا رنج دور ہو جاے، او ایسی حالت مین چلی آئین -

مین یہ خیال کرکے خود تاج محل کو چلی گئی، دوپہر ڈھل چکی تھی، سرکار خلد مکان ابھی آرام سے بیدار ہو چکی تھین کہ میری بگھی دروازہ تاج محل پر پہونچی اور مین بگھی سے اوتر کر سرکار خلد مکان کے خوابگاہ کی طرف چلی، عالمگیر محمد خان ایک کمرہ مین بیٹھے ہوے تھے، مجکو دیکھکر آگئے، اور سلام کیا، حالانکہ میرا اون سے پردہ تھا، یہ حرکت اون کی مجھے نہایت ناگوار معلوم ہوئی، مین نے اونکو سخت آواز سے روکا تو وہ وہان سے ہٹ گئے، مین نے سرکار خلد مکان کی خادمہ سے دریافت کیا کہ سرکار کہان ہین؟ اوس نے اشارہ سے بتایا، مین سرکار خلد مکان کے پاس گئی، وہ نماز کی چوکی پر بیٹھی تھین، مین نے اونکو سلام کرکے نہایت عاجزی وگریہ وزاری سے عرض کیا، کہ "میری خطا جو کچھہ ہے وہ معاف فرمائی جاے، اور بلقیس جہان بیگم صاحبہ کو دیکھکر اون کے علاج مین مجھے مشورہ دیا جاے اگرچہ اونکا علاج ڈاکٹری اوسی طریقہ پر ہے جیسا کہ بچپن سے ہوتا رہا ہے، لیکن تاہم چونکہ سرکار ہم سبھون کی بزرگ ہین جیسا حکم ہو اوسکی تعمیل کیجاے "

یہ سنکر سرکار خلد مکان مجھپر بہت خفا ہوئین، اور بیتابی کے ساتھہ اوٹھکر مولوی صدیق حسن خان صاحب کے کمرہ مین چلی گئین، اور پھر نہ آئین، مین اوس جگہہ بیٹھی رہی، جب تین گھنٹے گذر گئے، تو مجبوراً واپس آگئی -

جسوقت مین سرکار خلد مکان کے پاس گئی تھی اوس وقت صاحبزادی صاحبہ کے بخار مین بہت زیادتی ہوکر بیہوشی طاری ہوگئی تھی، مین نے پلٹ کر اون کو غفلت مین پایا، تھوڑی دیر کے بعد اون کو ہوش آیا، مین نے کہا کہ مین سرکار کو لینے گئی تھی لیکن وہ تشریف نہین لائین۔

اونہون نے نہایت حسرت کے ساتھ جواب دیا کہ "خیر مجبوری ہے، آپ نے اپنا فرض ادا کر لیا، آپ مطمئن رہیے کہ مولوی صدیق حسن خان صاحب اونکو کبھی نہ آنے دینگے"

صبح کو حکیم معز الدین کو جو سرکار خلد مکان کے طبیب خاص تھے بلقیس جہان بیگم صاحبہ کی حالت معلوم کرنے کے لیے بھیجا، اونہون نے آکر حالت دیکھی، لیکن جب وہ گئے تو پہلے مولوی صدیق حسن خان صاحب سے ملے، اور اصلی حالت کہدی مولوی صدیق حسن خان صاحب نے اون کو فہمائش کی کہ وہ سرکار سے پورا اور سچا حال نہ کہین، بلکہ معمولی بخار کہدین،

حکیم معز الدین نے مولوی صدیق حسن خان صاحب کے کہنے پر عمل کیا، اور سرکار خلد مکان کو معمولی بخار کہکر مطمئن کر دیا، مگر سرکار خلد مکان کی دلی بےچینی نہ گئی، جو خون کے غیر محسوس اثر سے ایسے موقعون پر پیدا ہو جاتی ہے، اونہون نے اون کے پاس خود آنا چاہا، لیکن پھر مولوی صدیق حسن خان صاحب کے سمجھانے سے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا، اور مریضہ کو مع ہم لوگون کے تاج محل مین بلا لینا تجویز کیا، اور ہمارے لیے مکان کی آرائش و درستی کا حکم دیدیا، مولوی صدیق حسن خان صاحب کو یہ بھی گوارا نہ ہوا، سرکار خلد مکان سے کہا کہ "یہ صرف اپنے بلانے اور اپنی آمد رفت اور یہان رہنے کا حیلہ ہے، اور ممکن ہے کہ اس طرح وہ لوگ آپ کو نقصان پہونچائین، اسلیے یہ مناسب ہے کہ مزید اطمینان کیلیے کسی اور کو بھیج دیجیے"

سرکار خلد مکان نے اسکو مان لیا، اور حسب تجویز مولوی صدیق حسن خان صاحب مساۃ احمدی بی کو جو بیاہی سکندر خان رسالدار کی بیوی تہین، سکندر خان مولوی صدیق حسن خان صاحب کے بڑے گہرے دوست اور پکے ابن الوقت تہے، اور یہ بیوی خود بہی ان معاملات مین بڑا حصہ لیتی تہین -

جسوقت اون کے آنے کی اطلاع مجکو ہوئی تو چونکہ مین اونکی حالت وطبیعت سے واقف تہی مین نے یہ کہکر کہ "ہم تو ہما اور سایۂ ہما کے خواہان ہین، نہ زاغ وزغن کے" اون کو اندر نہ آنے دیا کیونکہ یقین تہا کہ یہ کبہی اصلی کیفیت نہ کہین گی، بلکہ خدا جانے کیا کیا ہماری جانب سے لگائینگی اور کیا کیا اپنی خبیث عادت یا کسیکی ترغیب سے بیان کرینگی -

غرض اوسنے سرکار خلد مکان کو یہ اطلاع دی کہ "صاحبزادی صاحبہ تو اچہی طرح ہین، اور اپنے بہائی نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے ساتہ کہیل رہی ہین" اس اطلاع سے سرکار خلد مکان کو مولوی صدیق حسن خان صاحب کے قول کی صداقت ہوگئی اور وہ خیالات اور وہ بے چینی جاتی رہی، غرض سرکار خلد مکان کے آنے سے ہمین مایوسی ہوگئی، علاج جاری رہا لیکن موت کو کون ٹال سکتا ہے، آخر کار مرحومہ کا چراغ حیات گل ہوگیا، اور وہ بعمر ۱۲ سال ۱۱ ماہ روز جمعہ ربیع الثانی ۱۳۰۵ ہجری = ۱۸۸۸ء کو قریب ایک ماہ کے تکلیفات مرض اٹہا کر ہم لوگون کی آغوش سے رحمت الٰہی کے آغوش مین چلی گئین، بہشت کی کہڑکیان ان کی پاک روح کے لیے کہلی ہوئی تہین، حوران جنت اون کی معصومہ صورت کی مشتاق بنکر آنے کا انتظار کر رہی تہین -

اونہون نے اپنے عزیز والدین اور پیارے بہائیون اور چہوٹی بہن سے مفارقت کرکے ریاض جنان کو اپنا آرامگاہ دائمی بنایا -

ہم لوگون کو جو صدمہ ہوا اوس کی تشریح صفحات کاغذ پر غیر ممکن ہے، کیونکہ صدمہ

ایک ایسی کیفیت ہے جو صفحۂ دل پر ہی تحریر ہو سکتی ہے، اور اونہیں لوگون کی آنکھین اوسکو دیکھ سکتی ہین جنکو مشیت ایزدی سے ایسے صدمات اوٹھانے پڑتے ہین۔

بہر حال ہمنے صبر جمیل کیا، اور خداوند کریم کی مرضی پر شاکر رہے۔

ریاست کا یہ قدیم قاعدہ ہے کہ ہر عزیز خواہ وہ ادنیٰ درجہ کا ہو یا اعلیٰ درجہ کا بہ اجازت رئیس دفن ہوتا ہے، اور اخراجات بھی ریاست سے دیے جاتے ہین، مین نے اس قاعدہ کو ملحوظ رکھکر اور نیز بوجہ اسکے کہ سرکار خلد مکان ہماری بزرگ تھین اوس سانحہ عظیم کی اطلاع کر کے تجہیز و تکفین کی اجازت چاہی، اور دریافت کیا کہ جہان حکم ہو وہان دفن کا انتظام کیا جاے، مگر مجھے یہ جواب ملا کہ "جہان تمہارا دل چاہے دفن کرو ہمکو کوئی غرض نہین ہے"

غرض تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا، اگرچہ شہر سے فاصلہ پر یہ سانحۂ عظیم واقع ہوا تھا لیکن اس خبر کے معلوم ہوتے ہی شہر کی تمام رعایا ماتم و حسرت کا مرقع بنی ہوئی باغ مین آگئی ہر شخص پر سناٹا چھایا ہوا تھا، اور ہر آنکھ سے آنسو جاری تھے۔ ہر ایک آدمی مرحومہ کی نوعمری و جوانی کی حسرتناک موت پر کف افسوس ملتا تھا، باغ سے شہر تک راستہ مین آدمی ہی آدمی تھے۔ جو شخص اپنی دلی خواہش اور روحانی صدمہ کے باعث اپنے گھرونسے جوق جوق آرہے تھے، اور ہمارے ساتھ اس غم و الم اور ماتم مین شریک تھے، لیکن یہ سب لوگ طبقات رعایا مین سے تھے جن کو ملازمت یا قرابت کا تعلق نہ تھا، اراکین و خوانین کا مجمع تاج محل پر ہوا تھا۔

مرحومہ تمام رعایا مین "کرون پرنسس" تصور کی جاتی تھین، اور عام خیال یہی تھا کہ بھوپال کی وارث پھر ایک عورت ہوگی، چونکہ مستورات کی حکومت کی رعایا کئی پشتون سے عادی تھی، اور بیگمات کے عہد فرمان روائی مین صد ہا رعایتین حاصل تھین اور اون پاک

جذبات اور رحمدلی سے مستفیض ہو رہی تھی جو مردون کے مقابلہ مین عورتون مین قدرتاً زیادہ ہوتی ہین، اور نیز مرحومہ کے ذاتی خصائص، اعلیٰ درجہ کا شریفانہ برتاو، اور فیاضی و مروت کا خاص شہرہ تھا، اسلیے اون کے عہد مستقبل کے ساتھ بڑی بڑی امیدین وابستہ تھین، یہ وجوہ تھے جنھون نے رعایا کے خون جگر کو آنسو بنا کر آنکھون سے ٹپکا دیا تھا۔

کرنل وارڈ اپنے ایک مضمون مین جو ۳ر اکتوبر ۱۸۹۵ء کے پانیر الہ آباد مین شائع ہوا ہے اس مصیبت خیز حالت کا ذکر کرتے ہوے لکھتے ہین کہ "مین نے دیکھا کہ جنازہ کے روز مخلوق اس طرح پھرتی تھی جیسا بے چروا ہے کا گلہ ہوتا ہے، اور شوارع عام پر لوگون کے ہجوم سے نکلنے کو راہ نہ ملتی تھی"۔

تجہیز و تکفین کے بعد جب جنازہ بڑے کنوے والی بارہ دری سے باہر لایا گیا تو نالہ و شیون کی اندوہناک آوازون نے صحن باغ مین ایک قیامت کا نمونہ دکھلا دیا، کوئی دل ایسا نہ تھا جو جنازہ کو دیکھکر مضطرب نہ ہو گیا ہو، اور کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جس نے اشک خونین کا تار نہ باندھ دیا ہو۔

مفتی محمد یحییٰ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی، چونکہ بوجہ ازدحام خلقت جنازہ اندر ہی اندر قبر تک نہ جا سکتا تھا، اسلیے مغربی جانب سے جنازہ مدفن تک پہونچایا گیا، اور اس مرحومہ کی لاش جو اپنے والدین کی آنکھون کی ٹھنڈک، اپنی نانی کے دل کا سرور، اور رعایا کی عزیز تھی، آغوش لحد مین باغ کے شمالی جانب ما بین "حیات افزا" و "نشاط افزا" مدوکا متی اور مولسری کے درختون کے سایہ مین سپرد کر دی گئی۔

تمام پولیٹکل حکام اور عام معززین نے اس سانحہ عظیم پر اظہار ہمدردی کیا، ہز اکسلنسی لارڈ ڈفرن نے میرے پاس تعزیت کا ٹیلیگرام روانہ کیا، اور سرکار خلد مکان کے پاس تعزیتی

خریطہ مورخہ یکم فروری ۱۸۸۸ء اس مضمون کا بہیجا:-

" مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ ہم دونون کو یعنی لیڈی ڈفرن اور مجہہ کو آپ کی اس حالت غم پر نہایت صدمہ ہوا، کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ آپ اوس لڑکی پر کسقدر شفقت کرتی تہین، اوس کو خدا نے اُٹھا لیا، مجہہ کو اوس کے انتقال کا حال سنکر بڑا رنج ہوا، اسلیے کہ حقیقت مین آپ نے اوس کی حالتِ علالت مین بڑی خبرگیری اوس کی صحت کے لیے کی تہی، اور آخر کو یہ بہت بڑا صدمہ ہوا "

مرحومہ کی جاگیر علیحدہ کی تہی اور اونکی ڈیوڑہی کا انتظام جو سرکار خلد مکان خود کرتی تہین علیحدہ تہا، وہ جاگیر ریاست مین شامل کرلی گئی، اون کے خاص خدمتگارون کو جنہون نے بچپن سے خدمت کی تہی محکمہ وظائف سے پنشن دی گئی، عملہ تخفیف مین آیا، لیکن سرکار خلد مکان نے ریاست مین جگہون کے خالی ہونے پر اون کے تقرر کا بہی حکم دیا۔

ہم لوگ ابہی اسی رنج دہ حالت ہی مین تہے، اور ہماری آنکہون کے آنسو بہی بند نہ ہوے تہے کہ ہمارے مقابلہ مین نئے اسلحہ استعمال کیے جانے لگے، اور دوسرے ذرائع تکلیفین پہونچانے کے اختیار کیے گئے۔
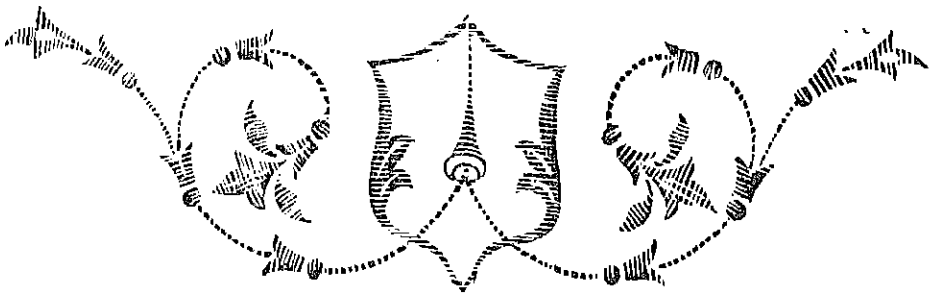
تشریف آوری لارڈ فریڈرک رابرٹس کمانڈرانچیف عساکر ہند

۷ ماہ ذی حجہ ۱۳۰۵ھ کو بذریعہ وکالت ایجنسی معلوم ہوا کہ ہز اکسلنسی کمانڈر انچیف افواج ہند ۲۲ فروری ۱۸۸۹ء کو اسٹیشن بھوپال پر پہنچکر ایک روز بھوپال مین قیام کرین گے، اور بعد ملاقات سرکار عالیہ کے سیہور کو تشریف لیجائین گے، اور وہان دو روز رہکر براہ بھوپال معاودت کرین گے۔

سرکار خلد مکان نے ضروری احکام متعلق انتظام صفائی، و استقبال، و روشنی، و دعوت صادر فرمائے، لیکن ۱۶ فروری ۱۸۸۹ء = ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۰۶ ہجری کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے بذریعہ یادداشت اطلاع دی کہ ہز اکسلنسی کمانڈر انچیف نے مطلع کیا ہے کہ وہ ۲۵ فروری کی شام کو بھوپال مین داخل ہون گے، اور ہمراہیان خاص مین لیڈی رابرٹس، مس رابرٹس جنرل ایلس صاحب ایجوٹنٹ، و جنرل ٹول کرو صاحب فوجی سکریٹری ایک ایڈی کانگ، و ڈاکٹر ڈین صاحب بہادر ہونگے۔

اسکے علاوہ اوس یادداشت مین صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے تحریر کیا کہ دیگر معززین افسران فوجی بھی اس موقع پر ہز اکسلنسی کمانڈر انچیف صاحب بہادر سے ملنے کو

ط لارڈ فریڈرک رابرٹس، جنگ افغانستان کے ہیرو سمجھے جاتے ہین، اور لارڈ آف قندھار انکا خطاب ہے، سپہ سالاران افواج برطانیہ کے اوس زمرہ مین انکا شمار ہے جنہون نے عساکر برطانیہ کی شہرت و عزت کو چمکایا ہے، یہ اسوقت تک زندہ، اور افواج برطانیہ کے کمانڈر انچیف ہین۔

آوین گے، اون کو بھی منجانب سرکارعالیہ دعوت دی جاتی ہے" چنانچہ ۲۳ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۲۶ھ = ۲۴ رفروری روز یکشنبہ کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر مع چند معزز یوروپین صاحبان کے بھوپال آئے، اور دوسرے دن پونے چار بجے ہزاکسلنسی لارڈ فریڈرک رابرٹس کمانڈر انچیف عساکر ہند اسپشل ٹرین پر بھوپال مین رونق افروز ہوئے سرکار خلدمکان بنفس نفیس سٹیشن پر استقبال کے لیے موجود تھین، فوج دورویہ پل خام کی سڑک سے اسٹیشن تک اپنی زرق برق وردیان پہنے ہوے صف بستہ تھی، توپخانہ اسپی سٹیشن کے شرقی میدان مین قائم کیا گیا تھا۔

ہزاکسلنسی کمانڈر انچیف بہادر اپنی گاڑی سے اوتر کر پہلے صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر سے ملے، اور پھر اونھون نے مع اپنی لیڈی صاحبہ اورمس صاحبہ کے سرکار خلدمکان کی گاڑی کے نزدیک آکر اون سے ملاقات کی، توپخانہ اسپی، وقلعہ فتح گڈہ سے سلامی کی توپین سر ہوئین، اور فوج ریاست نے جو اوس وقت وہان موجود تھی سلامی دا کی۔ سرکار خلدمکان "تاج محل" کو واپس تشریف لے گئین، اور وزیر ریاست کوٹھی[1] قیام گاہ تک ہمراہ گئے۔

اوسی دن ہزاکسلنسی کمانڈر انچیف صاحب بہادر، اور اونکی بیگم صاحبہ، اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ اور اونکی لیڈی صاحبہ کی خدمت مین خشک میوون کی ڈالیان پیش کی گئین۔

---

[1] یہ کوٹھی "جہانگیرآباد" کے قریب دامن کوہ "اڑیرہ" پر واقع ہے، اور نہایت وسیع وخوشنما اور مغربی طرز کی عمارت ہے، اس کوٹھی کی تعمیر زیر نگرانی مسٹر کوک انجینر ریاست ۱۸۸۸ء مین شروع ہوئی تھی اور ۱۸۸۹ء مین ختم ہوگئی، اس کی تعمیر مین مبلغ [illegible] خرچ ہوے، اس مقام کی آب وہوا بہت اچھی اور منظر نہایت دلچسپ ہے۔

شب کو سرکار خلدمکان نے ہز اکسلنسی کمانڈر انچیف ، اور دیگر مہمانان کو ایک شاندار "ڈنر" دیا ، حسب معمول سرکار خلدمکان بھی دعوت کے وقت دوسرے کمرہ مین تشریف فرما تھین ، جب مہمان کھانے سے فارغ ہوگئے تو سرکار خلدمکان اور وزیر ریاست نے عالی قدر مراتب عطر و پان پیش کیا ، اس دعوت مین بھوپال بٹالین کے افسر بوجہ اسکے کہ ہز اکسلنسی کمانڈر انچیف صاحب بہادر بٹالین کے معاینہ کے لیے "سیہور" جانے والے تھے شریک نہو سکے ، اور کچھ صاحبان دوسری مجبوریون سے شرکت دعوت سے معذور رہے۔

دوسرے روز ہز اکسلنسی مع اپنے "ایڈی کانگ" وصاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر ، اور دو تین صاحبان یوروپین کے میدان پریڈ پر معائنہ فوج ، اور قواعد کے لیے تشریف لے گئے ، حسب دستور ۱۷ فیر سلامی کے توپخانہ ریاست سے سر کیے گئے ، اور تمام فوج نے سلامی دی ، ہز اکسلنسی نے قواعد ملاحظہ فرمائی ، اور تعریف فرمائی جسکی مفصل اطلاع میر بخشی صاحب نے سرکار خلدمکان کے حضور مین بذریعہ عرضی[له] پیش کی۔

[له] امروز بوا ختت ہفت گھنٹہ صبح جناب کمانڈر انچیف صاحب بہادر ، مع صاحبکلان بہادر ، و دوسرے صاحبان انگریز بسواری اسپان بر پڑیہ پر تشریف لائے ، اور دیگر صاحبان ، و میم صاحبات بگھیون مین سوار تھے ، اولاً حسب قاعدہ ہفتدہ فیر سلامی کے توپخانہ اردلی سے سر کیے گئے ، بعدہ سلامی تمامی فوج کی ہوئی ، پھر ممدوح الیہ جانب فوج کے بڑھے ، فدوی نے کاغذ تعداد ملازمان فوج موجودہ پریڈ حسب قاعدہ خدمت مین جناب ممدوح کے پیش کیا ، لفافہ سے نکالکر پڑھا ، اور پھر لفافہ مین رکھکر اپنے آدمی کو دیکر کہا "کوٹھی پر رکھ دینا" بعد ازان مجھسے فرمایا" تم کہان کے باشندے ہو ؟ یہان کب کے ملازم ہو ؟ " مینے اپنی ملازمت وقدامت عرض کی ، پھر فرمانے لگے کہ" فوج مین گھوڑے کہان کے بھرتی ہوتے ہین" عرض کیا کہ" اسی ملک کے میلہ جات وغیرہ سے لیے جاتے ہین" پھر فرمایا" توپخانہ مین ولایتی گھوڑے نہین ہوتے؟

فوجی معائنہ کے بعد ہز ایکسلنسی تاج محل پر ملاقات سرکار خلد مکان کے لیے تشریف لائے، بخشی محمد حسن خان صاحب بہادر، اور منشی عبد العلی خان نائب وزیر دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا، میاں عالمگیر محمد خان، و میاں صمد محمد خان نے بگھی سے اوتارا، اور کمپنی موجودہ تاج محل نے سلامی ادا کی، بعد ملاقات "قلعہ فتحگڈھ" کے ملاحظہ کو گئے، اور وہاں بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) عرض کیا کہ "وہ بھی اسی ملک کے ہوتے ہیں، سواروں کے گھوڑوں سے مضبوط و زبردست بھرتی ہوتے ہیں" پھر بعد ملاحظہ ہر دو صف فوج کے قریب بادشاہ کو تشریف لے گئے، اور مجکو فرمایا کہ "تم مارچ پاسٹ دکھلاؤ گے؟ یعنی چکر کی سلامی، بندہ نے عرض کیا کہ "سلامی چکر کی ہوگی" پھر بعد سلامی چکر کے جو کام قواعد کے مقرر کیے گئے تھے وہ شروع ہوئے، اور قواعد کی گئی، بعد ختم قواعد و سلامی اخیر کے خود فوج کی طرف بڑھے، فدوی نے افسران فوج کو جمع کر کر سلامی کرائی، فرمایا "یہ افسر ہیں؟" اور سب کے نام اور مدت ملازمت کا استفسار فرمایا، چنانچہ محمد فرید اللہ خان صاحب بخشی جنگی، و پایندہ خان صاحب کپتان، و سید رسول صاحب اڈجوٹنٹ و میاں محمد اسمعیل صاحب رسالدار میجر وغیرہ، افسران نے جواب سوال عرض کیا، صاحب ممدوح قواعد فوج کی بہت تعریف فرمانے لگے، عرض کیا گیا کہ "یہ ہندوستانی فوج ہے حضور کی قدردانی ہے جو تعریف فرماتے ہیں" فرمایا "ہمنے ہندوستانی فوجیں دیکھی ہیں، یہ قواعد بہت صفائی و تیزی سے ہوئی" اور مجسٹریٹ صاحب کلاں بہادر نے فرمایا کہ "جب آپ قواعد لیتے تھے جناب محتشم الیہ تعریف قواعد کی فرماتے تھے کہ "بہت صفائی سے کام ہوتا ہے" پھر ممدوح الیہ نے فرمایا کہ اب ان کو چھٹی دو" اور مکرراً تعریف قواعد کی کی، اور کہا کہ "ہم ملاحظہ قواعد سے بہت خوش ہوئے" پھر کوٹھی روانہ ہوئے، باقبال حضور خیریت سے بطرح قواعد میں رہی، اور جناب ممدوح نے تعریف کی و خوشی خاطر ظاہر فرمائی، یہ اقبال بندگان سرکار کا ہے، فقط مورخہ بست و پنجم جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۴ھ

سلامی کی توپین سر ہوئین۔

جنابہ لیڈی رابرٹس صاحبہ، ومس رابرٹس صاحبہ، مع لیڈی صاحبہ پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھی، سرکار خلد مکان کی ملاقات کو آئین، اور وہان سے "باغ نشاط افزا" کی سیر و تفریح کو گئین۔

۷ بجے شب کو سرکار خلد مکان کوٹھی پر رسم عطر و پان ادا کرنے کو تشریف لے گئین، دوسرے دن ہز اکسلنسی کمانڈر انچیف صاحب بہادر مع اپنی پارٹی، و صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کے سیہور تشریف لے گئے، اور وہان بھوپال بٹالین، اور چاندماری کا معائنہ کر کے ۲۷ فروری کو بھوپال واپس آ گئے، یہان سے یکم مارچ کو مع اپنے ہمراہیان کے جانب اوجین معاودت فرما ہوئے، وزیر ریاست و میر بخشی صاحب بہادر نے کوٹھی سے اسٹیشن تک مشایعت کی۔
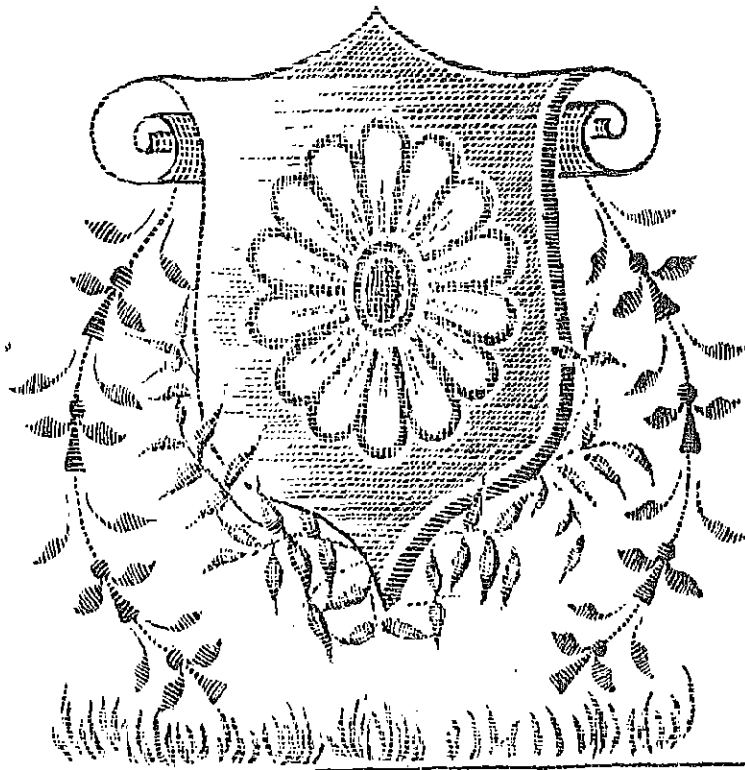
مولوی صدیق حسن خان صاحب کا انتقال

اگرچہ بعد انتزاع خطاب و سلامی مولوی صدیق حسن خان صاحب کو معاملات ریاست مین کسیطرح کی ظاہری مداخلت نہین رہی تھی تاہم اون کو سب سے زیادہ آرزو اپنے اقتدار و اعزاز کے پھر حاصل کرنے کی تھی، اور وہ شب و روز سرکار خلد مکان کو اسپر آمادہ کیے رہتے تھے کہ اونکی اس امید کے بر آنے کے لیے وہ کوششون کا سلسلہ جاری رکھین۔

سرکار خلد مکان نے اول وزیر ریاست کے ذریعہ سے کوشش کی لیکن لارڈ ڈفرن نے صاف انکار کر دیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد اسی غرض کے لیے خود کلکتہ کا سفر کیا تاکہ گورنمنٹ سے اوس حکم پر جسکی رو سے مولوی صدیق حسن خان صاحب اس بڑی عزت سے محروم کیے گئے تھے نظر ثانی کی درخواست کرین، لیکن اس کوشش مین کامیابی نہین ہوئی، اور اوسوقت بھی حسب مراد نتیجہ نہ نکلا مگر سرکار خلد مکان کی کوشش بدستور جاری رہی جو اونکی قول پروری اور وضعداری کا ثبوت دے رہی ہے۔

اسی عرصہ مین مولوی صدیق حسن خان صاحب کو پیغام اجل آگیا، وہ مرض استسقا مین مبتلا ہوے، اور شب پنجشنبہ سلخ رجب ۱۳۰۷ھ ہجری مطابق ۲۰ فروری ۱۸۹۰ء عیسوی کو انتقال کیا، اگرچہ تجہیز و تکفین اونکی وصیت کے مطابق شرعی طور پر کی گئی، لیکن ہر قسم کا اعزاز و احترام ملحوظ رکھا گیا، معمولی دستور کے مطابق ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا، و صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر تعزیت کے لیے تشریف لائے، اور نیز اکثر معززین مثل صاحبزادہ عبید اللہ خان صاحب

نائب الریاست ٹونک تعزیت ادا کرنے کو بھوپال آئے۔

اگرچہ میرا دل نہین چاہتا کہ مین مولوی صدیق حسن خان صاحب کے متعلق اپنی کتاب مین مفصل کیفیت درج کرکے ناظرین کتاب کو اونکی طبیعت کا اصل رنگ دکھلاؤن، کیونکہ اونکو میری والدہ مکرمہ نے اعزاز بخشا تھا، اور شرعی عقد نے جو رشتہ سرکار خلد مکان مین اور اون مین پیدا کردیا تھا اوسکے لحاظ سے مجکو درگزر کرنا چاہیئے تھا، اور در اصل میرا قلم ان حالات کو لکھتے وقت رکتا ہے، اور طبیعت مین کچھ رکاوٹ سی پیدا ہوتی ہے، مجھے جب یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ یا تو چاہ پستی سے نکلکر فلک عزت پر پہنچے تھے، یا پھر تھوڑے دنون کے بعد فلک عزت سے گر کر پہلے سے بھی زیادہ عمیق چاہ پستی مین جا رہے، تو افسوس ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ مین اون کے حالات لکھنے سے درگزر کر جاؤن لیکن بخیال اسکے کہ مین ایک ایسی تاریخ لکھہ رہی ہون جس مین میرے ملک وخاندان کے واقعات اسطرح ملے ہوے ہین کہ تحلیل کیمیاوی سے بھی جدا نہین ہوسکتے، اسلیے ہر رطب ویابس چار و ناچار لکھنا پڑا ہے، مگر مینے کوشش کی ہے کہ اختصار سے کام لون ورنہ میری حکایت درد انگیز قابل اختصار نہین ہے، ۲۷ سال کے عرصہ مین جو حادثات غمناک اور صدمات جانکاہ مجھپر گذرے ہین اور میری آنکھون کے سامنے واقع ہوے ہین اور جن حالات کو مینے دیکھا ہے اونکے ذکر کے لکھنے مین کم سے کم اتنے ہی سال درکار ہین۔

مولوی صدیق حسن خان صاحب باشندہ قنوج ضلع فرخ آباد تھے، اون کا بیان تھا کہ اونکے دادا سید اولاد علی خانصاحب بہادر "انور جنگ" امراے حیدرآباد مین سے تھے اور مذہب "اثنا عشری" رکھتے تھے، اون کے باپ سید اولاد حسن چونکہ "سنی المذہب" ہو گئے تھے اسلیے میراث پدری سے محروم رہے، آخر ترک وطن کرکے قنوج مین مقیم ہوے، وہان سلسلہ "پیری" "مریدی" شروع کیا،

اور وہین توطن اختیار کر لیا۔

مولوی صدیق حسن خان صاحب نے دہلی وغیرہ مین طالب علمی شروع کی، اور بھوپال مین حیثیت ایک طالب علم کے داخل ہوے۔

سرکار خلد نشین کے زمانہ مین روبکاری کے منشی اور پھر منتظمی تاریخ پر مامور ہوے، سرکار خلد مکان کے عہد مین افسری مدارس اور عہدۂ منشی بخطاب میر دبیری وخانی مقرر ہوے، قبل نکاح سرکار خلد مکان کے اونکا نکاح منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام کی دختر سے ہو گیا تھا، اس ذریعہ سے اس خاندان کے ساتھہ توسل، اور رشتہ قرابت پیدا ہو گیا، جو نہایت ممتاز تھا۔

مدار المہام صاحب کے توسل، اور سعی سے وہ سرکار خلد مکان کے "میر منشی" ہو گئے، اور آخر کار اونکا عقد سرکار خلد مکان کے ساتھہ ہو گیا، نکاح کے بعد وہ "معتمد المہام" ہوے اور اونکو للعہ ۲۴ سالانہ کی جاگیر دی گئی، اس عہدہ اور جاگیر کو اونکی حیثیت، اور رتبہ کے منافی سمجھا گیا، سرکار خلد مکان نے گورنمنٹ ہند سے مولوی صدیق حسن خان صاحب کیلیے بھی اوسی اعزاز کی خواہش کی جو "نواب امراودولہ نظیر الدولہ بہادر (مرحوم) کا تھا۔

گورنمنٹ نے سرکار خلد مکان کے اصرار وخاطر داری سے خطاب "نواب والاجاہ امیر الملک" عطا کیا اور خلعت مرحمت فرمایا، پھر ۱۸۷۷ء مین "دربار قیصری" کے موقع پر استقبال، اور سلامی مقرر ومنظور کیے جانے کا اعلان ہوا۔

وہ صاحب تصانیف و تالیفات کثیرہ تھے، جو اونکی زندگی ہی مین، اکثر اون کے نام سے، اور بعض اونکی اولاد وغیرہ کے نام سے شایع ہوئین، غرض اونہون نے ایک مدت تک اپنے باغِ عروج کی بہارین دیکھین، پھر یہ حالت بھی دیکھی کہ اونکا تمام اعزاز جاتا رہا، شوکت وشان جاتی رہی، لوگ اون سے بچتے تھے، اور وہ تنہا پر حسرت خیالات کے ساتھہ ایک گوشہ مین زندگی کے دن بسر کرتے تھے۔

یہ انقلاب ایک حقیقی واقعہ ہے، لیکن یہ امر کہ یہ کیون ہوا ؟ کن اسباب سے ہوا ؟ کن افعال کا نتیجہ تھا ؟ کس گناہ کا انتقام تھا ؟ اس کا فیصلہ مین نہین کرنا چاہتی حالات اور واقعات ، اور تاریخ خود فیصلہ کرینگے ، اور سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا وہ علام الغیوب ہے جو دلون کے چھپے ہوے بھیدون کو جانتا ہے لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ، وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ ۔
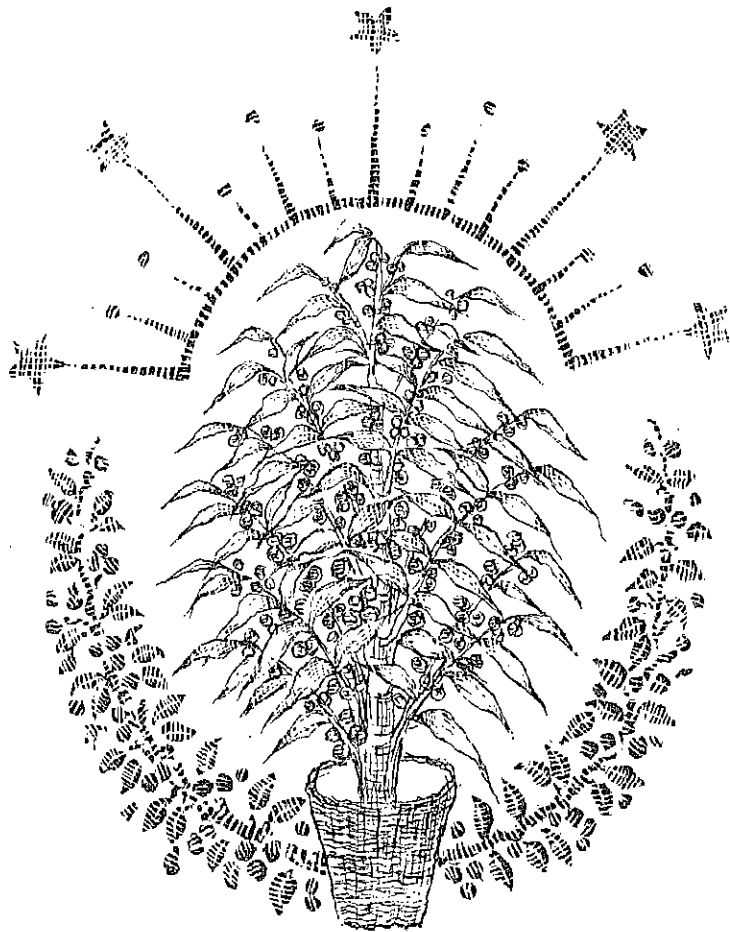
صاحبزادہ حافظ حاجی کرنل محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر ابتدا ہی سے ذہین تھے اونکا حافظہ مافوق الفطرۃ تھا، نواب احتشام الملک بہادر اور ہم اپنے بچون کی تعلیم و تربیت خود ہی کرتے تھے، اسکو اپنا فرض اہم جانتے تھے، اونکی تعلیم و تربیت کا طریقہ نہایت عمدہ، اور موثر تھا، وہ باتون ہی باتون مین ایسے اخلاقی مسائل بتا دیا کرتے تھے جو کتابی سبقون سے مدت مین حاصل ہوتے ہین، اونکی کوئی آرزو اولاد کے متعلق اس سے زیادہ نہ تھی کہ اون کے فرزند دلیر، شجاع، اخلاق سے آراستہ، اور تعلیم یافتہ ہون، اس آرزو مین مین بھی اونکے برابر کی حصہ دار تھی۔

خدا کا شکر و احسان ہے کہ ہماری امیدین برآئین، اور سب سے بڑی دعا یہ ہے کہ ہماری اولاد کی خوبیون کی خوشبو ایک عالم کا دماغ معطر کرے، جس طرح وہ اپنے رتبہ اور عزت کے لحاظ سے ممتاز ہین اُسی طرح اونکے مکارم و اخلاق کا بھی زمانہ معترف ہو اور اونکو اوس مین بھی امتیاز حاصل رہے۔

چونکہ مجھہ کو صاحبزادہ کی ذہنی حالت معلوم تھی اسلیے مین نے اون کو قرآن مجید حفظ کرنے کی ہدایت کی، اونھون نے تین سال کے عرصہ مین حفظ کر لیا۔

نواب احتشام الملک بہادر کی توجہ ہر وقت اون پر تھی، اور اوس دن کی خوشی بیان نہین ہوسکتی جس دن کہ قرآن مجید کا آخری سورۃ صاحبزادہ صاحب نے حفظ کرکے سنایا تھا

اون کو مجھہ سے زیادہ اور مجھے اونسے سوا مسرت تھی۔

ہم نے جب سے کہ سرکار خلد مکان کشیدہ ہوگئی تہین تقریبات بند کر دی تہین لیکن جو تقریبات ضروری تھین وہ نہایت سادہ طور پر کی جاتی تہین، یہ خیال کرکے کہ جو محنت بچے نے کی ہے اور خدا نے اوس محنت کو شکر گذاری کے قابل کیا ہے تو اوسکی مسرت اور اظہار شکریہ کرنا لازمی ہے، اسلیے یہ تجویز کی کہ صاحبزادہ صاحب محراب سنائین اور اوس موقع پر مستحقین اور متوسلین کو انعام دیکر خدا کا شکریہ بجالایا جاے،

کیونکہ مذہب اسلام مین کلام مجید کا حفظ کرنا ایک اعلیٰ اور امتیازی بات ہے، چنانچہ رمضان المبارک کے شروع ہونے سے پہلے ہی ہمنے نہایت خوشی کے ساتھہ محراب سُننے کی تیاری کی لیکن اس خوشی مین بھی ایک رنج ملا ہوا تھا، اور وہ رنج سرکار خلد مکان کے موجود نہ ہونے کا تھا اسی خوشی پر کیا موقوف تہا، ہمین تو ستائیس برسون مین کوئی خوشی ایسی نہ ہوئی جس مین غم کا کانٹا نہ چبھا ہو۔

رمضان المبارک مین صاحبزادہ صاحب نے قرآن مجید سنانا شروع کیا، تمام مسلمان جو ڈیوڑہی کے متوسل تھے روزانہ نماز تراویح مین حاضر ہوتے اور کلام مجید سنتے غرض ۲۱ روز مین صاحبزادہ صاحب نے کلام مجید ختم کیا۔

حاضرین نے مبارکباد دی، حسب دستور شیرینی، اور گلاب، اور کیوڑے کے قرابے تقسیم ہوے، مسجد مین غیر معمولی طور پر روشنی کی گئی، محتاجون اور غریبون کو کھانا کھلایا گیا اور لوگون کو انعام تقسیم کیا گیا۔ قطعہ تاریخ ذیل مین درج ہے

حفظ قرآن کی یہان عزت ہے | اور وہان درجۂ اعلےٰ کی امید
سر ابلیس نہ کیونکر ہو قلم | لوحِ محفوظ ہوا قلب عُبَید

چونکہ سرکار خلد مکان کی بڑی آرزو تھی کہ مولوی صدیق حسن خان صاحب پر جو الزامات قائم کیے گئے ہین وہ رفع ہو جائین ، اور اونکو پھر وہی گزشتہ اعزاز حاصل ہو جائے اس لیے سرکار خلد مکان نے ہر ایک طرح پر کوشش کی خود کلکتہ کا سفر کیا ، لارڈ ڈفرن ویسراے و گورنر جنرل کشور ہند سے ملین ، صاحبان ایجنٹ گورنر جنرل و صاحبان پولیٹکل ایجنٹ سے وقتاً فوقتاً یہی خواہش ظاہر کی ، اور ہر ناکامی کے بعد اون مین ایک نیا حوصلہ استقلال کے ساتھہ پیدا ہوتا رہا تا آنکہ ۱۳۰۷ھ مین مولوی صدیق حسن خان صاحب کو پیغام اجل آگیا ، اور اونھون نے اسی حسرت مین انتقال کیا۔

لیکن سرکار خلد مکان نے اپنی کوششون کا سلسلہ منقطع نہین کیا تاہم اونکی خواہش اس پیمانہ پر آگئی کہ سرکاری مراسلات و تحریرات مین مولوی صدیق حسن خان صاحب کا نام "نواب صاحب مرحوم شوہر رئیسہ" لکھا جائے ، گورنمنٹ آف انڈیا مین خریطہ لکھا ، اور بالآخر ہز اکسلنسی مارکوئیس لارڈ لینسڈون ویسراے و گورنر جنرل کشور ہند نے اس خواہش کو منظور کر لیا ، اور اس منظوری کی اطلاع بذریعہ مسٹر ایف[1] ہنوی صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا سرکار خلد مکان کو دی گئی۔

---

[1] ہنوی صاحب سر لیپل گریفن صاحب کے رٹائر ہونے پر ایجنٹ گورنر جنرل مقرر ہوے ، وہ بڑے مدبر ، اور خلیق تھے اونھون نے کمال دانشمندی سے کام لیا ، اور حتی الامکان اصلاح کی ، اون کی بیدار مغزی ، اور کرنل وارڈ صاحب وزیر ریاست کی تدبیر

مسٹر الیف ہنوی صاحب بہادر نے سرکار خلد مکان کے نام ۱۲/ اگست ۱۸۹۰ء عیسوی کو حسب ذیل چٹھی بھیجی :-

"مشفقہ من ! مین بڑی خوشی سے حضور کو اطلاع دیتا ہون کہ گورنمنٹ ہند نے حضور کی اس درخواست کو منظور فرمایا ہے کہ حضور کے شوہر عالی مقدار سرکاری مراسلات و تحریرات مین " نواب صاحب مرحوم شوہر رئیسہ " کے خطاب سے یاد کیے جائین "

اس چٹھی کے موصول ہونے پر بذریعہ وزارت اس عمل درآمد کے لیے حسب ذیل سرکلر جاری کیا گیا :-

سرکلر مجریہ جلاس منشی سید امتیاز علی خان صاحب بہادر

وزیر ریاست بھوپال مرقومہ ۲ محرم ۱۳۰۸ھ

" حکم حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا مرقومہ بست و نہم ذیحجہ ۱۳۰۷ ہجری قدسی مطابق ہفدہم اگست ۱۸۹۰ء ہمارے نام اس ارشاد سے صادر ہوا کہ " چٹھی انگریزی مسٹر الیف ہنوی صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا مورخہ دوازدہم اگست ۱۸۹۰ء مقام رزیڈنسی اندور سے بنام سرکار عالیہ اس مضمون سے آئی ہے کہ " بڑی خوشی سے حضور کو اطلاع دیتا ہون کہ گورنمنٹ ہند نے سرکار عالیہ کی اس درخواست کو منظور فرمایا کہ سرکار عالیہ کے شوہر عالی مقدار سرکاری مراسلات و تحریرات مین " نواب صاحب مرحوم شوہر رئیسہ " کے خطاب سے یاد کیے جائین "

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) و حکمت عملی سے تمام انتظامات عمدہ طور پر انجام پذیر ہوتے رہے، اور کوئی بات پیدا نہین ہوئی۔

اسواسطے آپ کو قلمی ہوتا ہے کہ آپ تمامی مہتممان محکمجات وجمیع جاگیرداران،
واخوان وملازمان، و متوسلان ریاست کو اطلاع دین کہ نواب صاحب بہادر مرحوم ومغفور
کے نام کے ساتھہ بموجب حکم گورنمنٹی، ورزیڈنٹی، جملہ تحریرات مین خطاب موصوف
درج کیا کرین، اور انگریزی اور اردو اخبارات مین بھی اسکے چھپوانے کا آپ
بندوبست کر دین" پس بحکم حضور سرکار عالیہ ترجمہ چٹھی انگریزی صاحب ایجنٹ
نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا طبع ہوکر بذریعہ اس سرکلر کے مشتہر کیا جاتا ہے
کہ جملہ حکام محکمات صدر، و مفصلات، و ملازمان ریاست، و جاگیرداران صاحبان، واخوان
ورعایاے محروسہ، جملہ کاغذات سرکاری مین، اور جہان کہین موقع ذکر نواب
سید محمد صدیق حسن خان صاحب مرحوم کا ہو، بخطاب "نواب صاحب مرحوم شوہر
سرکار عالیہ" استعمال کیا کرین، اور حکم دیا جاتا ہے کہ حکام صدر و مفصلات،
اپنے اپنے مواقع حکومت کے بڑے بڑے مقامات اندرون وبیرون شہر و
اضلاع ومحالات مین منادی بھی اسکی بآواز دہل کرادین تاکہ خواص وعوام سب مطلع
ہو جائین، اور مطابق حکم مندرجہ اس سرکلر کے تعمیل کرتے رہین۔"
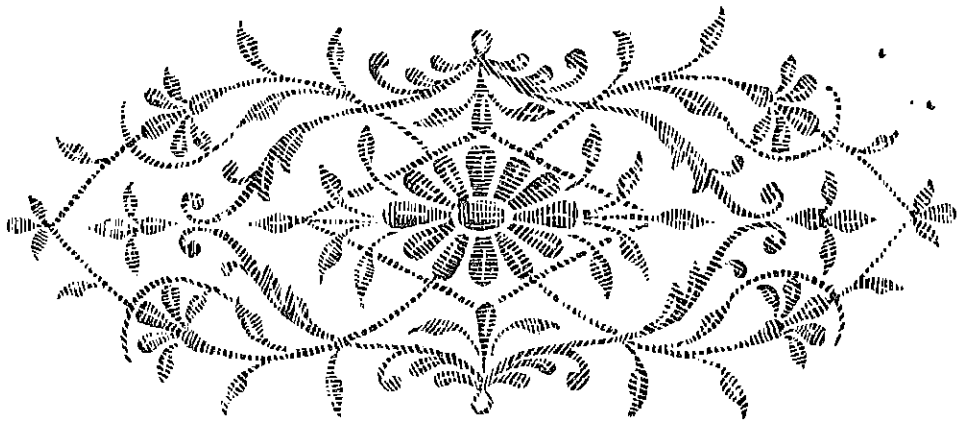
نہر جدید کا اجرا

بتقریب جشن حکومت پنجاہ سالہ علیا حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصرہ ہند

اگرچہ بتقریب جشن حکومت پنجاہ سالہ کے موقع پر سرکار خلد مکان نے بطور یادگار بند قیصری کی تعمیر شروع کرا دی تھی، لیکن وہ اپنی بلندی حوصلہ کے مطابق ایک اور یادگار عظیم پیمانہ پر قائم کرنا چاہتی تھین کہ اسی عرصہ مین ڈاکٹر ڈین ایجنسی سرجن سیہور نے پل پختہ کے پانی کے مضر صحت ہو جانے کی شکایت کی۔

چونکہ سرکار خلد مکان کے دلمین یادگار قائم کرنے کا خیال جاگزین تو تھا ہی، اونہون نے بمشورہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر، وزیر ریاست یہ قرار دیا کہ پل پختہ سے ایک "نہر" تیار کی جاے جس سے وہ حصص شہر بھی سیراب ہون جہان واٹر ورکس سے پانی نہین پہونچتا، اور نیز قرب وجوار کے وہات، وزمین کی آبپاشی بھی ہو سکے۔

مسٹر ڈیوڈ کوکر، انجنیر ریاست نے حسب الحکم سرکار خلد مکان مصارف نہر جدید کا تخمینہ پیش کیا جو یک لک [illegible] کا تھا۔

سرکار خلد مکان نے اس تخمینہ کو منظور فرما کر تین سال کی مہلت تیاری کی دی۔

۲۱ رمضان سنہ ۱۳۱۰ھ کو یہ نہر تیار ہو گئی، اور ۲۲ رمضان کو اس نہر کے ذریعہ سے شاہجہان آباد اور باغ نشاط افزا مین پانی پہونچایا گیا، اور وقتاً فوقتاً دوسری شاخین جاری ہوتی رہین۔

اس نہر مین کوئی دخانی انجن نہین، بلکہ ایک چرخی ہے جو پانی کے زور سے چلتی ہے، اور اوس چرخی سے پانی روان رہتا ہے۔

تالاب کلان کا زائد پانی ایک نل کے ذریعہ سے جو قلعہ کہنہ سے نکال کر پل پختہ مین ملا دیا گیا ہے

آجاتا ہے۔

یہ پانی دوازدہ ماہ اسلام نگر تک بہ کر کاشتکارون کو فائدہ پہونچاتا ہے، اس نہر سے رعایائے شہر کو نہایت آرام پہونچ رہا ہے، اور قرب وجوار کی زراعت کی آبپاشی ہوتی ہے۔

یہ ایک دائمی فیض جنابہ ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصرہ ہند کی یادگار جشن حکومت پنجاہ سالہ کا ہے جو مدتہائے مدید تک جاری رہیگا، اور اس سے رعایائے بھوپال فیضیاب رہے گی۔
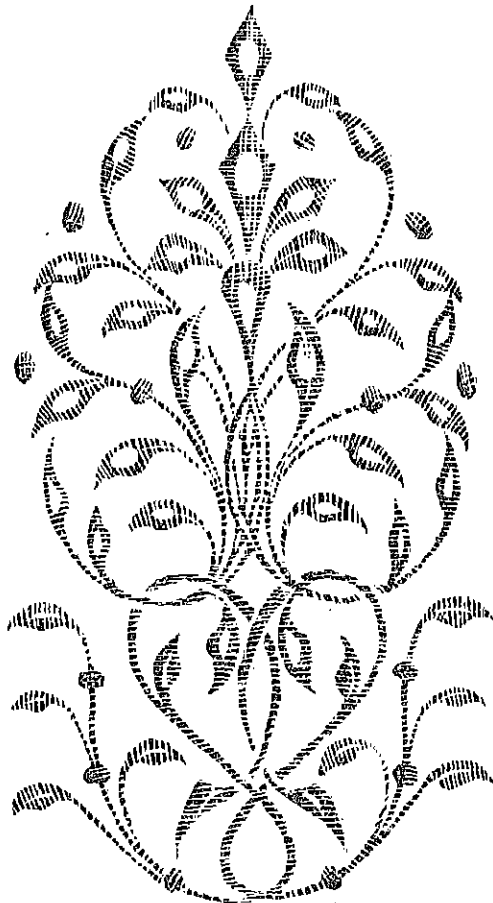
تشریف آوری ہز ایکسلنسی مارکوئس لارڈ لینسڈون صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند

آنریبل مسٹر کراسیویٹ صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا نے اپنے مراسلہ ۲۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کے ذریعہ سے سرکار خلد مکان کو اطلاع دی کہ "جناب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر و ویسرائے ہند بتقریب دورہ شملہ سے نہضت فرما ہوے، اور جناب ممدوح الیہ کا قصد مبارک ہے کہ ۲۰ر نومبر کو بھوپال تشریف لائین، اور ۲۱ و ۲۲ر نومبر کو مقیم رہکر سرکار عالیہ اور دیگر روساے متعلقہ بھوپال ایجنسی سے ملاقات عمل مین آئے"۔

سرکار خلد مکان کو ایسے جلیل القدر مہمان کی تشریف آوری سے بے انتہا مسرت ہوئی، اور ایک خریطہ اظہار شکریہ کا بحضور ویسرائے ہند ارسال کیا، ہز ایکسلنسی کے خیر مقدم، اور دعوت کی تیاریان بڑے حوصلہ اور سرگرمی سے شروع کردین۔

مارشنس لینسڈون، ہز ایکسلنسی لارڈ ہیرس گورنر بمبئی، اور اون کی بانوے محترم، اور دیگر معزز یورپین، اور لیڈیون کو دعوت دی گئی۔

روساے راجگڈھ، نرسنگڈھ، کھلچی پور، کوروائی، باسودہ، پٹھاری، محمد گڈھ، مقصودن گڈھ، سوٹھالیا، آگرہ، دھابلہ ڈھیر، دھابلہ گھوسی، داریا کھیڑی، ورام گڈھ، بھی سرکاری طور پر بھوپال مین طلب کیے گئے تھے، اون کے کیمپون کا بھی ضروری انتظام منجانب ریاست کیا گیا، ۲۰ر نومبر تک ہز ایکسلنسی ویسرائے کی تشریف آوری سے پہلے تمام مہمان تشریف لے آئے تھے، اور ملاقات، و مصروفیت کا حسب قاعدہ پروگرام بھی مرتب ہو گیا تھا،

چونکہ بھوپال مین نائب السلطنت کے آنے کا پہلا موقع تہا، اسلیے ۲۰ر نومبر کو صبح ہی سے تمام شہر مین چہل پہل مچی ہوئی تہی اور تمام لوگ ہزاکسلنسی کی سواری کے اشتیاق مین جا بجا رہگذرون پر جمع ہونے شروع ہو گئے تھے تمام انتظام خیر مقدم جو ہر ہر قدم اور ہر ہر مرکز نظر پر سرکار خلد مکان کی فراخ حوصلگی کو ظاہر کر رہا تہا، بجاے خود مکمل ہو چکا تھا۔

"سٹیشن" سے "لال کوٹھی" تک، اور "پل پختہ" سے "شاہجہان آباد" تک مناسب موقعون پر متعدد عارضی دروازے، اور محرابین بنائی گئی تھین، جنپر سرخ چھول منڈھکر کرکری کی پوشش کی گئی تھی، دو رویہ بانس کا کٹہرا تھا، جو گوٹے، اور کرکری سے منڈھا ہوا تھا، فوجی بارک کے سامنے ایک دروازہ بنایا گیا تھا جسمین قدیم، وجدید وضع کے اسلحہ کی اس ترتیب سے نمائش کی گئی تھی کہ صاف طور پر پھول، اور بیلین نظر آتی تھین۔

لال کوٹھی اگرچہ بجاے خود ایک شاندار اور خوشنما عمارت ہے لیکن اوسکے صحن مین روز ہی کا شاہی درباری شامیانہ نصب تھا تمام دروازون پر "ویلکم" اور "خیر مقدم" کے فقرات، اور موزون و مناسب اشعار کاٹ کر لگائے گئے تھے، منشی حسین خان کی سراے سے "باب شاہی" تک "کیلے" کے سبز درخت لگائے گئے تھے، اور اون کے بیچ مین رنگا رنگ کے پھولون اور "کروٹن" کے گھملے رکھے ہوے تھے۔

"باب شاہی" کے بالمقابل ایک دروازہ شیشہ کا بڑی محنت وصنعت سے تیار کیا گیا تہا اور اوسپر پھول، اور بوٹے سب رنگین شیشون کے ابھرے ہوے تھے، جو فیاض، اور بلند حوصلہ بیغربان کی خوش سلیقگی، اور موجدانہ طبیعت کے رنگ کو ظاہر کر رہے تھے، دروازہ "عالی منزل" تک سرخ بانات کا فرش بچھا ہوا تھا "محل" کے اندرونی حصہ کی آرائش بھی بہت بڑھی چڑھی تھی، تمام فوج ریاست "باغ نوبہار" کے میدان سے اسٹیشن تک نہایت انضباط کے ساتھہ

اپنی تہی، اور زرق برق وردیون مین صف بستہ کہڑی تھی "اسٹیشن" کے سامنے "ہاتھی" جہوم رہے تھے، جن پر زربفتی جہولین پڑی ہوئی، اور گنگا جمنی، اور نقرئی موودج کسے ہوے تھے، اور اون پر ریاست کا "ماہی مراتب تھا" "توپخانہ" مالگدام کے قریب شمالی میدان مین قائم کیا گیا تہا

سرکار خلد مکان اپنے جاہ وحشم کے ساتھہ ۵ بجے اسٹیشن پر اپنے گرامی منش، اور عالی مراتب مہمان کے استقبال کے لیے تشریف لے گئین ۵ بجے ۲۰ منٹ پر عالیجناب مستطاب نواب ہزاکسلنسی مارکوئس لارڈ لینسڈون گورنر جنرل ووایسراے ہند بہ سواری اسپشل ٹرین رونق افروز ہوے، توپخانہ سے سلامی سر ہوئی، اور بینڈ نے "خوش آمدید" کا ترانہ بجایا، سرکار خلد مکان نے اپنے خاص "وٹینگ روم" سے ہزاکسلنسی کے سیلون تک استقبال کیا، اور وہان سے آکر مہمان، ومیزبان "وٹینگ روم" مین بیٹھے، بعد معمولی گفتگو ومزاج پرسی کے ہزاکسلنسی کی حضور مین وزیر ریاست، میان عالمگیر محمد خان، میان صدر محمد خان، میان نور الحسن خان، میان علی حسن خان، اور میان عبد الحی خان سلام کے لیے پیش کیے گئے، اسکے بعد ہزاکسلنسی ایک چواسپہ گاڑی پر سوار ہوے، اون کے بعد سرکار خلد مکان چواسپہ گاڑی مین سوار ہوئین، اور اون کے بعد حسب ترتیب پروگرام[1] اور بہت سی گاڑیان تہین -

"پل پختہ" تک پہونچا کر سرکار خلد مکان "تاج محل" کو تشریف لے گئین، اور ہزاکسلنسی "لال کوٹھی" مین راستہ کی آرائش ملاحظہ فرماتے ہوے تشریف فرما ہوے، بعد تھوڑی دیر کے وزیر ریاست، میان عالمگیر محمد خان، میان صدر محمد خان، اور میان نور الحسن خان منجانب سرکار خلد مکان مزاج پرسی کے واسطے گئے، اور بذریعہ صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر

---

[1] حسب ذیل ترتیب تہی:-

فارن سکرٹری، وایجنٹ گورنر جنرل و دیگر صاحبان سکرٹری، وصاحب پولٹیکل ایجنٹ، وزیر ریاست، عالمگیر محمد خان، صدر محمد خان، نور الحسن خان، علی حسن خان، عبد الحی خان،

مزاج پرسی کی گئی، صاحب فارن سکریٹری نے ان لوگون کو عطر و پان دیکر رخصت کیا۔

۲۱ر نومبر کو ۱۱ بجے سرکار خلد مکان ہزاکسلنسی کی ملاقات کو "لال کوٹھی" پر مع گیارہ سرداروں[1] کر گیئن، حسب قاعدہ استقبال ہوا، اور ہزاکسلنسی سے ملاقات ہوئی، سرکار خلد مکان نے "نذر" دی، اور سرداران ہمراہی نام بنام بلائے گئے، جنھون نے "نذرین" پیش کین۔

سرکار خلد مکان ویٹنگ روم سے نکل کر دوسری جانب جہان معزز مہمان لیڈیان، اور ہزاکسلنسی کی لیڈی صاحبہ تشریف رکھتی تھین گیئن، اور اپنی مہمان خاتون سے شوقیہ گفتگو کرتی رہین۔

اس ملاقات کے بعد سرکار خلد مکان "تاج محل" کو واپس تشریف لائین، ۵ بجے شام کو میان عالمگیر محمد خان، میان صدر محمد خان، حافظ بخشی محمد حسن خان صاحب بہادر "نصرت جنگ" سی، آئی، ای، سپہ سالار افواج ریاست، و نائب وزیر مال ہزاکسلنسی کے استقبال کو "لال کوٹھی" تک گئے، ۶ بجے پروگرام کے مطابق ہزاکسلنسی ملاقات بازدید کے لیے "تاج محل" کو تشریف لائے۔

دروازہ "تاج محل" پر صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر و وزیر ریاست نے استقبال کیا، اندرونی دروازہ پر بنفس نفیس سرکار خلد مکان استقبال کے لیے موجود تھین، ہزاکسلنسی گاڑی سے اُتر کر کمرہ دربار "تاج محل" مین تشریف لے گئے، اور کرسی طلائی پر متمکن ہوے۔

اس دربار مین چودہ[※] اشخاص معززین ریاست مین سے شرفیاب حضوری تھے۔

---

[1] جو حسب ذیل اشخاص تھے:۔

وزیر ریاست، عالمگیر محمد خان، صدر محمد خان، نور الحسن خان، عاقل محمد خان، نظیر محمد خان، حافظ محمد حسن خان صاحب "نصرت جنگ" سی، آئی، ای، نائب مال، علی حسن خان، عبد الحی خان، وکیل ریاست۔

※ دیکھو صفحہ آیندہ۔

سرکار خلد مکان نے حضور ویسراے، صاحب فارن سکریٹری، اور صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کو اپنے دست مبارک سے، اور باقی عہدہ دارون کو منشی امتیاز علی خان وزیر ریاست نے عطر و پان دیا، اوسی تاریخ شب کو سرکار خلد مکان کیطرف سے "ڈنر" ہوا، اور خود سرکار خلد مکان "ڈنر" کے وقت "لال کوٹھی" پر تشریف لیگئین، جب معزز مہمان کھانا کھانے سے فارغ ہو چکے تو سرکار خلد مکان نے حسب ذیل فصیح و بلیغ اسپیچ فرمائی:-

اسپیچ سرکار خلد مکان

حضور معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر نائب السلطنت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی تشریف آوری سے وہ بے انتہا مسرت حاصل ہوئی ہے، جسکے بیان کے واسطے مجھہ کو الفاظ نہین مل سکتے، نہ میری زبان مین ایسی طاقت ہے، نہ میرے بیان مین اسقدر طاقت ہے کہ جسقدر جوش شکرگذاری اس احسان عظیم کا میرے دل مین موج زن ہے، اوس کا ایک شمہ بھی ادا کر سکون۔

حضور ویسراے، اور لیڈی صاحبان عالیشان نے جو میری ناچیز دعوت کو کمال عنایت سے قبول فرمایا ہے، مین خلوص دل سے اوسکی شکرگذار ہون اگرچہ بلحاظ اون خیرخواہیون، اور وفاداریون کے جو ابتداے آمد انگلش گورنمنٹ سے ملک ہند مین متواتر بلکہ علی الاتصال منجانب میرے مورثون کے ظہور مین آئین،

(متعلقہ صفحہ گذشتہ)٭ منشی سید امتیاز علی خان صاحب وزیر ریاست، میان عالمگیر محمد خان، میان صدر محمد خان، میان نور الحسن خان، میان علی حسن خان میان عاقل محمد خان، میان نظیر محمد خان، میان عبد الحی خان، میر بخشی صاحب بہادر نصرت جنگ، نائب ازیر مال، میان اکبر محمد خان منشی عبد العلی خان مہتمم دفتر حضور، منشی حکیم الدین سیر منشی، اور منشی احمد حسن خان وکیل ریاست۔

اور بہ لحاظ اون اطاعتون، اور خیرخواہیون، اور وفاداریون کے جنپر ابتداے مسند نشینی سے آجتک مین بذات خود راسخ اور مستقل رہی مجھہ کو اس سے بہت پہلے امید تھی کہ مین وہ عزت حاصل کرتی جو آج حضور ویسراے نے اپنی تشریف آوری سے مجکو اور میرے اس چھوٹے ملک کو بخشی ہے لیکن بوجہ ناصفائی راہون کے اور نہ موجود ہونے وسائل آسانی سفر اوسکی نوبت نہ آئی تھی یا یون کہنا چاہیے کہ اس عزت افزائی کا وقت نہ آیا تھا، جو کچھہ ہو، چونکہ یہ خاص عزت افزائی حضور معلی القاب ویسراے و گورنر جنرل لارڈ لینسڈون صاحب بہادر نے فرمائی ہے، لہذا میرے واسطے، اور میرے ملک کے باشندون کے واسطے یہ دن براے دوام یادگار تاریخی، اور حضور ممدوح کا نام نامی نقش نگین دل رہے گا۔

مین حضور ویسراے کو یقین دلاتی ہون کہ یہ ایام تشریف آوری، اور قیام حضور ویسراے قیصرہ ہند میری زندگی کے ایسے بہترین ایام سے ہین جن سے بڑھکر کوئی دن نہین ہوسکتا۔

حضور ویسراے نے جس روز سے عنان حکومت اس ملک وسیع الرقبہ ہند کی اپنے ہاتھہ مین لی ہے، ہر ایک معاملہ مین اس ریاست بھوپال کے جو حضور ممدوح کے عہد مین پیش ہوے، خاص مہربانی سے توجہ فرمائی ہے، اور مجھہ کو یقین کامل ہے کہ حضور معلی القاب میری رفاہ جوئی رعایا، وخیرخواہی، و اطاعت شعاری، ووفاداری جو ساتھہ حضور "ملکہ معظمہ" قیصرہ ہند کی ہے، مناسب موقع پر اوسکی تصدیق بحضور ملکہ ممدوحہ فرماوینگے، نیز یہ بھی میری طرف سے التماس کرینگے کہ آپکی فرمانبردار "شاہجہان" مع اپنی فوج و رعایا، و ملازمان کے ہر وقت واسطے جان نثاری

و بجا آوری خدمات کے تیار ہے۔

"جام صحت" کے پینے کے بعد ہز اکسلنسی نے کرسی سے اوٹھکر پر جوش فصاحت کے ساتھہ سپیچ دی، جو حسب ذیل ہے:۔

اسپیچ ہز اکسلنسی ویسراے کشور ہند

نواب بیگم صاحبہ، و لیڈی صاحبان، و جنٹلمین!

جو عزت کہ "نواب بیگم صاحبہ" نے مجھے بخشی ہے، اوس کا میرے دل پر نہایت زیادہ اثر ہوا ہے، کیونکہ میری نظر مین اس عزت کی اس وجہ سے اور بھی زیادہ وقعت ہے کہ مین یقین کرتا ہون کہ مین ہی پہلا ویسراے ہون، جسکو "بھوپال" مین "نواب بیگم صاحبہ" کے مہمان ہونے کی برتری حاصل ہوئی۔

"نواب بیگم صاحبہ" کے اس عنایت کی اسلیے مین اور بھی زیادہ قدر کرتا ہون کہ "بیگم صاحبہ" ممدوحہ ہنوز ایک سخت خانگی غم مین مبتلا ہین، اور عالم تنہائی سے باہر آنے مین "بیگم صاحبہ" موصوفہ کو ایک گونہ زور دینا پڑا ہوگا۔

مجھہ کو یقین کامل تھا کہ مثل اور موقعون کے اس موقع پر بھی "نواب بیگم صاحبہ" جناب "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دامت سلطنتہا" کی تعظیم کے قول اور فعل کے اظہار کرنے مین جس کو کہ "بیگم صاحبہ" ممدوحہ نے ایسے فصیح اور پر جوش الفاظ مین ظاہر فرمایا ہے، اپنی ذاتی، اور خانگی رنج و غم کے مانع نہ ہونے دیوینگی، جس طور سے آج کی شب "نواب بیگم صاحبہ" نے جناب "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کا ذکر فرمایا ہے، اوسکی اطلاع مین جناب ممدوحہ کی خدمت مین ضرور بالضرور کرونگا۔

اپنے بارہ مین مجھے اس بات سے نہایت زیادہ خوشی حاصل ہوئی کہ خود "نواب بیگم صاحبہ" کی
زبان مبارک سے مینے سنا کہ "بیگم صاحبہ" ممدوحہ کے خیال مین جو مختلف معاملات متعلق ریاست بھوپال
میری سامنے پیش ہوے، اون مین "بیگم صاحبہ" ممدوحہ کا لحاظ جیسا چاہیے تھا رکھا گیا اور مین
اس بات کا "بیگم صاحبہ" موصوفہ سے اقرار کرسکتا ہون کہ جس طور سے "بیگم صاحبہ" ممدوحہ مجھسے
اس دلچسپ موقع پر پیش آئی ہین، اوسکی وجہ سے "نواب بیگم صاحبہ" کی جو دوستانہ وقعت
مجھپر ہے اوسکا اگر زیادہ ہونا ممکن ہے تو ہوگی۔

روسا بھوپال ہمیشہ سے وفاداری، لیاقت انتظامیہ، وسخاوت، وخیرات، مین مشہور
رہے ہین، "نواب سکندر بیگم صاحبہ" مرحومہ والدہ "نواب بیگم صاحبہ" حال کی جو خدمت
سرکار انگلشیہ کی ایام غدر مین کی، جبکہ اوس خدمت کی ازبس ضرورت تھی وہ نہ فراموش
ہوئی ہے، اور نہ ہوسکتی ہے، اور جس خاندان سے ایسی ایسی خدمات ظہور مین آئین،
اوسکی "بیگم صاحبہ" ممدوحہ ایک لایق جانشین ہین۔

"بیگم صاحبہ" موصوفہ کی کارگزاری، وانتظام ریاست سے اونکا ایک عقلمند اور دانا رئیس
ہونا ظاہر ہے، "بیگم صاحبہ" موصوفہ نے بہت سے نہایت عمدہ، اور مفید کامون مین اپنی
فیاضانہ امداد سے اپنی ریاست کی بہبودی کو بہت بڑھایا ہے، اور اس حصہ
ہندوستان کے ریلوے کی ترقی مین بیگم صاحبہ نے فیاضی کے ساتھہ مدد دی ہے
اور نیز سڑکین بنوائین، اور ہسپتال تعمیر کرائے، اور باشندگان "بھوپال" کیلیے
اچھے پانی بہم پہونچانے کا ایک نہایت عمدہ بندوبست کردیا ہے، اور آج بھی
"نواب بیگم صاحبہ" نے اپنی خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ کچھہ عرصہ ہوا اوس وقت
جو "بیگم صاحبہ" ممدوحہ نے امداد وحفاظت سرکار "قیصرہ ہند" کی غرض سے اپنی جنگی

فوج کا ایک حصہ سرکار انگریزی کے سپرد کرنے کے بارہ مین تحریک کی تھی، اوس کی اگر گورنمنٹ عالیہ ہند پسند فرماوے تو اب کارروائی ہوسکتی ہے۔

مین چاہتا ہون کہ حاضرین جلسہ میرے ساتھ "نواب بیگم صاحبہ" کا "جام صحت" نوش کرنے، اور اس امید کے اظہار کرنے مین شریک ہون، کہ جو کچھ کہ رنج و تکلیف نواب بیگم صاحبہ ممدوحہ کو پہنچ چکی ہے، وہ کچھ عرصہ مین رفع ہو کر بے یاد ہوجاوے اور مدت دراز تک "بیگم صاحبہ" موصوفہ کی سلطنت قائم رہے جس سے رعایاے بھوپال کو نہایت فائدہ پہنچا ہے، اور جو گورنمنٹ عالیہ ہند کی امداد و تحسین کی مستحق ہے۔

کھانے کے بعد مہمانون نے آتشبازی کی سیر دیکھی، جو احاطہ "لال کوٹھی" مین نصب تھی۔

دوسرے دن شب کو تمام لیڈی صاحبات، اور یوروپین صاحبان "تاج محل" پر تشریف لائے، اور روشنی کا تماشا دیکھا ہونیا تالاب مین بلوری لالٹینین، کنول کے پھول، اور کشتیان چھوڑی گئی تھین جس مین ایسے انداز سے روشنی تھی کہ اوسکا عکس باہر اور پانی کے اندر پڑتا تھا جس سے عجیب کیفیت پیدا ہوگئی تھی، اور اندر و باہر روشنی کا ایسا منظر تھا کہ تمام تالاب بقعۂ نور معلوم ہوتا تھا اور کھلا ہوا گلزار آتشین نظر آرہا تھا "عالی منزل" کا اندرونی حصہ گویا روشنی کی گلکاری سے آراستہ تھا قدرتی پھولون کے ساتھ انسانی صنعت کی روشنی کے پھولون نے ایک نئی بہار پیدا کردی تھی۔

"محل دلکشا" کی چھت پر جو لب تالاب واقع ہے، مہمانون کے لیے گنگا جمنی نقرئی، اور بلوری کرسیان بچھائی گئی تھین۔

مارشنس لینسڈون نے اس روشنی کے متعلق اخلاقاً یہ ریمارک کیا:۔

"ہم نے ایسی عمدہ روشنی ہندوستان مین کہین نہین دیکھی جیسی نواب بیگم صاحبہ نے ہمارے لیے "بہار افزا" مین کی۔"

۲۲ ر نومبر کو ہزاکسلنسی نے "سانچی کا ناکھیڑہ" کی تاریخی عمارت "پرنس آف ویلز ہسپتال" "زنانہ ہسپتال"[1] "قلعہ فتحگڈہ" اور "بالا قلعہ" کو ملاحظہ فرمایا، اس تاریخ کو سرکار خلد مکان نے ہزاکسلنسی ویسراے سے ملاقات رخصتی کی، اور مارشنس لینسڈون سرکار خلد مکان سے الوداعی ملاقات کے لیے مع صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کی لیڈی صاحبہ کے "چمن بہار افزا" مین تشریف لائین، مین نے بھی اوس دن "لال کوٹھی" پر ہزاکسلنسی لارڈ لینسڈون سے ملاقات کی۔

میرے ہمراہ "نواب احتشام الملک بہادر" اور نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر اور کرنل محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر تھے، صاحبزادی آصف جہان بیگم صاحبہ کی طبیعت اوس روز ناساز تھی، اس وجہ سے وہ میرے ہمراہ نہ جاسکین۔

مین نے برقع سے ملاقات کی، اور چند منٹ تک گفتگو ہوتی رہی، ہزاکسلنسی روشنی، اور آرائش، اور دعوت وغیرہ کا ذکر فرماتے رہے، تھوڑی دیر کے بعد اپنے ایک اے ڈی کانگ کو حکم دیا کہ "لیڈی لینسڈون صاحبہ کو میری ملاقات کیلیے لائین" جنابہ لیڈی صاحبہ تشریف لائین، ہم سبھون نے اوٹھکر تعظیم ادا کی، وہ میرے پاس کی کرسی پر تشریف فرما ہوئین، دیر تک شوقیہ گفتگو رہی، بھوپال کی آب و ہوا اور روشنی وغیرہ کا بھی تذکرہ فرمایا، ہزاکسلنسی نے ہم سبھون کو عطر و پان دیا، شب کو خاصہ تناول فرمانے کے بعد، ہزاکسلنسی ویسراے مع اپنے ہمراہیون کے اسپشل ٹرین پر اندور کو تشریف لیگئے، ہزاکسلنسی کی روانگی پرائیوٹ تھی، اسلیے مشایعت باضابطہ نہین کی گئی۔

اس تشریف آوری کے موقع پر ریاست کو یہ خاص اعزاز مرحمت ہوا کہ ۱۰ اتھان اشرفی کی نذر جو منجانب حکمران بھوپال پیش کی جاتی تھی، ہمیشہ کے لیے معاف کی گئی، اور اوس کا باقاعدہ اعلان کیا گیا۔

---

[1] اس ہسپتال مین دایہ گری کی بھی تعلیم ہوتی ہے، اور یہ ہسپتال "لیڈی لینسڈون" کے نام سے موسوم ہے۔

ہز اکسیلنسی ویسرائے جو لطف اس اہتمام خیر مقدم اور دعوت، و مہمان نوازی کا اپنے دل پر لے گئے وہ اونکی اوس اسپیچ سے ظاہر ہوتا ہے جو اونھون نے "ٹون ہال" کلکتہ مین یکم دسمبر ۱۸۹۱ء کو اپنے دورہ کے بعد دی تھی، جس کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

اقتباس اسپیچ[1] ہز اکسیلنسی لارڈ لینسڈون

"مین چاہتا ہون کہ کچھ حال اپنے سفر کا بھی اس ضمن مین بیان کرون، کم سے کم چار رئیسون سے اس اثنا مین میری ملاقات ہوئی، اور یہ راستی کے خلاف ہوگا اگر مین اوس گرمجوشی کی تصدیق نہ کرون کہ جس کے ساتھ اونھون نے میرا استقبال کیا، اور اوس وفاشعاری اور اطاعت کی گواہی نہ دون، جو اون مین موجود ہے۔

"بھوپال" مین ہر ہائینس "بیگم صاحبہ" سے ملنے کی خوشی حاصل ہوئی اونھون نے اپنے جوہر ذاتی ذہانت و فراست، اور دانائی، و لیاقت سے مجھے بہت ہی متعجب کیا، کل مضامین و روایات متعلقہ ریاست و فاداری، و اطاعت کی دلیل ہین، اور خود سلطنت انگلشیہ کی معین راسخ و خیرخواہ واثق ہین، اور باوجود خانگی رنج و ملال کے جسکا گران بار اثر اونکے دل پر ابھی تک موجود ہے اونھون نے جس خلق و اخلاص سے میرا استقبال کیا اوسکو مین مشکل سے بھول سکتا ہون"

سرکار خلد مکان نے اون تمام اعلیٰ، و ادنیٰ ملازمان ریاست و ڈیوڑہی خاص کو جنھون نے اس موقع پر نمایان خدمات کی تھین، اور جو شب و روز اپنے بجا آوری فرائض مین مصروف تھے معقول انعام عطا فرمایا۔

[1] ماخوذ از اخبار اسٹیٹسمین کلکتہ یکم دسمبر ۱۸۹۱ء

ہز اکسیلنسی کا اسٹیشن بھوپال سے اثنائے سفر میں گذر کرنا

سنہ ۱۸۹۲ء میں جبکہ ہز اکسیلنسی کے سفر کا پروگرام شایع ہوا اوس سے سرکار خلد مکان کو معلوم ہوا کہ "ہز اکسیلنسی ۲۸ اکتوبر کو اسٹیشن بھوپال سے گذرینگے" سرکار خلد مکان نے فوراً ہز اکسیلنسی سے خواہش کی کہ وہ اور مارشنس لینسڈون اسٹیشن بھوپال پر اونکی دعوت قبول فرمائین" ہز اکسیلنسی نے نہایت مہربانی و شکرگذاری سے دعوت منظور فرمائی۔

سرکار خلد مکان نے اعلیٰ پیمانہ پر اسٹیشن کے سرکل مین دعوت کا انتظام کیا، اور خیمہ وغیرہ نصب کیے گئے۔

۲۸ اکتوبر کو ۸ بجے شب کے وقت ہز اکسیلنسی کا اسپشل ٹرین آیا، ہز اکسیلنسی نے مع اپنی بیگم صاحبہ خاصہ تناول فرمایا، سرکار خلد مکان دوسرے خیمہ مین موجود تھین، جب ہز اکسیلنسی خاصہ تناول فرما چکے، تو سرکار خلد مکان نے ایک مختصر تقریر مین جناب ممدوح کے "جام صحت" نوش کرنے کی تحریک کی جس کے جواب مین ہز اکسیلنسی نے تقریر فرمائی، جو ذیل مین درج ہے :-

اسپیچ

لیڈی صاحبات، و جنٹلمین!

"نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ نے جن شفقت آمیز الفاظ مین لیڈی لینسڈون صاحبہ کے و میرے "جام صحت" نوش کرنے کی تحریک کی، اوسکا پورے طور سے مین شکریہ ادا نہین کرسکتا ہون، اس مرتبہ پھر "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کے مہمان ہونے مین ہم کو ازحد خوشی حاصل ہوئی، بارہ مہینے گذرے اوسوقت جو مہانداری و مدارات

ہماری ریاست بھوپال مین ہوئی تھی، اوسکو ہم بھول نہین گئے، اور مجھہ کو یقین ہے کہ جو صاحبان اوسوقت ہمارے ہمراہ تھے، وہ بھی نہین بھولے ہونگے۔ جب سے مین ہندوستان مین ہون کسی واقعہ نے میرے دلپر اس سے زیادہ نقش نہین کیا، جیسا کہ اوس موقع پر ہوا جبکہ بہنگام دعوت شاہی "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ نے پرجوش اور چیدہ الفاظ مین گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کی طرف اپنی جان نثاری اور جناب "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" دامت سلطنتہا کی طرف اپنی وفاداری کا اظہار کیا، اوسوقت جو وعدہ مینے کیا تھا اوسکے بموجب "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کی تقریر کا پورا انشاء مین نے جناب "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کی خدمت مین پیش کیا، اور اب مین بخوشی تمام اس امر کا اظہار کرسکتا ہون کہ جو خیالات "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ نے اوسوقت ظاہر کیے تھے، اون کے سننے سے جناب ممدوحہ بہت خوش ہوئین۔
اس موقع پر جیسی مہربانی اور عنایات کے ساتھہ "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ ہم سے پیش آئین اوسکا خاصکر مین ممنون و شکر گذار ہون، کیونکہ گو جلدی کی حالت مین اتفاقیہ ریاست بھوپال مین ہوکر ہمارا گذر ہوا، اور ہم زیادہ قیام یہان نہین کرسکتے تھے تاہم جو ہین "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی کہ "آج شب کو ہم یہان ہوکر گذرینگے" فوراً ہی "نواب بیگم صاحبہ" ممدوحہ نے اس بابت اپنی خواہش ظاہر فرمائی کہ چند ہی منٹ کے لیے ہم یہان ٹھہر جائین، اور "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کی مہمانداری کا دوبارہ لطف اوٹھائین۔

"نواب بیگم صاحبہ" نے اب پھر سرِعام اپنی وفاداری کا اظہار فرمایا ہے، اور مین بخوشی تمام "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کو اس امر کا یقین دلاتا ہون (حالانکہ اس

یقین کے دلانے کی کوئی ضرورت نہین) کہ "ہندوستان" کے رئیسون مین ایسا کوئی
نہین ہے جسکی وفاداری پر گورنمنٹ عالیہ ہند کو بہ نسبت وفاداری "نواب بیگم صاحبہ"
مکرمہ کے زیادہ تر اعتماد کلی ہو، اور جب کبھی "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کے خیال مین
گورنمنٹ عالیہ ہند کی امداد "نواب بیگم صاحبہ" کے لیے مفید ہو سکے، تب اوس امداد
و تقویت کے پہونچانے مین مجھ کو ہمیشہ خوشی ہوگی -

اب مین حاضرین جلسہ سے استدعا کرتا ہون کہ "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کی "جام صحت"
نوش کرنے مین میرے شریک ہون، اور نیز اس خواہش مین کہ "نواب بیگم صاحبہ"
ممدوحہ کی عمر دراز ہو، اور ریاست کی بہبودی ہو فقط -
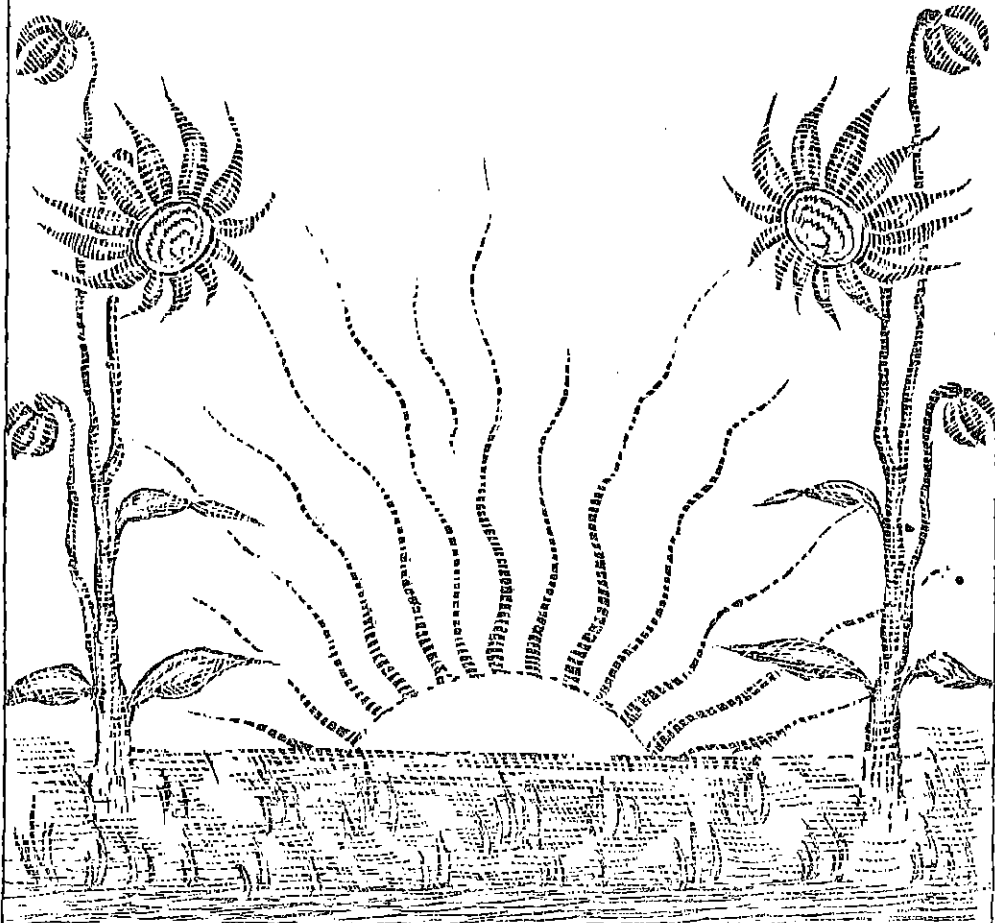
لیڈی لینسڈون ہسپتال بھوپال

سرکار خلد مکان کو جو رنج نواب صدیق حسن صاحب کے معاملات مین پہونچا اوس کی تلافی مارکوئیس لارڈ لینسڈون ویسرائے و گورنر جنرل ہند نے جہان تک کہ گورنمنٹ آف انڈیا کی پالیسی نے اجازت دی نہایت عمدہ طریقہ پر کی۔

اونھون نے نواب صدیق حسن خان صاحب کے انتقال کے بعد سرکار خلد مکان کی درخواست نواب صدیق حسن خان صاحب کو "نواب صاحب مرحوم شوہر رئیسہ" لکہنے کی اجازت مرحمت فرمائی خود بھوپال تشریف لاکر ریاست بھوپال کو اول مرتبہ علیا حضرت "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کے نائب السلطنت کی میزبانی کا شرف بخشا، اور ہمیشہ کے لیے نذر معاف فرماکر عزت افزائی کی۔

ان تمام مراعات نے سرکار خلد مکان کے دل مین جوش احسانمندی کو اور بڑھا دیا اور اونھون نے لیڈی لینسڈون کی ایک مستقل اور مفید عام یادگار بھوپال مین قائم کرنی چاہی۔

بھوپال مین زنانہ ہسپتال کی توسیع کرکے دائیگری کی تعلیم جاری کی اور اوسکے لیے ایک مخصوص عمارت تعمیر کرنے کے لیے حکم صادر فرمایا، اور اس ہسپتال کو لیڈی لینسڈون کے نام سے منسوب کیا۔ ہسپتال کا نقشہ تیار ہوا، اور بیرون "دروازہ بدھوارہ" ایک عمدہ قطعہ زمین "پل پختہ" کے قریب "اسٹیشن" کے راستہ پر عمارت کے لیے تجویز ہوا، تھوڑے ہی عرصہ مین خوشنما اور وسیع عمارت تیار ہوگئی۔

۲۶ مئی سنہ ۱۸۹۲ء کو جو "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کی تاریخ سالگرہ تھی، اس ہسپتال کا افتتاح کیا گیا، میجر ایم۔ جی۔ میڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ اور دیگر معزز یورپین مدعو تھے، "نواب

محمد منور علی خان" صاحب مرحوم والیِ کوروائی و دیگر ہندوستانی شرفاء عہدہ دار اور وکلاء ریاست ہائے غیر متعینہ اجنٹی سیہور بھی شریک جلسہ تھے، سرکار خلد مکان مع وزیر ریاست و اخوان و ارکین و جاگیرداران تشریف فرما تھین۔

جب سب مہمان جمع ہو گئے تو میجر ایم، جی، میڈ صاحب بہادر نے ہز اکسلنسی کا خریطہ مورخہ ۱۵ ارمئی ۱۸۹۲ء عیسوی موسومہ سرکار خلد مکان جو بعینہ حالات قائمی رجمنٹ اعانت شاہی مین درج کر دیا گیا ہے سنایا، خریطہ سنائے جانے کے بعد سرکار خلد مکان نے میجر صاحب ممدوح اور حاضرین جلسہ کو مخاطب کر کے ایک اسپیچ دی، جسمین اونہون نے اغراض و مقاصد ہسپتال کو بیان کر کے فرمایا کہ "ہسپتال نہایت خوش قسمت ہے کہ جسکے افتتاح کو ایسا دن نصیب ہوا" جو ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام سلطنتہا کی سالگرہ کا دن ہے، اور امید کیجاتی ہے کہ اس ہسپتال سے باشندگانِ ملک کو بہت فائدہ پہونچے گا"

یہ ہسپتال لیڈی لینسڈون کے نام سے کہولا جاتا ہے، اور اس کا نام لیڈی لینسڈون ہسپتال" رکہا گیا، ابھی تک اس ہسپتال کے متعلق جو ابتدائی کام تھا، اوس کو لیڈی ڈاکٹر مس ہیبل نے بہت عمدگی کے ساتھ انجام دیا ہے، اور امید کیجاتی ہے کہ اب اس جدید ہسپتال کے جاری ہونے سے ملک کو بہت بڑا فائدہ پہونچے گا، اور جو عورتین یہان سے تعلیم پا کر نکلین گی وہ ملک کے لیے بہت مفید ہونگی، اور مین چاہتی ہون کہ میجر ایم، جی، میڈ صاحب بہادر اپنے دست مبارک سے اس ہسپتال کا افتتاح کرین۔

میجر ایم، جی، میڈ صاحب بہادر نے ہسپتال کا افتتاح فرمایا، اور ایک مختصر تقریر ہسپتال کے حالات و عمارت و وسعت وغیرہ کے متعلق فرمائی، ازان بعد حسب معمول ہار و عطر و پان تقسیم ہو کر جلسہ ختم ہوا۔

چونکہ یہ تاریخ "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کے سالگرہ کی تھی، لہذا آٹھ بجے "لال کوٹھی" پر دربار جشن سالگرہ بھی منعقد ہوا جسمین تمام معززین شریک ہوے، سلامی کی توپین سر ہوئین، شام کے وقت پریڈ گراونڈ پر رجمٹ اعانت [illegible] نے قواعد کی اور فوجی کرتب دکھلائے، شب کو ریاست کی جانب سے دعوت کی گئی، اور چراغان ہوا، انواع و اقسام کی آتش بازی چھوڑی گئی، خود "سرکار خلد مکان" مطابق دستور "لال کوٹھی" پر تشریف لے گیئن، بعد اختتام دعوت سرکار خلد مکان نے "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کا "جام صحت" نوش کیے جانے کی تحریک کی۔
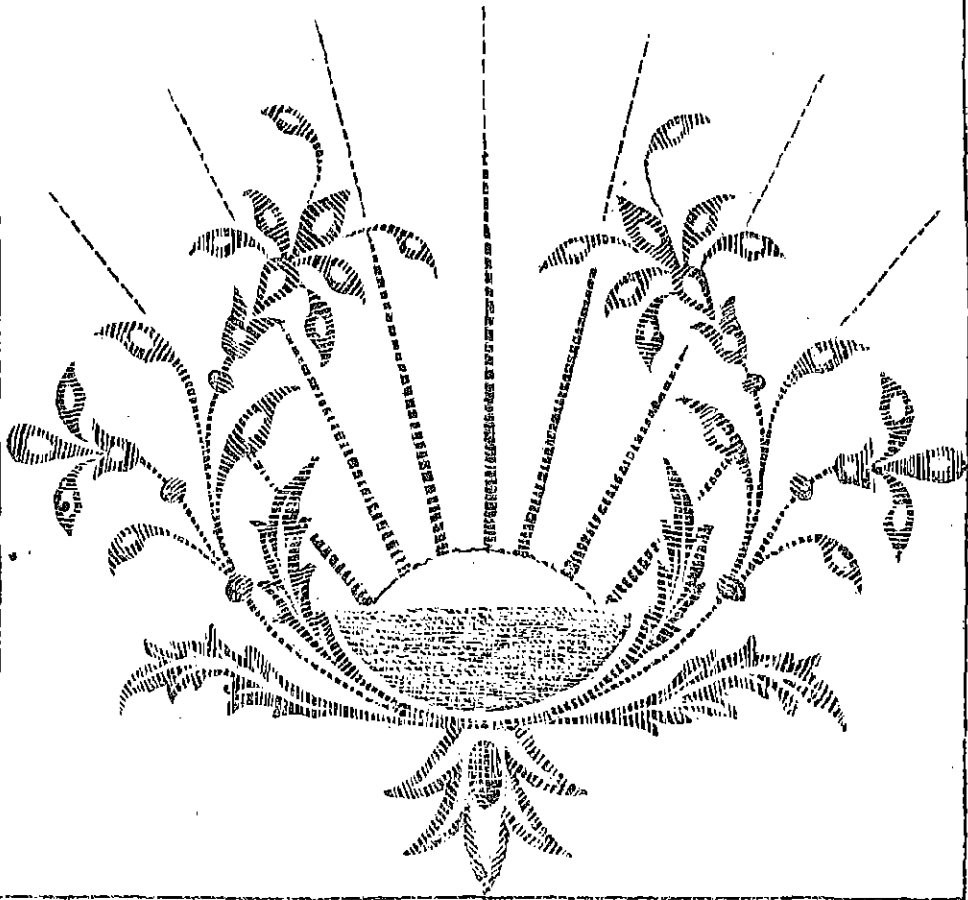
اجرائے کارخانہ پتلی گھر

سرکار خلد مکان کو سنہ ۱۳۰۱ھ سنہ ۱۸۸۳ع مین خیال پیدا ہوا کہ اگر ریاست مین دخانی کارخانے اور ملین" قائم ہون تو عامہ خلائق کو عموماً، اور مزدوری پیشہ اشخاص کو خصوصاً فائدہ پہونچنے کے علاوہ ریاست کے لیے بھی مفید ہون، اونہون نے اس خیال کی بنا پر سات لاکھ روپیہ کے تخمینہ سے ایک کارخانہ کی بنیاد ڈالی جو شروع سنہ ۱۳۰۱ھ مین تیار و مکمل ہوگیا، اور ۱۲ محرم کو اوس کا افتتاح کیا گیا۔

صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر اور معززین ریاست جلسہ افتتاحی مین شریک تھے، یہ کارخانہ شاہجہان آباد کے جانب مشرق واقع ہے، اور اوسکے متعلق ایک وسیع قطعۂ زمین اور ایک کوٹھی بھی ہے۔

منتظمین و کارکنان کارخانہ نے اس کارخانہ کی تعمیر و تکمیل مین بہت فائدہ اوٹھایا، عمارت کی حیثیت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دو لاکھ کی ہوگی، اور انجن وغیرہ [illegible] صــــــہ کا ہوگا، اس کارخانہ کے لیے جو کرسیان، اور میزین، اور سامان آرائش منگوایا گیا وہ ایک دفتر کی ضرورتون کے لیے نہ تھا۔ بلکہ کسی عالیشان کلب کی سجاوٹ اور نمائش کے واسطے تھا، اور پھر یہ سامان کبھی استعمال مین بھی نہین لایا گیا۔ نہ اوس کا پتہ ریاست کے کارخانون یا فراش خانون مین ہے، اور نہ یہ معلوم کہ وہ کس جگہ گیا۔

اس کارخانہ مین (۲۰۰) آدمی تک کام کرتے ہین۔ اور دسمبر سے مئی تک کام نہایت سرگرمی سے ہوتا ہے، دہات سے بیوپاریون کی روئی آتی ہے، اسکا بنولہ علحدہ کر کے گٹھے

باندھے جاتے ہین ، جو بمبئی وغیرہ مین جاکر فروخت ہوتے ہین ، گھاس کی گٹھڑیان بھی بندھتی ہین،
اور شہر کے اخراجات کے لیے آٹا بھی پیسا جاتا ہے، اور اوسکے انجن مین چالیس گھوڑون کی طاقت ہے۔
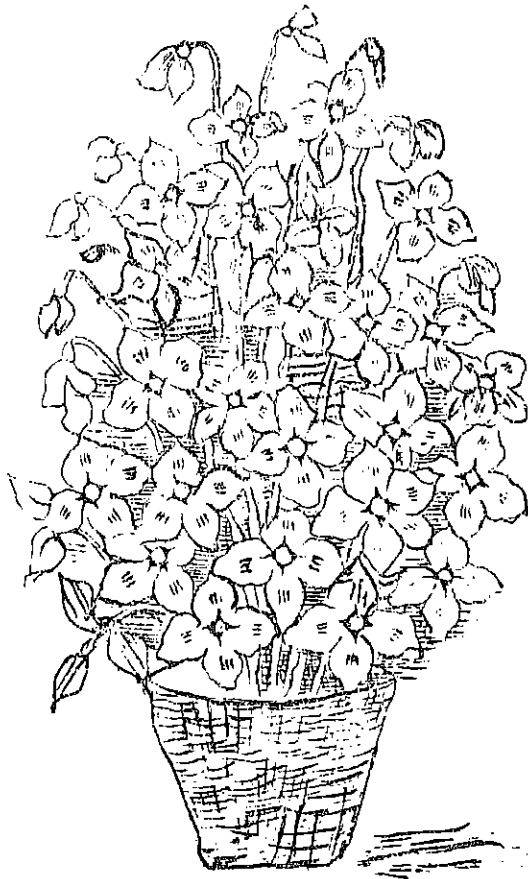
۱۸۹۳ء ۱۳۱۱ھ مین سرکار خلد مکان نے شملہ جاکر ہز اکسلنسی لارڈ لینسڈون بہادر "ویسرائے و گورنر جنرل ہند" سے ملنے کا ارادہ کیا، اور منشی امتیاز علی خان صاحب وزیر ریاست کو حکم دیا کہ "صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کو اس ارادہ سے اطلاع دین، اور اون سے خواہش کرین کہ وہ بھی ہمراہ ہون، اور ضروری امور متعلقہ سفر کی تکمیل کی جائے"

وزیر ریاست نے بہ تعمیل حکم صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کی خدمت مین مراسلہ بھیجا، جس کا جواب صاحب ممدوح نے یہ دیا کہ ایسے موقع پر معمول ہے کہ سرکار عالیہ گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین اطلاع دیتی ہین چنانچہ خریطہ حسب ضابطہ بذریعہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بخدمت ہز اکسلنسی ارسال کیا گیا۔

۵ ستمبر ۱۸۹۳ء مطابق ۲۳ صفر ۱۳۱۱ھ کو ہز اکسلنسی ممدوح نے بذریعہ ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا اطلاع کی کہ "مجھے اور لیڈی لینسڈون صاحبہ کو قبل چھوڑنے ہندوستان کے دوبارہ آپ کی ملاقات سے بیحد خوشی ہوگی اور اسمین مجھے آسانی ہوگی کہ اگر آپ ۲۳ ستمبر یا اوسکے قریب تشریف لائین، کیونکہ غالباً تھوڑے دنون کے لیے ۲۹ ستمبر کو مین شملہ چھوڑ دون گا"

اس جواب کے ملنے پر ۱۰ ربیع الاول = ۲۱ ستمبر کو روانگی شملہ قرار پائی، صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کو اطلاع دی گئی، اور ضروری انتظامات کیے گئے۔

تاریخ معینہ پر سرکار خلد مکان مع میان عالمگیر محمد خان، میان قدر محمد خان، میان نور الحسن خان، میان عبد الحی خان، میان عاقل محمد خان، میان نظیر محمد خان، منشی امتیاز علی خان صاحب وزیر ریاست

منشی حکیم الدین میر منشی، اور حکیم معزالدین افسرالاطبا کے بسواری اسپشل ٹرین روانہ ہوئین (۱۰۱) مردمان شاگرد پیشہ وغیرہ بھی ہمرکاب تھے۔

۱۳ ربیع الاول = ۲۴ ستمبر "کو کالکا" اور ۱۴ ربیع الاول = ۲۵ ستمبر کو "شملہ" مین داخل ہوئین، شملہ سے پانچ میل اسطرف تک صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر، اور تین میل تک ہز ایکسلنسی کے صاحب انڈر سیکرٹری، اور دو صاحبان ایڈیکانگ نے استقبال کیا، گارڈ آف آنر بھی موجود تھا "شملہ" مین داخل ہونے پر حسب ضابطہ شلک سلامی سر ہوئی۔

بار د صاحب والی کوٹھی مین سرکار خلد مکان نے اور دیگر کوٹھیون مین ہمراہیون نے قیام کیا، اوس دن ہز ایکسلنسی کے دو صاحبان ایڈی کانگ سرکار خلد مکان کی مزاج پرسی کو آئے، اور دو بجکر ۲۵ منٹ پر ہز ایکسلنسی سے ملاقات کا وقت مقرر رہوا، حسب قاعدہ ملاقات کا پروگرام مرتب کر لیا گیا

۲ بجکر ۳۰ منٹ پر سرکار خلد مکان مع صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر، و وزیر ریاست، ومیان عالمگیر محمد خان، ومیان نظیر محمد خان، ومیان عبدالحی خان، ومیان عاقل محمد خان، ومنشی احمد حسن کیل ریاست ملاقات کو تشریف لے گئین، اس ملاقات مین سرکار خلد مکان کی نذر تو معاف تھی دیگر ہمراہیون نے جو ہمراہ تھے نذرین پیش کین۔

استقبال ومشایعت حسب ضابطہ ہوئی، اور ہز ایکسلنسی نے نہایت اخلاق کے ساتھ ملاقات کی۔

۲۷ ستمبر روز چہارشنبہ کو ۵ بجے ہز ایکسلنسی نے ملاقات بازدید فرمائی، وزیر ریاست، ومیان عالمگیر محمد خان، ومیان نظیر محمد خان، ومیان عاقل محمد خان وائسرا ئگل لاج تک استقبال کے لیے گئے، اور وہان تک ہی مشایعت کی، کوٹھی قیام گاہ پر گارڈ آف آنر سلامی کیلیے ایستادہ تھا۔

زمانہ قیام "شملہ" مین عالی جناب لیڈی لینسڈون صاحبہ سے نہایت گرمجوشی اور اخلاق ومحبت کے ساتھہ ملاقاتین ہوئین، سرکار خلد مکان نے نہایت تکلف کے ساتھہ دعوت بھی کی جسکو لیڈی صاحبہ ممدوحہ نے بڑی مسرت سے منظور کیا۔

ہزاکسلنسی "کمانڈر انچیف" بہادر، و ہزآنر "لفٹننٹ گورنر" بہادر پنجاب سے سرکار خلد مکان کی ملاقات ہوئی، شملہ کے قابل دید مقامات، اور گھوڑدوڑ کی بھی سیر فرمائی۔

واپسی پر لاہور، دہلی، آگرہ مین قیام فرماتی ہوئین یکم جمادی الاول ۱۳۱۱ ہجری کو داخل بھوپال ہوئین۔
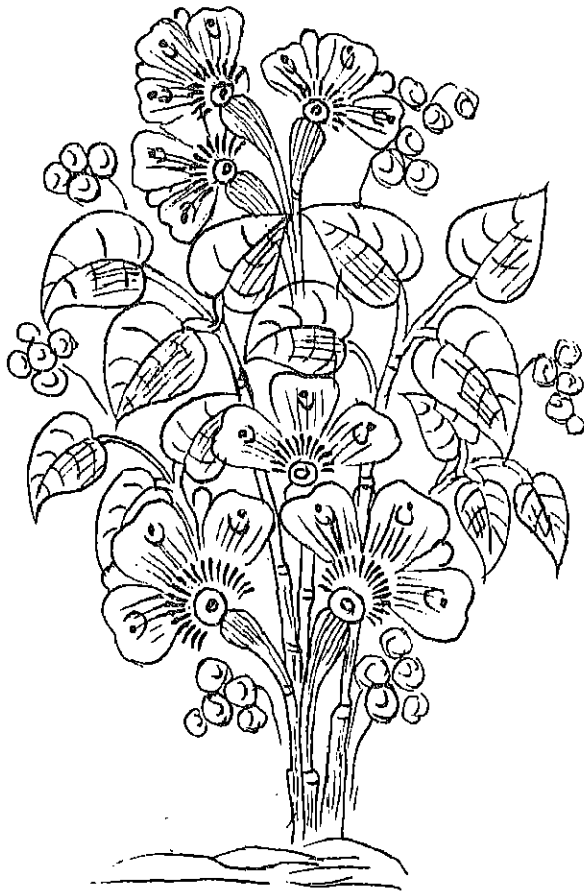
صاحبزادی آصف جہان بیگم صاحبہ
کا
انتقال

صاحبزادی آصف جہان بیگم صاحبہ جب بارہ سال کی عمر کو پہونچین تو اون کو بھی مرض "آرتھرائٹس"
(وجع مفاصل) ہو گیا، ابتداءً حکیم نور الحسن جو قبل ازین میری ڈیوڑھی کے ملازم تھے اور اب افسر الاطبا
ریاست ہین، معالج تھے، درد اور بخار کو آرام ہوا، مسہل دیا گیا، اور بعد مسہل "تبرید" دی گئی، تبرید
کے بعد ہی پسلی مین درد ہوا، جس سے سخت تکلیف ہوئی، ڈاکٹری علاج کیطرف خیال رجوع کیا گیا۔

ڈاکٹر جوشی ریاست کے اسسٹنٹ سرجن موجود تھے، اونہون نے تشخیص کیا کہ وجع مفاصل کا
مادہ دل پر گرا ہے، جس سے دل مین "مرمر" کی آواز پیدا ہو گئی ہے، ان دونون کا علاج ایک
ہفتہ تک کیا گیا، افاقہ نہوا، حکیم عبد المجید خان صاحب کو ایکہزار روپیہ روزانہ فیس پر "دہلی" سے طلب کیا،
ایک ہفتہ تک وہ علاج کرتے رہے، چونکہ اون کے والد کا چہلم تھا، وہ چلے گئے، اور پھر اس
سبب سے کہ اون کے علاج سے بھی کچھ فائدہ نہین ہوا تھا، اون کو نہین بلایا، پھر ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب
کی شہرت سنی گئی، اون کو لکھنؤ سے پانسو روپیہ روزانہ فیس پر بلوایا، اونہون نے مریضہ کو دیکھکر
وہی مرض تشخیص کیا جو پہلے تشخیص ہو چکا تھا، اور علاج شروع کر دیا، تھوڑے عرصہ مین درد کو افاقہ ہو گیا
دو ماہ سے متواتر یہ حالت رہتی تھی کہ دن رات مین دو مرتبہ پندرہ پندرہ منٹ کو درد کا دورہ ہوتا تھا
جس سے سخت کرب و تکلیف ہوتی تھی، کمزوری بڑہتی جاتی تھی، نہ صرف مریضہ کی یہ حالت تھی بلکہ
ہم بھی اوس سے زیادہ بیچین ہو جاتے تھے، یہ دن فی الواقع بڑی مصیبت کے تھے، مریضہ کو تو
تمام روز و شب مین صرف آدھا گھنٹہ یہ تکلیف اوٹھانی پڑتی تھی، لیکن مجھکو اور "نواب احتشام الملک بہادر" کو

کوئی گھنٹہ ایسا نہین گذرتا تھا جس نے آصف جہان بیگم صاحبہ کی تکلیف کے درد سے دلون کو سکون ہو۔

دو مہینہ ڈاکٹر عبدالرحیم معالج رہے، اور درد بالکل جاتا رہا، ہم لوگون کو بھی کسیقدر اطمینان ہوگیا ڈاکٹر صاحب نے صحت کی طرف سے تو اطمینان دلایا، لیکن یہ کہدیا کہ "مرمر" کی آواز کبھی نہین جائیگی، البتہ حفاظت جان کے لیے ضرور ہے کہ صاحبزادی صاحبہ کی شادی نہ کیجائے۔

ہم کو تو اون کی زندگی اور صحت مقصود تھی، مصمم ارادہ کرلیا کہ انکی شادی نہ کیجائے گی، ڈاکٹر صاحب لکھنو واپس گئے، اونکو علاوہ فیس روزانہ کے ۲۰۰۰ روپیہ انعام بھی دیا گیا۔

مس میکنزی جو ایک شریف یوروپین خاتون تھین، ڈاکٹر عبدالرحیم کے اصول پر صحت کی نگرانی کرتی تھین، اور ڈاکٹر جوشی سے بھی مدد ملی، یہ وہ زمانہ تھا جبکہ سرکار خلدمکان ہمسے ناراض تھین اور وزارت با اختیار تھی، ہم لوگون کو براہ راست عرائض بھیجنے کی ممانعت ہوگئی تھی، اس لیے جو کچھ لکھا جاتا، وہ بتوسط وزارت لکھا جاتا، مین نے اجازت لے لی تھی کہ جبتک آصف جہان بیگم صاحبہ بیمار ہین لیڈی ڈاکٹر، اور ڈاکٹر جوشی کو عام اجازت علاج کی رہے، اسلیے یہ ڈاکٹری امداد بہ آسانی مل سکتی تھی، ورنہ قبل اسکے جو دقتین پیش آئی تھین وہ ناظرین نواجہ نصراللہ خان صاحب بہادر کی بیماری کے واقعات سے دیکھ چکے ہین۔

لیڈی ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ "صاحبزادی آصف جہان بیگم صاحبہ کو تبدیل آب و ہوا کیلیے ایسی جگہ لیجایا جاے جہان کھلی جگہ، اور صاف ہوا ہو، اور قدرتی نظارے موجود ہون" مین نے ایسا مقام "سمردہ" (جو نواب احتشام الملک بہادر کی شکارگاہ تھی، اور ایک پرفضا جگہ ہے) تجویز کیا سرکار خلدمکان سے جانیکی اجازت چاہی، اونھون نے اجازت مرحمت فرمائی، مین مریضہ کو لیکر وہان گئی، لیڈی ڈاکٹر میرے ہمراہ نہ جاسکین، لیکن اونھون نے بذریعہ تحریر اپنے مشورہ سے فائدہ پہنچایا، اور شہر سے عمدہ دوائین تجویز کرتی رہین، تبدیل آب و ہوا اور مس میکنزی کی

مجوزہ ادویہ سے مریضہ کو بہت فائدہ پہنچا، اون کا ضعف جاتا رہا، اور طاقت عود کر آئی، لیکن چونکہ معالج کو اس حالت پر پورا اطمینان نہین تھا، اور نہ کوئی مشیر طبی پاس تھا، اسلیے مس میکنزی نے مجھے تحریر کیا کہ "اگر صاحبزادی صاحبہ کو ساحل سمندر کی ہوا دیجائے تو بہت مفید ہوگی"

مینے اور "نواب احتشام الملک بہادر" نے بمبئی کو پسند کیا، مگر چونکہ ہم لوگ حسب دستور بغیر حصول رخصت و اجازت سرکار خلد مکان کے جا نہین سکتے تھے، اور نہ اس طرح جانا پسند کرتے نیز اس سفر مین کسی یوروپین کا ہمراہ لیجانا بھی ضروری معلوم ہوتا تھا، لہذا سرکار خلد مکان سے اجازت لے لی، اور میجر میڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ کو تحریر کیا کہ "چونکہ حسب مشورہ معالج مجھے "آصف جہان بیگم صاحبہ" کو بمبئی لیجانا ہے، کیا گورنمنٹ کوئی یوروپین مجھے ہمراہی کیلیے دیگی تاکہ سفر مین آسائش ملے"۔ میجر صاحب نے جواباً تحریر کیا کہ "میرے خیال مین ضرور گورنمنٹ آپ کی خواہش منظور کرے گی" اور اونہون نے صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کو لکھا، اسکے بعد میجر صاحب بہادر کی دوسری چٹھی مجھے ملی جس مین اون صاحب کا جو کہ میرے ہمراہ جانے والے تھے، نام اور اون کے آنے کا وقت مقرر تھا، مینے اس چٹھی کے ملتے ہی کل تیاری بمبئی جانیکی کر لی ہمراہیون کی فہرست مرتب کرائی گئی، اور عاقل خان کو قیام کے لیے کوٹھی تجویز کرنے کی ضرورت سے بمبئی کو روانہ کیا، اب جانے کے لیے صرف اون صاحب کی آمد کا انتظار تھا، اون کے واسطے "سمرہ" مین تمام سامان آسائش مہیا کر دیا گیا تھا، مگر وہ نہ آئے، میجر میڈ صاحب بہادر کی چٹھی آئی کہ "صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کسی انگریز کو ہمراہی کے لیے دینا پسند نہین فرماتے، کیونکہ یہ رعایت صرف رئیس کیلیے ہی ہوسکتی ہے" اس چٹھی کے موصول ہونے پر مین نے روانگی کا ارادہ مجبوراً فسخ کر دیا، اسلیے کہ کسی یوروپین ہمراہی کے بغیر مین اپنا جانا مصلحتاً مناسب نہین جانتی تھی۔

تین مہینہ "سمرہ" مین گذرانے کے بعد "بھوپال" آئی، لیکن یہان آتے ہی پھر صاحبزادی صاحبہ

کی صحت خراب ہوگئی، اور وہی کمزوری شروع ہوگئی، مین پھر بھوپال سے "سمردہ" لے گئی، مگر اس مرتبہ مجھے سب سے زیادہ متفکر اور غمگین مس میکنزی کی جدائی نے کیا، وہ بھوپال مین "مس نمپل" کی قائمقام تھین جب مس نمپل آگئین تو وہ "الور" کو چلی گئین، اور وہان مستقل ہوگئین، در اصل خوش نصیب ہے وہان کی رعایا جہان مس میکنزی کا تقرر ہو، وہ بجاے خود مریضون کی تسلی، اور درد کی دوائین اونکے علاج اور نگرانی نے کبھی مریضون کو غمزدہ نہین ہونے دیا، وہ ہمیشہ اپنے عزیزون کی طرح سلوک اور مہربانی کرتین -

گو اب دنیا مین "آصف جہان" نہین ہین اور اونکی دائمی مفارقت سے جو صدمہ مقدر مین تھا وہ مین نے اوٹھالیا، جو جو تکلیفات دیکھنی تھین وہ دیکھ لین، اور نہ مس میکنزی ہی ہم مین موجود ہین لیکن جسطرح "آصف جہان" کی یاد باقی ہے، اوسیطرح مس میکنزی کی محبتین یاد ہین، اور اون کی شکر گذاری دل مین موجود ہے -

مس میکنزی نے "آصف جہان" کے زمانہ علالت مین کچھ ایسی دلسوزی، اور ہمدردی کی تھی کہ مین نے تکلیفات کو بہت کچھ کم کر دیا تھا، وہ گھنٹون آصف جہان کے پاس بیٹھتین دل خوشکن باتین کرتین، لطیفے کہتین، اور جتنی دیر وہ رہتین، مریضہ کو تسلی اور تسکین رہتی، مرض کی تکلیفات نہ معلوم ہوتین، دل بہل جاتا، اور تمام رنج افزا خیالات دور ہوجاتے، وہ مجھے بھی تسلی دیا کرتین، اور ایسے عالم مین کہ سارا گھر ایک روح فرسا غم مین مبتلا تھا، اون کے تسلی آمیز کلمات سے مجکو تسکین ہوجاتی -

مین دو ماہ تک "سمردہ" مین قیام پذیر رہی جس سے فائدہ تو ضرور ہوا، لیکن نہ اوسقدر جتنا کہ پہلے ہوا تھا، اوسوقت میرے ہمراہ صرف ڈاکٹر محمد ساجد تھے، جو میرے پرائیوٹ ڈاکٹر تھے جن کو بوجہ ضروریات فیملی نوکر رکھ لیا تھا -

مین دو ماہ کے بعد بھوپال کو واپس آگئی، اور مس نیپل کو بلاکر دکھایا، چونکہ مس نیپل نہ خوش خلق تہین اور نہ زیادہ توجہ مریضون کے جانب کرتین، اسلیے حسب عادت اونپر بھی کافی توجہ نہ کی، اور بے پروائی برتی، مرض بڑھتا گیا، تکلیف زیادہ ہوگئی، ایک ہفتہ تک ذرہ برابر غذا پیٹ مین نہ گئی، اگر منت وسماجت سے کچھ کھلایا جاتا تو "استفراغ" ہوجاتا، مس نیپل سے جب مرض کی نسبت دریافت کیا جاتا تو وہ جواب دتیین کہ "کچھ سمجھ مین نہین آتا، لیکن وہ بالکل اچھی ہین، کچھ خرابی نہین ہے"

بیشک "آصف جہان" کی موت ہی آگئی تھی، جو باوجود اسکے کہ مس نیپل ایم، ڈی تھین، مرض کی تشخیص نہ کرسکین، اور اونھون نے عورتون کے جذبات رحمدلی کو پس پشت ڈالکر توجہ نہ کی، آخر ڈاکٹر جوشی کو دکھایا، لیکن ڈاکٹر جوشی نے صاف الفاظ مین صحت سے ناامیدی ظاہر کردی، شنبہ کا دن تھا کہ طبیعت بہت خراب ہوئی، یکشنبہ کو میجر میڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ، اور مسٹر ہنری صاحب بہادر جو سابق پولیٹکل ایجنٹ مسٹر ہنری کے صاحبزادہ تھے عیادت کے لیے آئے، ڈاکٹر جوشی سے حالت دریافت کی، اونھون نے جواب دیا کہ "زیست کی امید بہت کم ہے" میجر میڈ صاحب بہادر کو بہت افسوس ہوا۔

میجر صاحب بہادر صرف پولیٹکل ایجنٹ ہی نہ تھے، بلکہ وہ خاندان ریاست کے سچے دوست وخیر خواہ تھے، یہ دوستی وخیر خواہی خود اونھون نے قائم نہین کی تھی، بلکہ اپنے نامور قابل احترام باپ سے ورثہ مین پائی تھی، اون کے باپ سرکار خلد نشین کے ساتھ نہایت خلوص ومحبت برتتے تھے، اور سرکار خلد نشین کو اون کی دوستی ومحبت پر فخر تھا، اون کے مشورون سے ہمیشہ عمدہ کامیابی حاصل ہوتی تھی، غرض میجر میڈ صاحب "صدر منزل" پر آئے، مریضہ کے پاس گئے، تشفی و دلاسا دیا باتین کین، مریضہ نے بھی ہوش وحواس کے ساتھ جواب دیے، مگر نازک وقت قریب تھا جون جون آفتاب چڑھتا گیا "آصف جہان" کی عمر کا سایہ ڈھلتا گیا، آخر چار بجے شام کو شمع ہستی بجھ گئی، او

وہ روشنی کافور ہوگئی، جس نے ایک مدت تک والدین کی آنکھون، اور دلون مین نیکی اور محبت کا نور پھیلا رکھا تھا۔

۱۸ محرم ۱۳۱۲ھ کو بعمر چہاردہ سال چہار ماہ ۲۲ یوم سوا دو سال کے قریب مرض کی صعوبتین اوٹھا کر انتقال کیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

صاحبزادی مذہبی امور کی بہت پابند تھین، حالتِ مرض مین کبھی نماز نہین چھوڑی اگرچہ وہ اڑہائی برس بیمار رہین، لیکن روزہ ہاے رمضان لنصف کے قریب رکھے۔

وہ اُردو خوب لکھ پڑھ سکتی تھین، دینیات کی تعلیم پا چکی تھین، فارسی کی تعلیم ہو رہی تھی، وہ نہایت مسکین طبع، غریب مزاج، باسلیقہ صاحبزادی تھین، اون کو اپنے بھائیون، اور بہن کیساتھ بے انتہا اُنس تھا، وہ ہر وقت والدین، اور بھائیون کے چہرون کو دیکھا کرتی تھین، اگر ہم سب شگفتہ ہوتے، وہ بھی شگفتہ ہوتین، اگر اُداس دیکھتین، فوراً اون کے چہرہ پر پژمردگی چھا جاتی۔

جب صاحبزادی "بلقیس جہان بیگم" کا انتقال ہوا تو اونکی عمر (۷) سال کی تھی، اونھون نے "بلقیس جہان بیگم" کے صدمہ کو کسیقدر بہلا دیا تھا وہ تمام گھر مین والدین اور بھائیون کے لیے ایک خوشی کی "حور" تھین، اور سب کی محبت، اور پیار کا مرکز بنگئی تھین، وہ سب کا ادب کرتی تھین اور اس ادب مین ایسا انداز محبت ہوتا تھا کہ خود بخود اون کی طرف دل کھچا جاتا تھا، وہ جیسی کہ اور باتون مین غریب تھین، ویسی ہی تعلیم، اور پڑھنے لکھنے مین تیز تھین، مگر ہماری تقدیر مین اونکے جینے کی خوشی نہ تھی، وہ ہم سے ہمیشہ کو جدا ہوگئین، اور ہماری زندگی کے لیے اپنی غم انگیز یاد چھوڑ گئین۔

یہی غم انگیز یاد ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اس عالم فانی مین عزیزان عدم کے ساتھ تعلقات قائم رہتے ہین اور انسانی ہستی کے انجام کا عبرتناک راز صفحۂ دل پر جلی حرفون

نظر آتا ہے۔

"بلقیس جہان" کی موت کے بعد "آصف جہان بیگم" کے انتقال نے ہمارے صدمہ کو کئی حصہ بڑہا دیا، "بلقیس جہان بیگم" کی جب یاد ستاتی تو "آصف جہان بیگم" کی صورت تسلی کر دیتی، لیکن وہ تسکین مجسم ہی فنا ہو گئی، اور ایک کی جگہہ دو کی یاد ستانے لگی، ہماری اس پرغم حالت مین کوئی بزرگ دلاسا دینے والا نہ تہا، سرکار خلد مکان کا ہی دم تہا جو ماں بہی تہین، سب کی بزرگ بہی تہین، والئے ملک بہی تہین، غرض ہمارے لیے سب کچہہ وہی تہین، مگر افسوس وہ کچہہ نہین رہی تہین، اگرچہ اونکی تشریف آوری کی نسبت پہلے ہی مایوسی ہو چکی تہی، لیکن پہر بہی امید کی جہلک باقی تھی، اور آنکھین اونکو ڈہونڈہ تی تہین اور دل اونکے تسلی آمیز کلمات سننے کے لیے مضطرب تہا، لیکن یہ ایک آرزو تھی جسکا پورا ہونا ممکنات سے نہ تھا، اگرچہ ہم یہ ضرور سنتے تھے کہ سرکار کو بھی سخت صدمہ ہے، لیکن نہ وہ مجھے کچہہ تشفی دیسکتی تہین، اور نہ مین اپنا درد دل اون سے کہ سکتی تہی۔

سرکار خلد مکان کی ناراضی نے ہم کو ایک ایسی دنیا مین ڈالدیا تہا جہان صرف رنج ہی کی زمین تھی، اور رنج ہی کا آسمان تہا، اور آٹھون پہر رنج ہی کی تاریکی رہتی تھی، البتہ اگر کچہہ چمک تھی تو انہین بچون کے چہرون کی، اور اگر کوئی خوشی ہوتی تہی تو انہین کی موجودگی سے۔

مین اگرچہ شہر مین رہتی تہی لیکن یہ میرے لیے جنگل سے بدتر تھا، جنگل مین تو پہر بہی قدرتی مناظر سے (اگر ہون) طبیعت بہل جاتی ہے، مگر محل مین تو ہر وقت ایک سناٹا رہتا تہا نہ تقریبات مین اعزہ و احبا جمع ہو کر خوشی کے جلسہ کو اپنی چہل پہل سے رونق دیتے، نہ رنج کی حالت مین کوئی شریک ہو کر تسلی اور دلاسا دیتا، نہ کہین سے تہنیت سنائی دیتی، اور نہ کوئی تعزیت کے الفاظ کہتا نظر آتا۔

ہمارے خاندان کے پانچ ممبر تھے، جو آپ ہی ہنس لیتے، اور آپ ہی رو لیتے، ان

پانچ مین سے بھی ایک مہر دائمی مفارقت کا داغ دیگیا، البتہ مین گورنمنٹ عالیہ کے اون افسرون کی ہمدردی، اور عنایات آمیز تحریرات کو نہین بھول سکتی جو میرے دردمند دل کیلیے باعث آرام ہوجاتی تہین، اور جن سے مجھے فی الجملہ تسکین ہوجاتی تھی، غرض یہ ایک عالم بیکسی تھا جس مین ہم بسر کر رہے تھے، اور ہماری عمرون کا حصہ گذر رہا تھا۔

صاحبزادی "آصف جہان بیگم" کی جوان مرگی نے ہمارے پژمردہ دلون پر بجلی گرادی، مجھے مختل الحواس ہونے کے قریب پہنچادیا، اور ایسی حالت جانکاہ مین نہ کوئی تسلی دینے والا تھا نہ کوئی تسکین کرنے والا، مگر مایوس دلون میں خدا کی مدد اپنی روشنی پھیلاتی ہے، وہی صبر دیتا ہے، اور وہی تسکین بخشتا ہے، ہمنے صبر جمیل کیا، اور تجہیز و تکفین کی تیاری کی۔

جنازہ "صدر منزل" سے جب اوٹھایا گیا تو باوجودیکہ نہ ہم نے کسیکو بُلایا تھا، اور نہ کسیکو اطلاع کی تھی، رعایا کا ایک کثیر مجمع جنازہ کے ساتھہ ساتھہ تھا، جن کے چہرون کی اُداسی اونکی دلی بیچینی، سچی ہمدردی کو ظاہر کررہی تھی، وہ لوگ ہمارے غم مین شریک تھے، اور ہماری اس تازہ مصیبت پر اون کو صدمہ تھا، تمام شہر مین اندوہناک حالت طاری تھی، اور ہر شخص کی زبان سے " این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد " کی صدا بلند تھی، جنازہ "حیات افزا" مین لایا گیا، اور وہ اپنی عزیز بہن کے برابر دفن کی گئین، منشی امتیاز علی خان وزیر ریاست نے حسب ضابطہ بموجب عملدرآمد ہرتال کا حکم دیا، مگر ریاست سے اعتراض ہوا۔
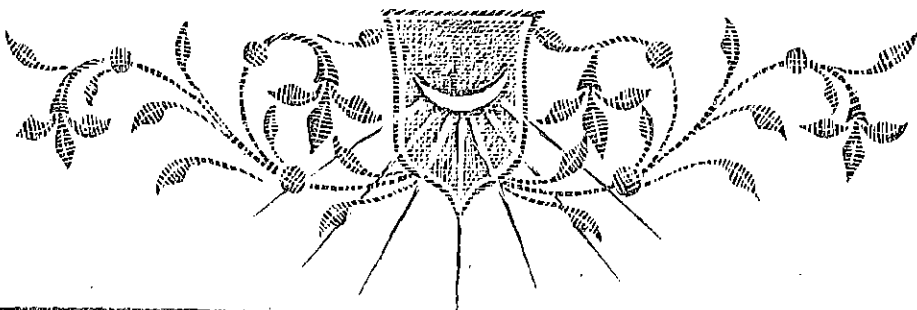
صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر
کی
ولادت

۸ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء روز یکشنبہ وقت ۱۱ بجے صبح صاحبزادہ "محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر" پیدا ہوئے، اونکی پیدائش کے وقت کوئی رسم نہین ادا کیگئی" نہ ریاست ہی کی طرف سے کسی خوشی کا اظہار ہوا، نہ سرکار خلد مکان تشریف لائین۔

ہم نے ہی محل مین جو ضروری مراسم تھے سادگی سے کئے، انعام تقسیم کیا، اور حسب معمول عقیقہ ہوا، اپنی ہی تجویز سے "محمد حمید اللہ خان" نام رکھا۔

اس مولود مسعود کی ولادت سے مجھے بے انتہا مسرت ہوئی، کیونکہ صاحبزادی آصف جہان بیگم کے انتقال کے بعد میری طبیعت ہر وقت غمگین اور اداس رہتی تھی، اس نعم البدل کے ملنے سے کسیقدر وہ اداسی اور افسردگی جاتی رہی، کیونکہ یہ ایک تقاضاے فطرت ہے کہ چھوٹے بچون کی نگہداشت سے طبیعت دلچسپی کے ساتھ اونہین کی جانب متوجہ رہتی ہے،

خداوند کریم نے جو سب سے بڑا تسلی دینے والا ہے گویا میرے غمزدہ دل کی تسلی کے لیے اپنے فضل وکرم کا فرشتہ بھیجدیا بفحواے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ؕ

مین نے اس بچہ کو صاحبزادی "بلقیس جہان بیگم و آصف جہان بیگم" کا بدل کامل سمجھا۔

اسمین شک نہین کہ خداوند کریم کا فضل اور اوسکی رحمتین مختلف صورتون مین طرح طرح سے جلوہ گر ہوتی ہین جو شمار مین نہین آسکتین۔

قایمی رجمنٹ اعانت شاہی

۱۸۸۵ء مین جب روسیون نے "پنجدہ" پر حملہ کیا تھا اوسوقت عام خیال یہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ روس کے ساتھ ضرور اعلان جنگ دیگی۔

اس خیال پر ہندوستانی والیان ملک نے ہز اکسلنسی لارڈ ڈفرن ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند سے درخواست کی کہ ریاستون کی افواج سے میدان جنگ مین خدمات لی جائین، لیکن نہ اوسوقت ایسی نوبت آئی اور نہ کسی قسم کی جنگ کا احتمال رہا، البتہ پھر مارکوئس لینسڈون ویسرائے ہند کے زمانہ مین یہ امر طے ہوا کہ والیان ملک کچھ فوج ایسی رکھین جو باضابطہ قواعد و سامان مین انگریزی فوج کی طرح ہو، اور انگریزی افسران اوسکا معاینہ کرتے رہین، اور جب اونکی خدمات کی ضرورت ہو تو وہ طلب کر لی جائین۔

اسی بنا پر سرکار خلد مکان نے رجمنٹ اعانت شاہی قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اونکے ارادہ کے مطابق کپتان جی ایڈورڈ انسپکٹنگ افیسر سنٹرل انڈیا نے تخمینہ مرتب کیا، وردی و چندہ یابوان باربرداری، و شفاخانہ کے لیے (۱۲۵۰۰) روپیہ نقد، اور لین سواران کی تعمیر کے واسطے (۱۰۰۰۰) روپیہ نقد، اور رجمنٹ مین (۹۰۰)[۱] آدمیون کا بصرف (۱۶۹۶۸) روپیہ ۸ آنہ ماہوار بھرتی ہونا تجویز ہوا۔

چونکہ اوسوقت سکہ بھوپالی رائج تھا، یہ قرار دیا گیا کہ جب رجمنٹ شاہی خدمات پر

---

[۱] تفصیل اہل رجمنٹ حسب ذیل قرار دی گئی، سواران جنگی (۵۰۰) سائیس (۲۸۳) شاگرد پیشہ (۷۴) عملہ شفاخانہ (۱۱) دھوبی و حجام وغیرہ (۳۲) جملہ (۹۰۰)۔

بہیجی جائیگی تو تنخواہ معینہ بلا وضع بٹہ سکّہ انگریزی سے ملیگی۔

سرکار خلد مکان نے اس تجویز و تخمینہ کو منظور فرمایا، اور چونکہ اونکا منشا بھی یہ تھا کہ اوس فوج مین اہل بہوپال داخل ہون جو باعث جدی سپاہی پیشہ ہین، اسطرح اونکو اپنی روایات بہادری کے قائم رکہنیکا موقع ملیگا، اسلیے (۱۳۸) سواران و عہدہ داران کی خدمات باتفاق راے و حسب پسند کپتان صاحب موصوف فوج ریاست مین سے رجمنٹ مین منتقل کی گئین (۴۲) امیدوار زمرہ سواران ہین، اور (۲۲) آدمی زمرۂ شاگرد پیشہ مین جدید بہرتی ہوے، دو آدمی دفتر کے کام کے لیے مقرر کیے گئے۔

میجر حسن الدین خان رسالدار کنٹنجنٹ حیدرآباد دکن کا عہدۂ کمانڈنگ افیسری پر تقرر عمل مین آیا، اس طور پر یہ رجمنٹ (۲۰۵) اشخاص سے مرتب ہوگئی۔

گورنمنٹ ہند کو قائمی رجمنٹ سے باضابطہ اطلاع دیگئی جسکے جواب مین ہزاکسلنسی لارڈ ایلگن بہادر ویسراے ہند نے حسب ذیل خریطہ بہیجا۔

نقل خریطہ

مشفقہ! چند سال ہوے گورنمنٹ عالیہ ہند نے یہ تجویز شروع کی کہ حفاظت کے لیے ریاستون کی فوج کا کچھ حصہ کام مین لایا جاوے، اوسوقت آن مشفقہ نے اس کام مین شریک ہوکر برٹش گورنمنٹ کی طرف اپنی وفاداری اور جان نثاری قدیم کا اور مزید اظہار کیا، دوستدار کو معلوم ہوا ہے کہ آن مشفقہ کی دلی خواہش ہے کہ جہانتک آن مشفقہ کے کرنے سے ہوسکے رجمنٹ سواران جو ریاست بہوپال کیطرف سے قائم ہوئی ہے، ہر بات مین عمدہ ہوجائے، اور اگر ضرورت پڑے تو ہر وقت فوج شاہی کے ساتھہ کام دے سکے، جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی گورنمنٹ کو ہندوستانی ریاستون اور وہان کے وفادار رؤسا سے متعلق کل معاملات کا

بہت زیادہ خیال رہتا ہے" اور امپریل سروس ٹروپس کے انسپکٹر جنرل نے جو رپورٹین کارگزاری کی مرتب کی ہین وہ بشوق تمام ملاحظہ کیجاتی ہین " جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کوئن وکٹوریہ کے صاحب سکریٹری آف اسٹیٹ بہادر کی خواہش کے موافق دوستدار آن مشفقہ کی خدمت مین اطلاع دیتا ہے کہ تجویز مندرجہ بالا کو پختگی دینے مین درباروں کی جانب سے جو کوشش استقلال کے ساتہہ کیجاتی ہے وہ صاحب ممدوح کی نہایت خوشی کا باعث ہے، ریاست بہوپال مین اس کام کی ابتدا عمدہ طور پر ہوئی ہے اور گورنمنٹ عالیہ ہند کو اعتماد کلی ہے۔ آن مشفقہ کی رجمنٹ کے پورے کیے جانے کی کارروائی بھی ایسی ہی عمدگی کے ساتہہ انجام پاویگی، آن مشفقہ کو اس بات کے جاننے سے خوشی حاصل ہوگی کہ ہندوستانی روسا کی طرف سے جو کوشش امپریل سروس ٹروپس کے عمدہ بنانے مین کی گئی اوسکو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اس قابل خیال فرماتی ہین کہ اوسکی شکرگزاری ادا کیجائے۔

مقام شملہ، ۱۵ رمئی ۱۸۹۳ء مطابق ۱۳۱۲ھ

کپتان ایم، جی، میڈ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ نے اپنی افیشل چٹھی کے ذریعہ سے دربار بھوپال کو مطلع کیا کہ "گورنمنٹ ہند نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ افواج اعانت شاہی سلسلۂ رفعت و منزلت مین اونہین قیود و شرائط کے ساتہہ رکھی جائیگی، جیسے کہ وہ باقاعدہ افواج ہندوستانی سے متعلق ہین"

رجمنٹ قائم ہونے کے بعد کمانڈنگ افیسر نے اوسکو باقاعدہ اور کارآمد بنانے مین نہایت کوشش کی، اور تہوڑے ہی عرصہ مین اونکی کوشش کامیاب ہوئی۔

اون کے بعد میجر کریم بیگ حیدرآباد سے طلب ہوکر کمانڈنگ افیسر مقرر ہوئے

مرور زمانہ کے ساتھہ رجمنٹ کی درستی اور باقاعدگی مین نمایان ترقی ہوتی رہی۔

چونکہ رجمنٹ کی قائمی کا مقصود یہہ تہا کہ وہ ضرورت کے وقت برٹش گورنمنٹ کے کام آئے، لہذا سرکار خلد مکان نے نہایت فیاضی کے ساتھہ ہر ایک صرفہ کی جو افسران رجمنٹ تجویز کرتے منظوری عطا کرتین، گو اوسمین بعض صرفہ ایسا بہی ہوتا تہا کہ اگر کفایت کے اصول کو پیش نظر رکہا جاتا تو اوسکی ضرورت نہ ہوتی، لیکن چونکہ سرکار خلد مکان کے حضور مین کوئی ایسا فوجی مشیر نہ تہا جسکو خزانہ ریاست کے ساتھہ بہی ہمدردی ہوتی، اسلیے وہ اونہین افسران کی تجاویز کو منظور کرنے پر مجبور تہین، جو رجمنٹ مین مامور تہے۔

باینہمہ ایک بڑی حد تک اہل بہوپال رجمنٹ مین داخل ہونے سے محروم رہے کیونکہ جسقدر افیسران رجمنٹ تہے وہ غیر ملکی تہے، اور ہمیشہ اونہون نے اپنے اہل وطن کو اہل بہوپال پر ترجیح دی، اور اون پر اکثر ایسی سختیان کین جنکے سبب سے بہوپالیون کا شوق فوج کی ملازمت سے کم ہوتا گیا، اور بالخصوص امپیریل سروس ٹروپس مین تو براے نام بہی اونکا شمار نہ تہا۔
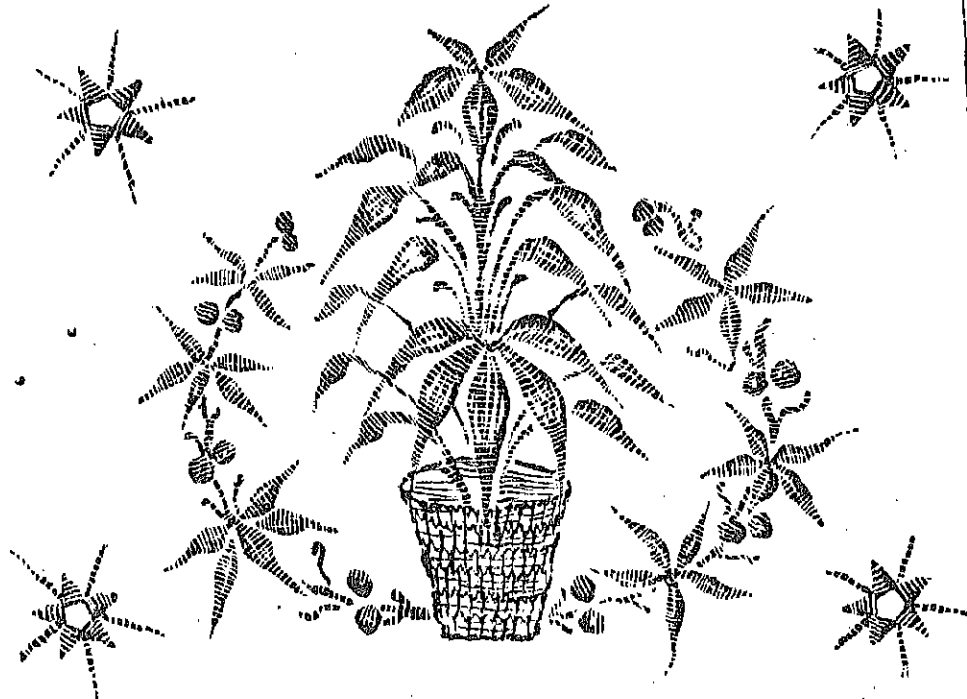
ہز اکسلنسی لارڈ ایلگن صاحب بہادر وایسرای و گورنر جنرل کشور ہند
کی
رونق افروزی

۱۲ اگست ۱۸۹۵ء کو کرنل نیول صاحب بہادر قائم مقام پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کے مراسلہ سے معلوم ہوا کہ ہز اکسلنسی لارڈ ایلگن ۴ نومبر یوم شنبہ کو صبح کے ۹ بجے بھوپال مین داخل ہونگے، اور بتاریخ ۵ نومبر ۱۱ بجے شب کے وقت روانگی کا ارادہ ہے، ہز اکسلنسی کے ہمراہ لیڈی ایلگن صاحبہ اور دیگر افسران اسٹاف ہونگے۔

اس اطلاع کے موصول ہونے پر انتظامی احکام جاری کیے گئے، اور یہ اہتمام کیا گیا کہ تمام امور متعلق باستقبال وغیرہ مقدم اوسیطرح انجام پذیر ہون جیسے تقریب تشریف آوری ہز اکسلنسی لارڈ لینسڈون عمل مین آئے تھے۔

روسا متعلقہ بھوپال ایجنسی بھی وہی آئے تھے جو اوس موقع پر تھے، سرکار خلد مکان نے اس مرتبہ ان تمام روسا کی دعوت تا قیام، ریاست کی جانب سے کی تھی، یوروپین جنٹلمین اور معزز لیڈیون کو بھی مدعو کیا تھا۔

صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کی وساطت سے فارن ڈپارٹمنٹ آف انڈیا کا مرتبہ پروگرام بھی موصول ہوا، اور خود صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے بھی ایک پروگرام مرتب کیا۔

۴ نومبر ۱۸۹۵ء کو صبح کے وقت سرکار خلد مکان آنریبل ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا، و صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر سیہور، و افسران متعلقہ رزیڈنسی، و ایجنسی، و دیگر رؤسا موجودہ بھوپال و عمائد ریاست اسٹیشن پر استقبال کے لیے موجود تھے۔

پلیٹ فارم پر گارڈ آف آنر اور جھنڈا استادہ تھا، لال کوٹھی سے اسٹیشن تک دورویہ

فوج ریاست صف بستہ تھی، "لال کوٹھی" پر بھوپال پلٹن کا پہرہ تھا، ۸ بجے ہز اکسلنسی کی اسپشل ٹرین پلیٹ فارم پر داخل ہوئی، سرکار خلد مکان نے اپنے ویٹنگ روم سے برآمد ہوکر استقبال کیا، گارڈ آف آنر نے سلامی ادا کی، اور بینڈ نے خوش آمدید کا ترانہ بجایا، توپخانہ ریاست سے (۳۱) ضرب سلامی کی سر ہوئیں، ہز اکسلنسی اسٹیشن سے سوار ہوکر لال کوٹھی تشریف لے گئے، اردلی میں رسالہ امانت شاہی تھا۔

سرکار خلد مکان "کانشٹا فیون" تک کے پاس سے جہاں سے تاج محل کی طرف سڑک ہے اپنے محل کو تشریف لے گئیں۔

ہز اکسلنسی نے کوٹھی میں، اور ہز اکسلنسی کے سیکرٹریوں اور اسٹاف کے دوسرے افسروں نے خیمہ جات میں جو حوالی کوٹھی میں قائم کیے گئے تھے قیام فرمایا۔

۱۱ بجے کے وقت وزیر ریاست، میاں عالمگیر محمد خان، میاں صدر محمد خان اور میاں نور الحسن خاں سرکار خلد مکان کی جانب سے رسم مزاج پرسی ادا کرنے کو "لال کوٹھی" پر حاضر ہوئے، فارن سکریٹری و ملٹری سیکریٹری نے استقبال کیا، اور فارن سکریٹری نے عطر و پان سے تواضع کی، ۱۲ بجے سرکار خلد مکان اور ہز اکسلنسی کی ملاقات کا وقت تھا، سوا گیارہ بجے ملٹری سکریٹری انڈر سکریٹری اور ہز اکسلنسی کے ایک ایڈیکانگ "تاج محل" پر سرکار خلد مکان کے استقبال کو آئے، جن کا خیر مقدم صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے محل پر کیا۔

سرکار خلد مکان ۱۲ بجے "کوٹھی" پر تشریف لے گئیں، گارڈ آف آنر نے سلامی ادا کی، (۲۱) فیر توپخانہ ریاست سے سر کیے گئے، ہز اکسلنسی کے ایک ایڈیکانگ نے گاڑی سے اترتے وقت، اور صاحب فارن سکریٹری بہادر نے زینے کے سرے پر، اور ہز اکسلنسی نے کمرہ ملاقات کے دروازہ سے باہر تک استقبال کیا، اور اپنے داہنی جانب کی کرسی پر بٹھلایا

سرکار خلد مکان کے داہنے جانب صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر، وزیر ریاست، اور میان عالمگیر محمد خان وغیرہ بیٹھے تھے۔

ہز ایکسلنسی، اور سرکار خلد مکان مین تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی، اوسکے بعد صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے ہمراہیان سرکار خلد مکان کی نذرین پیش کرائین، جنپر ہز ایکسلنسی نے ہاتھہ رکھکر معاف فرمایا۔

بعدہٗ ہز ایکسلنسی نے سرکار خلد مکان کو اور انڈر سکریٹری صاحبان نے ہمراہیان کو عطر و پان دیا، سرکار خلد مکان عالیجناب لیڈی ایلگن صاحبہ سے ملنے کے لیے دوسرے کمرہ مین تشریف لے گئین، اس ملاقات کے بعد سرکار خلد مکان واپس ہوئین، اور تمام وہی مراسم جو استقبال کے وقت ادا کیے گئے تھے، واپسی پر بھی ادا ہوے، اور اسی وقت بھی توپخانہ سے (۲۱) فیر سلامی کے سر ہوے۔

اوسی دن ہز ایکسلنسی نے ۱۲ بجے سے ۱ بجے تک روساء "راجگڈھ" اور "نرسنگڈھ" وغیرہ کو شرف باریابی عطا فرمایا۔

شام کو ۴ بجے ملاقات بازدید کا وقت مقرر تھا، چنانچہ استقبال کے لیے چار سرداران ریاست "لال کوٹھی" پر گئے، ۴ بجے ہز ایکسلنسی مع فارن سکریٹری، انڈر سکریٹری، ملٹری سکریٹری و دیگر عہدہ داران اسٹاف کے محل پر تشریف لائے، رسالہ امانت شاہی کا دستہ از دلی مین تھا، محل کے صدر دروازہ کے سامنے فوج ریاست کے چیدہ سوار، اور کمپنی کے جوان صف بستہ تھے، دروازہ اندرونی "تاج محل" پر سرکار خلد مکان اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے ہز ایکسلنسی کو گاڑی سے اوتارا، توپخانہ سے (۳۱) فیر سلامی کے سر ہوے، دستہ گارڈ آف آنر نے جو محل مین استادہ تھا سلامی ادا کی، اور ملاقات کے کمرہ مین لیجا کر سرکار

خلد مکان نے اپنے داہنی طرف کرسی پر بٹھلایا، ہز اکسلنسی کے داہنی جانب سکریٹری صاحبان،
وعہدہ داران ہمراہیان بیٹھے، اور سرکار خلد مکان کے بائین طرف پولیٹکل ایجنٹ بہادر،
و معززین ریاست کی نشست تھی۔

بعد مختصر گفتگو کے ارا کین ریاست کو پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے ہز اکسلنسی کے روبرو پیش کیا،
اور ارا کین نے نذرین پیش کین، حضور ممدوح نے ہاتھ رکھکر معاف کر دین، سرکار خلد مکان
نے ہز اکسلنسی، اور فارن سکریٹری کو، اور وزیر ریاست نے دیگر عہدہ داران اسٹاف کی خدمتین
عطر و پان پیش کیا، عطر و پان کے بعد ہز اکسلنسی اپنی فرودگاہ پر واپس تشریف لے گئے،
اور مشایعت مین بھی وہی مراسم ادا ہوئین جو استقبال مین ادا کی گئی تھین

۶ بجے شام کو عالیجناب لیڈی ایلگن صاحبہ نے سرکار خلد مکان کے ساتھ چاے
نوش فرمائی، اور آتشبازی کی سیر دیکھی۔

ہز اکسلنسی نے بھی شہر کی روشنی کا جو ریاست، اور رعایا کی جانب سے ہوئی تھی ملاحظہ فرمایا
شب کو ۸ بجے "لال کوٹھی" پر دعوت ہوئی، سرکار خلد مکان حسب معمول تشریف لے گئے تمام
معزز مہمان ستارون کی طرح ہز اکسلنسی کے اردگرد چارون طرف میز پر حالہ کیے ہوے تھے بیچ مین
ہز اکسلنسی جلوہ گر تھے، جب مہمان کھانے سے فارغ ہو گئے تو سرکار خلد مکان نے اپنی مشہور فصاحت
و زور بیانی کے ساتھ علیا حضرت "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند"، ہز اکسلنسی، اور عالیجناب لیڈی ایلگن صاحبہ کا
جام صحت نوش کرنے کی تحریک کی، ہز اکسلنسی نے اس تقریر کے جواب مین ایک طولانی معنی خیز،
اور دلچسپ تقریر فرمائی۔

اسپیچ حضور ویسراے بہادر

جس گرم جوشی کے طریقہ مین آپ سب صاحبون نے ہمارا جام تندرستی نوش فرمایا ہے،

اوسکے ساتھہ مین ہم آواز ہونے کے لیے اوٹھتا ہون ، اور جن کریمانہ الفاظ مین جام تندرستی کی تحریک فرمائی ہے، اونکی نسبت مین سرکار عالیہ کا تہ دلسے شکریہ ادا کرتا ہون -

یہ پہلی ہی مرتبہ نہین ہے کہ سرکار عالیہ بیگم صاحبہ نے بھوپال مین ایک ویسرائے کی نہایت گرم جوشی سے خیر مقدم کی ، اور اوسکے جام تندرستی کے پینے کی تحریک فرمائی، اور مین خیال کرتا ہون کہ ہمکو پورے طور پر یقین کرنا چاہیے ، جو کوئی اس نام سے اور بطور قائمقام ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے آویگا ، اوسکو یقین کرنا چاہیے کہ روساء بھوپال کی طرف سے ہمیشہ دوستانہ اور فوری مراسم خیر مقدم کے عمل مین آوینگے (نعرۂ تعریف) -

اس سلسلہ مین میری یہ خواہش نہین ہے کہ کوئی حسد انگیز مثال قائم کیجاے ، کیونکہ دیگر شاہزادگان و رؤساء ہندوستان کے میرے ساتھہ نہایت اخلاق سے پیش آئے ، لیکن یہ عام ہے کہ روساء بھوپال کے اپنی خیر خواہی مین جو انگریزی راج کے ساتھہ کی ہین اون لوگون سے کسیطرح کم نہین ہین (نعرۂ تعریف) -

مجکو یقین ہے کہ یہ خیر خواہیان صرف شیرین الفاظ ہی مین ظاہر نہین کیجاتین ، جیساکہ سرکار عالیہ نے آج کی شب کہا ہے ، بلکہ اونکا اظہار فعل سے بھی ہوگا ، جیساکہ اونکے متقدمین نے اپنے عہد مین کی ہین (نعرہ تعریف) -

مین امید کرتا ہون کہ بلحاظ حالات وقت کے میرے دوست کرنل بار ، اندور چھوڑنے پر مجبور نہونگے ، لیکن اگر ایسا ہوا تو کوئی شک نہین ہے کہ اونکو بھی ویسی ہی فوری مدد رئیس بھوپال سے ملیگی ، جیساکہ ایک رزیڈنٹ سابق کو ملی تھی -

لیڈی صاحبان ، حضرات !

اسوقت ہمارے نزدیک یہ تعجب کی بات نہین ہے کہ سرکار عالیہ

بیگم صاحبہ نے فوری منظوری نسبت اوس تحریک کے ظاہر کی جسکو چھہ سال ہوے کہ
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے ساتھہ شاہزادگان وروسا کی خیرخواہی معلوم ہونے کے لیے
کی گئی تہی، اور سرکار عالیہ نے جیساکہ اسوقت شام کو ظاہر فرمایا ہے، ایک عمدہ موقع
واسطے ترتیب ایک رجمنٹ اعانت شاہی کے حاصل کیا، اس رجمنٹ کو اپنی ادلی
مین دیکہکر مجہے بہی سرکار عالیہ کو مبارک باد دینے کا موقع ہاتہہ آیا کہ یہ رجمنٹ نہایت
عمدہ طریقہ پر گہوڑون، اور ساز وسامان سے آراستہ ہے، اور کوئی شک نہین ہے
کہ کل پریڈ پر وہ خود اپنا کام قابل اطمینان کرینگے، اور یہ ظاہر کردینگے کہ زیر نگرانی
کرنل ملس اور اونکے لایق اسسٹنٹون کے جنکی وجہ سے یہ تحریک بجائے مورد تحسین و
آفرین ہے اس رجمنٹ کو بہت بڑا فائدہ پہنچا۔

(سنو)

لیڈی صاحبان، حضرات!

ایک اور بہی بات ہے جو سرکار عالیہ بیگم صاحبہ کو وراثتاً پہنچی ہے، وہ
یہ ہے کہ روسا بہوپال ہمیشہ سے خلقی فیاض مشہور رہے ہین، اور سرکار عالیہ نے
بہت وقت اور روپیہ واسطے ترقی مفید کامون کے صرف کیا، مین خیال کرتا ہون
کہ صرف ابہی ایک واقعہ کار رفاہ عام کی نسبت، جسکا ذکر سرکار عالیہ نے فرمایا ہے،
مجکو افسوس ہے، اور وہ یہ ہے کہ بوجہ کمی پیداوار کے رفاہ عام کے کامون مین
لوگون کو لگانے، اور اونکے لیے خوراک مہیا کرنیکی ضرورت ہوئی، اس لیے مین
سرکار عالیہ کی اس امید مین شریک ہون، جیساکہ سرکار عالیہ نے اوسوقت
شام کو ظاہر فرمایا ہے، کہ "خرابی فصل وسالہاے گزشتہ کی ساتہہ عمدہ پیداوار کے

مبدل ہوگی، اور کاشتکاران اس حصۂ ملک کے وہ فائدہ اوٹھاوینگے جو اونکو بوجہ
زرخیز ہونے زمین کے ٹھیک طور پر حاصل ہونگے، اور اور باتون مین سرکار عالیہ کے
اوصاف کی حد قائم کرنا مشکل ہے، یعنی کیسی رئیسہ جو اپنے ملک کی آمدنی کو رفاہ عام
کے کامون مین ترقی کرنے کے لیے صرف کرتی ہین، لیکن مین اس معاملہ مین ایک شرط
قائم کرتا ہون، وہ یہ ہے کہ ایسے کامون کو مدبری، ودوراندیشی، وکفایت شعاری
کے ساتھہ اختیار کرنا چاہیے۔

ایسے قومی فوائد طمع کی نظر سے دیکھے جاتے ہین جو ایک بڑے ملک کے کھل جانے سے
جنکا پیداوار آسانی سے بازارون مین نہین پہنچ سکتا ہے، حاصل ہوتے ہین لیکن مین خیال کرتا ہون
کہ یہ بات ملحوظ رہنا چاہیے کہ اوس فائدہ مین بحد سے نقصان پہنچیگا، اگر ریاست کا بھرم
خطرہ مین ہوجاے، اور ریاست کا بھرم آیندہ کے لیے بھی ویسا ہی ہونا چاہیے جیسا
کہ آج ہے اس بات کی بحد سے آرزو ہے کہ سرکار عالیہ کے نام کے ساتھہ اعلےٰ
درجہ کا ممکن الحصول اعزاز دیکھا جاے، اور اس وجہ سے مین ایک ایسے امر کے
حوالہ دینے کی جرأت کرتا ہون جو بعض اوقات نظر انداز ہوگیا ہے، لیکن غالباً
سرکار عالیہ اوسکو سمجھہ گئی ہین، اور زیر نظر رکھا ہے، سرکار عالیہ نے ایک بڑے
کام یعنے اوجین بھوپال ریلوے کا حوالہ دیا ہے، اس کام مین سرکار عالیہ نے ایک
عجیب دلچسپی اختیار کی ہے، کوئی شک نہین ہے کہ ملک کے لیے یہ کام بڑے
فائدہ کا ہے۔

اور سرکار عالیہ کو تمام وہ فوائد حاصل ہونگے جنکے لحاظ سے کہ یہ کام اختیار
کیا گیا تھا۔

لیڈی صاحبان، حضرات!

سرکار عالیہ نے اوسوقت شام کو اون رعایتون کا اظہار فرمایا ہے جو ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نے عطا فرمائی ہین، مجکو امید ہے کہ سرکار عالیہ یقین فرماوین گی کہ "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" و گورنمنٹ ہند جو قائم مقام "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کے ہے ہمیشہ اچھے کامون کی جو رئوسا کیجانب سے واسطے فائدہ رعایا کے ہوتے ہین خوشی سے داد دیتی ہین، اور اسیلیے سرکار عالیہ کا دربارہ شکریہ ادا کرنے کے سلسلہ مین نسبت اوس خیر مقدم کے جو ہمارے ساتہہ ایک شان و شوکت کی پیشوائی مین عمل مین آیا، اور واسطے اوسکے جو ہمارے لیے مہیا فرمایا، اور نیز واسطے اوس عظیم الشان تماشا کے جسکو آج ہمنے شہر گھوم کر دیکھا ہے مین تہ دل سے یہی امید ظاہر کرتا ہون کہ اون اعزاز سے لطف اوٹھانے کے لیے جو سرکار عالیہ کو عطا ہوے ہین، سرکار عالیہ کی عمر مین ترقی ہو، اور خوش رہین۔

لیڈی صاحبان، حضرات!

مین تحریک کرتا ہون کہ آپ سب سرکار عالیہ بیگم صاحبہ بہوپال کے جام تندرستی کے پینے مین میرے ساتہہ شریک ہون +

نہایت گرمجوشی سے جام تندرستی نوش کیا گیا۔

ان تقریرون کے بعد سرکار خلد مکان محل پر واپس تشریف لائین۔

ہز اکسلنسی نے ۵ رنومبر کو صبح کے وقت رسالہ اعانت شاہی کی قواعد ملاحظہ فرمائی، اور قلعۂ فتحگڈہ و بالا قلعہ کی سیر کی، ۹ بجے صبح کو عالیجناب لیڈی ایلگن صاحبہ نے بمعیت بریگیڈ سرحسن لفٹنٹ کرنل بہادر آنریری سکریٹری سنٹرل کمیٹی کونٹس لیڈی ڈفرن فنڈ کے لیڈی لینسڈون ہسپتال کا معاینہ فرما کر اظہار پسندیدگی، اور خوشنودی کیا، اور دونون نے

کتاب معاینہ پر اپنی راے تحریر فرمائی۔

ہز اکسلنسی کی تشریف آوری کی مسرت مین ۱۰ قیدی رہا کیے گئے۔

اوسی روز ۴ بجے شام کو ہز اکسلنسی مع اپنی پارٹی کے بذریعہ اسپشل ٹرین نندگاون کیجانب روانہ ہوگئے، روانگی پرائیوٹ تھی صرف قلعہ سے سلامی سر ہوئی، چھ بجے شبکو صاحب بجنیٹ گورنر جنرل بہادر و دیگر یوروپین مہمانون نے عالی منزل و تاج محل مین روشنی ملاحظہ فرمائی۔

منشی امتیاز علیخانصاحب وزیر ریاست کا انتقال
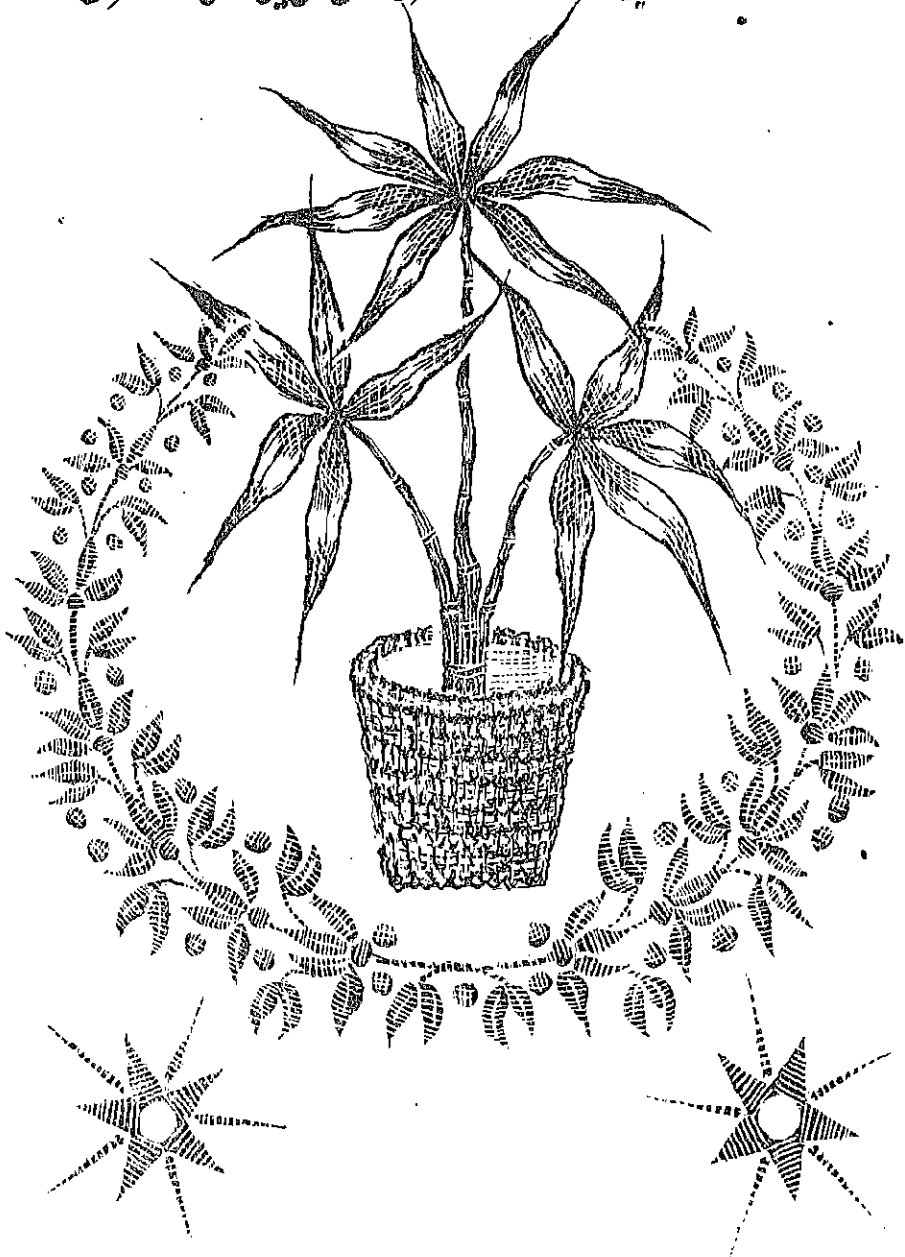
منشی امتیاز علی خان نے مرض استسقا مین مبتلا ہو کر ۱۰ رجمادی الثانی ۱۳۱۱ ہجری کو انتقال کیا اور باغ مقبرہ مین دفن کیے گئے۔

اونکا تقرر بہ سفارش نواب صدیق حسن خان صاحب وزارت پر ہوا تھا، وہ قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ کے باشندہ، اور صوبہ اودھ کے پرانے تعلیم یافتہ وکیل تھے، اور اونکی عمر کا بڑا حصہ پیشہ وکالت مین بسر ہوا تھا، اونکو نہ اصول انتظام مملکت، اور نہ علم تمدن مین قابلیت تھی، اور نہ اونکی طبیعت ہی سیاست مدن کے مناسب واقع ہوئی تھی، اگر ذرہ بھر بھی اون کو قابلیت وزارت ہوتی، اور وہ اپنے عہدہ کی ذمہ داری سمجھ سکتے تو وزارت ایسے وقت اونکے ہاتھون مین آئی تھی جو اونکے متقدم جانشین کی محنت اور عرق ریزی کے نتائج حاصل کرنے کا زمانہ تھا۔

کرنل وارڈ صاحب بہادر نے ہر ایک صیغہ کی سرزمین پر ملکی معاملات کے لحاظ سے مفید اصلاحات کی نہرین جاری کردی تھین، مالی حالت روبہ ترقی ہو چلی تھی، اون کے تجربات عظیم کے اثرات ظاہر ہونے لگے تھے، لیکن منشی امتیاز علی خان کو تو اور ہی صورت نظر آرہی تھی اور بھوپال کو ایک مصیبت ناک انقلاب دیکھنا تھا، کرنل وارڈ کی محنت، اور جانفشانی خاک مین ملا دیگئی اون کے تمام عمدہ انتظامات، اور رایون سے اختلاف کیا گیا، اونہون نے وزارت کا چارج لیتے ہی جو منتدین، اور قابل قدر عہدہ دار باقی رہگئے تھے اونکو بھی علیحدہ کردیا، اور بجاے اون کے اپنے عزیزون، دوستون، اور ملاقاتیون کو جو بیکاری یا کم معاشی مین اپنی زندگی بسر کر رہے تھے اور مطلق ذمہ داری کے عہدون کی اون مین قابلیت نہ تھی،

ریاست مین بھر دیا۔

• اونکے انتظامی تغیرات مین اہم تغیر انتظام مالگذاری کا تہا، اونہون نے ستاجرانہ انتظام پہ خام انتظام کو ترجیح دی۔ اور سیکڑون مواضع کو خام کرکے خزانہ ریاست سے کاشتکارون کو غلہ اور روپیہ دیا بظاہر اس انتظام سے ایک دل خوش کن امید کاشتکارونکی حالت مین عمدہ تبدیلی کی تہی، لیکن نتیجہ جیسا نکلنا چاہیے تہا اوسکے برعکس نکلا جسکو اسوقت تک ریاست درست کر رہی ہے۔

ایک طرف مستاجری پیشہ گروہ، اور ساہوکارون کو بے انتہا نقصان پہونچا، دوسری طرف کاشتکار بے شمار مختلف مصیبتون مین گہر گئے اسکے سوا خزانہ کی زیر باری بہت بڑھ گئی، سب سے بڑی مصیبت خزانہ اور کاشتکارون کے لیے یہ تہی کہ تقسیم تخم تقاوی اور تحصیل زرمال گذاری، اون لوگون کے ہاتھون مین تہی جو وزیر کے آوردے تہے جن کو ہر ایسی بےعنوانی، اور برائی کا برتاو کرنے مین جو انسان کی بدنفسی سے سرزد ہوسکتی ہے مطلق باک نہ تہا، گویا وہ اپنے کو، حقوق ریاست اور اوسکے حق نمک کو اور خدا کو بھولے ہوے تھے،

ادہر ملک پر انسانی مظالم کی صورت مین یہ آفتین برپا تہین، ادہر سنہ ۱۱ و ۱۲ھ مین پیدا وار غلہ کو سخت نقصان پہونچا، گیہون کی فصل بالکلیہ برباد ہوگئی۔ اور ایسی حالت مین غریب رعایا و رفاقت کی دستگیری نہین کی گئی، ان مصیبتون نے ملک پر یہ اثر کیا کہ تعداد اراضی مزروعہ کی بقدر ایک ثلث گہٹ گئی، اور مردم شماری بجاے ۹ لاکھ کے ۶ لاکھ رہ گئی۔

• اس مالی نقصان کے علاوہ بہی ایک اور تباہ کن نقصان ہورہا تہا۔ یعنی عدل و انصاف نادار رعایا کے لیے نہایت گران ہوگیا تہا، قانون و قواعد موجود تہے، لیکن وہ عمل کرنے کیلیے وضع نہین کیے گئے تہے۔ اونکی ترتیب و نفاذ سے محض ایک نمائش مقصود تہی، ہر طرف رشوت اور سفارش کی گرم بازاری تہی، تعزیر، اور تلافی حقوق کا انحصار زر نقد، اور پاس خاطر احباب پر تہا

بڑے بڑے، اورخاص خاص حکام کے دلال رشوت کا سرمایہ بہم پہونچانے کو مفصلات اور صدر مین اپنا کاروبار پھیلائے ہوے تھے یہ لوگ خود بھی خاطر خواہ نفع اوٹھاتے تھے اور اون عہدے دارون کا گھر بھی بھرتے تھے، غرض تمام غریب اور مسکین رعایا پر انسانی صورت مین خوفناک درندے مسلط تھے گویا بھیڑیے بھیڑون کا لہو پینے اور اون کے گوشت پوست سے اپنا پیٹ بھرنے کیلیے چھوڑوائے گئے تھے۔

سرکار خلد مکان کو اگر اس قسم کی شکایتین عمال ماتحت کی پہونچتین تو یہ فرما دیا کرتین کہ "رعایا کو وزیر کے نزدیک جانا چاہیے ہمنے وزیر کو با اختیار کر دیا ہے"

باوجود اس حالت کے وزیر کا رسوخ روز بروز بڑہتا جاتا تھا، عروج کا ستارہ ہر دن ترقی پر تھا، حتی الوسع کوئی شکایت سرکار خلد مکان تک نہین پہونچنے پاتی تھی، اگر پہونچتی بھی تو منشی امتیاز علی خان کی لسانی جو اہل لکھنو پر ختم ہے اوسکا کچھہ اثر نہ ہونے دیتی۔

انہین واقعات کے متعلق سربرآوردہ اینگلو انڈین "پانیر پیپر" نے وزیر کے خلاف اپنی ایک اشاعت مین ایک زبردست مضمون لکھا، اور وزیر کے انتظام پر سخت نکتہ چینی کی جسکے اوسکے اعادہ کی ضرورت نہین کیونکہ اس قسم کی شہادتون کی اوس شخص کو ضرورت ہوتی ہے جو غیر ممالک مین بیٹھکر کسی دوسرے ملک کے حالات قلمبند کرتا ہے نہ اوس شخص کو جسکی آنکھون کے سامنے وہ تمام حالات گذرے ہون۔

وزیر کی بدانتظامی کے تمام حالات میرے چشم دید ہین اور اسقدر بھوپال سے باہر بھی مشہور ہین کہ اوسکے لیے کسی شہادت کی ضرورت نہین۔

وزیر کی بدانتظامیون کا خمیازہ اسوقت تک دربار بھوپال اوٹھا رہا ہے اور ارکین اور فرمان روا کی ذات خاص کو جو تکالیف اون بدانتظامیون کے نقصانات کی تلافیون مین۔

پیش آرہی ہین وہ اظہر من الشمس ہین ـ

منشی امتیاز علی خان صاحب کو دست راست قاضی نورالدین نائب مال تھے، اور اسمین شک نہین کہ مال کے کامون مین وہ مہارت تامہ رکھتے تھے، مال کا کام جو چلتا تہا وہ قاضی نورالدین ہی کے ماہر ہونے کا نتیجہ تہا، لیکن اوسی کے ساتھہ ہی نہایت سخت عیوب بہی تھے جو ناقابل البیان ہین ـ

وزیر، اور نائب کے زمانہ مین رشوت کا بازار سخت طور پر گرم تہا، اور رشوت بطور ایک حق کے لیجاتی تہی، اوس زمانہ کے تحصیلدارون کی تنخواہ اگرچہ بہت قلیل تہی لیکن وہ امیرانہ زندگی بسر کرتے تہے اون کو بے انتہا آمدنی ہوتی تہی ـ

یہ لوگ زیادہ تر نواح لکھنؤ کے باشندے تھے اور ان لوگون نے وطن مین اپنی امارت کی نمود کی تہی اسلیے اہل لکھنؤ کو اسوقت تک بھوپال کی ملازمت کی آرزو ہے اور بھوپال کو وہ لوگ کان پارس، اور معدن طلا جانتے ہین ـ

منشی امتیاز علی خان بھوپال کی بدولت امیر کبیر بن گئے، اونھون نے بہت بڑی دولت کا ترکہ بہی چھوڑا، وزیر کی خوش قسمتی مین بہی شک نہین تھا کیونکہ اون کے معاون و مربی نواب صدیق حسن خان صاحب ہو گئے تھے جو ہر ایک شکایت کی سپر، اور ہر ایک ظلم کا آلہ تھے، لیکن بعد چندے اونھون نے سفر آخرت اختیار کیا، پھر ایک رحم دل رئیسہ کو بذات خاص وزیر کی کارروائیون کے دیکھنے کا موقع ملا اور رعایا کی فریاد گوش گذار ہونے لگی انتظام کا وقت قریب تہا موت نے اوس خوش نصیب شخص کا خاتمہ کر دیا، اور قیامت کو روز خداوند کریم کے جلال کے روبرو اوسکے مظالم کے فیصلہ کو ملتوی رکہا ـ

منشی امتیاز علی خان کے بعد آنریبل خان بہادر مولوی عبدالجبار خان سی، آئی، ای، وزیر ریاست مقرر ہوے جنکا تذکرہ آیندہ اپنے موقع پر دفتر پنجم مین کیا جائیگا ـ

چونکہ بھوپال اوجین ریلوے کی تیاری بہ لحاظ ترقی تجارت، وسہولت سفر ضروری تھی اسلیے ابتدائی مراسلات مابین گورنمنٹ آف انڈیا، وریاست ہاے گوالیار، و دیواس، وبھوپال ہونے کے بعد، ۸ رمارچ سنہ ۱۸۹۱ء کو اُجین سے بھوپال تک پیمائش شروع ہوئی پہلے خیال تھا کہ چھوٹی پٹری کی لائن بنائی جاے، لیکن سرکار خلد مکان نے گورنمنٹ آف انڈیا مین تحریک کی کہ چوڑی پٹری کی لائن تیار ہو، اس امر کے متعلق خط وکتابت ہوئی اور باآخر گورنمنٹ نے اس تحریک کو منظور کرکے بذریعہ صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر سرکار خلد مکان کو مطلع کیا۔

پانچ سال کے عرصہ مین اوجین سے بھوپال تک لائن تیار ہوگئی، اور فروری سنہ ۹۶ء مین مسافرون کی آمد ورفت کا سلسلہ شروع کردیا گیا، یہ لائن بمقابلہ بھوپال اسٹیٹ ریلوے لائن کے جلد تیار ہوئی، اور جس تاریخ سے یہ لائن کھلی اوسی تاریخ سے اوسکی آمدنی خزانہ ریاست مین داخل ہوئی، حالانکہ بھوپال اسٹیٹ ریلوے سے نو برس تک کچھہ منافع حاصل نہین ہوا تھا۔

اگرچہ فروری سنہ ۹۶ء مین یہ لائن مکمل ہوگئی تھی، لیکن رسم افتتاح ۴ رجنوری سنہ ۱۸۹۷ء کو کرنل ڈیوڈ بار صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کے ہاتھون سے عمل مین لائی گئی۔

۲ رجنوری کو صاحب بہادر محتشم الیہ[۱] بھوپال کو تشریف لاے، ۴ رجنوری کو جلسہ کا افتتاح ہوا اسٹیشن نہایت شان سے آراستہ کیا گیا تھا، یوروپین افسران سیہور ریلوے اسٹاف کے اعلیٰ افسر، اور یوروپین لیڈیز قریبا پینتالیس اصحاب کے مدعو کیے گئے تھے، اراکین وخوانین ریاست

[۱] اثناے قیام بھوپال مین راو ستروسال جاگیردار منگل گڈھ کو سند خطاب "راو بہادر" صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے عطا کی۔

بھی جلسہ مین شریک تھے۔

جلسہ کا انتظام و اہتمام ریلوے کمپنی کی جانب، اور اوسی کے صرف سے کیا گیا تھا۔

۴ بجے دن کو بذریعہ اسپشل ٹرین ایجنٹ گورنر جنرل بہادر، و سرکار خلد مکان و دیگر صاحبان یوروپین و لیڈیز سیہور گئے، اور وہان ٹی پارٹی دیگئی۔

منجانب ریاست اسٹیشن سیہور پر فقرا و غربا کو خیرات تقسیم کی گئی، کل صرفہ بھوپال اجین ریلوے کے اوس حصہ کی تعمیر کا جو حدود ریاست مین واقع ہے مبلغ [illegible] لاکھ ہوا تھا۔

کمپنی کی منظوری حاصل کرنے کے بعد ملازمان ریلوے کو سرکار خلد مکان نے انعام عطا کیا اور ایک کتب خانہ ریلوے اسٹاف کے لیے اسٹیشن بھوپال پر مہیا فرمایا۔

بھوپال اجین ریلوے کا معاہدہ بھی منجانب گورنمنٹ آف انڈیا و ریاست بھوپال مکمل کیا گیا اوس موقع پر جو تقریرین ہوئین وہ حسب ذیل ہین:۔

اسپیچ سرکار خلد مکان

الحمد للہ کہ آج نہایت خوشی کا دن ہے کہ بعد اجراے اسٹیٹ ریلوے بھوپال جو ۱۸۸۴ء مین جاری ہوئی تھی، یہ دوسری لائن اوجین بھوپال ریلوے جاری ہوئی ہے بسبب نتائج اقبال مندی و سرپرستی حضور ملکہ معظمہ انگلستان و قیصرہ ہندوستان دام اقبالہا کہ ہین جو بعد اوس کے پھر انصرام و انجام اوس کا اس چھوٹی ریاست سے بہ عہد میمنت مہد جناب معلی القاب لارڈ ایلگن صاحب بہادر گورنر جنرل و یسراے کشور ہند۔

و صاحب والاشان کرنل بار صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل و میجر میڈ صاحب بہادر

پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کے آج تاریخ چوتھی جنوری ۱۸۹۷ء کو ہوا جس سے ازدیاد ترقی تجارت وآسائش مسافران، وآبادی ملک، وانتفاع ریاست کی بہتر امید کیجاتی ہے مین اس عنایت واخلاق کرنل بار صاحب بہادر ممدوح کی جو بوفور مہربانی جناب محتشم الیہ نے میرے اس جلسہ مسرت کو قبول ومنظور فرماکر رونق بخشی، ازتہ دل شکرگزار ہون، اور مسٹر شیرین صاحب بہادر چیف انجنیر ریلوے کا جنھون نے تیاری ریلوے مین عمدہ کارروائی کی، اور بکفایت وعجلت اس کام کو انجام دیا کہ منافع اوسکا اوس ہی سال سے آنا شروع ہوگیا، بخلاف سابق اسٹیٹ ریلوے بھوپال کہ ۹ سال تک اوس کے منافع کا ایک حبہ بھی وصول نہین ہوا، سچے دل سے شکر ادا کرتی ہون، اور میجر میڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال، اور میم صاحبہ صاحب موصوف کی مین نہایت شکرگزار ہون کہ بکمال مہربانی صاحب بہادر موصوف ومیم صاحبہ نے توجہ وتکلیف کرکے جملہ انتظام واہتمام اس تقریب کا بوجہ احسن فرمایا پس جملہ صاحبان بہادر ولیڈیون کے خیر مقدم کا جو اس تقریب مین تشریف لائے، اور مسرور فرمایا، بہت خوشی کے ساتھ شکریہ ادا کرکے اپنی اس تقریر کو بدعاے ترقی سلطنت جناب "ملکہ معظمہ" کہ جن کو مین بجا اپنی والدہ ماجدہ سمجھتی ہون، ختم کرتی ہون۔

خداوند کریم کے فضل وکرم سے امید ہے کہ حضور "قیصرہ ہند" کی جو عنایات خسروانہ اس ریاست، اور میرے حال پر ہمیشہ سے مبذول ہین، بیش ازبیش مادام الحیات میرے مرعی ومشمول رہینگی۔

اب ایجنٹ گورنر جنرل صاحب بہادر سنٹرل انڈیا براے مہربانی

مع دیگر صاحبان بہادر و میم صاحبات ریل کو افتتاح فرمائین ۔

اسپیچ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا

نواب بیگم صاحبہ، لیڈیز، و جنٹلمین!

قبل اسکے حسب فرمائش "نواب بیگم صاحبہ" اوجین بہوپال ریلوے کا حصۂ ریاست بہوپال کہولا جاوے، مین چاہتا ہون کہ چند الفاظ اس تقریب کی کیفیت مین بیان کرون جو آج ادا ہوگی ۔

یہ ریلوے دراصل ماہ اپریل سنہ گذشتہ مین تیار ہوگئی تھی مگر صرف اس سبب سے کہ مین نے موسم گرما مین رسم افتتاح ریلوے کرنے مین تکلیف ظاہر کی تھی "نواب بیگم صاحبہ" نے براہ مہربانی اس تقریب کو زیادہ مناسب موسم مین ادا کیا جانا منظور فرمایا تہا، اور مجھکو اسکی خوشی ہے کہ اس سال اول ہی دفعہ کار منصبی بھوپال آنے سے "نواب بیگم صاحبہ" کی اس تمنا بر آری اور اون کے ساتھ لائن جدید مین اول بار سفر کرنے کا موقع ملا ۔

"نواب بیگم صاحبہ" اون رؤساے ہند مین سے ہین جنہون نے سب سے اول توسیع ریلوے کے فوائد کو تسلیم فرمایا ہے، بھوپال اسٹیٹ ریلوے اٹارسی سے بہوپال تک ۱۸۸۴ء مین طیار ہوئی اور یہ کام زر کثیر کا تہا کیونکہ اس مین دریاے نربدا کا پل ہوشنگ آباد کے مقام پر بنانے ہی کا بڑا کام نہین تہا بلکہ وندیاچیل کی چڑہائی پر پہاڑ کی کٹائی کا بھاری کام تہا، جیسا کہ "نواب بیگم صاحبہ" نے فرمایا، اس ریلوے لائن سے اگرچہ چند سال تک کچہ منافع نہ ملا مگر دراصل اسکو

انڈین مڈلینڈ ریلوے کے سلسلہ عظیم کی بنیاد سمجھنا چاہیے جو اب سنٹرل انڈیا ایجنسی کے سقدر
زیادہ حصہ مین ہو کر جاتی ہے یعنے آگرہ سے گوالیار، جھانسی، بھوپال، ہو کر اٹارسی تک،
اور اوسکی شاخین جھانسی سے کانپور، اور مانک پور، اور بھوپال سے اوجین تک جاری ہین
لیڈیز، و جنٹلمین! مجھ کو یقین ہے کہ آپ سب "نواب بیگم صاحبہ کو تہ دل سے اس
عظیم ریلوے کے اس آخر ٹکڑہ کے تیار ہو جانے کی مبارک باد دینے مین میرے شریک ہونگے،
اور اس امید کے اظہار مین بھی شرکت کرینگے" بیگم صاحبہ موصوفہ نے سنٹرل انڈیا کی
ریلوے کی توسیع مین حوصلہ مندی کا اظہار کیا ہے، اس کا جیسا چاہیے عوض ملے اور
یہ عوض صرف یہی نہین کہ جو روپیہ اس مین "نواب بیگم صاحبہ" نے لگایا ہے اوسکی عمدہ آمدنی ہو،
بلکہ ریاست اور رعایا کو اس سے لازمی فوائد یعنی آمد و رفت کی آسانی، تجارت کی
ترقی، اور سب سے بڑا فائدہ آسانی تقسیم غلہ خوردنی ایسے تنگ وقت مین جو امسال
پیش نظر ہے پہنچے۔

"نواب بیگم صاحبہ" نے احسانمندانہ الفاظ مین مسٹر شیرمین صاحب بہادر کے کام کا اظہار
کیا ہے جو اوجین بھوپال ریلوے کی تیاری کی تجویز کے روز اول سے اوس کے کام ختم ہونے تک
انجنیر انچیف رہے ہین، مین بھی چاہتا ہون کہ مسٹر شیرمین صاحب بہادر اور اون کا
جنہون نے اونکے ساتھ اس لائن پر کام کیا ہے شکریہ اور مبارک باد ادا کرون۔

ریلوے کا سفر آجکل ایسا عام ہو رہا ہے کہ اوسکے بنانے کی ہنرمندانہ تجاویز نگرانی
کی فکر اور ریلوے لائن کی تیاری کی محنت اور ہزارون قسم کی مشکلات تفکرات اور
اون لوگون کی جواب دہی کا جو ایسے کام کو کرتے ہین، اور جسکو مسٹر شیرمین صاحب بہادر نے
ایسی کامیابی کے ساتھ پورا کیا ہے، انسان واجبی احسان ماننا، اور قدر کرنا

بھول جاتا ہے۔

"نواب بیگم صاحبہ"! مین اپنے، اور آپ کے جملہ مہمانون کی جانب سے اون الفاظ وفاداری کے جن مین آپ نے حضرت "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کا ذکر کیا ہے پوری داد دیتا ہون، ہم سب واقف ہین، اور ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ جو کچھہ آپ نے فرمایا بہ خلوص اور صدق دلی کے ساتھہ کیا ہے، اور اس کام کو اور نیز دیگر کامون کے کرنے مین جو شوق و حوصلہ اور استقلال "نواب بیگم صاحبہ" کی طرف سے ظہور پذیر ہوا ہے اوس کا باعث جوش اور کمال وفاداری، اور جان نثاری فرمانروا امپریس بان کی ملکہ معظمہ انگلستان اور قیصرہ ہندوستان کے ساتھہ ہے جو کل حصص دنیا مین اپنی رعایا کی مادر مہربان ہین۔

لیڈیز، و جنٹلمین! اب مین اوجین بھوپال ریلوے کا افتتاح کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ آپ اس موقع پر "نواب بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال کی تندرستی اور اون کے ریلوے کی کامیابی اور سرسبزی کا جام نوش فرمائین۔
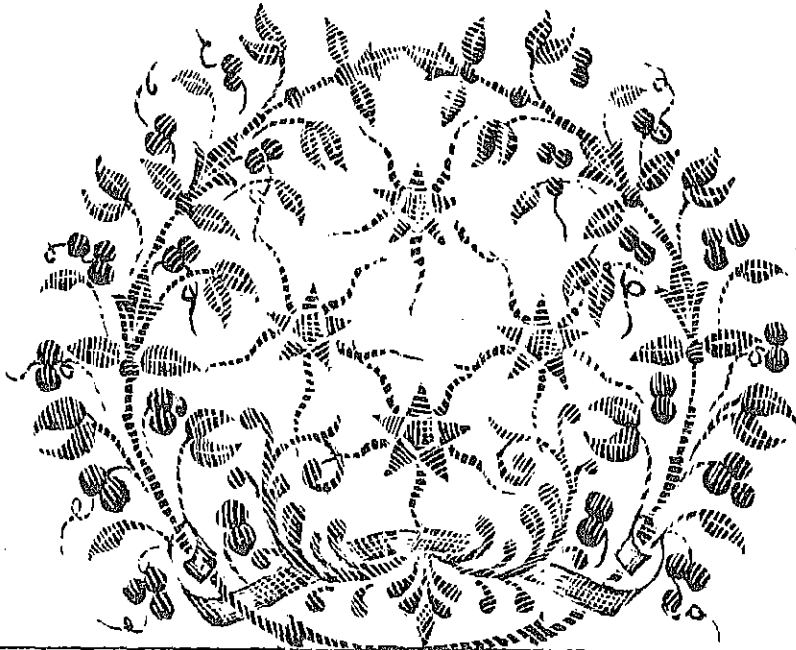
جشنِ ڈائمنڈ جوبلی[1]

بہ تقریب حکومت شصت سالہ جناب ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند

سنہ ۱۸۹۷ء مین میجر ایم، جی میڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ نے مولوی عبد الجبار خان صاحب بہادر سی، آئی، ای، وزیر ریاست کو بذریعہ چٹھی مطلع کیا کہ "حضور ویسراے ہند نے حکم دیا ہے کہ برٹش انڈیا مین بتقریب شصت سالہ جلوس حضرت "ملکہ معظمہ" عام تعطیل دیجاے، اور یہ تجویز فرمائی ہے کہ ایسا ہی ریاست بھوپال مین بھی ہو، اور جلسہ بھی منعقد کیا جاے، افواج ریاست کی قواعد ہو اور بروز انعقاد جلسہ شہنشاہی سلامی کی توپین سر کی جائین ،،

توپین شاہی سلامی کی سر کی گئین، مدرسہ وکٹوریہ کی (۲۴) لڑکیون کو جو تعلیم پا رہی تہین جوڑے

---

[1] جشن ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر جو لندن مین منایا گیا تہا علیا حضرت "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" نے اپنا یہ منشا ظاہر فرمایا کہ جناب ممدوحہ کی اردلی کے واسطے جو گارڈ آف آنر قائم ہو اوس مین ہندوستان کے رسالجات امانت شاہی کا ایک ایک افسر بھی شریک کیا جاے۔

بہ تعمیل منشا شاہانہ ہندوستان سے افسران مذکور کی روانگی تجویز کی گئی، اول ہفتہ مئی کو کل افسر جہاز پروشیا مین بہ ماتحتی میجر ڈائمنڈ صاحب بہادر متعلقہ سنٹرل انڈیا ہارس ہندوستان سے روانہ ہوے۔

ریاست بھوپال سے میجر مرزا کریم بیگ انتخاب کیے گئے تھے۔

یہ کل افسر ۲۲ رمئی کو داخل لنڈن ہوے اور بمقام (ریچہ پارک؟) جو لنڈن سے ۲۰ میل ہے ٹھہرے۔

ہز رائیل ہائینس پرنس آف ویلز (ملک معظم قیصر ہند) ہز رائیل ہائینس ڈیوک آف کناٹ و لارڈ ہملٹن سے ملاقاتین ہوئین، لارڈ ہملٹن نے اثناء گفتگو مین ظاہر کیا کہ "ملکہ معظمہ کا ارادہ تہا کہ تمام روساء ہندوستان سے ملاقات کرین لیکن تہوڑا سا وقت ہونے کے سبب سے ملتوی رہا، تاہم تم لوگون کو دیکھکر سب خوش ہونگے" لارڈ ہملٹن نے افسرون کی دعوت بھی کی۔

۲۲ رجون سنہ روان کو "ملکہ معظمہ" کی سواری نہایت شان وشوکت سے نکلی، وہ آٹھ گھوڑون کی کھلی ہوئی بگھی مین

تقسیم کیے گئے ملازمون کو انعام دیا گیا۔

چند قیدی بہی رہا کیے گئے، اور چند کی میعاد مین تخفیف کی گئی۔

۵ بجے شام کو تمام فوج ریاست کی قواعد کی گئی، شب کو تمام شہر مین، اور مکانات و محلات و دروازہ شہر پناہ و قلعہ جات پر روشنی ہوئی، شہر مین غلہ غربا کو تقسیم ہوا۔ ۲۱ و ۲۲ رجون کو تمام دفاتر صدر و مفصلات مین عام تعطیل رہی تحصیل سیہور مین خصوصاً اور باقی جملہ تحصیلون مین عموماً غلہ محتاجون اور مسکینون کو تقسیم ہوا۔

اس تقریب مین ۴ رجولائی کو لال کوٹھی مین صاحبان یورو پین کو ڈنر دیا گیا، جس مین ۲۵ صاحبان اور لیڈیان مدعو تہین، کہانے کے بعد سرکار خلد مکان نے "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کا، اور وزیر صاحب نے مہمانون کا، اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ نے سرکار خلد مکان کا، دلچسپ اور پرجوش تقریرون مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سوار تہین، تخمیناً ۶ میل کا چکر قرار پایا تہا، راستہ پر بیس ہزار فوج چار حصون مین دو طرفہ استادہ تہی، ہندوستان کے افسر گاڑی کے پاس تہے، اور رسالہ جات اعانت شاہی کے افسر سفیرون کی بگہی کے پیچہے تہے، اا بگہیون مین خاندان شاہی کے ممبر سوار تہے، نصف راستہ مین گرجا واقع تہا، وہان پر نماز ادا کی۔

جب پبلک ہوس مین سواری داخل ہوئی تو دروازہ پر سفرا، اور افسران اعانت شاہی نے سلام کیا۔

سرکاری رپورٹ سے معلوم ہوا کہ ستر لاکہ آدمی اس جشن کے دیکہنے کو جمع ہوے تہے۔

یکم جولائی کو افسران اعانتِ شاہی "ملکہ معظمہ" کی بگہی کے ہمراہ اردلی مین تہے، ان افسرون سے "ملکہ معظمہ" نے ونڈسر کیسل مین ملاقات فرمائی، اور دعوت کی، کئی روز تک شہر لنڈن مین روشنی رہی۔

لنڈن مین ۲ بجے رات کو دربار ہوا، یہ جملہ افسر بہی شریک تہے، ملکہ معظمہ لکڑی کے سہارے سے استادہ تہین، باری باری سے افسرون کا نام پکارا جاتا تہا، وہ سامنے حاضر ہو کر کرچ سے سلامی دیتے تہے ملکہ معظمہ سلام لیکر خوشنودی ظاہر کرتی تہین۔

۶ رجولائی کو "ملکہ معظمہ" نے میجر کریم بیگ کی وردی پر بلا لگایا، اور شاہزادہ ولیعہد نے ایک کرچ دی۔

۱۰ رجولائی کو پریڈ و سلامی ہوئی۔

جام صحت تجویز کیا، جو حسب ذیل ہین :-

اسپیچ سرکار خلد مکان

صاحبان !

آج مینے آپ لوگون کو اسلیے تکلیف دی ہے کہ آپ میری اس خوشی مین شریک ہون جو بسبب جشن جلوس شصت سالہ "ملکہ معظمہ" دام سلطنتہا کے سب ہندوستانیون کو عموماً اور مجکو خصوصاً حاصل ہوئی ہے، میری خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ مین جناب "ملکہ معظمہ" کے عہد سلطنت مین پیدا ہوئی، اور مسند ریاست پر بیٹھی، اور عزت "کرون آف انڈیا ائیمپریس" اور "اعظم طبقہ اعلای ستارہ ہند" کی پائی، اور معزی الیہا میری ہی جنس مین سے ہین، اگرچہ مجکو جناب ممدوحہ کی دولت ملازمت حاصل نہین ہے، لیکن بے دیکھے مجکو وہ محبت اونکے ساتھہ ہے جو بیٹی کو اپنی والدہ کے ساتھہ ہوتی ہے، جناب ممدوحہ کی شفقت مادرانہ مجھپر ہمیشہ مبذول رہی ہے، اور اس باعث سے مین سمجھتی ہون کہ گویا میری والدہ مرحومہ "نواب سکندر بیگم صاحبہ" کے سایہ عاطفت مین میری زندگی بسر ہوتی ہے -

یون تو تمام اہل ہند "ملکہ معظمہ" کے مطیع، اور فرمان بردار ہین، مگر مین صرف اونکی اطاعت ہی نہین کرتی ہون بلکہ اون سے دخترانہ محبت رکھتی ہون، اس عہد سلطنت کی خوبیان احاطہ بیان سے باہر ہین، تواریخ کے دیکھنے والونکو بخوبی معلوم ہوگا کہ اسباب راحت جو اس دور مین موجود ہین، علوم و فنون، و تجارت کو اس عہد مین جو ترقی ہوئی، امن خلائق جو آج ہے وہ زمانہ ماضیہ مین نہ تھی -

مین آج کی دعوت جوبلی کے معہودہ دن مین کرتی لیکن اوس روز ہر شخص کا گھر عشرت گاہ تہا علاوہ اسکے انگلستان کے لوگ اپتک شادیان کر رہے ہین، پھر مین کیون زمانہ مسرت کو تنگ کرتی

مین دعاکرتی ہون، اور آپ سب میری دعا مین شریک ہون کہ اللہ تعالی قیصرۂ ہند ملکۂ وکٹوریہ کو صد و شصت سال کی عمر عطا کرے، اور اس دعا کے ساتہہ آپ جام صحت نوش فرمائین۔

اسپیچ وزیر صاحب بہادر ریاست

حضور سرکار عالیہ، ولیڈی صاحبات، وجنٹلمین!

یہ دوسری بار ہے کہ مجکو اس مقام پر آپ لوگون کے سامنے تقریر کرنے کی مسرت حاصل ہوئی، موجودہ تقریب ایک ایسی تقریب ہے جسمین تقریر کرنا مین اپنی عزت اور اپنا باعث امتیاز سمجھتا ہون۔

آج کی شب میری خاص ہم مذہب، اور قوم کی ایک شہزادی نے ایک دعوت ہمارے پیارے بادشاہ حضور "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کے جشن جوبلی شصت سالہ کی فرخندہ یادگار مین دی ہے، اور مجکو حضور سرکار عالیہ کے مہمانون کے جام صحت تجویز کرنے کا اعزاز عطا کیا قطع نظر اعزاز کے یہ قابل مسرت اور مبارک موقع خود میری ذات کے لیے نہایت خوشی کا باعث ہے، میری پیدائش اوسی سال کی ہے جس سال حضور "ملکہ معظمہ" نے تخت سلطنت برطانیہ اعظم و آئرلینڈ پر جلوس فرمایا تہا، اور مین خدا کا شکر کرتا ہون کہ اون کے عہد دولت کے ساٹھوین سال کے اختتام کے دیکھنے کے لیے زندہ رہا، ایسا عہد جو اونکے لیے ہزاران ہزار نعمتون سے مملو ہے، مین اس بات سے انکار نہین کر سکتا کہ

قحط، ووبا، اورزلزلہ نے بدقسمتی سے اس سال جبکہ ہرطرف خوشی اور عام مسرت کا اظہار ہورہا ہے، ہماری خوشیون کوکسیقدر سرد کردیا لیکن حضور ملکہ معظمہ کی ہمدردیون اور اونکے افسرون کی جان بچانے کی کوششون نے بہت آفات کی تکلیفون کوکم کردیا جن جن آفات کوکوئی انسانی طاقت روک نہین سکتی تھی، یہ حکومت برطانیہ کا طفیل ہے کہ ہم کوان آفات سماوی کے سنبھالنے کی طاقت حاصل ہے، اور ایمپر برطانیہ اعظم کے باشندون کی کوشش ہے جس نے اون آفتون کے مقابلہ مین ہمارے دل مضبوط کردئے ہین جو نوع انسان پر برابر پڑتے رہتے ہین، لہذا میرا آپ لوگون سے ان مہمانون کے جو برٹش قوم سے ہین جام صحت نوش کرنے کی استدعا کرنا بہ نیت اداے شکر گزاری کے ہے۔

مین آپ صاحبون کے ساتھ شراب مین شریک نہین ہوسکتا لیکن مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ گو میرا پیٹ خالی ہے، میرا دل مسرت و انبساط سے بھرا ہوا ہے۔

اسپیچ جناب کپتان نیومارچ صاحب بہادر پولٹکل ایجنٹ بھوپال

لیڈی صاحبان، و جنٹلمین!

اس شاندار تقریر سے جو ابھی نواب بیگم صاحبہ بھوپال کی زبان سے سنی آپکو اونکی فصاحت بیانی، اور اونکی خیرخواہی کا کامل ثبوت مل گیا ہوگا، لیکن وہ لوگ جو نواب بیگم صاحبہ کے ساتھ بے تکلفانہ مراسم رکھتے ہین آپسے بیان کرسکتے ہین کہ علاوہ فصاحت اور خیرخواہی کے اون مین اور اعلیٰ اعلیٰ اوصاف بھی ہین " نواب بیگم صاحبہ" کی مہمان نوازی ایسی زبان زد عام ہے کہ وہ میرے بیان کی محتاج نہین، کیونکہ

اوسکا نتیجہ یہ ہر شخص کو جو بھوپال آتا ہے ہوجاتا ہے، چاہے آنے والے حضور وئسرای ہون چاہے کوئی ممتاز مسافر، چاہے پولیٹکل ایجنٹ، چاہے کوئی قحط زدہ محتاج۔

اگر یہ قحط برابر قائم رہا تو مین کہہ سکتا ہون کہ ہماری جو حالت نہو جائے کم ہے، "نواب بیگم صاحبہ" کی رحمدلی، اور فیاضی، اونکی زندگی مین روزانہ اس طور پر ظاہر ہوتی رہتی ہے کہ وہ اپنے وزیر کی دل سے تائید کرتی ہین جنکے انتظام کی ابتدائی حالت سے آیندہ کے لیے نہایت بڑی بڑی امیدین پیدا ہو چلی ہین۔

پولٹیکل ایجنٹ کے ساتھہ بہت مستعدی سے موافقت فرماتی ہین اور اپنے ملازمین اور رعایا اور اون بیچارے تشنگان قحط پر جو دور دور از مقامات سے بھوپال کو یہ قوی امید لگا کر جسمین کبھی ناکامی نہین ہوتی آتے ہین کہ "بیگم صاحبہ" کی خیرات اونکی مصیبتون کو دور کرے دیگی، مستقل عنایت و مہربانیان کرتی ہین۔

حضور وئسرائے جب دو برس ہوے بھوپال کو تشریف لائے تھے، اونھون نے "بیگم صاحبہ" کے زمانہ غدر کی خیرخواہی کا تذکرہ فرمایا، اور ہم لوگون کو یاد دلایا تھا کہ اوس فساد عظیم کے زمانہ مین جن لوگون نے "بیگم صاحبہ" کے یہان آکر پناہ لی تھی اونکو اپنی حفاظت کا یقین کامل ہوگیا تھا، مین اس سے آگے بڑھتا ہون اور کہتا ہون کہ ہر حالت مین ہندوستان بھر مین میرے نزدیک سوائے بھوپال کے کوئی ایسی جگہ نہین ہے جہان مین رہنا چاہتا ہون، اور مجکو یقین ہے کہ آپ سب میرے ان خیالات کا اعادہ کرینگے اب مین "بیگم صاحبہ" کا جام صحت تجویز کرتا ہون، فقط۔

اسی تاریخ کو سرکار خلد مکان نے ایک خریطہ بحضور وئسرائے ہند ارسال کیا جس مین اپنے پہلے خریطہ کے جواب کا شکریہ ادا کیا تھا، دو ہزار روپیہ تیاری مجسمہ ملکہ معظمہ کے فنڈ مین جو بنایا گا

جشن ڈائمنڈ جوبلی مجسمہ تیار کرانے کے لیے کہولا گیا تہا چیمبرس آف کلکتہ کے سکریٹری کے پاس ارسال کیے

ہز اکسلنسی نے جو خریطہ اس جشن کے متعلق سرکار خلد مکان کے نام بہیجا ذیل مین درج کیا جاتا ہے

خریطہ جناب معلی القاب حضور لارڈ ایلگن صاحب بہادر وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند

موسومہ سرکار خلد مکان از مقام شملہ مورخہ ۹ جون ۱۸۹۷ء

اس یادگار سال مین ہماری پیاری ملکہ معظمہ کی کل رعایا ہر حصۂ دنیا مین ایک بیمثال، اور خاص طور پر دلچسپ تقریب مین متفق ہو کر شریک ہو رہی ہے، یہ بات کہ اب حضور ملکہ معظمہ کا عہد سلطنت باعتبار دوران کے اونکے کسی ماسبق بادشاہ تخت برطانیہ کی مدت حکومت سے بہت زیادہ ہو چکا ایک اعلی درجہ کا اہم تاریخی واقعہ ہے، بہت کچہہ اون نعمتون کے متعلق لکہا جا سکتا ہے جو رعایاے حضور ممدوحہ کو اس عہد ہمایون مین نصیب ہوئی ہین، اس زمانہ مین چونکہ سلطنت کی قوت افزون اور اوسمین جمعیت پیدا ہوئی، اور اوسکی وجہ سے امن اور بہبودی کی نعمتین حاصل ہوئین، حضور ملکہ معظمہ کے عہد مبارک مین گورنمنٹ کی کوششین برابر ہر ایسی تحریک کی تائید کرتی رہین جو حضور ممدوحہ کی وسیع سلطنت کی رعایا کو موجب مرفہ الحالی ہو سکتی تہین۔

ترقی علوم باعتبار اون حالتون کے جن پر وجود انسانی کا دار و مدار ہے، اور باعتبار اون ذرائع کے جنکی وجہ سے ان حالتون کی اصلاح ہو سکی بےنظیر ہوئی، اختراعات عظیمہ مثل اشتغال تجارت و طاقت برقیہ جنکا امن و بہبودی کے زمانے موقع دیا، تہذیب کے واسطے کام مین لائی گئین، اس طریقہ سے پیداوار زمین بازارہاے

دنیا مین جمع کیجاتی ہے جس سے کاشتکاران اضلاع دور افتادہ و گنجان آبادی شہر کلان کو برابر فائدہ پہنچتا ہے، اور ساتھ ہی اسکے صاحب علم کی علمیت، اور وافکار معاملات دنیوی کے تجربہ کے نتائج اون لوگون کے واسطے جو دور و دراز قطعات دنیا مین رہتے ہین مہیا کیے گئے ہین۔

مین اون چیزون کی تفصیل سے جناب عالیہ کا وقت نہ لونگا، آپ خود سب سے اوّل اس بات کو مان لین گی کہ ان چیزون مین ہندوستان کو اوسکا پورا حصہ مل چکا ہے۔

مگر مین یقین کرتا ہون کہ وہ خیال جو اسوقت آپکے اور ہر ایسے شخص کے دل مین بھرا ہوا ہے جسکو حضور "ملکہ معظمہ" کے ساتھہ اطاعت و فرمان برداری کی نسبت ہر حضور کی ذات اقدس کے ساتھہ محبت و جان نثاری کا خیال ہے۔

مین حضور "ملکہ معظمہ" کی خدمت مین یہ گزارش کرکے نہایت مسرور و محظوظ ہونگا کہ کسطرح آپنے، اور نیز دیگر روساء و والیانِ ملک ہندوستان نے ایسی موقع پر جو حضور ممدوحہ کی ذات بابرکات کے لیے اس درجہ معنی خیز ہے (یعنی شصتم سال گرہ جلوس و تخت نشینی) خوشیان کرکے اپنی فرمان برداری کی شہادت دی۔

مین بوجوہ جانتا ہون کہ حضور ملکہ معظمہ کی خواہش، اور رغبت یہ تہی کہ وہ آج کے دن کے جلسون مین اپنی سلطنت ہندوستان کے قائم مقامون کو اپنے گرد جمع فرماوین، مگر حضور ممدوحہ نے اپنے اس ارادہ سے قطع نظر فرمائی، کیونکہ اس قحط و وبا کے برس مین اونہون نے نہ چاہا کہ کوئی ایسا حکم جاری فرمائین، یا پیام دعوت دینا جو کسی ایک شخص کو ضروری فرض رفع تکلیف قحط زدگان، و بیماران سے ہٹانیکا نتیجہ

پیدا کرے ، مجکو یقین ہے کہ آپ اس تصفیہ کو ایک اور مثال اوس دلی لحاظ اور محبت کے تصور فرماوینگی جو اپنی رعایا اور سب سے زیادہ اپنی رعایاے ہند کے ساتھ ہمارے بادشاہ کی زندگی کی نمایان خصوصیت رہی ہے۔

مین یہ خط جناب عالیہ کو اس بات کے یقین دلانے کی غرض سے لکھتا ہون کہ مین تمام تر اون طریقون سے جنسے کہ آپ اس مسرت آمیز دن کو یادگار بنانا چاہتی ہین ہمدردی کرون گا ، اگرچہ ہم لوگ خود جاکر اپنے بادشاہ کی تخت کے سامنے سر اطاعت خم نہین کر سکتے ، تاہم ہماری نیت محبت آمیز طریقہ پر محسوس ہوسکتی ہے ، اور اوس کا اظہار فرمان بردارانہ ہوسکتا ہے ' اور مین یہ سمجھکر خوش ہون کہ ہر حصہ ہندوستان سے ہماری جان نثاری کا ایک متفقہ تار براہ سمندر حضور ملکہ معظمہ کی خدمت مین اون کی دور و دراز در دولت پر پہنچے گا۔

اجراے سکہ کلدار بجاے سکہ بھوپالی

قبل اسکے کہ سکہ بھوپال کی جگہ سکہ کلدار کیا جاے، ریاست کی ٹکسال مین سکّہ مسکوک ہوتا تھا۔ بسنہ ۹۲-۱۸۹۱ء مین آسانی تجارت اور برابری نرخ کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہو کر بجاے مختلف سکّون کے رواج کے "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کا سکّہ عامتہً جاری کیا جاے۔

گورنمنٹ ہند سے اوسکے عمل درآمد کی خواہش کی گئی، زر مجتمعہ خزانہ و زر رعایا کے تبادلہ کر متعلق خط و کتابت ہوئی، گورنمنٹ ہند نے بجاے مالیعہ بھوپالی کے سو روپیہ سکّہ کلدار دینا منظور کیا، اور تمام مراتب متعلق تبادلہ و رواج سکّہ طے ہو گئے۔

یکم جولائی سنہ ۱۸۹۷ء = ۲۹ محرم سنہ ۱۳۱۵ھ کو ملک محروسہ ریاست بھوپال مین نسبت تبادلہ و رواج سکہ بھوپالی و سکہ کلدار ایک اشتہار جاری ہوا، اور اوسی اشتہار مین ضروری قواعد سکہ جات درج کیے گئے۔

کاشتکارون و مستاجرون کو فیصدی دس روپیہ جمع مالگزاری منہائی بٹہ کلداری دی گئی تمام مراتب نسبت تبادلہ سکہ جو گورنمنٹ ہند سے طے ہوے تھے۔

راجگڈہ، مقصودن گڈھ، نرسنگڈھ، سوہٹیالہ، ریاست ہاے بھوپال ایجنسی سے بھی جہان سکہ بھوپال رائج تھا، بذریعہ سرکلر مجریہ ایجنسی بھوپال تعلق پذیر ہوے، اور میعاد تبادلہ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء سے یکم فروری سنہ ۱۸۹۸ء تک قرار دی گئی، اور بعد یکم فروری کے سکہ بھوپال کا چلن بالکل بند کر دیا گیا، اور اوسکی قیمت مثل چاندی کے رہ گئی۔

سرکار خلد مکان نے بنظر ترحم و نقصان رعایا یہ حکم صادر فرمایا کہ اگر کثرت استعمال سے

روپیہ بقدر دو فیصدی سے زائد کم نہ ہوگیا ہو تو کلدار سے عام طور پر بدل دیا جاے، اور زر پیشگی
مالگذاری مدخلہ مستاجران، اور زر قرقی جاگیرات مجتمعہ تحویلات و خزانہ ریاست کا بٹہ (للوعیہ)
منہا کیا جاے، اور جو ملازم کہ دس روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہین، اون سے بٹہ مجرا نہ کیا جاے،
اور اس سے زائد تنخواہ پانے والون سے فیصدی دس روپیہ کے حساب سے بٹہ کی منہائی کیجاے،
عام رعایا نے جو روپیہ خزانہ شاہی سے تبدیل کیا، اوسکی بابت کوئی معاوضہ صرفہ نہین لیا گیا،
جب یہ انتظام مکمل ہوگیا تو گورنمنٹ ہند کو اوسکی اطلاع کی گئی، گورنمنٹ ہند نے بذریعہ صاحب
ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا اظہار مسرت فرماکر سرکار خلد مکان کو مبارکباد دی کہ
یہ پسندیدہ انتظام بہ احسن الوجوہ تکمیل کو پہونچ گیا۔
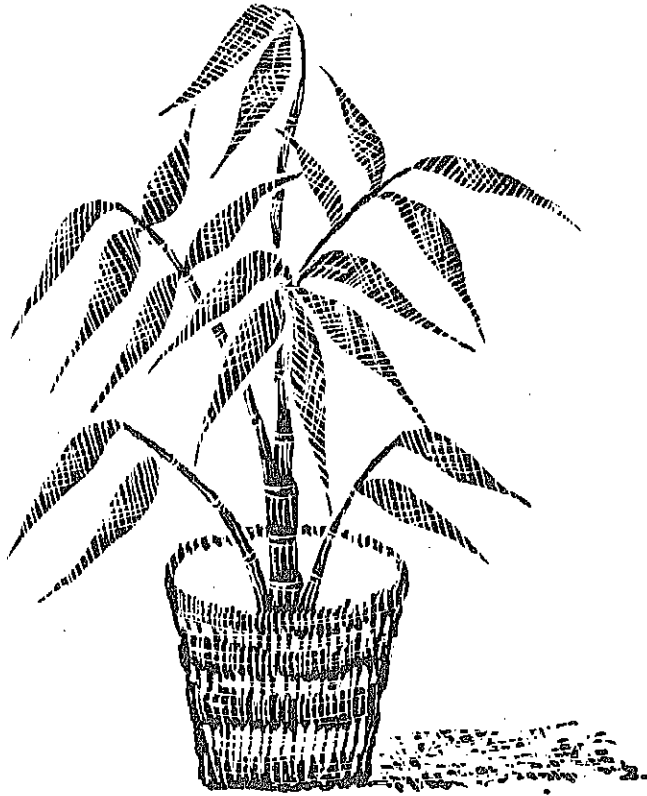
سفر کانپور

سرکار خلد مکان کو ستمبر ۱۸۹۸ء مین معلوم ہوا کہ ہزاکسلنسی لارڈ ایلگن "شملہ" سے اوترنے والے ہین ، اونہون نے ہزاکسلنسی کی خدمت مین اطلاع دی کہ "مین اثنا ے سفر مین کسی مقام پر ملتنے کی خواہشمند ہون"

ہزاکسلنسی نے ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو بذریعہ خریطہ جواب سے مطلع کیا کہ " وہ اس ملاقات سے نہایت خوشش ہونگے " اور مقام ملاقات "کانپور" قرار دیا ، چنانچہ سرکار خلد مکان تاریخ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۱۶ ہجری = ۸ نومبر ۱۸۹۸ء کو مع صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر ، و آنریبل مولوی عبد الجبار خان صاحب سی ، آئی ، ای ، وزیر ریاست و دیگر اخوان ریاست کے کانپور کو تشریف لے گیئن ، اور اسٹیشن کانپور پر جہان انتظام ملاقات کیا گیا تہا ، ملاقات ہوئی ، اور ۱۰ نومبر کو بھوپال واپس تشریف لائین -
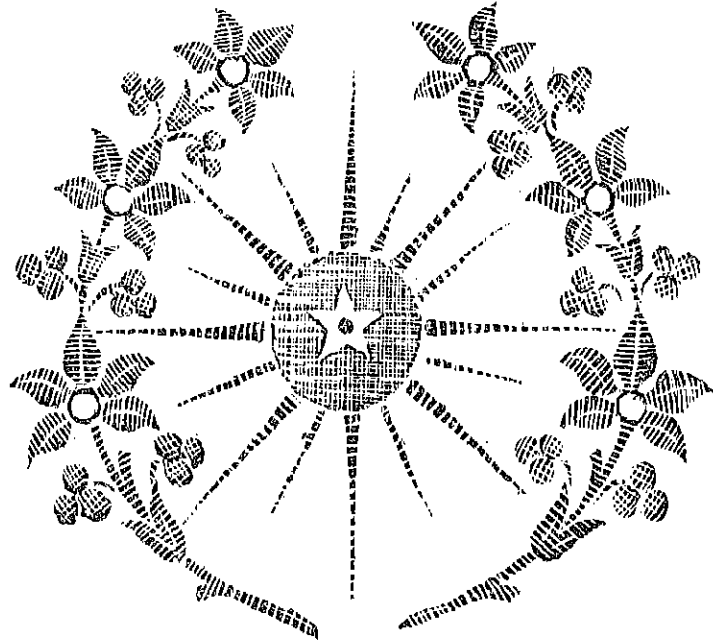
ہزاکسیلنسی لارڈ کرزن کی تشریف آوری

صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھوپال نے نیم سرکاری چٹھی مورخہ ۳۰ر اگست ۱۸۹۹ء کے ذریعہ خان بہادر مولوی عبدالجبار خان صاحب سی، آئی، ای، وزیر ریاست کو مطلع کیا کہ "ہزاکسیلنسی لارڈ کرزن مع لیڈی کرزن صاحبہ نومبر مین بھوپال تشریف لائین گے، ۲۴ر نومبر تاریخ داخلہ، اور ۲۶ر نومبر تاریخ روانگی قرار پائی ہے"

اس اطلاع پر احکام انتظام و اہتمام استقبال و مہمانداری جاری کیے گئے، اور جنٹلمن یوروپین اور لیڈیون کو بھی دعوت دیگئی، بعد کو بذریعہ مراسلہ معلوم ہوا کہ بجاے ۲۴ر کے ۲۵ر تاریخ تشریف آوری کی، اور بجاے ۲۶ر کے ۲۸ر تاریخ واپسی کی تبدیل ہوئی، راجہ راجگڈھ، نرسنگڈھ، کھلچی پور، مقصودن گڈھ، نواب باسودہ، محمد گڈہ، بہی سرکاری طور پر ہزاکسیلنسی سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے واسطے طلب کیے گئے تھے، قبل تشریف آوری ہزاکسیلنسی کے حسب معمول پروگرام مرتب ہو کر آگیا تھا۔

۲۵ر نومبر کو ۱۰ بجے ہزاکسیلنسی کے داخل ہونے کا وقت تہا، اور یہ بہی اطلاع ملی تھی کہ لیڈی کرزن صاحبہ ۱۵ منٹ قبل پہونچین گی۔

سرکار خلد مکان مع وزیر ریاست و دیگر عمائد کے اسٹیشن پر صبح کو پہنچ گئی تہین۔

وقت مقررہ پر لیڈی کرزن صاحبہ کا اسپیشل ٹرین آگیا، اور ہزاکسیلنسی کے داخل ہونے سے پہلے ایک نہایت دلچسپ صحبت سرکار خلد مکان، اور لیڈی کرزن مین رہی۔

۱۰ بجے ہزاکسیلنسی رونق افروز ہوے اور گاڑی سے اوترتے ہی سرکار خلد مکان سے

ملاقات کی، سرکار خلد مکان برقع مین تھین، او سپر تمغاسے، جی، سی، ایس، آئی، مزین تھا۔

ہز ایکسلنسی سرکار خلد مکان کی ملاقات کے بعد کرنل بار صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا، میجر نیومارچ، ودیگر روسا، ویوروپین صاحبان سے ملے، پھر رسالہ اعانت شاہی وبھوپال بٹالین کا ملاحظہ کیا، اور بہار اپنی گاڑی پر مع لیڈی کرزن صاحبہ، ومیجر نیومارچ صاحب بہادر وکپتان گرم صاحب بہادر سوار ہوکر فرودگاہ لال کوٹھی کو روانہ ہوے۔

ہز ایکسلنسی کی گاڑی کے بعد سرکار خلد مکان کی گاڑی تھی، اور پھر علی الترتیب باعتبار مدارج ومراتب اور گاڑیان تھین۔

سرکار خلد مکان اوبیم گودام کی سڑک سے "تاج محل" کو واپس آئین، دیگر مہمان کیمپ "لال کوٹھی" مین مقیم ہوے، استقبال مین مثل زمانہ تشریف آوری ویسرایان سابق اہتمام وانتظام کیا گیا تھا۔ انتظام کیا گیا تھا

۱۲ بجے دن کے حسب دستور مزاج پرسی کے لیے وزیر ریاست مع دیگر عمائد کے گئے،

۳ بجے سرکار خلد مکان ملاقات کو گئین، استقبال ومشایعت مین باضابطہ مراسم ادا ہوے، وہان سے سرکار خلد مکان لیڈی لینسڈون ہسپتال مین تشریف لے گئین جہان لیڈی کرزن صاحبہ سے جو معاینہ کے لیے تشریف فرما تھین ملاقات ہوئی۔

۴ بجے شام کو ہز ایکسلنسی ملاقات بازدید کے لیے "تاج محل" پر تشریف لائے "لال کوٹھی" سے تاج محل تک نہایت عمدہ آرائش، اور روشنی کی گئی تھی۔

۸ بجے رات کو "ڈنر" ہوا سرکار خلد مکان بھی ہز ایکسلنسی کی کرسی کے پاس تشریف فرما تھین کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سرکار خلد مکان نے تقریر کی جسکا فقرہ فقرہ اور لفظ لفظ اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور دلی جوش مین ڈوبا ہوا تھا، یہ تقریر اگرچہ طولانی تھی مگر بڑی دلچسپ تھی،

جسکو ہز اکسیلنسی، اور جملہ مہمانون نے نہایت استعجاب و حیرت کے ساتھ سنا جو مندرجہ ذیل ہے:-

تقریر سرکار خلد مکان

حضور ویسرائے صاحب بہادر، و لیڈی صاحبہ اور لیڈی صاحبات، و صاحبان عالیشان بہادر!

بلا خوف تردید مین کہہ سکتی ہون کہ اس وسیع مملکت ہندوستان مین آجکی شب مجھ سے زیادہ کوئی خوش نصیب اور مورد نوازش شاہانہ نہین ہے، کیونکہ حضور ہماری حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دامت سلطنتہا کے قائم مقام جناب معلی القاب لارڈ کرزن صاحب، اور جناب لیڈی کرزن صاحبہ اسوقت میری مہمان ہین اونکی تشریف آوری سے جسقدر مسرت و عزت مجھ کو، اور میری رعایا کو حاصل ہوئی ہے اوسکے اظہار سے زبان قاصر ہے۔

میری اس بے حقیقت ریاست کو یہ امر نہایت افتخار کا باعث ہوا کہ حضور ممدوح نے پہلے پہل مجھ کو سرکاری طور پر اپنے خیر مقدم کا موقع مرحمت فرمایا، جسکا مین تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہون۔

حضور پر مخفی نہوگا کہ میرے بزرگ ہمیشہ برٹش گورنمنٹ کے دلی خیرخواہ تھے، اور جب سے کہ مین جانشین ہوئی ہون میرا کوئی حوصلہ اس سے بڑھکر نہین ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی خیرخواہی، اور جان نثاری مین اپنے بزرگون پر سبقت حاصل کرون، چنانچہ رجمنٹ اعانت شاہی کو اس امید سے مین نے قائم کیا ہے کہ ریاست کے باشندے تربیت پاکر اس قابل ہو جائین کہ

عندالضرورت وہ سرکار انگریزی کے کام مین آئین، اورناموری حاصل کرین، میری رعایا کیا مسلمان، کیا ہندو برٹش گورنمنٹ کے تمامتر تابعدار اور فرمان بردار ہین سچ تو یہ ہے کہ کوئی مسلمان باایمان جو اپنے قواعد مذہبی کا سچا پابند ہے، دیانتاً اپنے بادشاہ وقت کا غیر مطیع نہین ہوسکتا ہے۔

یہ قابل گذارش ہے کہ تقریباً دوسال کا عرصہ گذرا کہ مین نے بھوپالی سکہ کو اوٹھادیا۔ اوراب بجاے اوسکے برٹش روپیہ اس ریاست کا سکہ ہے، اس کارروائی سے کئی دقتین مٹ گئین، اور کاروبار مین آسانی ہوئی۔

یہ بھی عرض کے لایق ہے کہ اگست ۱۸۹۸ء سے قواعد اسلحہ اس ریاست مین جاری کردیے گئے ہین اس سے غرض یہ ہے کہ جرائم پیشہ ومشتبہ و بداطوار لوگون کے قبضہ مین اسلحہ نہ رہنے پائین، تاکہ وہ ریاست ہٰذا یا مقام سرحدی مین فساد نہ کرسکین، ورنہ اس سے یہ مراد نہین ہے کہ خواص یا عوام اپنے جان مال کی حفاظت پر قادر نہون۔

حضور عالی! کئی سال کے متواتر کمی پیداوار کی وجہ سے رعایا کی حالت سقیم ہوگئی ہے اگرچہ گذشتہ دوسال فصل موافق تھی لیکن ہنوز اوسکی حالت پورے طور پر درست نہین ہوئی تھی کہ پھر اس سال کمی بارش کی شکایت پیش ہے، رازق العباد اونکے حال پر رحم فرمائے، اگر مہاوٹ برس گئی تو قحط کا خدشہ انشاءاللہ دفع ہوجاے گا۔

مین دوبارہ عرض کرنے کی اجازت چاہتی ہون کہ حضور ویسرای اور اونکی لیڈی صاحبہ محترمہ کی رونق افروز ہونے کے باعث سے مجھکو غایت درجہ کا

افتخار حاصل ہوا، اونکو مجھسے بڑھکر میزبان بہت ملین گے مگر مجھکو اونکے جیسے مہمان نصیب سے ملتے ہین۔

میری دعا یہ ہے کہ جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دیر گاہ سلامت باکرامت رہین اور جناب لارڈ کرزن صاحب بہادر اور اونکی لیڈی صاحبہ ہمیشہ صحیح تندرست رہین، اور اس ملک کی ترقی و بہبودگی کی طرف توجہ مبذول فرمائین، آمین۔

قبل اسکے کہ مین اپنی تقریر ختم کرون مجھپر واجب ہے کہ مین اپنے معزز مہمانون کا جنھون نے ازراہ وفور عنایت و کرم میری مخلصانہ دعوت کو قبول فرمایا ہے شکر و احسان ادا کرون اب میری استدعا ہے اور مین تحریک کرتی ہون کہ آپ گرم جوشی سے جام صحت جناب ویسرائے صاحب بہادر اور جناب لیڈی صاحبہ کا نوش فرماوین، اور مخلصہ کو ممنون کرین۔

اس تقریر کے بعد ہز ایکسلنسی حضور ویسرائے وگورنر جنرل بہادر نے اس طرح ارشاد فرمایا:-

یور ہائینس، لیڈیز، و جنٹلمین!

سرکار عالیہ بیگم صاحبہ کو جنکی مہمانی کی مسرت آج کی رات ہم سب کو حاصل ہے، فصیح البیانی کی جو صفت واضع قدرت سے عطا ہوئی ہے، وہ اونکی فیاضانہ مہمان نوازی کی صفت سے کچھ کم نہین ہے، اونھون نے میرے، اور لیڈی کرزن صاحبہ کے جام تندرستی تجویز فرمانے مین جن محبت آمیز الفاظ کا استعمال فرمایا ہے وہ ایک ممتاز ہندوستانی ریاست مین ہمارے پہلے پہل سرکاری دورہ کرنیکی یاد کو ہمیشہ تازہ رکھے گا۔

مجھے اس بات کے خیال کرنے سے بہت اطمینان ہوتا ہے کہ جس خاص ریاست نے ہمارے ساتھہ ایسا برتاو کیا ہے اوسکی فرمان روا وہ رئیسہ ہین

جنہون نے اوس خاندانی روش کے برقرار رکھنے کے علاوہ جو "تاج برطانیہ کے ساتھ اونکی والدہ ماجدہ کے وفادارانہ برتاو سے ممتاز ہوگئی ہی، اپنے تیس سال سے زائد کے زمانہ حکومت مین بلحاظ ایک ایسے طرز انتظام کے شہرت حاصل کی ہے جو روشن خیالی اور خلق اللہ کی ہواخواہی پر مبنی ہے -

اگر اتفاقات مشیت سے فرائض حکمرانی ایک عورت کے ہاتھ مین آجاوین تو یہ کوئی ضروری اور لازمی بات نہین ہے کہ عنان حکومت ضعیف اور متلون مزاج اشخاص کے سپرد ہو جاوے، اس امر کا ثبوت ہمارے اپنے پیارے بادشاہ حضور "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دامت سلطنتہا" کے حالات زندگی سے مل سکتا ہے، نہ ہم ایسے نادر حالت معاملات کا نمونہ اگرچہ اوس سے کسیقدر مختصر درجہ پر ہو ان دونون بیگمات کے حالات مین جن دونون نے نصف صدی سے زیادہ ریاست بھوپال پر حکومت کی ہے، پانے سے ناکام رہ سکتے ہین -

سرکار عالیہ کی والدہ ماجدہ جیسا کہ مین کہہ چکا ہون، نہ تنہا اپنی وفاداری گورنمنٹ کے لحاظ سے مشہور نہین بلکہ وہ ایک قابل حکمران کی حیثیت سے ممتاز رہی ہین -

اسیطرح بیگم صاحبہ حال کا زمانہ حکومت انتظامی عقل اور ذاتی فیاضی کے بہت سے کامون کے لیے یادگار رہے گا، علاوہ اسکے اوس تقریر سے جو اونہون نے ابھی فرمائی ہے مین یہ امر نہایت مسرت سے استنباط کرتا ہون کہ اون کو اپنی رعایا کی فلاح وبہبودی سے جو سرگرم دلچسپی رہی ہے وہ کچھ بھی ختم نہین ہوئی بلکہ وہ اب بھی اون کے فائدہ رسانی کی تجاویز سوچتی اور اون پر عمل کرتی رہی ہین، اور یہ ایک ایسی بات ہے جو اونکی ریاست کی خوشحالی کا سبب ہوگی -

مین روشنبہ کے دن صبح کو اوس رسالہ کے دیکھنے کی خوشی حاصل کرنے والا ہون جو
بیگم صاحبہ نے اعانت شاہی کی غرض سے مرتب کرکے حضور "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کے نام سے
منسوب فرمایا ہے ، بیگم صاحبہ کو اس فوج کے ساتھ ایسی توجہ رہتی ہے کہ گویا وہ
خود اوسکی سپہ سالار ہین ، اور مین یہ سنکر مسرور ہون کہ اونہون نے اضافہ
تنخواہ کے ذریعہ سے لوگون کو اوس رسالہ مین داخل ہونیکی ترغیب اور حوصلہ دلایا ہے۔

مین ریاست ہائے ہندوستانی مین دیسی سکّون کی تبدیلی اور اوسکی جگہہ پر برٹش
کے یکسان ، اور منتقل سکہ کے جاری کیے جانے کو بہت دلچسپی کی نظر سے دیکھتا ہون
۱۸۹۷ء ہی مین اس کارروائی کے کردینے سے سرکار عالیہ اس تحریک کی رہنما
ہوئی ہین جس مین میرا یقین ہے کہ وہ بہت سے مقصد پائین گی ، اور جو ایک
ایسی تحریک ہے جو بلاشبہ تمام لوگون کے تجارتی فائدہ کا باعث ہوگی ۔

اسیطرح بیگم صاحبہ نے اون بدمعاشون اور جرائم پیشہ لوگون کی نگرانی
مین بھی اپنی ہوشیاری ثابت کی ہے جو اسوقت بھی ہندوستان مین وقتاً فوقتاً
ہر ایک قحط و گرانی کے زمانہ مین سر اوٹھاتے ہین ، اور اپنے مذموم پیشہ قزاقی
کے تازہ کرنے مین دریغ نہین کرتے ۔

پہلی جانچ ایک بار آئین ریاست کی یہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کی حفاظت
جان و مال کا لحاظ رکھے ، اور یہ ڈاکو ایک بلائے عام ہین ، جنپر کبھی کسی ریاست کو
رحم نہ کرنا چاہیے ۔

اگرچہ جیسا کہ بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے کہ "زراعتی حالت تشویش سے خالی نہین ہے" لیکن
یہ بات بھوپال آکر معلوم ہونے سے میری بڑی خوشی کا باعث ہوئی ہے کہ اس

حصہ ملک کے اسباب اون حصہ جات ملک کے حالات سے بہتر ہین جنہین کہ مین دورہ کر آیا ہون -

انسانی چہرون و مردہ مویشیون کا دیکھنا ایک نہایت تکلیف دہ تجربہ ہے اس دعا مین کہ بیگم صاحبہ کی ریاست ان دونون آفات سے محفوظ رہے، اور خداوند عالم اون کی رعایا پر رحم فرمائے ہم آواز ہوتا ہون، آخر یہ مین مجھے صرف اون دوستانہ ، اور پر التفات خوشیون کا شکریہ ادا کرنا ہو جو بیگم صاحبہ نے لیڈی کرزن صاحبہ اور میری بابت ظاہر فرمائی ہین، اور اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ ہم اپنی اس پوری شاہانہ مدارات کو کبھی فراموش نہ کرین گے جو اس ریاست مین عمل مین آئی ہے -

اب مین تمام لیڈی صاحبان اور جنٹلمینون سے جو اس میز کے گرد موجود ہین اور جو شل ہمارے سرکار عالیہ کی دریادلانہ مہمان نوازی سے متمتع ہوے ہین درخواست کرتا ہون کہ بیگم صاحبہ کی درازی عمر اور خوش اقبال کا جام نوش فرمائین نہایت خوشی سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی -

اسکے بعد آتشبازی چھوڑی گئی جسکو دیکھکر ہز ایکسلنسی اور تمام مہمان بہت خوش ہوے، ۲۶ ر نومبر کو لیڈی کرزن صاحبہ نے لیڈی لینسڈون ہسپتال کا پھر معاینہ فرمایا، اونہون نے ہر ایک وارڈ کو دیکھا اور بعض مریضہ عورتون سے بھی بات چیت کی، مریضون کے رہنے کے انتظام کو بھی ملاحظہ کیا، اور تمام امور اسطرح دیکھے جسطرح کوئی ذمہ دار معاینہ کنندہ افسر دیکھتا ہے، وہ یہ معلوم فرما کر بہت خوش ہوئین کہ اس ہسپتال مین دائیون کو بھی تعلیم دی جاتی ہے جو بعد فراغ تعلیم شہر اور دیہات کی عورتون کو فائدہ پہونچاتی ہین -

ہز ایکسلنسی نے اس تاریخ کو آرام فرمایا اور صرف قلعہ دیکھنے تشریف لے گئے۔

۳ بجے دن کو سرکار خلد مکان حضور وایسرائے سے ملاقات کے لیے گئیں، ہز ایکسلنسی نے عطوفت آمیز گفتگو کی۔

۲۷ نومبر کو ہز ایکسلنسی نے صبح کے وقت پریڈ کے میدان پر رجمنٹ اعانت شاہی کا ملاحظہ فرمایا، ہز ایکسلنسی نے رجمنٹ کی مستعدی اور قواعد، اور ساز و سامان کی درستی دیکھکر مسرت کرتے ہوئے اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔

بعدہ ہز ایکسلنسی پیادہ شکار کو گئے، اور اوس دن کا بڑا حصہ شکار میں صرف کیا، ۱۶۰ چہے، اور ۲ بطین شکار کیں۔

شام کے وقت سرکار خلد مکان نے ہز ایکسلنسی اور لیڈی کرزن صاحبہ سے الوداعی ملاقات کی، ڈنر کے بعد ہز ایکسلنسی نے مع اسٹاف اسپشل ٹرین میں آرام کیا، اور ۲۸ کو صبح کے ۷ بجے "سانچی کا ناکھیڑہ"[1] کے ملاحظہ کے لیے روانہ ہوئے "بھیلسہ" کا ملاحظہ فرماکر ۱۰ بجے گوالیار تشریف لے گئے۔

میں نے بھی ہز ایکسلنسی سے ملنا چاہا تھا لیکن اونہوں نے بمصلحت مقامی ملنے سے احتراز کیا البتہ لیڈی کرزن صاحبہ مجھسے نہایت محبت کے ساتھ ملیں، اور جب تک ہندوستان میں رہیں میرے ساتھہ ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی دوستی و مہربانی کا اظہار کرتی رہیں جو مجھے ہمیشہ یاد رہیگی۔

سنہ ۱۹۰۶ء میں جب مجھے اون کے انتقال کی اطلاع ملی تو سخت افسوس و صدمہ ہوا کیونکہ میں اونکو اپنا دلی دوست سمجھتی تھی۔

---

[1] یہ بہت قدیم زمانہ کا ایک گنبد سا بنا ہوا ہے جسکے گرد احاطہ اور احاطہ میں چار دروازہ ہیں جنکی صفائی اور پتھروں پر تصویروں کے کندہ ہونے کی عمدہ دستکاری ہزارہا برسوں کے پچھلے صناعوں کی نیچرل صناعیوں کے نقشے دکھا رہی ہے اوس گنبد کو لوگ "بھٹا" اور "سانچی ٹوپ" کہتے ہیں۔

نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر و صاحبزادہ کرنل حافظ حاجی محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر کا عقد

جب نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر، و صاحبزادہ کرنل حافظ حاجی محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر علی الترتیب ۲۴ و ۲۳ سال کی عمر کو پہونچے تو مجھے اونکی شادیون کی فکر ہوئی، بوجہ نارا ضگی سرکار خلد مکان کہین کوئی سلسلہ جنبانی نہین کی مگر اونکی عمرون کو دیکھکر، اور زمانہ کی روش کو خیال کر کے مین مجبور تھی کہ جسقدر جلد ممکن ہو شادی کی تجویز کرون، لیکن جب مجھے سرکار خلد مکان کی عدم شرکت کا خیال آتا تھا تو وہ ساری دور اندیشیان جاتی رہتی تہین، اور اون تمام خیالات مسرت کے سامنے جو اولاد کی شادی کے متعلق ہوتے ہین، ایک پردۂ غم حائل ہو جاتا تہا، مگر زمانہ بھی روز بروز ضرورت بڑہاتا جاتا تہا، کیونکہ دونون کی عمرین ۲۴ و ۲۲ سال کی ہوگئی تہین جو ہندوستان جیسے گرم ملک مین شادی کے واسطے بہت زیادہ ہے، اور نیز اطبا، اور ڈاکٹر بھی صحت کیلیے ضروری تبلاتے ہین، اسلیے مین چاہتی تھی کہ اس فرض سے جلد سبکدوشی حاصل کرون -

اس عرصہ مین بعض ریاستون سے اس رشتہ ہونے کی بھی خواہش کی گئی، اور مین نے بھی اپنے پدری خاندان اور "نواب احتشام الملک بہادر" کے کنبہ کی لڑکیون کی طرف نظر دوڑائی، لیکن مینے کوئی فیصلہ نہین کیا، اور سرکار خلد مکان کی راے و منظوری پر منحصر رکھا، کیونکہ بوجہ بزرگ اور رئیس ہونے کے حسب رواج اونکی راے حاصل کرنا ضرور تھا، اور دوسرے "اقرارنامہ" کی پابندی بھی لازمی تھی -

مین نے ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۱۷ھ کو ایک مفصل عرضی بذریعہ وزارت بحضور سرکار خلد مکان

ارسال کی، جو حسب ذیل ہے :-

میان نصراللہ خان، و عبیداللہ خان، اب جوان ہو گئے ہین ایک عرصہ سے مجھے اونکی شادیون کی فکر درپیش تہی اور مین اس خیال مین تہی کہ حضور سے اس معاملہ مین استصواب کرون مگر کئی سال کی متواتر قحط سالی، بار قرض داری نے مجکو اسقدر پریشان کر رکہا تہا کہ مین اس مین کوئی سلسلہ جنبانی نکر سکی، گو مجھے اسوقت مین بہی بوجہ زیرباری سالقہ کافی استطاعت نہین، مگر اب اونکی عمرین اس حد کو پہونچ گئی ہین کہ جسطرح ممکن ہو مجہو اس کام سے سبکدوشی کرنا لازم ہے، میرے خیال مین دو خاندان ہین، ایک وہ جس مین نانی صاحبہ مرحومہ نے حضور کی شادی تجویز فرمائی، دوسرا وہ خاندان جس مین حضور نے میری شادی کی، علاوہ اسکے اس درمیان مین بعض ریاستون سے بھی جیسی کہ "حیدرآباد" و "جاورہ" وغیرہ ہے تحریک و سلسلہ جنبانی ہوئی مگر مینے بخیال گوناگون کوئی جواب اوس کا نہین دیا، اب اس معاملہ مین جو منظور سرکار ہو اوس سے اطلاع بخشی جاوے، فقط -

سرکار خلد مکان نے مجھے تو کوئی جواب نہین لکہا لیکن وزیر صاحب ریاست سے فرمایا کہ "اگر صاحبزادے صاحبان اپنی پدری قرابت دارون مین منسوب ہون تو اوس مین کوئی اعتراض نہین ہو سکتا لیکن "سلطان جہان" کے خاندان پدری یا غیر جگہ کی نسبت پر البتہ اعتراض ہوگا، لہذا اوس کی منظوری بھی غیر ممکن ہے"

مولوی عبدالجبار خان صاحب بہادر نے اس جواب کی تحریری اطلاع مجھے دی، اور اپنی جانب سے اوسی تحریر مین یہ اضافہ کیا کہ "اگر امورات خانگی مین مجھے رائے دینے کا حق حاصل ہوتا تو مین ضرور کہتا کہ سلطان دولہ صاحب بہادر کی ہمشیرہ زادیون سے پیوندی

ہر طرح مناسب و مستحسن ہوگی۔"

"نواب احتشام الملک بہادر کی راے بوجہ چند دور اندیشیون کے اپنی بہن کی لڑکیون کی طرف راغب تھی اور مین بھی اوس مین کوئی حرج نہین خیال کرتی تھی، لیکن بغیر منظوری حکم سرکار خلد مکان کوئی تجویز مستقل نہین ہوسکتی تھی، کیونکہ بزمانہ موافقت سرکار خلد مکان کی زبانی یہ بات سنی ہوئی مجھے یاد تھی کہ "اوس جگہہ نسبت کی تجویز میرے خلاف رضا ہے" اسلیے مجکو بمقتضاے ادب، و پابندی اطاعت اسمین پس و پیش تھا، اب چونکہ سرکار خلد مکان نے خود منظوری دیدی، اور مولوی عبد الجبار خان صاحب بہادر نے اوسکو واضح کر دیا، اسلیے ایک راے بالاستقلال قائم ہوگئی۔

"نواب احتشام الملک بہادر نے اپنی بہن سے ذکر کیا، اونھون نے بھائی کو اختیار دیا، چنانچہ وہ وقت آگیا کہ دونون صاحبزادون کی خانہ آبادی ہو۔

دنیا مین اولاد کی خانہ آبادی سے والدین کو قدرتی مسرت ہوتی ہے کیونکہ اونکی محبت کا یہ ایک تھوڑا سا صلہ ہوتا ہے، ہمکو بھی خوشی تھی، لیکن سرکار خلد مکان کی کشیدگی و ناراضی سے دل سرد ہو رہا تھا، آخر مین نے اوسوقت بھی قسمت آزمائی کی، بذریعہ درخواست نواب احتشام الملک بہادر کی تقصیرات کی معافی چاہی، اور منت کی کہ وہ شادی مین شریک ہون۔

مین نے جو درخواست ارسال کی تھی اوسکی، اور جو جواب ملا اوسکی نقول حسب ذیل ہین۔

نقل عرضی موسومہ سرکار خلد مکان، معروضہ بست و چہارم ذی الحجہ ۱۳۱۷ھ

"مفصل کیفیت بابت قرار رشتہ کدخدائی میان محمد نصر اللہ خان و میان محمد عبید اللہ خان بذریعہ عرضی معروضہ پندرہ ذی قعدہ ۱۳۱۷ھ حضور مین پیش کر چکی ہون، ملاحظہ عالی سے گزری ہوگی۔

اب حضور سے میری یہ گزارش ہے کہ حضور میری مربی و بزرگ ہین، اور حضور کے احسانات مجھپر اور "سلطان دولہ صاحب" پر جسقدر ہین وہ احاطۂ تحریر مین نہین آسکتے خلاصہ یہ کہ مجھے اور اونہین اگر دنیا مین کوئی عزت و فخر حاصل ہے تو وہ سب حضور کے طفیل سے ہے، اور اگر کوئی آسودگی، و فارغ البالی ہے تو وہ سب سرکار ہی کی بکرت عنایت کا نتیجہ ہے۔

میری دلی خواہش و قلبی تمنا یہ ہے کہ حضور اس تقریب مین شریک ہون، اور اپنے دست مبارک، اور اہتمام خاص سے اس کام کو انجام فرماوین جسکو مین اپنے لیے سعادت دارین تصور کرتی ہون، بصورت دیگر مجھے ایک حسرت و تمنا باقی رہ جائیگی، اور کوئی مسرت و خوشی اس تقریب پر نہ ہوگی۔

مین حضور کو یقین دلاتی ہون کہ مدام میری کوشش و سعی اس طرف رہی کہ کسی نافرمانی، و خلاف ورزی سرکار کی مرتکب نہ ہون، اور تمام عمر میری حضور کی رضا جوئی و اطاعت و فرمان برداری مین بسر ہو، لیکن انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے، پس جو کچھ مجھسے یا "سلطان دولہ صاحب" سے سرکار کے خلاف مرضی ظہور مین آیا ہو، تو حضور ہم دونون کی خطا معاف فرمائین جس سے صرف حضور ہی مستحق اجر و ثواب نہ ہونگی بلکہ مجھے ایک بہت بڑے مواخذۂ آخرت سے نجات دینگی۔

مجھے امید ہے کہ گو مین کیسی ہی بدنصیب، و ناقابل کیون نہ ہون مگر حضور کا رحم و کرم ایسا وسیع و فراخ ہے کہ وہ مجھے حصول آرزو مین ناکامیاب نہ ہونے دیگا۔

اس عرضی کے جواب مین وزیر ریاست نے حسب ذیل خط بھیجا:۔

لفافہ سر بند مرسلہ آپ کا مرقومہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ بنام نامی حضور سرکار

دام اقبالہا و سلطنتہا مین نے بواسطہ ملتمسہ اپنے کے گزرانا، بعد ملاحظہ لفافہ مذکور جو جو
جوابات حضور سرکار عالیہ دام سلطنتہا نے میرے روبرو زبان مبارک سے فرمائے ہین، وہ جواباً
واسطے ملاحظہ آپ کے لکہتا ہون، ملاحظہ فرمائے جائین :-

"میان محمد نصر اللہ خان و میان عبید اللہ خان کی تقریب شادی کہ خدائی مین
میرا شریک ہونا کوئی منفعت دہ، یا میرا شریک نہ ہونا مضرت رسان اون کا، اور
اون کے والدین کا دنیا مین نہین ہوسکتا ہے، لہذا اس تقریب مین میری شرکت
کی خواہش کرنا، اور مجھسے ایسی امید رکہنا نہ چاہیے، مین قابل شرکت تقریبات
اونکی اولاد کے نہین ہون، فرزندون کے اداے حقوق کے والدین ہی زیادہ کفیل
ہوتے ہین۔

درباب معافی قصور خود، اور عفو قصور سلطان دولہ جو مجھسے تمنا ہے، یہ معاملہ
جرم وخطا بخشی کا باختیار اللہ العلیم ہے، مین بہی گنہگار پروردگار اپنے کی ہون،
اور اوسی سے مغفرت چاہتی ہون۔

امید ہے کہ آیندہ مجھے کسی طرح کی تکلیف صاحبہ موصوفہ نہ دین گی، اور میرے
بلانے اور شریک کرنے کی خود بہی اذیت نہ اوٹھائین گی"

اس تقریب کے ساتہہ مین نے یہ بہی تجویز کرلیا تہا کہ صاحبزادہ حاجی محمد حمید اللہ خان صاحب
بہادر کا ختنہ بہی کیا جاے جو ایک سنت نبوی ہے، اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام
کے زمانہ سے جاری ہے۔

ان درخواستون کے جوابات سے ہم کو مایوسی ہوگئی، اور چونکہ یہ کرنا ضروری تہا،
اسلیے ۲۵ رجب ۱۳۱۵ھ کو بروز شنبہ ۵ بجے دن کے وقت "نواب احتشام الملک بہادر" کی

ہمشیرہ زادیون کے ساتھہ شرعی طور پر رسم عقد ادا کی گئی۔

چونکہ میری خواہش ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ مسلمانون کی تقریبات مین جو فضول رسوم رائج ہوگئی ہین وہ دور ہو جائین، اور جہان تک ممکن ہو مین خود ایسی مثالین پیش کرون، اسلیے تمام تقریبات مین اس امر کا التزام رکھتی ہون، چنانچہ اس موقع پر بھی مینے اوسی طریق پر رسم عقد کا ادا کیا جانا قرار دیا، اور خداے تعالی کا شکر ہے کہ کوئی رسم منہیات شرعیہ سے نہین ہوئی، صدر منزل مین یہ مجلس منعقد کی گئی تھی، اور صرف وہ لوگ جو ہمارے متوسلین تھے اوس مجلس مین موجود تھے، کیونکہ بوجہ ناراضی سرکار خلد مکان اعزہ واقربا مین سے کوئی نہین آیا تھا، اور نہ ریاست سے ارکین شریک ہوے۔

اس مجلس مین ایک طرف حسب شرع اسلام خطبہ نکاح "نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر" "و کرنل محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر" کا تھا، اور دوسری طرف حسب سنت ابراہیمی و سنت نبوی "صاحبزادہ حمید اللہ خان صاحب بہادر" کی تقریب "ختنہ" تھی، یہ تقریبات بخوش اسلوبی بعد عصر ختم ہوئین۔

"قاضی عبد الحق صاحب (مرحوم) قاضی ریاست نے خطبہ نکاح پڑھا۔

نکاح ہونے کے بعد فی الحال مینے صاحبزادون کی دولہنون کی رخصت اس غرض سے ملتوی رکھی کہ پھر دوبارہ سرکار خلد مکان کو راضی کرنے اور شادی مین شریک ہونے کی کوشش کیجاے جسمین غالباً کامیابی ہو، مگر ماہ شعبان ہی مین سرکار خلد مکان کی علالت کی خبر سنی گئی، اور یوماً فیوماً علالت کے طول پکڑنے اور مرض کی تکلیفات بڑھنے کا حال معلوم ہوا تو مینے اونکی صحت یابی کے زمانہ تک رخصت کو بالکل ہی ملتوی کر دیا، کیونکہ کسطرح ممکن تھا کہ سرکار خلد مکان تو بستر علالت پر صعوبات مرض اوٹھا رہی ہون، اونکا دن اور رات بیچینی اور کرب مین گزرے، اور مین صاحبزادون کی خوشیان مناؤن، میری دخترانہ محبت کی رگین

منقطع نہین ہوئی تہین میرے دل مین ماں کی علالت سے ایک شعلہ غم بھڑک رہا تہا، گو وہ مجہہ سے ناراض تہین لیکن اونکا وجود ہی مین اپنے لیے رحمت و برکت جانتی تھی، اونہون نے میری درخواست معافی قصور کو نامنظور کر دیا تہا، مگر اس ناراضی و عتاب مین بھی جو بوے محبت تھی وہی میرے لیے بہت کچھہ تسلی کا باعث تھی۔

مجھے نہ اونسے مال و متاع کی تمنا تہی نہ خطاب و جاگیر کی، جو کچہہ اونہون نے مجھے دیا تھا وہ میرے لیے کافی تہا۔

مین اونکی شفقت و محبت کی متمنی تھی، اور اونکی زیست کی خواہان، اونکی زیست سے مجھے اونکی شفقت مادری اور مربیانہ الفت کی امید تھی جسکو مین سالہا سال سے ترس رہی تہی، اور جانتی تہی کہ اگر اونکی زندگی ہے تو کبہی نہ کبہی یہ حجاب اوٹھ جائے گا، اور مین اونکے آغوش شفقت مین جگہ پاؤنگی اونکی حیات سے میری بڑی شیرین امید قائم تہی جو سخت سے سخت غم کی تلخیون مین مجھے صبر دیا کرتی تہی مین اونکی مجبوریون سے واقف تہی، اور مجھے اونکے جذبات و خیالات کا علم تہا ہمیشہ انہین خیالات کو لیے ہوے میری طبیعت مین اونکے ساتہہ ہر روز دلی ہمدردی ترقی پذیر تھی اور مین اون فطرتی جذبات کو جو سعادت مند، اور محبت والی اولاد کو ہوتے ہین، دبانے کی کوشش نہین کرتی تھی، اور محبت و ادب کو ہمیشہ اپنا وسیلہ نجات جانتی رہی۔
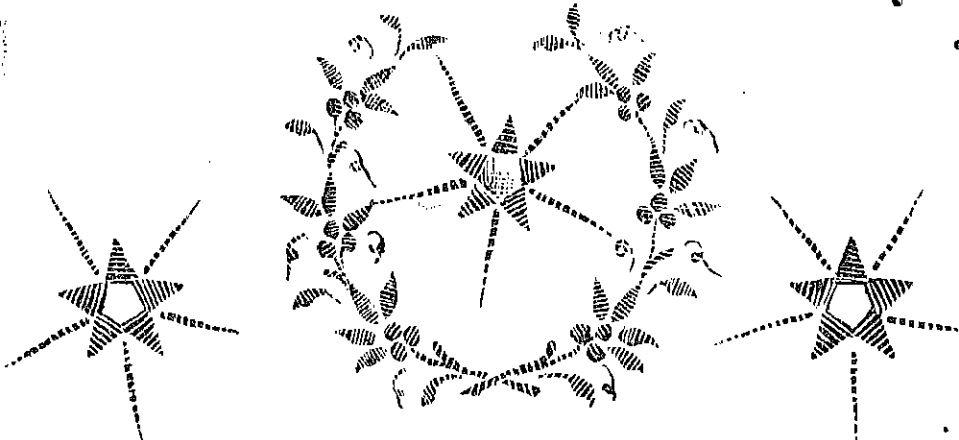
ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصرہ ہند
کا
انتقال

۲۹ رمضان ۱۳۱۸ھ = ۲۱ جنوری ۱۹۰۱ء کو وزیر صاحب ریاست نے سرکار خلد مکان کو بذریعہ تحریر اطلاع دی کہ اسوقت ہز اکسلنسی ویسرائے ہند کے پرائیویٹ سکریٹری کے تار سے یہ افسوسناک خبر معلوم ہوئی کہ :-

" جملہ اراکین خاندان شاہی " ملکہ معظمہ " کے کمرہ مین جمع ہین ' اور اونکا خاتمہ قریب ہے "

اس اطلاع سے سرکار خلد مکان کو سخت رنج ہوا اور حکم دیا کہ فوراً کوتوال شہر منادی کرادین کہ " کوئی شخص باجا وغیرہ نہ بجائے ، اور مسلمان نماز پڑھکر " ملکہ معظمہ " کی صحت کے لیے دُعا کرین "

دوسرا دن یکم شوال کا باوجودیکہ عید کا دن تھا مگر سرکار خلد مکان ' اور تمام رعایا پر ایک رنج و غم کی گھٹا چھائی ہوئی تھی ' تمام مساجد ' اور عیدگاہ مین مسلمانون نے نماز عید کے بعد نہایت خشوع وخضوع سے " ملکہ معظمہ " کی صحت وسلامتی کے لیے دعائین کین ' اوسی دن عین عالم اضطراب مین ۱ بجے ۵ منٹ پر ہز اکسلنسی ویسرائے کے سکریٹری کے تار سے اطلاع ملی کہ :-

" تار جو آدھی رات کو جاری ہوا تھا ' ظاہر کرتا ہے کہ صبح حالت مین معتدبہ تغیر واقع نہین ہوا دن بھر حالت مین کچھہ تخفیف رہی " ملکہ معظمہ " نے کھانا اچھی طرح کھایا ' اور رات کو اطمینان سے سوئین " ۔

اس اطلاع سے کسیقدر اطمینان ہوا تھا کہ ۷ بجکے ۱۰ منٹ شام کو یہ جگر سوز اور روح فرسا تار برقی پہنچی

" حضور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ نے وفات پائی "

اس تار کے پہنچتے ہی سرکار خلد مکان کے حکم سے وزیر صاحب ریاست نے بذریعہ پرائیوٹ سکرٹری ہز اکسلنسی کی خدمت مین حسب ذیل پیغام تار برقی بھیجا :۔

"جو سخت اور جانسوز صدمہ ہماری مہربان "ملکہ معظمہ" کی وفات سے ہوا ہے وہ ایسا سخت صدمہ ہے کہ اس سے پیشتر کبھی وقوع مین نہین آیا تھا ، حضور "ملکہ معظمہ" کی وفات کو سرکار عالیہ بمنزلہ وفات اپنی والدہ کے خیال فرماتی ہین، اور اس صدمہ سے اون کو صبر نہین آتا"

اس تار کے علاوہ ایک اور تار منجانب ریاست مضمون ذیل کا بھیجا گیا :۔

" سرکار عالیہ کو گذشتہ رات ۲۳ جنوری کا تار پانے سے سخت دلی رنج ہوا ، وہ اور اونکی رعایا ناقابل برداشت صدمہ مین مبتلا ہے "

وفات کا تار ملتے ہی "فوجی جھنڈا" گرا دیا گیا ، اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کے پاس اون تار برقیون کو بھیجکر خواہش کی گئی کہ سرکار خلد مکان کی طرف سے ہز اکسلنسی ویسرائے کی خدمت مین بذریعۂ تار برقی اظہار تعزیت کرین ، اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر سے یہ بھی دریافت کیا گیا کہ اس موقع پر کیا کیا مراسم تعزیت ادا ہونی چاہیین، لیکن قبل اس کے کہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ کا جواب آئے ، سرکار خلد مکان نے بازارون مین تین دن کی ہڑتال کا ، اور تمام دفاتر صدر و مفصلات مین ایک ہفتہ کی تعطیل کا حکم دیا ، اور عام رعایا کو اطلاع دی گئی کہ وہ اپنے عزیز "شہنشاہ قیصرہ ہند" کا ماتم کرین ۔

قلعہ ارفتحگڈھ کو حکم دیا گیا کہ ۱۲ شوال = ۲ فروری یوم شنبہ کو جو "ملکہ معظمہ" کی تجہیز و تکفین کا دن ہے شام کے وقت بنظر تعظیم حضور ممدوحہ بہ لحاظ شمار سنین عمر ممدوحہ کے ۸۱ ضرب توپ ایک ایک منٹ کے وقفہ سے سر کی جائین اور توپون کا چلانا ایسے وقت سے شروع ہو کہ آخری فیر غروب

آفتاب کے وقت سر ہو"

ان احکام کے جاری ہونے کے بعد بذریعہ وکیل ریاست صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے حسب قاعدہ، اور باضابطہ سرکار خلد مکان کو چٹھی بھیجی، جسمین اس افسوسناک حادثہ کا ذکر کرکے "عید الفطر" کی تہنیت ادا کی۔

سرکار خلد مکان نے اونکی محبت آمیز تہنیت کا شکریہ، اور اس حادثہ پر اپنے رنج وصدمہ کا اظہار بذریعہ چٹھی مرقومہ ۲۶ر جنوری کیا "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کی وفات، اور "ملک معظم ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہند" کے تخت نشینی کی اطلاع باضابطہ پہونچی، اور بمنشاء ہدایت صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر یہ حکم جاری کیا گیا کہ " ثانی فیروزن کے سر ہونے سے ۱۵ منٹ کے بعد شہنشاہ کے تخت نشینی کی سلامی سر کیجاے اور جھنڈا مستول کے سرے پر پہونچا دیا جاے"

۱۲ر شوال کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھوپال تشریف لاے سرکار خلد مکان نے بہ طریق اداے تعزیت اون سے ملاقات کی۔

۱۲ر شوال کو حسب احکام مندرجہ بالا توپین سر ہوئین، اور مستول کے سرے پر "جھنڈا" اوڑا دیا گیا۔

سرکار خلد مکان نے ارکین خاندان شاہی کو ہمدردی آمیز تعزیت کا تار دیا، اور نیز گورنمنٹ عالیہ کو تخت نشینی شہنشاہ پر بذریعہ تار "مبارکباد" کہی، تعزیت وتہنیت کے تارون کے متعلق بذریعہ وزیر ریاست سرکار خلد مکان کو چٹھیون کے ذریعہ سے اطلاع دیگئی کہ "گورنمنٹ ہند شکریہ ادا کرتی ہے، اور حسب قاعدہ جہان جانے چاہیین بھیجدیے جاوینگے"

میری اس کتاب کو اگرچہ جناب "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کے حالات وواقعات زندگی سے بادی النظر مین کوئی مناسبت نہین معلوم ہوتی، لیکن اگر ذرا غور سے دیکھا جاے تو تاریخ بھوپال کو

اونکے زمانہ سے نہایت عظیم الشان تعلق ہے ۔

میری جدہ مکرمہ سرکار خلد نشین جنابہ ممدوحہ کے ہی عہد معدلت مہد مین مسند آرا ے ریاست ہوئین ، اور وہ تمام قابل یادگار تعلقات پیدا ہوے جنپر آج مجکو ، اور میرے ملک کو ناز ہے ، اونہین کے شاہانہ الطاف سے نہ صرف فرمانرواے بھوپال کے ذاتی اعزاز واکرام مین اضافہ ہوا بلکہ ملک مین وسعت بھی ہوئی ۔

میری والدہ محترمہ سرکار خلد مکان بھی اونہین کے زمانہ میمنت مآب مین صدر نشین ہوئین اور مین ولیعہدہ ریاست قرار دی گئی ۔

سرکار خلد مکان پر جنابہ ممدوحہ نے بحیثیت انگلستان کے ایک عالی نژاد خاتون وکٹوریہ کے اور بحیثیت " ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند " کے جو جو الطاف خسروانہ فرمائے ، وہ اس کتاب مین بھی جلوہ گر ہین ، اسکے علاوہ چونکہ میری ریاست مملکت ہند مین ہے اور ہندوستان کو جو نعمتین اور برکتین اونکے دور سلطنت مین حاصل ہوئین میری ریاست بھی اون سے بہرہ ور ہوئی ہے ، نیز ایک خاص مناسبت جو مجھے جنابہ ممدوحہ کے ہم جنس ہونے کے باعث اون سے ہے اس لحاظ سے میرے دل مین اس موقع پر جو خیالات موجزن ہین اونکا اقتضا یہی ہے کہ مین اپنی اس کتاب مین اونکی حکومت کی برکات ، اور اعلی صفات کا کچھہ تذکرہ کرون ۔

اگرچہ مین جانتی ہون کہ میری اس کتاب مین جو حالات درج ہونگے اون سے پورا پورا تاریخی استفادہ جناب " ملکہ معظمہ " کی نسبت ناظرین کو نہین حاصل ہوگا ، تاہم جن لوگون نے اونکے مفصل حالات کی کتابین نہین دیکھی ہین اونکو کچھہ نہ کچھہ معلومات حاصل ہونگے ، اور یہ تذکرہ میری اس کتاب کے لیے زیب و زینت کا سبب ہوگا ۔

ملکہ معظمہ ۲۴ مئی ۱۸۱۹ع کو لنڈن کے شاہی محل " کنگسٹن " مین پیدا ہوئین ، وہ فرمانرواے برطانیہ جارج سوم کی پوتی ، اور " ڈیوک آف کنٹ " کی دختر تہین ، اونہون نے اپنے قابل اور

نیک دل ماں ڈچیس کنٹ" کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت پائی، اونکے والدین کا انتقال علی الترتیب ۱۸۲۰ء و ۱۸۶۱ء میں ہوگیا تھا۔

۱۸۳۰ء میں اپنے چچا ولیم چہارم کی وفات پانے پر اونکو یہ معلوم ہوا کہ قدرت نے تاج برطانیہ اونکے فرق مبارک کے لیے موزون کیا ہے جس میں چند برسون کے بعد ہندوستان کی حکومت، وسلطنت کا سب سے زیادہ قیمتی ہیرا آویزان ہوگا۔

۱۸۳۷ء میں وہ تخت برطانیہ پر جلوہ گر ہوئین، اور ایبی کی گرجا میں بڑے کرّ و فر کے ساتھ رسم تاجپوشی ادا ہوئی اونکی پولیٹکل تعلیم کے لیے" انگلینڈ" کے نامور مدبر لارڈ ملبورن مقرر ہوے۔

۱۸۴۰ء میں ۱۰ فروری کو سینٹ جیمس چرچ میں "پرنس البرٹ" کے ساتھہ جو ممتاز خاندان سیکس کوبرگ جرمن کے قابل، نیک صفات اور عالی نسش شاہزادہ تھے، اونکا عقد ہوا "ملکہ معظمہ" اور "پرنس البرٹ" آپس میں ماموں، اور پھوپی زاد بہن بھائی بھی تھے۔

"پرنس" میں تمام مردانہ اوصاف، اور مقبول صفات مجتمع تہین، وہ "ملکہ معظمہ" کے صادق دوست مہربان شوہر، صائب رائے، اور بیدار مغز مشیر تھے، چونکہ "پرنس" جرمنی ملک، اور نسل سے تھے، اسلیے انگریزی قوم کو اوائل میں ادن سے تعصب رہا جس سے "ملکہ معظمہ" کو اکثر روحانی صدمہ محسوس ہوا، مگر عالی مرتبت "پرنس" نے بہت جلد اپنی عادات وصفات گرامی سے جسطرح "ملکہ معظمہ" کے دل میں جگہ پائی تہی اوسیطرح وہ تمام انگریزی قوم میں ہر دلعزیز ہوگئے، اور انگریزی قوم نے "پرنس" کو اپنا محسن اور نجات دہندہ مان لیا، وہ بالآخر "ملکہ معظمہ" کے نائب السلطنت قرار دیے گئے، اور "پرنس کنسرٹ" اونکا لقب ہوا۔

"ملکہ معظمہ" اولاد کی طرف سے بھی خوش قسمت رہین، اور اونہوں نے اپنی زندگی میں اپنے پر پوتے کی پیدایش کی بھی مسرت حاصل کرلی، اونکی اولاد میں چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہوئین

جن مین دو لڑکون اور ایک دختر کا اونکے سامنے ہی انتقال ہوگیا تھا، اون کے سب سے بڑے فرزند گرامی" عالیجناب ہز امپیریل مجسٹی کنگ ایڈورڈ ہفتم و قیصر ہند" ہین۔

سنہ ۱۸۶۱ء اون کی زندگی مین نہایت مصیبت اور غم و الم کا سال گذرا ہے، اسی سنہ مین اول اونکی والدہ ماجدہ "ڈچس کنٹ" نے، اور تہوڑے ہی دنون کے بعد اونکے عالی جناب شوہر پرنس کنسرٹ" نے انتقال کیا۔

ان متواتر صدمات نے "ملکہ معظمہ" کی دلی مسرتون پر پانی پھیر دیا، اور بالخصوص" پرنس کنسرٹ کی موت نے تو اونکا دل بٹھا دیا، وہ اپنے ہر رنج، اور ہر خوشی مین خواہ وہ خاندان کی متعلق ہو، یا سلطنت کے اپنے نامور، اور عزیز شوہر کی جدائی پر آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکتی تہین، وہ اپنے شوہر کے ساتھہ عدیم النظیر محبت رکہتی تہین۔

اونہون نے جس تاریخ سے کہ وہ بیوہ ہوئین سنہ ۱۸۹۷ء تک بڑے سے بڑے مسرت کے موقعون پر بھی اپنا لباس بیوگی تبدیل نہین کیا۔

وہ سلطنت کے کاروبار نہایت غور اور بیدار مغزی کے ساتھہ کرتی تہین، اونکے مزاج مین اسقدر احتیاط بڑہی ہوئی تھی کہ وہ کسی نوشتہ پر جب تک کہ اوسکو اول سے آخر تک پڑہ نہ لین، اور اوسپر وزرا، اور سکرٹیریون سے بحث نہ کرلین، دستخط نہین کرتی تہین، بے شک اوس بادشاہ کی زندگی قابل رشک ہوتی ہے، جو پارلیمنٹ کے ذریعہ سے حکومت کرتا ہے، اوسکو سلطنت کے علائق کے ساتہہ آزادی بھی نصیب ہوتی ہے، لیکن پھر بھی بہت ذمہ داریان ذات شاہی سے ہی وابستہ ہوتی ہین۔

"ملکہ معظمہ" کے مفصل حالات زندگی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو سلطنت کے متعلق کیسے کیسے مواقع پیش آئے ہین، اور اونہون نے اپنی رائے کی اصابت، بیدار مغزی، اور

تدبیر سے کیسی کیسی کامیابیان حاصل کی ہین، اونکو کبھی کبھی اپنے وزرا سے اختلاف بھی کرنا پڑا ہے اور اونکی رایون کے خلاف اپنی رائین قائم کی ہین، اور ہمیشہ اونکی راے کی خوبی اوسپر عملدرآمد کرنے کے بعد ظاہر ہوئی ہے۔

اوس فرمان عظیم کا مسودہ جو غدر کے بعد ۱۸۵۸ء مین جاری ہوا تہا جب اون کے حضور مین پڑھا گیا، اور یہ فقرہ آیا کہ "اہل ہند کو چشم نمائی کیجاے کہ "ملکہ معظمہ" کو یہ اختیار ہے کہ وہ اہل ہند کے مذہبون، رسمون اور رواجون کو منہدم کرسکتی ہین" تو وہ نہایت ناراض ہوئین، اور لارڈ سالسبری کو ہدایت کی کہ یہ فقرہ خارج کردیا جاے، اور بجاے اوسکے یہ عبارت درج کیجاے کہ:۔

"اگرچہ ہم کو عیسائی مذہب کے صدق پر یقین کُلی ہے، اور وہ تسکین ہے جو اوس سے ہوا کرتی ہے، ہم کو اسکے ساتھہ شکر گزاری کا اعتراف ہے کہ ہم کو نہ منصب ہے، اور نہ آرزو کہ کسی رعیت سے خواہ مخواہ اپنے عقیدہ کو قبول کرائین۔

ہمارا شاہانہ حکم، اور مرضی ہے کہ کسی ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح نہ دی جاے، اور کسی شخص کو بوجہ اعتقادات، اور رسمیات مذہبی کے ایذا نہ پہونچائی جاے، اور سب رعیت کی محافظت قانون کے روسے بغیر کسی طرفداری کے ہوتی رہے اور ہماری طرف سے تاکید ہوتی رہے کہ کوئی متنفس جو ہماری نوکری مین ملک ہند کے انتظام کے لیے مقرر ہو، کسی رعیت کے اعتقاد، وعبادت مذہبی کی نسبت دست اندازی نہ کرے ورنہ ہمارا غضب نازل ہوگا"

اس ترمیم و اصلاح سے فی الواقع ایک عجیب جوش "ملکہ معظمہ" کی محبت کا دلون مین پیدا ہوتا ہے، اور ظاہر ہوتا ہے کہ اونکو تمام معاملات مین کسقدر اپنی رعایا کی پاسداری، اور مساوات کا خیال تہا۔

اگرچہ تاجپوشی کے وقت اونکو خاص دین عیسوی کا خطاب، اور حمایت دین عیسوی اونکا ایک ضروری فرض قرار دیا گیا تھا، لیکن اونکی شاہانہ عالی حوصلگی، اور اوس محبت نے جو تمام رعایا کے ساتھہ بلا تفریق قوم و مذہب تھی اپنے اس خطاب و فرض کو دین عیسوی کے ساتھہ ہی محدود نہین رکھا، اور اونہون نے صرف دین عیسوی کی ہی حمایت و حفاظت اختیار نہین کی، بلکہ ہندوستان کی رعایا کے تمام مذاہب کی بلا تخصیص حمایت و حفاظت کی۔

"ملکہ معظمہ" کے عہد حکومت مین بعض نہایت مصیبت خیز واقعات بھی ظہور پذیر ہوے، کسی جگہ زلزلہ نے تباہی ڈالی، کہین طوفان، و سیلاب نے قیامت برپا کی، اور کسی حصہ حکومت مین قحط نے آفت ڈھائی، لیکن یہ سب آسمانی بلائین تہین، اور کوئی انسانی طاقت ان بلاؤن کا مقابلہ نہین کر سکتی، بجز اسکے کہ جو لوگ مصیبت زدہ ہون اونکے ساتھہ ہمدردی کیجاے، ایسی حالتون مین "ملکہ معظمہ" کی ہمدردی ہمیشہ اعلیٰ پیمانہ پر رہی، اور اونکی توجہ مصیبت زدہ لوگون کی مدد کرنے پر مبذول رہی، اونکی گورنمنٹ نے نہایت کشادہ دلی اور فیاضی کے ساتھہ ایسے اشخاص کی حمایت کی، اور اونکو مصیبتون سے نکالا۔

سب سے زیادہ خوفناک، اور سب سے بڑی مصیبت جو "ملکہ معظمہ" کے ہم قومون، اور ہم مذہبون پر اور نیز دیگر باامن باشندون پر نازل ہوئی، وہ ۱۸۵۷ء کا غدر تھا، اور اوسکے بعد وہی مصیبت بیاناتا غدر کی صورت مین جس کا ہونا آیندہ حسن و استحکام سلطنت کے لیے ضروری تہا، دوسرے لوگون پر چھائی، مگر جناب ممدوحہ نے بہت کچھہ اس مصیبت سے اپنی رعایاے ہند کو نکالا، اور کورٹ آف ڈائرکٹرز کے ہاتھون سے حکومت ہند نکالکر اپنے مبارک ہاتھون مین لی۔

"ملکہ معظمہ" کو واقعات غدر سے بے انتہا صدمات پہونچے، کیونکہ ایک طرف تو وہ لوگ جو اپنے وطن سے دور و دراز فاصلہ پر آکر حکومت کے قیام کے لیے شاہی خدمات ادا کر رہے تھے، قتل ہوے، دوسری طرف وہ ملک جسپر اونکو ابھی حکمرانی کرنی تہی، اور جسکو اپنی آیندہ نسلون

سکے لیے سرسبز حالت میں چھوڑتا تھا، برباد ہو رہا تھا، اونھوں نے یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو وہ فرمان عظیم
جاری کیا جو نہایت رحم و الطاف خسروانہ سے مملو، اور جو خاص توجہات شاہی سے مرتب ہوا تھا،
اور جو آج تک ہندوستانیوں کے ہاتھ میں بطور ایک پروانہ رحمت، اور سند شاہی کے ہے۔

یہ اشتہار ہر بڑے شہر، اور چھاونی میں پڑھا گیا، اوسوقت ہندوستانیوں کو معلوم ہوا کہ
ہم ایک بڑے جلیل القدر، شفیق، اور ماں سے زیادہ محبت کرنے والی ملکہ کے ظل حکومت میں ہیں

اوسی دن سے ہندوستانیوں نے اونکے شاہی خطابات پر نہایت سادہ لیکن نہایت
محبت سے بھرا ہوا خطاب "مادر مہربان" کا اضافہ کیا۔

۱۸۷۶ء میں جب اونھوں نے پارلیمنٹ کا افتتاح کیا تو اپنی تقریر میں خطاب "قیصرہ ہند"
اختیار کرنے کی نسبت اپنی خواہش کا اظہار کیا، اور لارڈ ڈزریلی نے اس خطاب کے اختیار کرنیکے
متعلق ایک بل پیش کیا، اگرچہ اول اوس پر ممبران پارلیمنٹ نے مخالفت ظاہر کی، مگر وہ پاس ہو گیا، اور
۱۸۷۷ء کی "نوروز" یعنی یکم جنوری کو اس خطاب کی ہندوستان میں اعلان کیجانے کا حکم ویسرائے ہند کو دیا گیا۔

ہندوستان میں لارڈ لٹن نے ۱۸۷۷ء میں بمقام "دہلی" ایک عظیم الشان "دربار" منعقد کیا
جس میں تمام ہندوستان کے رؤسا، والیان ملک، سفیران ممالک غیر، و حکام اعلی جمع ہوئے تھے،
اوس میں "قیصرہ ہند" کا فرمان عالیشان سنایا۔

والیان ملک، اور روسا نے "قیصرہ ہند" کو خطاب اختیار کرنے کی "مبارکباد" کہی،
خیرخواہ روسا کو خطابات اور تمغے عطا کیے گئے، اور اونکے اعزاز میں افزونی کی گئی۔

۸ فروری ۱۸۷۷ء کو جب "ملکہ معظمہ" نے پارلیمنٹ کا افتتاح کیا تو اپنی تقریر میں روسا
و رعایائے ہند کی محبت و خیرخواہی کے ساتھ خطاب "قیصرہ ہند" کی "مبارکباد" دینے پر اپنی
دلی احسانمندی ظاہر کی، اس واقعہ عظیم کی یادگار میں ایک بڑا تمغا بنایا گیا، جو روسا ہند

اور حکام کو دیا گیا، اسی زمانہ مین جناب "قیصرہ ہند" نے ایک تمغا "امپیریل آرڈر آف دی کروان آف انڈیا" کا بہ یادگار خطاب "قیصری" عورتون کے لیے قائم فرمایا۔

۱۸۸۷ء مین اونکی پنجاہ سالہ حکومت کا "جشن جوبلی" تمام ممالک زیر حکومت برطانیہ مین منایا گیا، اور تمام رعایا نے اپنے جوش خلوص کا اظہار کر کے ذات شاہنشاہی، اور سلطنت کے متعلق اپنی وفاداری کا ثبوت دیا، اوسکے دس برس بعد ۱۸۹۷ء مین حکومت شصت سالہ کا "جشن ڈئمنڈ جوبلی" ہوا "اور یہ جشن ایسی عظمت وشان، اور کر و فر سے منایا گیا، کہ اوس سے پہلے کبھی کسی جشن مین ایسی شان نظر نہین آئی تھی۔

اون کے زمانہ مین مختلف ممالک کے تاجدار "انگلستان" کی سیر اور اونکی ملاقات کے اشتیاق مین آئے، اور اونکا نقش عظمت اپنے دل پر لے گئے، ان تمام بادشاہون مین بہ لحاظ مغائرت قومی و مذہبی "سلطان عبد العزیز خان" اور "شاہ ناصر الدین قاچار" سب سے زیادہ قابل الذکر ہین، خود "ملکہ معظمہ" نے یورپ کے اکثر مقامات کی سیر و سیاحت کی، اور جرمن وغیرہ مین اپنے رشتہ دارون سے ملنے تشریف لے گئین، اون کے زمانہ مین بڑی بڑی لڑائیان ہوئین اور اون کی افواج کو فتح نصیب ہوئی، آخری عہد حکومت مین ٹرانسوال کی لڑائی تھی، جو ہمارے "ملک معظم" کے آغاز تخت نشینی کے زمانہ مین انجام پذیر ہوئی، اور جن کی نسبت "ملک معظم" نے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوتے ہی فرمایا کہ "ٹرانسوال کی فتح مین صرف "ملکہ معظمہ" کی رحم دلی سے تاخیر ہو رہی تھی، اب امید ہے کہ جلد فتح حاصل ہو جائیگی"، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور گویا فتح و نصرت نے تخت نشین ہوتے ہی نذر پیش کی۔

"ملکہ معظمہ" جب اس لڑائی مین سپاہیون، اور افسرون کا قتل ہونا سنتی تھین بے اختیار اون کی آنکھون سے آنسو نکل پڑتے تھے، اور وہی صدمہ ہوتا تھا جو اپنے عزیزون کی مصیبت پر

ہوتا ہے، وہ ہمیشہ مقتولین جنگ کی بیواؤن، اور غمزدہ ماؤن کو بذریعہ چٹھی، یا خود تشریف لیجاکر تشفی دیتین، اور اونکے ساتھہ ہمدردی فرماتین، جو زخمی میدان جنگ سے آتے اونکو ہسپتال مین جاکر خود ملاحظہ کرتین، اور اونکی تسکین فرماتین، اون مین تمام وہ اعلیٰ صفات جو ایک بادشاہ عادل مین ہونا چاہئیین موجود تہین، وہ اپنی عزیز رعایا، اور بہادر فوج پر جو شفقتین فرماتین، وہ مادرانہ جوش کے ساتھہ ہوتین، وہ حقیقی معنون مین اپنی رعایا کی مادر مہربان تہین۔

ان مجمل حالات کو بہت کچھہ تعلق اونکی شاہانہ زندگی سے ہے، لیکن وہ اپنی سیدھی سادی زندگی مین بھی نہایت عزیز، اور شفیق وکٹوریہ تہین، اور بے شمار خوبیان اونکی ذات مین جمع ہوگئی تہین۔

"آرچ بشپ کنٹربری" نے جب اونسے کہا کہ خطبۂ نکاح مین عورت کو یہ حلف کرنا ہوتا ہے کہ "مین شوہر کی اطاعت کرونگی" اگر آپ کہین تو یہ فقرہ نکالدیا جاے، تو اونہون نے جواب دیا کہ "مین ملکہ ہوکر شادی نہین کرتی، مین تو ایک معمولی عورت کی طرح شادی کرتی ہون"

اس موقع پر مین ایک دلچسپ قصہ جسکو مین نے ایک کتاب مین دیکھا ہے، اور مجھسے میرے اکثر انگریز دوستون نے بھی اسکا ذکر کیا ہے درج کرتی ہون جس سے ایک اعلیٰ اخلاقی نصیحت حاصل ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ "ملکہ معظمہ" اپنی خانگی زندگی مین اپنے، اور شوہر کے درجات مین کیا امتیاز رکھتی تہین۔

ایک روز "ملکہ معظمہ" اور "پرنس کنسرٹ" مین کسی خانگی معاملہ پر کچھہ شکررنجی ہوگئی "ملکہ معظمہ" اپنے کمرہ مین آکر تہوڑی دیر تک اس معاملہ پر غور کرتی رہین، اوسکے بعد پھر "پرنس" کے کمرہ مین گئین، لیکن کمرہ کا دروازہ بند پایا "ملکہ معظمہ" نے اپنا ہاتھہ دروازہ پر مارا۔

پرنس .... کون ہے؟

ملکہ معظمہ .... مین ہون کوئن۔

پرنس .... البرٹ کے کمرہ مین کوئن کا کچھہ کام نہین، واپس جاؤ۔

یہ سنکر ملکہ معظمہ سکوت مین آگئین، لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر دروازہ پر ہاتھہ مارا۔

پرنس .... کون ہے ؟

ملکہ معظمہ .... مین ہون البرٹ کی بیوی ۔

پرنس نے جلدی سے اوٹھکر دروازہ کھول دیا، اور کہا کہ "بیشک البرٹ کی بیوی البرٹ کے کمرہ مین آسکتی ہے"

حقیقتاً "فیملی" اور پرائیوٹ معاملون مین بادشاہ بنا رہنا نہایت تکلیف دہ ہے، اور اصلی آسائش اوس سے غارت ہوجاتی ہے، خصوصاً ایک نیک دل، خدا ترس، صاحب عصمت، رحمدل عورت کے لیے توفی الواقع خانگی معاملات مین بادشاہ بننا نہایت دقتین پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے، اور چونکہ ملکہ معظمہ مین تمام صفات عالی موجود تھین، اسلیے اونہون نے کبھی خانگی کامون مین شاہی اقتدار کو نہین برتا۔

اونہون نے اپنا نام نہایت سادہ "وکٹوریہ" ہی پسند کیا، اور وہ اپنی زندگی کی آخری ساعت تک "وکٹوریہ" (مظفر) ہی رہین ۔

اون پر بعض مجنونون اور پاگلون نے کئی مرتبہ حملے، اور فیر کیے، لیکن اونہون نے ہمیشہ ایسے موقعون پر اپنے حواس بجا رکھکر مردانہ دلیری کا اظہار کیا، اور حافظ حقیقی نے اون مجنونون کے حملون سے اونکو محفوظ رکھا۔

اون مین مذہب عیسائی کی نسبت سچا جوش، و اعتقاد تھا، وہ کبھی اتوار کو کام نہین کرتی تھین، خواہ کیسے ہی ضروری کیون نہ ہون، وہ اپنے کنبہ پر بہت مہربان تھین، اور ہر شخص کے ساتھہ ہمدردی رکھتی تھین اونکو اپنے بزرگون کے آداب اور چھوٹون کے مراتب کا

ہمیشہ لحاظ رہتا تہا، اونہین اپنے عزیزون، اور رشتہ دارون کو تحائف دینے مین خاص خوشی ہوتی تہی، وہ عام اُمرا کی طرح اپنے شوہر کے ساتہہ بڑی بڑی دُکانون، اور نمائشون مین جاکر خود سودا خرید کرتی تہین، لیکن وہ مُسرف نہ تہین اور نہ اسراف کرنے والون کو پسند کرتی تہین، اور یہ عمدہ صفت اون مین بچپن ہی سے تہی، اسکے متعلق اون کے بہت سے واقعات مشہور ہین لیکن مین ایک ایسا واقعہ درج کرتی ہون جس مین نہ صرف اونکی اس عمدہ عادت کا ہی جلوہ ہے، بلکہ اونکی فیاضی، اور حوصلہ افزائی ہی ہویدا ہے -

جنابِ ممدوحہ جب کہ کم سن تہین ایک جوہری کی دوکان پر تشریف لے گئین، وہان ایک اور لیڈی بھی موجود تھی جو کچھہ لینے آئی تھی، چونکہ جنابِ ممدوحہ ہمیشہ سادہ لباس زیب تن فرماتی تہین اور اوسوقت بھی اپنے معمولی ہی لباس مین تہین، وہ لیڈی نہ پہچان سکی، اور چیزون کے دیکھہ بھال مین مصروف رہی "ملکہ معظمہ" بھی زیورات کو دیکھتی رہین، لیکن لیڈی کے حرکات وسکنات کو بھی ملاحظہ کرتی جاتی تھین -

اونہون نے دیکھا کہ لیڈی ایک گھڑی کی زنجیر کو بار بار اوٹھا کر دیکھتی ہے، اور سرد آہ بھر کر رکھدیتی ہے، آخر اوس نے مالک دوکان سے قیمت دریافت کی اور جب قیمت سنی تو اوسنے ایک عجیب حسرت کے ساتہہ اوس زنجیر کو رکھدیا -

ملکہ معظمہ اپنی خداداد فراست سے اوس لیڈی کے جذبات کو سمجھہ گئین، اونہون نے لیڈی کا نام، اور پتہ دریافت فرمایا، جسکو نہایت سادگی سے لیڈی نے بتا دیا، تب "ملکہ معظمہ" نے سوال کیا کہ "تم نے یہ زنجیر کیون نہ خریدی"؟ لیڈی نے جواب دیا کہ "اسوقت اسقدر استطاعت نہین کہ مین خرید سکون" اس مختصر گفتگو کے بعد وہ لیڈی چلی گئی، اور "ملکہ معظمہ" نے وہ زنجیر خرید کرلی، محل پر آکر اوس لیڈی کو وہ زنجیر بہیجدی، اور اوسکے مسرف نہ ہونیکی تعریف کی،

اور اوسکو مطلع کیا کہ یہ زنجیر اس صلہ مین دیتی ہون ۔

اونکو بچون سے بہت اُنس تہا، اور ہر وقت کوئی نہ کوئی چہوٹا بچہ اون کے پاس رہتا تہا، وہ ذاتی طور پر آزادی، تجارت، تعلیم، رفاہ عامہ، اور سوشیل ریفارم کی بڑی حامی تہین، اور یہی اثر تخت نشینی پر بہی ظہور پذیر ہوا، جسکے سبب سے اونکے زمانہ مین بڑی بڑی اصلاحین ہوئین سیکڑون رفاہ عامہ کے "انسٹیٹیوشن" اور یادگارین اونکے عزیز نام "وکٹوریہ" سے موسوم ہوئین، ہر شہر اور مقام "وکٹوریہ" کے پُر اثر نام کے ساتہہ کوئی نہ کوئی یادگار نظر آتی ہے، خواہ وہ یورپ کی سرزمین ہو یا ایشیا اور افریقہ اور نوآبادیون کی ۔

اہل علم اور علم سے بہی خاص دل چسپی تہی، وہ انگلستان کے ہر نامور عالم اور اہل کمال کی قدر کرتی تہین، اونکی خوشی، اور اونکے غم مین مثل عزیز دوستون کے شریک ہوتی تہین اور اس دوستی کو اون کے شاہنشاہی حالت سے کچہہ واسطہ نہ تہا ۔

لارڈ "ٹینی سن" ملک الشعراے انگلستان کی نظمون سے اونکو گہری دل چسپی تہی اور وہ اونکو بیحد پسند کرتی تہین، اور ملک الشعراء موصوف کے ساتہہ اون کا نہایت مشفقانہ ارتباط تہا وہ مصنفہ بہی تہین، اور اونکی پہلی کتاب ۱۸۶۸ء تک کا روزنامچہ تہا، جسکو اونہون نے ملکہ ہونے کی حیثیت سے نہین لکہا تہا بلکہ ایک معزز خاتون کی شان سے تحریر کیا تہا ۔

اوس روزنامچہ مین اگرچہ کوئی خاص بات بہ ظاہر نہ تہی، اور نہ باعتبار انگریزی انشاپردازی کے یہی وہ کوئی شان رکہتا تہا، لیکن اس مین موثر طریقہ پر انتظام خانہ داری، مادرانہ حقوق، زن و شوہر کے عمدہ تعلقات جو دو انسانون کو ایک خوشگوار زندگانی عطا کرتے ہین، نوکرون کے ساتہہ اچہا برتاو، اور اسی قسم کے امور دکہلائے گئے تہی، اوسکے مضامین کے لحاظ سے اوسکو اعلیٰ تصانیف کی فہرست مین جگہہ دی گئی ۔

دوسری کتاب ۱۸۸۴ء مین شایع کی گئی، اس کتاب مین اونہون نے "ہائی لینڈس" کے
قدرتی مناظر کے حالات، اور اوسکی سیر و سیاحت، اور اپنی بیوگی کی وہ سرگذشتین، جو "اسکاٹ لینڈ"
مین واقع ہوی تھین، نہایت دردناک، اور رنج آمیز پیرایہ مین بیان کی ہین، اس کتاب نے
پبلک مین قبولیت تامّہ حاصل کی، اور بالخصوص عورتون نے اسکو نہایت پسند کیا، یہ کتابین
اونہون نے سرکار خلد مکان کو بھی تحفۃً بھیجین جو اونکے شاہانہ الطاف کا کتب خانہ بھوپال مین
ثبوت دے رہی ہین۔

وہ سات زبانین جانتی تھین، اور آخری عمر مین اونہون نے "آگرہ" کے منشی عبد الکریم
سی۔ آئی۔ ای۔ سے اُردو بھی پڑھی تھی، اون کے اُردو کے خطوط ہندوستان مین شایع ہوئے ہین
اور اونکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کو اپنی حکومت کے سب سے بڑے جز اعظم کی فصیح زبان کے
حاصل کرنے کا کیسا شوق دامنگیر تھا۔

وہ ایک بڑی دستکار تھین، اونکی سوزن کاری، اور زردوزی کے کام کی چیزین بڑی بڑی
نمائشون مین فخر کے ساتھہ رکھی جاتی تھین، وہ اس عظیم الشان جلال کے ساتھہ نہایت سادگی سے
قصر "بالمورل" مین چرخا کاتی نظر آتی تھین، وہ "آرٹسٹ" بھی تھین، اون کے ہاتھہ کی اکثر تصاویر
اونکی تصانیف مین موجود ہین، اور بیشتر مناظر قدرت کی تصویرین ہین جنسے اونکو بڑی دلچسپی تھی،
ملکہ معظمہ کی عدیم المثال زندگی کو ہمارے ملک کی وہ بیگمات جو روز و شب بیکاری، اور فضول
مشاغل مین بسر کرتی ہین دیکھین کہ وہ عالیجاہ ملکہ جس کا پرچم اقبال دنیا کے چوتھائی حصہ پر
لہرا رہا تھا، باوجود ایسی وسیع سلطنت کے جب کامون سے ذرا فرصت پاتین تو وقت کو مفید مشاغل مین صرف کرتی تھین۔
"ملکہ معظمہ" نے باوجود ملکہ ہند و انگلینڈ و اسکاٹ لینڈ ہونے کے ایسی سادگی سے زندگی بسر کی جسکو دیکھکر
حیرت ہوتی ہے، اور اونکے حالات زندگی کے دیکھنے سے اس سادگی کی عجیب مثالین نظر آتی ہین۔

اونکو بعض اوقات اپنے عالی صفات شوہر کے ہمراہ کسانون کے جھونپڑون مین جاکر اونکی سادی غذا تناول کرنے کا بہی اتفاق ہوا ہے جو کسان مسافر سمجھکر پیش کرتے' پھر اونکا شکریہ اپنے "قصر شاہی" مین آکر بذریعہ تحریر ادا فرماتین' جب اون سے ایسا سلوک کیا جاتا تب اون کو معلوم ہوتا' اور وہ اوس پر فخر کرتے کہ ہماری مہمان ملکۂ انگلنڈ و قیصرۂ ہند ہوئی تہین۔

غرض اس سادگی' اور اس عظمت و جلال کی وکٹوریہ نے روے زمین کے باشندون کے دلون مین اپنی محبت کا برقی اثر دوڑا دیا تہا' حقیقتاً انسان جو فتح کہ عمدہ اخلاق' سادگی' اور نرمی سے دلون پر پاسکتا ہے' وہ سختی سے غیر ممکن ہے۔

وہ ماہ جنوری ۱۹۰۱ء مین بیمار ہوئین' اونہون نے ایک ہفتہ کے قریب علیل رہکر باسٹہہ[۶۲] برس دنیا کے ایک چوتہائی رقبہ' اور ایک ثلث آبادی دنیا پر حکمرانی کرکے اپنی آخری خوابگاہ مین آرام کیا' اور اپنے جانشینون کے لیے ایسی وسیع سلطنت جس مین کہین نہ کہین ہر وقت سورج کی کرنین اپنی روشنی پہیلاتی رہتی ہین' اپنی اعلیٰ اور نیک صفات کی مثال چہوڑی' اور اپنے بعد ایک ایسا ترکہ دیا جو اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

انگریزون نے اون کو قوم کی روح سمجھا تہا' جو اوس قوم کے جسد سے پرواز کر گئی' مین کہتی ہون کہ وہ سلطنت کی روح تہین' اور گو وہ روح اب باقی نہین لیکن اوس روح کی ایک اور روح ہے جو اپنی سلطنت کے جسم مین وہی قوت اور طاقت رکھیگی' جو ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء تک قائم رہی تہی۔
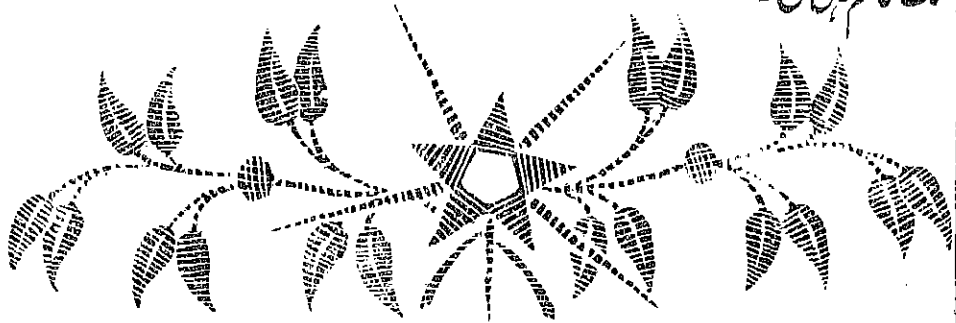
سرکار خلد مکان کا انتقال

اواخر ربیع الاول ۱۳۱۸ھ ہجری مین سرکار خلد مکان کے بائین رخسار کے اندرونی جانب ایک خفیف سی خراش معلوم ہوئی، جسکو معمولی بات سمجھکر کچھہ پروا نہین کی گئی، لیکن جب روز بروز اوسکی تکلیف بڑھنے لگی تو یونانی علاج کی طرف توجہ ہوئی، مگر آرام نہوا بلکہ اور زیادتی ہوگئی، پھر ڈاکٹری علاج ہونے لگا، مشہور و معروف حکیم، اور ڈاکٹر مثل "انڈرسن" "ساسلر" (ہومیوپیتھک) لکھنؤ، اور کلکتہ سے آئے لیکن صحت نہوئی، جون جون علاج مستعدی سے کیا جاتا، اوسیقدر مرض بڑھتا جاتا آخرکار ڈاکٹر انڈرسن سول سرجن نے جنکے ہاتھون مین مشہور بلرام پور ہسپتال کا چارج تھا، اور ایک نہایت قابل ڈاکٹر تھے یہ مشورہ دیا کہ "کینسر" کاٹ دیا جاے، ڈاکٹر ڈین صاحب ایجنسی سرجن نے بھی اس سے اتفاق کیا، اور سرکار خلد مکان بھی راضی ہوگئین، عملی جرّاحی کا سامان بھی آگیا لیکن عین وقت پر اس راے سے اختلاف کیا گیا، اور طرح طرح کے اوہام پیدا کرائے گئے جن سے سرکار خلد مکان کی راے بدل گئی۔

علاج معمولی طریقہ پر جاری رہا۔ مگر صحت تو درکنار حالت تکلیف و ترقی مرض کو سکون تک نہوا اس اثنا مین متواتر ایسے واقعات پیش آئے جنسے اونکو سخت صدمہ پہونچا، اور اون پر ثابت ہوگیا کہ جو لوگ اونکے گرد و پیش ہین اونکو صرف اپنے حصول مقاصد ہی غرض ہے ان لوگون نے صرف اپنے مطالب کو پیش نظر رکھا ہے، وہ میری مان تھین رقیق القلب اور نرم دل تھین، مرنے کے آثار اونکو نظر آنے لگے تھے ایسی حالت مین یہ امر لازمی تھا کہ تمام پچھلی مجبورانہ رنجشین اونکی نظرون سے دفعتاً غائب ہوجائین، اور جذبہ محبت تمام چیزون پر غالب آکر

اونکو میری یاد دلا دیتا لیکن لوگون کی کوششین اونکے فطری جذبات پر بھی غالب آئین، اونکو عہد
کی پابندی کا خیال دلایا گیا، اور دریاے محبت کے بہاو کا رخ پھیر دیا گیا۔

زمانہ علالت مین اسی قسم[1] کے بیسیون واقعات اور بھی گذرے لیکن اون مین سے جو چند
مشہور اور زبان زد خاص و عام ہین، اس موقع پر اون کا درج کرنا مین مناسب جانتی ہون۔

سرکار خلد مکان کی صحت کے لیے دوا اور دعا کا کوئی طریقہ نہین اوٹھا رکھا گیا تھا،
بڑے بڑے نامور حکیم اور ڈاکٹر آئے اور اونکو بڑی بڑی فیسین دی گئین، خیرات اور صدقات مین
ہزارون روپیہ روز صرف کیا جاتا تھا، مگر جو فیس ڈاکٹر کو دیجاتی اور جو روپیہ کہ خیرات وغیرہ کے
نام سے برآمد کیا جاتا اوسکا بڑا حصہ خودغرضون کی طمع کا دامن بھرتا۔

سرکار خلد مکان پر بھی یہ کارروائی بالآخر ظاہر ہوگئی اور اونھون نے اسپر نہایت حقارت آمیز
تاسف ظاہر فرمایا مگر اون کی بلند حوصلگی نے اجازت نہ دی کہ وہ اون لوگون کو روبرو ملامت کرین

سرکار خلد مکان کی اس حالت سے قریب قریب سبکو مایوسی ہوگئی تھی اور سب جانتے تھے
کہ اونکی زندگی کی شمع جلد بجھنے والی ہے، اسلیے ہر شخص کی جو اونکے دائرہ دولت مین مقیم تھا،
یہی خواہش تھی کہ اس آخری وقت مین جو کچھ حاصل ہو جاے وہ غنیمت ہے۔

علی حسن خان کی لڑکیون کی نسبت ٹھہر چکی تھی اور سرکار خلد مکان نے اونکے لیے بڑے بڑے
بھاری جہیز تیار کراے تھے، یہ ایسا وقت نہ تھا کہ کوئی شخص جسکو سرکار مرحومہ سے ذرا بھی
محبت ہوتی شادی بیاہ کی خوشی منانی گوارا کرسکتا، لیکن علی حسن خان نے عین اس حالت مین
سرکار سے درخواست کی کہ مین چاہتا ہون کہ سرکار کی زندگی ہی مین لڑکیون کے فرض سے سبکدوش
ہو جاؤن، سرکار خلد مکان نے اس نکتہ کو سمجھا اور گو اوسوقت جہیز کے دیدیے جانیکا حکم دیدیا

[1] یہ واقعات اگرچہ محض سماعی ہین لیکن قرائن ضروری ایسے ہین جن سے ان پر یقین کیا جا سکتا ہے۔

لیکن اون کو سخت صدمہ ہوا، اور فرمایا کہ "دیکھو میرے نواسے جوان ہوچکے ہین، لیکن میری بیٹی کہتی ہو کہ "جب سرکار کو خدا صحت دیگا تب خوشی کی باتون کا موقع ہوگا" لیکن یہ لوگ میرے عین مرض الموت مین اس قسم کی تقریبات سے لطف اوٹھانے کو تیار رہین"

یہ بھی عجب ایک منظر تھا کہ تاج محل مین وہ فیاض اور والی ملک بیگم بستر مرگ پر پڑی ہوئی اپنی زندگی کی آخری گھڑیان نہایت بے چینی اور کرب مین گذار رہی ہے، اور اوسکے برابر کے محل مین بیاہ رچایا گیا ہے۔

یہ تو اون کا حال تھا جن مین کچھ خاندانی محبت اور خون کا لگاؤ نہ تھا، مگر وہ لوگ بھی جو عزیز اور اولاد سے زیادہ پیارے تھے ان لوگون سے کچھ کم نہ تھے۔

عالمگیر محمد خان عیادت کو حاضر ہوے، اور دور بیٹھ گئے، سرکار خلد مکان کو اونکے دور بیٹھنے سے یقین کے ساتھ خیال پیدا ہوا کہ وہ میرے پاس بیٹھنے سے احتراز کرتے ہین، اس سے اونکو سخت صدمہ ہوا جسکو ضبط نہ کرسکین، اونہون نے کہا "عالمگیر! مین جانتی ہون کہ جس لیے تم میرے پاس نہین آئے، غالباً تم اس زخم کی وجہ سے مجھکو دیکھنا پسند نہین کرتے، افسوس مینے اپنی اولاد کو تمہارے لیے چھوڑا، تمپر زر لٹایا، تمہارے لیے لاکھون کی دولت پر پانی پھیرا، مگر تم مین سے میرا کوئی نہین ہوا، آج میرا کوئی دیکھنے والا نہین ہے" اتنا کہکر خاموش ہوگئین، اور جو کیفیت اوسوقت اون کے دل کی تھی وہ اونکے مایوسانہ چہرہ سے ظاہر ہورہی تھی۔

عالمگیر محمد خان نے بہت معذرت کی اور عرض کیا کہ "مین اسوجہ سے دور نہین بیٹھا بلکہ سرکار کی کیفیت دیکھنے سے صدمہ ہوتا ہے، سرکار علاج مین خود رائی فرماتی ہین، اور کامل طور پر علاج نہین ہوتا" اس فقرے پر بے اختیار سرکار خلد مکان کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ "میری دوا تو سلطان[1] ہے لیکن سلطان[1] دولہ کے سبب سے مین ملنا نہین چاہتی"

[1] (دیکھو صفحہ آیندہ)

چونکہ ان حالات کو دیکھکر سرکار خلد مکان کی حقیقی شفقت جو اپنی اولاد کے ساتھہ تھی جوش مارتی تھی
اور اون پر باوجود ایک والیٔ ملک ہونے کے جو بیکسی کا وقت گزرتا تھا اوسمین ہم لوگ یاد آتے تھے،
اسلیے بعض کو یہ خیال پیدا ہوگیا کہ مبادا سرکار متاثر ہوکر اپنی بیٹی کو بلالین، سرکار خلد مکان کی یہ حالت
دیکھکر جو لوگ محل مین جمع تھے محض اپنی خیر خواہی جتانے کے لیے میرے دوستدار اور خیر خواہ بنے
حالانکہ وہ پہلے میری صورت تک دیکھنے کے روادار نہ تھے اونھون نے مجھے محل کے اکثر واقعات
حالات کی اطلاع مین پہونچانی شروع کین، اور ذرا ذراسے واقعے تک کی خبر میرے پاس آنے لگی لیکن مجھے
حق و باطل مین تمیز کرنا نہایت مشکل ہوگیا تھا، ان مین زیادہ تر وہ لوگ تھے جن پر ابن الوقت کا
اطلاق صحیح تھا، بعض ایسے بھی تھے جو صحیح صحیح بے کم وکاست خبرین پہونچاتے تھے، مین ان حالات کو
سُنکر ایک عجیب پس وپیش مین تھی کہ وہان ایک عجیب منتر چلانے کی تدبیر کی گئی کسی نے عبادحسین سے
جاکر کہا کہ سرکار کو مرض نہین بلکہ اون پر جادو کیا گیا ہے عبادحسین نے سرکار سے جاکر کہا، اگرچہ
سرکار کو یقین نہ آتا تھا لیکن بالآخر اون لوگون نے اجازت حاصل کی اور جاکر نور محل کے حوض سے
سرکار کی صورت کا ایک پُتلا جو موم جامے سے منڈھا ہوا تھا نکال کر لائے، اس پتلے مین سوئیان
چبھوئی ہوئی تھین، موم جامے مین چار لیمون اور کچھہ اور چیزین بھی تھین، جب یہ پُتلا سرکار
خلد مکان کے سامنے آیا تو مفسدون نے اس سحر کو میری طرف منسوب کیا، لیکن سرکار مرحوم نے
فرمایا کہ "یہ تو وہ تصویر ہے جو مین نے نواب صدیق حسن خان کو دی تھی"
چونکہ میرے محل تک اونکی رسائی غیر ممکن تھی اسلیے اس سازش کا موقع نور محل ہی کو قرار دیا گیا،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) چونکہ ہمارے مخالفین نے "نواب سلطان دولہ صاحب بہادر کی بے انتہا برائیان کرکے اون پر سخت ناراض کر دیا تھا
اور اونکی طرف سے ایک متنفس بھی کلمۂ خیر کہنے والا نہ تھا اسلیے سرکار خلد مکان بہت زیادہ کشیدہ تھین بخلاف اون کے مجھہ مین خون کا
واسطہ تھا بچپن سے میرے مزاج کا تجربہ تھا اور تو نسے واقفیت تھی اسلیے میری محبت اونکو بعض وقت بے چین کر دیتی تھی۔

لیکن جھوٹ کبھی چھپ نہین سکتا، آخر پردہ کھل ہی گیا کہ تمام کارروائی سازشی تھی۔

سرکار نے انتقال سے پانچ ماہ پہلے ماہ شوال مین فرمایا کہ "مرض درمان پذیر نہین نظر آتا، لہذا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مین مکہ معظمہ کو جا کر فرض حج سے سبکدوش ہو جاؤن، اور میری زندگی مین "سلطان جہان" ریاست کے کاروبار کو دیکھ لین" تیاری سفر شروع ہوئی، اور اہلکاران توشکخانہ کو حکم دیا گیا کہ مولوی عبدالجبار خان صاحب بہادر وزیر ریاست کو جائزہ دیا جاوے، مگر جسوقت یہ خبر علی حسن خان، میان عالمگیر محمد خان، اور حاجی میان کا مدار ڈیوڑھی خاص وغیرہ کو پہونچی تو اونھون نے طرح طرح سے سفر مکہ معظمہ کے ارادہ کو فسخ کرانے کی تدبیرین کین۔

اسی سلسلہ مین یہ بھی کہا گیا کہ "حضور ابھی سے اون کو (سلطان جہان) مختار کرتی ہین جو نافرمان ہین" اسپر سرکار خلد مکان نے سختی سے جواب دیا اور علی حسن خان سے کہا کہ "تم اپنے دل کی کیفیت دیکھو کہ ہر ایک بہبودی اولاد کے واسطے چاہتے ہو، پس مین بہت کچھ تمہارے واسطے کر چکی، اب مجھے اونکی (ہم لوگون کی) برائیون سے معاف رکھو"

جب یہ تدابیر کامیاب نہوئین تو ایک جہاز کے ڈوبنے کی وحشتناک خبر سنائی گئی چونکہ سرکار خلد مکان فطرۃً سفر دریا سے بہت خائف تہین، اس خبر کے سننے سے ہمت کی کشتی ٹوٹ گئی، اور اون لوگون کا مطلب حاصل ہو گیا، اور خود غرضون نے محض اپنے اغراض کے سبب سے ایک اہم فرض کے ادا کرنے سے باز رکھا۔

اگر سرکار اس ارادہ پر قائم رہنے پاتین اور توشکخانہ اور خزانہ کا جائزہ ہوتا تو یقیناً اونکے ہی روبرو تمام تغلب و تصرف اور فرضی حسابات کی ترتیب کا راز کھل جاتا۔

یہ لوگ اپنی اپنی تدبیرون مین مصروف تھے، اور سرکار خلد مکان کے مرض مین روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی، حتی کہ اونکو اپنی صحت سے قطعی مایوسی ہو گئی، اور اس مایوسانہ حالت مین اونھون نے

ایک نہایت حسرت آمیز اور پر درد اشتہار جاری کیا جسمین اپنی رعایا سے استدعا کی کہ ہمارے تینتیس سالہ دور حکومت مین کسی شخص کو عمداً یا سہواً کوئی ضرر ہماری طرف سے پہونچا ہو تو لوجہ اللہ معاف کرے"

اس اشتہار کے جاری ہونے سے رعایا نے جسقدر دلی اور سچی ہمدردی کا اظہار کیا ہے اوسکی نظیر ملنی مشکل ہے، کوئی دل ایسا نہ تھا جو سرکار خلد مکان کی اس تکلیف سے بیچین نہو اور دلی خشوع و خضوع کے ساتھہ اون کے لیے دعا نہ کرتا ہو، جب عام لوگون اور تمام رعایا کی یہ حالت تھی تو خود اندازہ ہو جائے گا کہ میرے دل کی کیا حالت ہوگی جسمین دختر انہ محبت کا جوش باوجود بے انتہا ناگوار واقعات پیش آنے کے شمہ برابر بھی کم نہوا تھا۔

مین نے بھی نہایت بے تابی کے ساتھہ اوس اشتہار کو دیکھا اور ایک امید پر جو میرے دل مین پیدا ہوئی تھی اول سے آخر تک حرف بحرف اوسکو پڑھا اگر کہین یہ فقرہ نہ پایا کہ "ہمنے بھی لوگون کے قصور معاف کیے" تاہم پھر مکرر پڑھا کہ شاید یہ فقرہ پڑھنے سے رہگیا ہو، لیکن معلوم ہوا کہ نظر کی غلطی نتھی بلکہ امید ہی کا پیدا ہونا غلط تھا مجھکو اس فقرہ سے جسکو مین ڈھونڈ رہی تھی موقع ملتا کہ مین اونکی خدمت مین حاضر ہوتی اور اس فقرہ کا حوالہ دیکر اونکی آخری زندگی مین خدمت سے بہرہ یاب ہوسکتی لیکن بمصداق جف القلم بما ھو کائن پہلے ہی سے دنیا مین صدمہ برداشت کرنا میری تقدیر مین تحریر ہوچکا تھا، غرض کہ مین اونکے صحت کی دعا کرتی تھی اور دن رات تکلیفات کا حال سنکر کڑھتی تھی جس سے میری روح کو سخت صدمہ پہونچتا تھا، اور صدمہ مجکو ہر وقت تحلیل کر رہا تھا، وقت گزرتا گیا مگر مرض کی تکلیف اور ازدیاد کا بھی حال گوش زد ہوتا رہا، اب مجھسے زیادہ ضبط و صبر نہو سکا اور میری محبت اون واجبی اندیشون پر غالب آگئی جو ایسی حالت مین اونکے پاس جانے سے ضروری تھے کیونکہ مجکو افترا پردازون سے ہمیشہ کھٹکا رہتی تھی مین مضطربانہ تاج محل کو روانہ ہوئی، "نواب خنشام الملک بہادر" مجھسے زیادہ مضطرب تھے اور سرکار خلد مکان کی قدم بوسی کی آرزو نے اونکو بھی اونکو بیقرار کر دیا تھا لیکن وہ اس موقع پر بلائے نہ گئے

کیونکہ خوف تہا کہ سرکار ناراض ہونگی اسلیے کہ بعد نواب صدیق حسن خان صاحب کے ور اندازونکے زیادہ تر حملے اونہین پر ہوتے تھے۔

میرے ہمراہ صرف صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر تھے جنکی عمر اوسوقت سات سال کی تھی یہ پہلا موقع تہا کہ ننہا اور معصوم بچہ اپنی عالی قدر نانی کے دیکھنے کیلیے جارہاتہا، خدا جانے اوس وقت کیسے کیسے معصومانہ خیالات اوسکے دل مین پیدا ہوتے ہونگے بچہ کو نانی سے ملنے کا شوق محو کیے ہوے تہا لیکن مجھے پاو میل کا راستہ کوسون دور معلوم ہوتا تہا، خدا خدا کر کے مجھے محل مین قدم رکھنے کی نوبت آئی، اس سے پیشتر مین صرف ایکمرتبہ صاحبزادی "بلقیس جہان بیگم" کے زمانہ علالت مین سرکار خلد مکان کو لینے آئی تہی یا اب اونکی عیادت اور خدمت کے لیے آئی، سخت گرمی کا موسم، دو بجے کا وقت، محل مین کوئی راستہ بتانے والا بہی نہ تہا، سب جانتے تہے کہ مین خون کے جوش اور محبت کے اثر سے آئی ہون لیکن جو نہا بیگانہ تہا بجای اسکے کہ ایسی حالت مین میرا آنا باعث تسلی سمجہا جاتا، اون لوگون مین بیچینی اور گھبراہٹ پہیل گئی، مین ایک ایک سے پوچہتی ہوئی سرکار خلد مکان کے کمرہ مین پہونچی، وہ بوجہ ضعف کے لیٹی ہوئی تہین، میرا جی چاہا کہ مان کے پاؤن سے لپٹ کر خوب روؤن، تلوون سے آنکھین ملون، اور جو جوش کہ ۲۷ برسون سے دل مین بھرا ہوا دریا کی سی لہرین لے رہا ہے اوسکو جی کہولکر نکالون، مگر سرکار کی خفگی کے خیال اور تکلیف کے خوف سے مجھے جرأت نہوئی، اور دیوار حسرت بنکر کھڑی رہگئی، صاحبزادہ حمید اللہ خان صاحب متجسسانہ نظرون سے یہ حالت دیکھ رہے تھے، سرکار خلد مکان نے میری جانب نظر کر کے پوچھا کہ "تم کون ہو؟" چونکہ علالت سے اونکی نظر مین ضعف آگیا تہا، کمرے مین اوسوقت ذرا اندھیرا بھی تھا، اور تیرہ برسون کے عرصہ مین روحانی صدمات اوٹھاتے اوٹھاتے میری ہیئت مین ایسا تغیر ہوگیا تہا کہ سرکار خلد مکان مجھے پہچان نہ سکین۔

مین خاموش رہی کیونکہ مجھے خیال تہا کہ "بلقیس جہان بیگم" کے زمانہ کی طرح اب بہی خفا نہون، اور

خفگی سے زخم کو نقصان نہ پونچے جس سے مجھے جی بھر کر اونکی زیارت کرنے کا موقع بھی نہ ملے۔

اونھون نے پھر کہا کہ "تم کون ہو؟، کیون نہین بولتین؟" مین نے پھر بھی جواب نہ دیا، آخرکار جب کئی مرتبہ استفسار کیا تو اونکی ایک خواص نے جو وہان حاضر تھی میرا نام بتایا، اور مین نے نہایت عاجزی سے دست بستہ عرض کیا کہ "سرکار میری خطا معاف فرمائین۔" لیکن جس اندیشے مین خاموش رہی تھی وہی پیش آگیا۔

اوس صادق العہد خاتون محترم نے خشمگینی ملی ہوئی خفگی سے فرمایا کہ "تم اسوقت چلی جاؤ، ہمارے بعد آجانا" لیکن میرے قدم گڑ گئے تھے، کیونکر وہان سے ہٹتی، مین خاموش کھڑی رہی، مگر پھر باصرار کہا تو مجھے ہمت نہ ہوئی کہ مین ٹھیری رہون، کیونکہ مجھے اونکی حالت کا تجربہ تھا اور مین اس راز کی تہ سے واقف تھی، جانتی تھی کہ میری موجودگی اونکی تکلیف کی زیادتی کا باعث ہوگی آخر دوسرے کمرہ مین چلی گئی، لیکن ایک خواص نے آکر کہا کہ سرکار فرماتی ہین کہ "اگر تم نہین جاؤگی تو مین اپنے باغ کو چلی جاؤن گی" مجبوراً باچشم گریان مجروح دل پر ایک اور تازہ زخم لیکر مین صدر منزل کو واپس آئی۔

سرکار خلد مکان کی حالت مرض لحظہ بلحظہ ترقی پذیر ہوتی گئی، کیونکہ وہ مرض نہ تھا بلکہ مرض کی صورت موت تھی، اسکا کیا علاج ہو سکتا تھا، خدا نے تو امراض کے لیے دوائین پیدا کی ہین اون مین تاثیر بخشی ہے، لیکن موت کی کوئی دوا پیدا نہین کی۔

اکثر موت ابتداءً معمولی مرض کی شکل مین نمودار ہوتی ہے اور جب وقت پورا ہو جاتا تو اپنا عمل کرتی ہے، بعض اوقات ہنستے، بولتے، چلتے، پھرتے، کھاتے، پیتے، جسطرح نادان بچے کوئی پتا توڑ کر پھینک دیتے ہین، اوسی طرح موت زندگی کی امید کو توڑ دیتی ہے لیکن وہ نہ وقت سے پہلے آتی ہے اور نہ وقت کے بعد۔ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

وَلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ انسان کہین ہو اور کسی جگہ جاے، خواہ سمندر کی تہ مین محل بنوا کر رہے یا سب جیون
پہاڑون کی چوٹیون پر آہنی قلعون مین چھپے، موت کو ایک سکنڈ کا وقفہ نہین ہوتا اور وہین پہونچ جاتی ہے
أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط
غرض میری واپسی کے آٹھ دن بعد ۲۸ صفر سنہ ۱۳۱۹ھ = ۱۶ جون سنہ ۱۹۰۱ء کو دن کے ۱۲ بجکر ۵ منٹ پر
اوسی مرض مین جو بالآخر ڈاکٹری تشخیص سے "کینسر" (اکال الفم) قرار پایا تھا، سرکار خلد مکان نے انتقال کیا،
مولوی عبد الجبار خان صاحب بہادر وزیر ریاست اور کپتان لینگ بہادر پولٹیکل ایجنٹ نے میری عدم موجودگی
کی وجہ سے احتیاطاً جگہ جگہ قفل ڈلوا کر پہرے قائم کر دیے، اور مولوی عبد الجبار خان صاحب بہادر نے
اس سانحہ کی مجھے اطلاع کی، مین اوسدن صبح ہی سے غیر معمولی طور پر پریشان تھی مجھے ہر چیز پر اُداسی
چھائی ہوئی نظر آتی تھی کہ اس سانحہ عظیم کی صدا میرے کانون مین پہونچی، آہون کے ہجوم سے حلق مین دم
گھٹنے لگا اور آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے، بگھی آئی، اور مین تاج محل کو روانہ ہوئی، دل مین حسرتناک
خیالات کا ہجوم ہوگیا ۴۵ برسون کا گزرا ہوا زمانہ یاد آیا، قوت متخیلہ نے میری زندگی کے اوس حصہ کو
جسمین جلیل الشان مان کی محبت و شفقت کی مسرت مجھے نصیب تھی دائمی فرقت سے بدل دیا،
اور میری مان کو ایک خلد نشین پاکیزہ صورت مین مجسم کرکے میرے سامنے لا کھڑا کر دیا، مگر چشم زدن مین
وہ پاک صورت تصور کی نظرون سے غائب ہوگئی، اور بجاے اوسکے ۲۳ برسون کا بیچ وہ زمانہ
ایک خوفناک شکل مین نمودار ہوا، لیکن آن واحد مین وہ بھی نقش بر آب کی طرح مٹ گیا، پھر
زمین و آسمان پر ایک سناٹا معلوم ہوا اور بے ثباتی دنیا کا نقشہ آنکھون کے سامنے کھنچ گیا، او
نظر آیا کہ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ط لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ مین محل مین داخل ہوئی،
وہی محل جس مین ہر وقت چہل پہل رہتی تھی ہو کا مکان معلوم ہوتا تھا، ہر چیز پر عبرت و حسرت برس
رہی تھی، وہ عالی حوصلہ والیہ ملک جو ابھی ۱۲ بجے تک (۸۲۰۰) میل کے رقبہ اور لاکھون آدمیون پر

حکمران تھی، جسکا وجود آیہ رحمت اور جسکا دست سخا ابر کرم تھا جو ادنیٰ سی توجہ سے فقیرون کو امیر کر سکتا تھا، اور جسکے ایک اشارہ پر سیکڑون جان نثار جانین قربان کرنے پر آمادہ ہوتے تھے جسکی فیاضی کا اوجالا تمام دنیا مین پھیلا ہوا تھا جسمین شاہانہ اعلیٰ اوصاف کوٹ کوٹ کر بھرے ہوے تھے، جسکی نیکی کا تذکرہ ہر مجلس مین تھا، آفتاب کے سمت الراس سے حرکت کرتے ہی ایک لاشئی ہو گیا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ۔ مین اوس کمرہ مین پہونچی جہان سرکار خلد مکان تمام دنیاوی اقتدار وحکومت کو خیرباد کہکر ہمیشہ کے لیے اپنی آنکھین بند کیے ہوے خواب شیرین مین محو تھین، نہ میرے آنے پر نام کا استفسار اور نہ میرے جانے پر اصرار کیا، معلوم ہوتا تھا کہ وہ باتین تمامتر بھلا دین اور آخری منزل طے کرنے کے لیے مجھسے رخصت ہونے کا انتظار کر رہی ہین۔

مین نے بیتابی اور بے اختیاری کے ساتھ اونکے قدمونکے بوسہ لیے، جنسے ۲۷ برسون تک جدا رہی تھی اور جسکے نیچے جنت کی نہرین بہ رہی ہین، دیر تک ٹکٹکی باندھے ہوے اوس چہرۂ مبارک کو دیکھتی رہی جسکی زیارت کی محرومی کے سبب سے اکثر تمام تمام دن اور تمام تمام راتین گریہ وزاری مین بسر کی تھین، اور اب دوبارہ بجز روز قیامت کے دیکھنے کی امید نہ تھی۔

جی چاہتا تھا کہ قدمون کو ہاتھون سے نہ چھوڑون، اور آنکھین روے مبارک سے نہ ہٹاؤن، لیکن کسی طرح ممکن نہ تھا، اور کیونکر ہو سکتا تھا، آخر تجہیز وتکفین کا انتظام کیا، اور جو لوگ جزع فزع کر رہے تھے اونکو منع کیا، البتہ ثواب کے لیے بیٹھے "سورہ بقر" اور "کلمہ طیب" پڑھنے کی تاکید کی اور خود انتظام تجہیز وتکفین مین مصروف ہو گئی، ۷ مرتبہ "سورہ بقر" اور سوا لاکھ مرتبہ "کلمہ طیب" پڑھا گیا، ۴ بجے ۵ منٹ پر بعد فراغت غسل وکفن جنازہ تاج محل سے جانب باغ نشاط افزا روانہ ہوا، اور جنازے پر فرشتگان رحمت الٰہی کا سایہ تھا، اور رضاے الٰہی کا نور برس رہا تھا،

---

[1] حدیث قدسی ہے کہ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ

اگرچہ جنازہ اسلامی طور پر سادگی کے ساتھہ اوٹھایا گیا تھا کوئی شان وشوکت نہین ظاہر کی گئی تھی تاہم اوس سادگی مین شاہی جلال وعظمت کی شان ہویدا تھی نواب احتشام الملک بہادر" "نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر" "صاحبزادہ کرنل" حافظ، حاجی محمد عبیداللہ خان صاحب بہادر" "صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر" "پولیٹکل ایجنٹ بہادر" اور تمام ارکین و رعایا و اخوان ریاست ہمراہ تھے۔ عیدگاہ مین نماز ہوئی اور بعد مغرب دفن کیا گیا۔

تاج محل کے وہ لوگ جو میرے آنے سے کبیدہ ہوتے اور بھڑکتے تھے، اب میری حضور مین کھڑا رہنا باعث افتخار جاننے لگے، آٹھہ دن پہلے جو مجھے دیکھکر چھپ گئے تھے اب پیش پیش ہین ۱۲ بجے سے قبل جو لوگ مجھے سلام کرنے سے جھجکتے تھے اب دوسرے کے بعد میرے سامنے خم ہین ہین خود جس محل مین آتے ہوے خوف کرتی تھی، اب اوسمین آزادانہ اور خودمختارانہ پھر رہی تھی، ہر چیز اور ہر شخص مین انقلاب دکھائی دیتے تھے، جو لوگ میری فرضی برائیون کا بیان کرنا اور مجھپر اتہامات لگانا واجبات سے جانتے تھے اب تعریفین کرنا اور مجھہ مین دنیا بھر کی خوبیون کا شمار فرض سمجھتے ہین غرض ایک محل کے اندر ہی دوسرا دور دورا تھا، وَتِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ایصال ثواب کے لیے غلہ ونقد کی خیرات کا سلسلہ جو اس موقع کے مناسب تھا اوسوقت سے چہلم تک جاری رہا، دفاتر مین تعطیل اور بازارون مین ہڑتال رہی۔

ہزامپیریل مجسٹی[1] قیصر ہند اور ہز ایکسلنسی ویسرائے ہند[2] نے پیغامات تعزیت بھیجے۔

لہ ۲۲ رجون ۱۹۰۱ء مقام بھوپال

محبہ مشفقہ

بحکم شہنشاہ مجکو ہدایت کی گئی ہے کہ ہزامپیریل مجسٹی شاہنشاہ کا افسوس اور ہمدردی شاہجہان بیگم صاحبہ مغفورہ رئیسہ بھوپال کی فیملی کے ساتھہ اوس صدمہ پر جو ہرہائنس کے انتقال سے اوسکو (فیملی) ہوا ہے، آپ کے پاس پہونچاؤن۔

یقین کیجیے مجکو اپنا مخلص دوست

جان لینگ پولیٹکل ایجنٹ بھوپال

ہز ایکسلنسی ویسیرائے نے باجلاس کونسل سرکار خلدمکان کی وفاداری اور قابلیت اور اوصاف حمیدہ کا اعتراف کرکے اونکی موت پر اظہار افسوس فرمایا۔

۱۷ ارجون کو غیر معمولی گورنمنٹ گزٹ مین حسب ذیل مضمون شائع ہوا، جسکی اطلاع ۱۷ ارجون کو تار کے ذریعہ سے صاحب فارن سکریٹری گورنمنٹ ہند نے صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کے پاس بھیجی:۔

"حضور ویسرائے وگورنر جنرل کشور ہند کو باجلاس کونسل نہایت افسوس کے ساتھہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہر ہائینس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ بھوپال ڈیپین لاور اعظم طبقہ اعلاے ستارۂ ہند، وممبر شاہنشاہی بسلسلہ کرون آف انڈیا نے انتقال فرمایا"

اس ۴۴ برسون کے عرصے مین جو ادن کو دوران حکمرانی مین صرف ہوے، اونہون نے اپنے نامور پیشرو ہر ہائینس نواب سکندر بیگم صاحبہ کی رفتار اختیار کرکے پوری قابلیت سے قدم بقدم تقلید کی، اونہون نے اپنے ملک کا انتظام نمایان لیاقت اور کامیابی کے ساتھہ کیا۔

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کا نام فیاضی، اور رحم دلی مین مشہور ہے اونہون نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۵۲ بخدمت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال"

بھوپال۔ ۱۷ ارجون

مائی ڈیر فرینڈ

ہز ایکسلنسی ویسرائے نے آپ کی والدہ ہز ہائینس شاہجہان بیگم صاحبہ کی خبر انتقال نہایت افسوس کے ساتھہ سنی، اور مجھے خواہش کی ہے کہ مین آپ کے اور آپ کے خاندان کے لوگون کے پاس اونکی سچی ہمدردی پہونچاؤن۔

آپکا مخلص

ایم، جی، میڈ

اپنے خاندان کی مسلسل وفاداری کو جو شاہنشاہی مقاصد کے لیے جوش اور ہمدردی کے ظاہر کرنے مین ہمیشہ ممتاز رہا ہے مجلیٰ و برقرار رکھا۔

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کی وفات نے رعایاے بھوپال کے سر سے ایک منصف مزاج، اور رحم دل حکمران اوٹھالیا، اور تاج برطانیہ کا ایک بڑا وفادار اور ماتحت جاتا رہا"

بالعموم تمام طبقات رعایا کو اپنے جلیل القدر فیاض اور شفیق حکمران کا ظل عاطفت اوٹھ جانے سے سخت صدمہ ہوا، بالخصوص ہندوستان کے تمام مسلمانون نے اپنی قوم کی ایسی سرابرآوردہ رئیسہ کی وفات پر قومی ماتم کیا، ملکی اخبارات نے متفقاً اس حادثہ پر پُر درد مضامین لکھے۔

سرکار خلد مکان کے مختصر حالات زندگی

"ہر ہائینس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ" جی، سی، ایس، آئی، و کرون آف انڈیا ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۵۴ ہجری = ۳۰ جولائی ۱۸۳۸ء کو بمقام اسلام نگر پیدا ہوئین، ۱۵ محرم ۱۲۶۳ھ = ۴ جولائی ۱۸۴۴ء کو یعنی ۸ سال، ۵ ماہ ۹ یوم کی عمر مین اپنے باپ کے انتقال کے بعد رئیسہ بھوپال تسلیم کی گئین اور باضابطہ مسند نشین ہوئین، ۱۱ ذی قعدہ ۱۲۷۱ھ = ۲۶ جولائی ۱۸۵۵ء کو نواب امراؤ دولہ باقی محمد خان صاحب بہادر "نصرت جنگ" سپہ سالار ریاست کے ساتھ اونکی شادی ہوئی، ۹ شوال ۱۲۷۶ھ = یکم مئی ۱۸۶۰ء کو اونہون نے اپنی خوشی سے سرکار خلد نشین کو اختیارات حکومت تفویض کیے اور خود ولیعہد رہنا پسند کیا۔

یکم شعبان ۱۲۸۵ ہجری = ۱۶ نومبر ۱۸۶۸ء کو بعد وفات سرکار خلد نشین وہ پھر مسند آراے ریاست ہوئین، اور مختلف اوقات و سنین مین اضلاع ریاست کا دورہ کیا، حسب ضرورت

عمدہ اصلاحین کین جنکی گورنمنٹ ہند نے تعریف کی، بمبئی، کلکتہ اور دہلی، مین جو شاہی دربار ہوئے اون مین کمال احترام و احتشام کے ساتھ شریک ہوئین، سنہ ۱۸۷۲ء مین خطاب جی سی، ایس آئی اور سنہ ۱۸۷۸ء مین تمغہ و خطاب کرون آف انڈیا "علیا حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نے عطا فرمایا، سنہ ۱۲۹۶ھ مین جو نمایان امداد جنگ کے چندہ مین دولت عثمانیہ کو دی، اوسکے صلہ مین تمغہ مجیدی درجہ اول سلطان المعظم نے عنایت کیا، اور خطوط شکریہ بتوسط گورنمنٹ ہند بھیجے۔

۱؎ نقل ترجمہ اشتہار

منجانب، ملکہ معظمہ انگلستان و قیصرہ ہندوستان۔

بنام، ہر ہائنس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال نائٹ گرانڈ کمینڈر آف دی موسٹ اکزالٹڈ آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا۔

بعد سلام آنکہ، جب ہمنے آپ کو اپنے حکم شاہی کے "تاج ہند" کا ممبر مقرر کیا تو ہم اب آپ کے اعزاز و خوشی کے واسطے تحفہ تمغہ تاج ہند آپ کے پہننے کے لیے بھیجتے ہین۔

ہماری عدالت مین بروز یکم جنوری سنہ ۱۸۷۸ء چہل و یک سال جلوس ہمارے کے دیا گیا۔

بحکم ملکہ انگلستان و قیصرہ ہندوستان

(دستخط سالسبری)

۲؎ (اول) فرمان عالیشان حضرت السلطان ادام المنان، بنام نامی و اسم سامی حضرت رئیسہ بھوپال نواب شاہجہان بیگم صاحبہ دام اقبالہا، و مترجم آن محمد نجیب افندی عالم ترکی مصحح مطبع و محرر فقیر محمد حسین۔

از نواب ہائے ہند رئیسہ خطہ بھوپال سیدۃ المخدرات اکلیل المحصنات شاہجہان بیگم دامت عصمتہا از مقتضائے انسانیت و حمیت فطریہ و جبلیہ در شان مہاجرین آثار عاطفت مندی و مروت خود را ابراز کردہ بود و چون نوازش و التفات ہمچنین اصحاب آثر مبرا را از مقتضائے شان مکارم نشان سلطنت سنیہ [illegible]

سنہ ۱۸۷۲ء میں شہنشاہ نپولین (فرانس) نے تمغہ بھیجا اور خط لکھا۔

سنہ ۱۲۸۸ہجری یہ ۱۸۷۱ء میں مولوی صدیق حسن خان صاحب سے نکاح ثانی کیا، اور پھر سنہ ۱۹۰۱ء = سنہ ۱۳۱۸ھ میں بیوہ ہوگئیں، سرکار خلد مکان علم پرور منصفہ اور زبان اُردو کی ادیب تھیں اونکو تاریخ و شاعری سے خاص مناسبت تھی، اونکی تصانیف و تالیف میں "تاریخ تاج الاقبال" "دیوان شیرین" خزینۃ اللغات، تہذیب النسوان، اور لغات شاہجہانی مشہور کتابیں ہیں، اونکے حضور میں ایک اچھا خاصا مجمع شعرا و علما کا رہتا تھا، اونھون نے عربی و فارسی کے مدارس بکثرت جاری کئے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بنا برین بنا بر مزید ملاطفت مشارٌ الیہا از یکم نشان شفقت ہمایون یک قطعہ نشان مرصع اہدا شدہ،

این برات عالی شان بالتصدیر شد حرر فی الیوم عشرین من شہر ربیع الاول سنہ ستہ وتسعین و مائتین والف (سنہ ۱۲۹۶ ہجری))

(دوم) فرمان خاص حضرت مولانا معظم سلطان روم ادامہ اللہ الحی القیوم، بنام حضرت رئیسہ بھوپال نواب شاہجہان بیگم حیات دام اقبالہا

دولت پناہ عصمت دستگاہ رئیسہ خطہ بھوپال والیہ صاحبۃ الاعتبار، در اثنائے مشغولیت ممالک محروسہ شاہانہ بالغوائل حربیہ بمقتضائے جہت جامعہ اسلامیت و اقتضائے شیم جمیلہ حمیت و فتوت از طرف ذات عصمت سمات و خاندان حرمت نشان واز جانب بعض امرا و کبرائے منسوبان بریاست جلیلہ حضرت آن اعانت نقدیہ کہ بسوئے دار الخلافہ ما فرستادہ شدہ بود، موجب محظوظیت شاہانہ ما شدہ است، درچنین زمان غائلہ کسانیکہ آثار سعادت نشان مشہود بودہ است ہم وقوع یافتہ بہر کس بیک صورت از طرف سلطانی تقدیر شد، پس برائے نشان مخصوصہ نقدیہ و نوازش بآن جناب فتوت سمات ریاست مآب یک قطعہ نشان شفقت اہدا شدہ است بحسن قبول این یادگار ما تشریف فرمودہ ہر بار ابراز مآثر مودت کارے از ہمت جلیلہ مامول محبانہ است۔

المستند بتوفیقات الربانیہ عبد الحمید خان ملک الدولۃ عثمانیہ

محررہ ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۶ ہجری

جن مین طلبا کو معقول وظیفہ ملتا تہا، لیکن افسوس ہے کہ اون طلبا نے اون وظائف کو مدد تحصیل علم نہ جانا، بلکہ ذریعہ معاش سمجہا جسکی وجہ سے وظیفہ دینے کی اصلی غرض فوت ہوگئی، اور اون مین سے ایک بہی لایق شخص نہ نکلا، انگریزی تعلیم اور علوم جدیدہ کی طرف اونکو کماحقہ توجہ نہ دلائی گئی، اگرچہ ایک ہائی اسکول جاری تہا مگر اوس سے جیسا کہ چاہیے فائدہ نہ اوٹھایا گیا اس وجہ سے آجکل بہوپال مین لایق لوگون کا پتہ نہین ملتا، اور ملکی لوگون کا حق غیر ملکی لے رہے ہین، اسکی جواب دہی صرف اونہین حضرات کے ذمے ہے جو تعلیم جدید کو غیر ضروری جانتے تہے، اور قابلیت کا معیار صرف نصاب قدیم کی کتابون کو طوطے کی طرح رٹ لینا قرار دیدیا تہا، ایسے ہی اشخاص سررشتہ تعلیم کے ذمہ دار افسر تہے جنکو زمانہ حال کی علمی ترقیون سے برائے نام بہی بہرہ نہ تہا۔

سرکار خلد مکان منیر، شاعرہ، وسیع الاخلاق، منکسر المزاج، قول کی منضبط، ارادہ کی مستقل اور غیور تہین، اونکو دستکاری کا بہت شوق تہا، بارہا اونکی صفات عالیہ کا اس درجہ تجربہ ہوچکا ہے کہ کوئی متنفس اون سے انکار نہین کرسکتا، فقیران بے نوا سے لیکر والیسرایان ہندوستان تک کی زبانون پر اونکے اوصاف حسنہ کا تذکرہ ہے۔

۱۸۹۹ء کے عالمگیر قحط مین، اونہون نے اعلیٰ درجہ کی فراخدلی کے ساتھہ اپنی رعایا کی مدد کی، اور محض اپنی فیاضی کے جان بخش اثر سے ہزارون آدمیون کی جانین بچائین، اور سیکڑون خاندانون کو گرسنگی، اور فاقہ کشی کی مصیبتون سے نجات دی، نیز اون لوگون کو جو رعایا غیر تہے، اور جنہون نے قحط کے مصائب سے ریاست مین پناہ لی تہی اپنی فیاضی و کرم سے مایوس نہین کیا، اونہون نے تقریبات، اور خوشیون مین جو اعلیٰ درجہ کی فیاضیان کی تہین اونسے صدہا گہر مالامال ہوگئے، عام غریبون کے لیے محکمہ مصارف مقرر کیا، اور سیکڑون آدمیون کے پینشن مقرر کیے، چونکہ اکثر حاشیہ نشینان حکومت طامع، اور خودغرض لوگ تہے سرکار خلد مکان کی

فیاضیون سے جو فائدے اہل ملک کو پہونچنے چاہئے تھے نہ پہونچے، اور عام فیاضی کا تمتع خصوصیت سے رہا۔
تعمیرات مین اونکا شغف اور حوصلہ اونکے ہم نام شاہجہان شہنشاہ دہلی کے حوصلون سے کچھہ کم نہ تھا، اور اوسکی یادگار مین شاہجہان آباد کی مرتفع، اور شاندار عمارتین "تاج محل" عالی منزل، بے نظیر، نواب منزل، وغیرہ اور اونکے متعلق محلات و مکانات ہین، "تاج المساجد اگرچہ ہنوز ناتمام عمارت ہے تاہم اپنے بانی کی علو حوصلگی کو پکار پکار کر اظہار کر رہی ہے، اور اوسکی تعمیر پر پندرہ سولہ لاکھ روپیہ صرف ہوچکا ہے، اوسکا فرش بلورین انگلینڈ مین بصرف ۷ لاکھ روپیہ ایک بڑے کارخانہ سے تیار کرایا گیا ہے، مگر علما نے اوس کا مسجد مین لگایا جانا جائز نہین قرار دیا، یہ مسجد جسوقت مکمل ہوگئی تو دنیا کی تاریخی عمارتون کی فہرست مین جگہہ لیگی۔

اونکو رفاہ عام کے کامون سے بھی کچھہ کم دلچسپی نہ تھی، لیڈی ہسپتال، نہر جدید، پل شاہجہانی، بند قیصری، پرنس آف ویلز ہسپتال، مفصلات کی پختہ سڑکین (جو علاقہ غیر سے جاملی ہین) موزون و مناسب مقامات پر تالاب کے گھاٹ محکمہ ویکسینیشن کا تقرر، اضلاع و محالات مین شفاخانہ جات یونانی و ڈاکٹری، اور ڈاک خانہ جات کا اجرا، چاہات کی تیاری، اونکی اس شاہانہ دلچسپی، اور شوق کا مظہر ہے، باوجودیکہ سرکار خلد مکان جنس اناث مین تہین مگر اون مین فوجی شوق بھی موجود تھا، کیونکہ قوم افاغنہ مین جو بہادری ہوتی ہے وہ مردون ہی پر ختم نہین عورتون کو بھی اوسکا حصہ ملتا ہے، اسیلیے سرکار خلد مکان مین قومی بہادری بھی تھی، وہ جفاکش سپاہی سے خوش ہوتی تھین، اور معاملات عساکر ریاست پر خاص توجہ فرماتی تہین، اونہون نے ریاست مین اسپی توپخانہ قائم کیا، باڈی گارڈ کا رسالہ مرتب فرمایا، اور سواران فوج کی تنخواہ مین اضافہ کیا اونہون نے انتظام و اغراض معدلت گستری کے لیے جوڈیشل محکمے قائم کئے، قانون مین ترمیم کی کمپاسی بندوبست کیا جس سے مالیہ اراضی مین بیشی ہوئی اوسی کے ساتھہ کاشتکارون اور

ستا جرون کو بھی معافیات دین، اور خوش آیند رعایتین کین، ریاست مین تار برقی نہونیسے جو تکلیف تھی اوسکو رفع کیا، اور کئی ہزار روپیہ صرف کرکے سلسلۂ تار قائم کیا، ریلوے کا اجرا منظور فرماکر ایک معقول سرمایہ سے مدد دی جسکا منافع نسلاً بعد نسلٍ ریاست کو ملیگا۔

رعایا مین صنعت وحرفت کا خیال پھیلنے، اور غریب مزدورون کے لیے معاش بہم پھونچانے کے لیے دخانی کارخانہ جاری فرمایا، لیکن وہ کارخانہ رعایا کے لیے کار آمد نہین ہوا کیونکہ اوس مین بجز روئی صاف کرنے اور آٹا پیسنے کے نہ اور کلین ہین نہ اور کام، گویا اوسکا دائرہ تنگ اور کاروباری ضرورتون کے لحاظ سے محدود ہے۔

اون کے دور حکومت مین ہزاکسلنسی لارڈ لینسڈون، ہزاکسلنسی لارڈ ایلگن، اور ہزاکسلنسی لارڈ کرزن ویسرایان ہند بھوپال مین وقتاً فوقتاً رونق افروز ہوے، اونکی شاہانہ مہمان داری اون کا اعلیٰ درجہ کی گرم جوشی کے ساتھہ استقبال اونکی اوس ارادت وعقیدت اور وفاداری کی دلیل ہے جو اون کو تاج وتخت برطانیہ کے نسبت تھی، اونہون نے اپنی شاہانہ مدارات وجوش وفاداری سے اپنی دلی خیرسگالی اور عقیدت مندی کا نقش ویسرایان ہند کے دلون پر مرتسم کردیا، وہ ہر ایک کام کو جو شاہنشاہی اغراض کے لیے مفید ہوتا نہایت سیرچشمی کے ساتھہ بڑھتے ہوئے شوق اور بلند ہمتی سے کرتی تھین، جنگ افغانستان، اور بغاوت عربی پاشا کے دوران مین اونہون نے امداد پیش کی تھی اور نیز وجان جنگ کابل کے لیے معتدبہ چندہ دیا تھا۔

امپریل سروس ٹروپس اعلیٰ درجہ کی فراخ دلی اور مستعدی سے قائم کیا تھا، ذات شاہنشاہی کے ساتھہ جسقدر اون کو محبت تھی وہ اونکی عرضداشتون سے ظاہر ہے جو اونھون نے علیاحضرت ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند کے حضور مین ارسال کین اور اس محبت کی صداقت واثرپذیری اون پرلطف جوابات سے ہویدا ہے جو علیاحضرت قیصرۂ ہند کے حضور سے آئے۔

گورنمنٹ ہند اور علیاحضرت "ملکہ معظمہ" کے عالی رتبت قائم مقامان نے جس طریقہ اور جس موثر پیرایہ مین سرکار خلد مکان کی وفاداری کی عزت اور اونکے اعلیٰ خیالات وجذبات کی عظمت ظاہر کی "اور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" نے جو مسرت اور خوشنودی ظاہر فرمائی وہ نہ صرف سرکار خلد مکان کے لیے باعث افزونی اعزاز تھا، بلکہ اونکے اخلاف کے لیے بھی مایہ نازش اور تمغاے عزت ہے ۔

سرکار خلد مکان کے انتقال پر اعلیٰ حضرت "ملک معظم" کا اظہار افسوس فرمانا کسیلنسی وایسرائے ہند کا غیر معمولی گزٹ کے ذریعہ سے سرکاری طور پر افسوس اور اونکی اعلیٰ صفات و وفاداری وبیدار مغزی ولیاقت اور فیاضی کا اعتراف کرنا اونکی ممتاز زندگی کے لیے ایک معزز سارٹیفکٹ اور اونکے اوصاف کے شمار کے واسطے ایک مستند سند ہے ۔

سرکار خلد مکان کی شاندار اور روشن زندگی مین چند واقعات ایسے بھی گذرے جو نہایت افسوس ناک تھے اور تمام ملک مین تاریخی حیثیت رکھتے ہین اونکے باعث سے گورنمنٹ کو بھی حیرت ہوئی اور جب سرکار خلد مکان کے اعلیٰ صفات کا اعتراف کیا جاتا ہے تب اون واقعات حیرت انگیز پر تعجب بھی ہوتا ہے جو اونکے فہم اور اونکی شان کے خلاف تھے، مگر یہ کہنا پڑتا ہے کہ انسان کی زبان مین جہان اور اوصاف ہین وہان جادو کا اثر بھی ہے، اور اونکو میرے مخالفین کی زبانون نے مسحور کر لیا تھا، میری اور اونکی مسلسل کشیدگی، نواب صدیق حسن خان صاحب کا انتزاع خطاب وسلامی، اور اون کے زمانہ کے واقعات، اور منشی امتیاز علی خان کا دور وزارت وہ حالات ہین جنکا مین نے اشارہ کیا ہے ۔

جن اشخاص نے جنس اُناث کی فطرت کا تجربہ کیا ہے وہ جانتے ہین کہ شریف عورتون کی طبیعتون مین جہان رحم ومحبت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے وہان ضد سخن پروری اور غیرت کا عنصر بھی کچھ کم نہین ہوتا، اور یہ سب حالتین سرکار خلد مکان مین غیر معمولی طور پر مجتمع ہو گئی تھین ۔

سرکار خلد مکان نے مولوی صدیق حسن خان صاحب کی ظاہری حالت کو دیکھکر بہ پابندی

شرع اسلام اون سے نکاح ثانی کیا اور نکاح کے بعد تمام معاملات ذاتی خاندانی اور ملکی مین اون پر
اعتماد کرلیا، یہی اعتماد تمام غلطیون اور نقصانون کا سبب بن گیا۔

نواب صدیق حسن خان صاحب نے اعتماد حاصل ہوتے ہی اپنی طبیعت کا رنگ ظاہر کرنا شروع
کردیا سرکار خلد مکان نے پہلے کچھ باتون کو معمولی اور خفیف سمجھکر توجہ نہ کی لیکن جب زیادتی ہوتی گئی
اور اونہون نے اوسپر توجہ کی اور مانع ہوئین تو نواب صدیق حسن خان صاحب نے طلاق کی دہمکی
دینی اختیار کی یہ ایک بجلی تھی جو سرکار خلد مکان کے تمام اقتدارات واختیارات پر گری اور خاندانی غیرت
وشرافت نے روحانی صدمات اور دلی تکلیفات کو بمقابلہ اوس صدمہ کے جو نواب صدیق حسن خان صاحب
کی دھمکی سے ہوتا تھا برداشت کیا مگر اوسیکے ساتھہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے اوس عنصر کو
جو شفقت مادرانہ کا ہوتا ہے مٹانے کی بھی کوشش کی اور ہر ایک تدبیر جو ممکن تھی وہ کی، مجھکو
اونکی نظرون مین نہ صرف مخالف ہی بنایا بلکہ دشمن جان وآبرو ثابت کیا مگر پھر بھی مان کی محبت
بعض اوقات ان تمام شرارتون پر غالب آجاتی اور سرکار خلد مکان مضطرب ہوجاتین، لیکن
غیرت کا خیال اور نواب صدیق حسن خان صاحب کی دھمکی اوسکو پامال کردیتی اس کے علاوہ
اون کے چارون طرف ایسے لوگون کا مجمع رہتا تھا جو ہمارے خلاف ہر وقت کوئی نہ کوئی تازہ بات
کہتے رہتے ہمپر ہر قسم کی تہمتین تراشا کرتے تھے۔

سرکار خلد مکان فیاض تھین اور چونکہ اکثر عورتون کی فیاضی اولاد اعزہ کی تقریبات پر زیادہ ظاہر
ہوتی ہے اسلیے سرکار خلد مکان بھی تقریبات کی شروع سے ہی دلدادہ تھین اس ولولہ کو،
ہمارے اور ہماری اولاد کے ساتھہ تو نکال نہین سکتی تھین لہذا کبھی میان قدر محمد خان کی بسم اللہ،
اور کبھی اونہین کی جانب منسوب کرکے وہ دوسری تقریبات کرتین جنکو وہ بجاے میرے اور
صاحبزادی ملقبیس جہان بیگم کے سمجھتی تھین، اور کبھی صفیہ بیگم، نورالحسن خان، و علی حسن خان اور اون کے

بچون کی تقریبات فرمائین (جو نواب صدیق حسن خان صاحب کی اولاد تھی) مگر جیسا کہ صحیح اور بالکل صحیح ذرائع سے معلوم ہوا ہے وہ ان تقریبات مین بجاے خوش وخرم ہونے کے مغموم وآب دیدہ ہوکر ہمیشہ فرمائین کہ "اوس سے پیاس نہین بجھتی" اس دل دوز جگر سوز جملہ کو سنکر وہی لوگ کہنا شروع کر دیتے کہ "اگر ہماری اولاد ایسی اور ایسی ہوتی تو کبھی نام بھی نہ لیتے" اور اگر اوسوقت کوئی حق پسند مصاحبہ قریب ہوتی تھی اور وہ جسارت کرکے کہہ بھی دیتی تھی کہ "سرکار آپ کو کسنے مجبور کیا ہے، آپ والی ملک ہین، اسیوقت اونکو (ہم لوگون کو) بُلا سکتی ہین" تو سرکار خلد مکان آنکھون مین آنسو بھر کر چپ ہوجاتی تھین اور غم ٹالنے کے لیے دوسری طرف باتون کا رُخ پھیر دیتی تھین، لیکن جب کبھی ایسا ہوا تب وہ غریب مصاحبہ فتنہ انگیزون کے حملون سے نہ بچ سکی، حیلے ڈہونڈہے گئے بہانے نکالے گئے الزامات قائم کئے گئے آخر وہ محل سے اس طرح نکالی گئی جسطرح کھٹکتا ہوا کانٹا پاون سے نکالا جاتا ہے۔

غرض اسیطرح سرکار خلد مکان کے لیے بہت سے اسباب پیدا کر دیے تھے کہ جن مین اونکا دل بہلنا اور ہم لوگون کو فراموش اور بھلانے کا موقع ہاتھ آتا، نواب صدیق حسن خانصاحب نے باوجود اپنے آپ کو متشرع ظاہر کرنے اور ادعاے تقوی کے اپنی اولاد کے لیے اون تمام رسوم کو جائز رکھا تھا جن سے نفع ہوتا اور روپیہ کھچتا جو تقریبات کہ ابتداے زمانہ مین ہمارے لیے خلاف شرع تھین اب اس زمانہ مین اپنے لیے عین سنت و فرض کر دین، خیر مجھے نہ اسپر رشک ہوتا تھا اور نہ رنج کیونکہ مین جانتی تھی کہ یہ تمام امور غم کے بھلانے اور خوش کرنے کا موجب ہین، اور مین خوش ہوتی تھی کہ سرکار خوش ہین، اور اسیطرح وہ میرے غم کو اور مجکو بھلا رہی ہین۔

چونکہ مین بستر مرگ پر مجھسے نہ ملنے کا نواب صدیق حسن خان صاحب نے عہد لیا تھا اس لیے وہ اور بھی مجبور تھین جب اونکا انتقال ہوگیا تو دوسرے لوگون نے کشیدگی کا بدستور قائم رکھنا اپنا مقصد اعظم قرار دیا، ہر دم اور ہر وقت ہماری طرف سے کدورت پیدا کرنا اور اشتعال دلانا

وہ لوگ اپنا ذریعہ نجات وفوز عظیم کا سبب جانتے تھے، درحقیقت اگر وہ لوگ ایسا نہ کرتے تو اصلی واقعات سرکار پر کھل جاتے اور جو پردہ حائل تھا اوٹھ جاتا جس سے مفسدین کو نقصان پہونچتا اور ساری امیدین خاک مین ملجاتین، اور جو فائدہ ہو رہا تھا مسدود ہوجاتا۔

میری ذات خاص کے خلاف نواب صدیق حسن خان صاحب کے مرنے کے بعد تو لوگون کو کہنے سُننے کی ذرا جرأت کم ہوگئی تھی، لیکن "نواب احتشام الملک" بہادر کے خلاف نہایت بے باکی سے اتہامات بیان کیے جاتے، اور اونپر زیادہ برانگیختگی کا سامان مہیا اور وہ ہر وقت کی طمع کاری سے چمکایا جاتا تھا، ان وجوہ پر غور کرنے کے بعد مین اپنی نسبت سرکار خلد مکان کی بے مہری کا شکوہ کرنا انصاف سے بعید جانتی ہون، اور یہ سمجھتی ہون کہ جو کچھہ اونہون نے کیا وہ مقتضائے بشریت تھا اور اسلیے وہ ایسے ہر الزام سے پاک تھین جو اونکے دامن خیال کو غبار تکدر سے آلودہ کرے، میرے دل مین جو خیالات محبت و زوالات سے خداوند کریم نے پیدا کر دیے تھے وہ روز بروز نشو ونما ہی پاتے رہے اور اسوقت تک قائم و موجود ہین گو مین اون کے وجود سے اب محبت کر نہین سکتی لیکن اونکی روح سے محبت کرتی ہون اور اوسکا ادب میرے لیے باعث رضائے الٰہی ہے، مین اونکی مغفرت کی دعا کیا کرتی ہون اور اس امید پر خوش ہون کہ اگرچہ اس فانی اور دنیاوی زندگی کا بڑا حصہ رنج مین گزرا اور مجھے مہر مادری کی مسرت سے محرومی رہی لیکن اوس ابدی اور روحانی زندگی مین میری عزیز ماں کا دامنِ عاطفت صرف میرے ہی لیے ہوگا اور بجائے نشست وگل سے محلات مین پاس رہنے کے ریاض جنان مین اون کے ساتھہ رہون گی اور خدا کے تخت جلال کے روبرو ظالم و بدباطن اپنے اعمال کی سزا پائین گے فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ معمولی واقعہ سے اعلیٰ نتائج اخذ کیے جاتے ہین اسلیے مین اس سلسلہ مین ایک واقعہ بیان کرتی ہون جس سے میری کتاب کے ناظرین کو سرکار خلد مکان کے اوس حسن ظن کا

اور اونکی اوس راے کا جو اونھون نے میری نسبت قائم کی تھی اور اونکے اوس خوف کا جو خدا سے کرتی تھین اور جو ایک مسلمان کے لیے ضروریات اسلام مین داخل ہے بخوبی پتا معلوم ہو جاے گا۔ اور ناظرین اس نتیجہ پر پہونچین گے کہ باوجود خفگی کے سرکار خلد مکان مجکو کس درجہ کا مستحق محبت جانتی تھین اور میرے متعلق کیا توقعات رکھتی تھین جو اونکی شفقت مادری کی دلیل ہے اور بتا رہا ہے کہ مان اپنی اولاد کی بابت کہان تک ٹھیک خیال رکھتی ہے۔

سرکار خلد مکان کا معمول تھا کہ وہ ہر جمعہ کو بعد نماز وعظ سنا کرتی تھین ایک دن مولوی محمد بشیر وعظ کہہ رہے تھے اور زن و شوہر کے حقوق و تعلقات اون کے وعظ کا موضوع تھا سرکار خلد مکان نے واعظ کو مخاطب کر کے کہا کہ "آپ نے شوہر و زوجہ اور مطیع عورت کے درجات تو بیان کیے لیکن یہ بھی بیان کیجے کہ اولاد پر والدین کے کیا حقوق ہین" واعظ نے اس مسئلہ پر بھی ایک بسیط تقریر کی اور وہ تمام فرائض و واجبات جو اولاد پر والدین کے متعلق ہین بیان کیے سرکار خلد مکان نے سوال کیا کہ "اگر اولاد ہر طرح نیک ہو اوسکی سعادت مندی مین شک نہو اوسکے اعمال صالح ہون لیکن کسی امر خاص مین والدین کی فرمان پذیر نہو اور مان اوسکو معاف نہ کرے تو فرمایئے کہ خداے تعالیٰ کیونکر اوسکو بخشے گا؟" واعظ نے جواب دیا کہ "اگر خدا کے نزدیک وہ نیک و صالح ہے تو خدا اوسکے والدین کو اپنی بڑی بڑی نعمتین دیکر کہا فرمائے گا کہ اگر تم اپنی اولاد کو معاف کر دو گے تو ہم تم کو یہ نعمتین عطا کرینگے"۔

سرکار خلد مکان پر ایک عجیب وجدانی کیفیت طاری ہوئی اور بے اختیارانہ جوش کے ساتھ کہہ اوٹھین کہ "ہم بھی اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی نعمتین لیکر اوسکو بخش دین گے"۔

اس واقعہ کی اطلاع جسوقت مجھے پہونچی تو مین نہین کہہ سکتی کہ کسقدر ناز بھری خوشی مجکو ہوئی، اور مین اوس لطف کو کبھی فراموش نہین کر سکتی جب کہ میرے کانون نے سرکار خلد مکان کے ایسے اعلیٰ خیالات اپنی نسبت سُنے۔

نواب صدیق حسن خان صاحب نے جو مظالم رعایا پر کیے اور جسطرح غریبون کو ظالمون کی گود مین
ڈالدیا اگرچہ اوسکی ذمہ داری سرکار خلد مکان پر بادی النظر مین عائد ہوتی ہے مگر جبکہ یہ امر تسلیم کرلیا گیا ہے
کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے روزافزون اقتدار نے ایسے کانٹے رئیس و رعایا کے بیچ مین بو دیے تھے جنکا
دور کرنا رعایا کے لیے سخت مشکل ہوگیا تھا، تو سرکار خلد مکان کی ذمہ داری باقی نہین رہی اسیطرح
نواب صدیق حسن خان صاحب کی پولیٹکل کارروائیون سے بھی سرکار خلد مکان کو کوئی تعلق نہین۔

نواب صدیق حسن خان صاحب ایک متعصب شخص تھے اور اوسکے ساتھہ ہی وہ استعداد
علمی بھی رکھتے تھے اونہون نے حالت بینوائی سے نکلکر اپنے آپ کو ایک ملک پر حکمران کی طرح پایا
بڑے بڑے لوگون نے اونکے سامنے سر اطاعت جھکایا، خزانہ کی کنجیان اون کے دست اختیار مین
دولت سے اونکا دامن حرص بھرا ہوا، اس اطمینان کے ساتھہ اونہون نے عربی وغیرہ مین تصنیف و
تالیف کا سلسلہ قائم کردیا، اور اپنی کتابون کو عرب و مصر مین مشتہر کرایا مگر جیساکہ خود سرکاری رپورٹ
مین تسلیم کیا گیا ہے سرکار خلد مکان کو اون کتابون کے مضامین پر آگاہی نہ تھی، چونکہ ان دنون سوڈان مین
بغاوت پھیلی ہوئی تھی، اسلیے گورنمنٹ ان کتابون سے کھٹکی اور ادھر نواب صدیق حسن خان صاحب کی
وہابیت کی شہرت نے اور بھی بدظن کردیا، سرکار خلد مکان کو ان حالات کی اطلاع دی گئی اور خواہش کی گئی
کہ نواب صدیق حسن خانصاحب کو اون حرکات سے باز رکھیں چنانچہ سرکار خلد مکان نے ایک ایسی تہدید
اور ایسے غصہ کے ساتھہ فہمایش کی جو اوس سے پیشتر کبھی ظہور مین نہین آئی تھی، اوسوقت بظاہر
نواب صدیق حسن خان صاحب سمجھہ گئے مگر پھر نہایت مخفی طور پر اوسی طرح کا سلسلہ اونہون نے
جاری کردیا یہان تک کہ سرکار خلد مکان کو اوسوقت اطلاع ہوئی جبکہ گورنمنٹ ہند نے نواب صدیق حسن خانصاحب
کے متعلق صاف صاف کارروائی کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا اور سعاً کارروائی شروع ہوگئی، سرکار خلد مکان
نے نہایت ضبط و تحمل اور افسوس و رنج کے ساتھہ تمام کارروائیون کو دیکھا اور گورنمنٹ کے احکام کی تعمیل

جسطرح کہ کرنی چاہیے تہی کی، نواب صدیق حسن خان صاحب کا اعزاز مسترد ہوا اور وہ گوشہ نشین کردیے گئے
سرکار خلد مکان اس حالت سے سخت طور پر متاثر ہوئین، کیونکہ اول جو اعزاز نواب صدیق حسن خان صاحب کو
ملا تہا وہ در اصل سرکار خلد مکان ہی کا اعزاز تہا، دوم اس طرز عمل سے اونکی مستند اور قدیمی وفاداری
و خیر خواہی جو تاج برطانیہ کے ساتہہ تہی اوسکے متعلق بدگمانیون کے پہیلنے کا اندیشہ تہا، سوم شوہر کا ملال
رنج جو شریف بیوی ہی کا ملال و رنج ہے، چہارم نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنے کو بےگناہ ثابت
کرکے سرکار خلد مکان کو یہ خیال دلایا تہا کہ یہ ذلت آپ کی دختر و داماد کی وجہ سے ہوئی، اور در اصل
پسر سرکار کے ساتہہ برائی کی گئی ہے، پنجم وہی طلاق کی دہمکی جو شریف خاتون کے لیے موت کے ہم معنی ہے
ان تمام باتون کے اجتماع نے اون کو مجبور کر دیا کہ وہ کوشش کرکے گورنمنٹ پر ثابت کردین کہ نواب صدیق حسن خان صاحب
بےگناہ اور بے لوث ہین، اور جو الزام قائم کیے گئے ہین وہ دشمنون اور بالخصوص داماد اور دختر کی سازش کے
نتائج ہین، اور ہر عقلمند شخص سرکار خلد مکان کے ساتہہ ان حالات کو دیکہتے ہوئے ہمدردی کرے گا اور شریف
عالی حوصلہ خاتون کی ایسی سخت مجبوریون پر نظر کرکے اونکی مردانہ ہمت اور اصلی غیرت اور ہمت کا بہی
اعتراف کریگا اونہون نے پوری قوت کے ساتہہ کوشش کی اور اگرچہ وہ کامیاب نہین ہوئین لیکن گورنمنٹ
برطانیہ کے اعلیٰ افسران ہند نے اونکو بہت کچہہ مطمئن کر دیا اور اون پر ظاہر کر دیا کہ گورنمنٹ کو نہ صرف آپکا
وہی خیال پاسداری وعزت بدستور ہے بلکہ اس واقعہ کے پیش آنے پر اون کے ساتہہ ہمدردی بہی ہے۔

اسی سلسلہ مین بحیثیت اسکے کہ مین نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان کی وارث اور بہوپال کی حکمران ہون
میرا فرض ہے کہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ مسٹر ولیم کنکیڈ صاحب بہادر، ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا،
آنریبل سر لیپل گریفن، و مسٹر کرنل بنرمن، و ڈیلی صاحب، و صاحب فارن سکریٹری گورنمنٹ ہند،
مسٹر ڈیورنڈ صاحب و ہز اکسیلنسی لارڈ ڈفرن، و لارڈ رپن، ویسرایان ہند و صاحب سکریٹری آف اسٹیٹ،
و علیا حضرت ہر امپیریل مجسٹی ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند کا خاص طور پر شکریہ ادا کرون کہ ایک منٹ کو بھی انہون نے

کسی کے دل مین ریاست و فرمان رواے ریاست کیطرف سے کوئی بدظنی نہین ہوئی اور ہمیشہ وہ معذور سمجھی گئین، حتی کہ مجبور سمجھکر اون کے ساتھہ ہمدردی کی گئی اور اوسکے اظہار کے لیے ویسرایان ہند نے اعلیٰ درجہ کی حوصلہ افزا روش اختیار کی تھوڑے ہی عرصہ بعد ہز اکسلنسی لارڈ لینسڈون نے جب کہ وہ بھوپال مین مہمان تھے سرکار خلد مکان کی پاس خاطر سے ریاست کی نذر معاف کرکے خاص عزت بخشی اور جملہ صاحبان ویسرایان ہند نے سرکاری اور خانگی تحریرون اور تقریرون مین سرکار خلد مکان کے خلوص عقیدت کی تعریف کی یہ ایک بین ثبوت اس امر کا ہی کہ سرکار خلد مکان کو کوئی تعلق یا آگاہی نواب صدیق حسن خانصاحب کی پولٹکل حرکات پر نہ تھی منشی امتیاز علی خان نواب صدیق حسن خان صاحب کے بلاے ہوے تھے اس وزیر سے یقین تھا کہ وہ خطاب و اعزاز واپس دلائے گا، نواب صدیق حسن خان صاحب ہر امر مین وزیر کے حامی رہے اسلئے سرکار خلد مکان نے وزیر پر اعتماد کرلیا اور اوسکو وزارت کے پورے اختیارات دیدیے گئے، وزیر نے چارج لیتے ہی اپنے اختیارات کے طریقے سوچ لیے تھے، نواب صدیق حسن خان صاحب کی طرف سے اطمینان کلی تھا اور اون لوگون کا جو رسوخ یافتہ اور اغراض کے بندے تھے خود مُمِدّ و معاون بنا، یون اور اسطرح ہر طرف قابل حاصل کرلیا۔

نواب صدیق حسن خان صاحب کو واپسی اعزاز کی ہنوز امید باقی تھی کہ وزیر کی خوش قسمتی سے اون کا انتقال ہوگیا وزیر نے سرکار خلد مکان کی اس غمناک حالت سے موقع پاکر لکھنؤ وغیرہ کی چالاک عورتون کو جو بظاہر شریف اور اونچے گھرانون کی تھین مصاحبت مین داخل کرادیا اور اپنے اختیارات کا استعمال شروع کردیا، ہر ایک برائی جو ممکن تھی رعایا و ریاست سے کی لیکن یہ غیر ممکن تھا کہ کوئی شکایت سرکار خلد مکان تک پہنچ سکے احیاناً اگر کوئی شکایت پہونچی تو معاً بیسیون تاویلین ہوجاتین تاہم سرکار خلد مکان تحقیقات کرکے مظلومون کو انصاف عطا کرتین، اور وزیر کو تنبیہ فرماتین، البتہ جو نقصان کہ اعتماد کے آغاز اوسط مین پہونچ گیا اوسکی تلافی نہو سکی اور اسوقت تک باوجودیکہ چھہ سال سخت محنت

کرتے ہوے گزر گئے ہین وہ نقصان پورا نہوسکا، سرکار خلد مکان نے بالآخر وزیر کے مظالم کیطرف توجہ کی اور وہ اوسکا انسداد عمدہ طریقہ پر کرنا چاہتی تھین کہ وزیر کی موت نے کامل اور واقعی انسداد کردیا۔

غرض ہر انسان مین کچھہ نہ کچھہ کمزوری اور ہر حکومت مین کوئی نہ کوئی غلطی ضرور ہوتی ہے، شخصی حکومت سے قطع نظر کرکے اگر جمہوری سلطنتون پر نگاہ ڈالی جاے تو اون مین بھی تکلیف دہ فروگذاشتین نظر پڑینگی اسلیے اگر سرکار خلد مکان سے کوئی غلطی یا کمزوری ظاہر ہوئی تو اوسکی وجہ سے اونکے بےشمار ذاتی محاسن اور دانشمندانہ انتظامات حکومت نظر انداز کرنیکے قابل نہین، ہم کو اس مقولہ پر عمل کرکے خُذْ مَا صَفَا دَعْ مَا كَدِرْ معاملات کو دیکھنا چاہیے تاکہ حکومت اور ذات کی خوبیان معلوم ہون۔

سرکار خلد مکان کے عہد حکومت مین منشی امتیاز علی خان کی وزارت، اور اونکی ذاتی خوبیون مین سے میری اور نواب صدیق حسن خانصاحب کے حالات کو جو خانگی قصے تھے نکال کر غور کیا جاے تو اونکی حکومت اور اونکی ذات خداوند کریم کی رحمت و برکت تھی جو انسانی وجود اور افعال کے ذریعہ سے دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔

جب ان قصّون پر ٹھنڈے دل سے نگاہ ڈالکر ہر اسباب کو پیش نظر رکھکر نظر امعان ڈالی جاے تو کوئی حیرت و استعجاب سرکار خلد مکان کے نسبت باقی نہین رہتا، اور اون پر کوئی الزام عائد نہین ہوسکتا، اون کا دل نیک تھا اور خوبیون سے مملو، وہ رحم و کرم کی مجسم روح تھین اونہون نے دنیا مین اپنی زندگی کے سرسٹھ سال نہایت عزت و احترام کے ساتھہ بسر کیے، اور آخرت مین بھی انشا اللہ تعالی وہ اوس زمرہ مین ہونگی جس کی نسبت حکم ہوگا اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِيْنَ۔

حصہ اوّل تمام شد